الشعراء تلامذ الرحمٰن

جذباتِ محب

طبعزاد

جناب مولوی محب حسین صاحب مدیر رسالہ معلم النسوان
و مصنف دیوان و مترجم امیر علی ٹھگ و میرا پہلا جرم وغیرہ وغیرہ

مولفہ و مرتبہ

عالیجناب افضل النسا خانم صاحبہ زاد اللہ علمہا

سنہ ۱۳۲۲ ف

مطبوعہ مطبع اختر دکن واقع افضل گنج حیدر آباد

13986
۱۸۸۶
دواوین
۶۶۶
1521
د
CHECKED
Checked 1987
CHECKED 199

الشعراء تلامذ الرحمٰن

جذباتِ مُحِب

طبعزاد

جناب مولوی محب حسین صاحب مدیر رسالہ معلم نسوان

ومصنف دیوان ومترجم امیر علی ٹھگ میرا پہلا جرم وغیرہ وغیرہ

مولفہ و مرتبہ

عالیجناب افضل النسا خانم صاحبہ زاد اللہ علمہا

سنہ ۱۳۲۲ ف

مطبوعہ مطبع اختر دکن واقع افضل گنج حیدرآباد دکن

HYDERABAD STATE LIBRARY

۱۲۲۹۶
ح ۲۵۱
د ۱۱۵۷
۴۸۶

دیباچہ

جناب مولوی محب حسین صاحب المتخلص محب میرے اُستاد شفیق ہین مین نے ان سے برسون تعلیم پائی ہے اور ان کے فیض صحبت سے بہت مستفیض ہوئی ہون اسکے شکریہ مین مدت سے میرا یہ خیال تھا کہ اپنی مشفق اور ہمدرد نسوان معلم کی کوئی ایسی عمدہ خدمت کیجاے جو ان کی یادگار کے بطور ہو اس لئے مین نے ان کی کل تصانیف کو پہلے جمع کیا اور ان مین سے جہان جہان مجھے ان کی نظمین دستیاب ہوئین جو مستقل کتاب کی صورت مین ابھی تک طبع نہ ہوئین تھین انھین مین نے جمع کیا اور دیوان کے تکملہ کے لئے نئی غزلین ان سے اور کہلائین اور بعض مسدس اور رباعیان بھی مولوی صاحب ممدوح نے میری فرمایش سے لکھدین اور رسالہاے معلم نسوان اور اخبار علم و عمل مین سے

بھی آپکی مفید نظمین مین نے انتخاب کین۔ غرضکہ جہان تک مجکو ملسکا ان کا کلام اس کتاب مین ایک جگہ ایک خاص ترتیب کے ساتھ جمع کر دیا۔ امید ہے کہ یہ کتاب عامہ خلائق کو مفید ثابت ہوگی اور صیغہ نظم مین ایک طرح کا اضافہ اس کلام سے ہو جائے گا۔

مولوی صاحب کی نظمون کی نسبت اپنی راے ظاہر کرنا تو میری لیاقت سے باہر ہے مین اس امر کو صرف پبلک کی راے پر چھوڑتی ہون۔ مگر اتنا کہنے کے بغیر نہین رہ سکتی ہون کہ مولوی صاحب نے ان نظمون مین اس بات کا خیال ضرور رکھا ہے کہ پاکیزہ اور اعلیٰ درجہ کے خیالات روزمرہ کی آسان زبان مین نظم کیے جائین۔ میرا خیال ناقص یہ ہے کہ ان کے کلام مین بہت سے جدید خیالات ایسے پائے جاتے ہین جو اسوقت تک شعر مین باندھے نہین گئے۔ اور فقط یہی بات کچھ کم وقعت کے لایق نہین ہے کہ جدید خیالات الفاظ کے پیرایہ مین پبلک کے سامنے پیش کیے جائین۔ یورپ مین نئے خیالات کی لوگ قدر کرتے ہین اور پرانے پیش پا افتادہ مضامین کو نظر انداز کر دیتے ہین۔ کیونکہ دنیا کی ترقی جدت پر منحصر ہے۔ برخلاف اسکے ہمارے ملکون مین پرانے خیالات ہی کو لوگ پسند

کرتے ہین۔ حالانکہ ان سے دنیا کو کوئی چندان فائدہ متصور نہین۔

اب مین اس خواہش پر اس دیباچہ کو ختم کرتی ہون کہ اگر میری اس محنت اور جانفشانی سے عامہ خلائق کو کوئی فائدہ اور بالخصوص طبقہ نسوان کو کوئی نفع پہنچے (جیسا کہ تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ مولوی صاحب ممدوح کی تحریرون سے ہندوستان کی اسلامی سوسائٹی کو بہت کچھ فائدے اس بیس برس مین پہنچ چکے ہین۔ اگرچہ لوگون کو یہ بات معلوم ہو یا بعض اشخاص تعصب اور عناد کی وجہ سے جو ہر زمانہ مین پیدا ہوتے ہین اس بات کو تسلیم نہ فرمائین) تو مین سمجھونگی کہ میری یہ ناچیز محنت چیز ہوئی۔ اور مجھے امید ہے کہ خداوند تعالیٰ ضرور اس کتاب کے ذریعہ سے لوگون کے خیالات مین وسعت پیدا فرمائیگا اور طبقہ اناث کی جلد اصلاح ظہور مین آئیگی۔ نظم ڈراما جسمین بلینک ورس بھی داخل کی گئی ہے ایک بالکل جدید بات ہے ان نظمون مین جو ایشیائی اور یورپین دونو مذاق کو باہم ملا کر ایک عجیب دلچسپ اور دلگداز بیان پیدا کیا گیا ہے وہ البتہ قابل داد اور توجہ ہے مجھے امید ہے کہ اس کتاب کے اہل نظر اور اہل ذوق دونون ضرور محظوظ ہونگے۔

راقمہ
افضل النسا خانم

قصیدہ

در تہنیت تقریب تاجپوشی اعلیحضرت فلک رفعت شہنشاہ اعظم کنگ جارج پنجم

قیصر ہند و علیا حضرت کوئین میری قیصرہ ہند

کار و نیشن سے بڑہی آج عجب شوکتِ ہند — قابلِ رشک ہے قومونکو بھی اب رفعتِ ہند
جارج پنجم کی ہے یہ تخت نشینی کی رسم — کہ فزون جنتِ فردوس سے ہے جنتِ ہند
خاص دہلی مین ہے یہ تخت نشینی صد شکر — بڑھ گئی اور دول سے بھی تو اب دولتِ ہند
حکمران اسکو جوان بخت جوان سال ملا — اے زہے بخت رسا اور زہے قسمتِ ہند
شاہ عادل ہے رعایا ہے مطیع فرمان — سب ممالک سی فزون آج ہی کیا راحتِ ہند
راجے نواب رئیس آج کمر بستہ ہین — دیکھ لے آنکھون سے دنیا کہ یہ ہی صولتِ ہند
عقل و تہذیب و تمدن کا ہی اب ہند مین دور — کیون سلف سی بھی دوبالا ہو نہ پھر شہرتِ ہند
بر مین ہے ہند تو ہی بحر مین انگلینڈ قوی — دیکھ لین آج سلاطین زمن قوتِ ہند
شاہ پر اپنی رہی جان سے زہے قربان — ہے سلف سی یہی آئین یہی عادتِ ہند
کالے گورے کا اٹھا فرق علی اللیل و نہار — تاج دو ایک ہوئے جب تو بڑہی طاقتِ ہند
قیصرِ ہند کو رکھ اے مرے اللہ مدام — ہر گھڑی اور بڑھا امنیت و راحتِ ہند

دیگر

ہر طرف ہند مین ہے آج خوشی اور سرور شاد ہین باغ مین گل اور چہکتے ہین طیور
آسمان بھی ہے چراغون کی ضیا سے روشن ظلمت شب نظر آتی ہی برنگ کافور
کہین حورون کی ہے آواز کہین نغمون کی ہے کوئی رقص مین مشغول کوئی ہی مخمور
کارونیشن کی خوشی سی ہے رعایا کو یہ جوش کہ بجز جشن و طرب اور نہین کچھ مذکور
قیصر ہند کا دربار ہے وہ پُر شوکت دیکھ لین آکے یہان قیصر و کسریٰ فغفور
جارج پنجم کی ہے یہ تخت نشینی کی رسم رعب سے جن کے سلاطین زمن ہین مقہور
سامنا ان کا کرے کوئی یہ کسکی ہی مجال ان کی قوت کے مقابل مین جہان ہی مجبور
ایمپرس کا ہے خداداد عجب حسن و جمال دیکھ لے ایک نظر بھر کے تو قربان ہو حور

یہ شہنشاہ شہنشاہ کی بیگم دونو
یا الٰہی یہ سلامت رہین تا روز نشور

قصیدہ

در مدح اعلیحضرت قدر قدرت حضور پر نور نواب میر عثمان علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ سابع سلطان دکن خلد اللہ ملکہم

کیون نہ گلبرگہ کی ہو ارض مقدس پر نور
مہر باطن کی تجلی سے در و بام ہے طور

سب پہ ظاہر ہے کہ ظاہر پہ ہے حاکم باطن
روح قادر ہے تو اجسام ہین بالکل مجبور

مادّے کا کہان بے روح کی دنیا مین وجود
جو نہ سمجھے کوئی یہ بات تو ہے عقل سے دور

ہے "انرجی" ہی پہ "میٹر" کی جہان مین بنیاد
اور انرجی ہی کا عالم مین ہے سارا یہ ظہور

اہل باطن (روح) کی حکومت (مادّہ) ہے جہان مین قائم
اور اجسام ہین ارواح کے مطلق مقہور

جسم حادث متغیر ہے مگر روح قدیم
فہم مین آئے نہ یہ گر تو ہے دانش کا قصور

حضرت خواجہ دلون پر ہین حکمران ابتک
بہر تسلیم خود آئے ہین یہان آج حضور

میر عثمانِ علیخان بہادر رفیجاہ
جنکی آمد سے ہین حکام و رعایا مسرور

والی ملک دکن ظلِ خداوند جہان
مردم چشم تمنائے حضور پر نور

دیکھتے آج ہین ہم انکو یہان بے پردہ
نور موسیٰ (مرحوم) نے جو دیکھا تھا کبھی بر سر طور

مہر باطن کی تجلی ہے جبین سے ظاہر
ظلمت جسم اگرچہ ہے برنگ دیجور

رخ ہے خورشید تو دل چشمۂ مہر انور
ارض سے تا بہ سما آج ضیا کا ہے وفور

چمنِ دہر مین اس نخل پہ آئی ہے بہار
رُخ گل سے دلِ بلبل بھی تو ہے آج نفور

خلق کچھ انہین سے راوی نہین سب خلقی ہین وہ ہین وہی ہمت وہی عزم و حلیم اور صبور
انکی ہمت ہے سلاطین زمن سے عالی مرکز قدر نہین ان کا فقط حور و قصور
مے وحدت کا جو چلتا ہے پیاپی ساغر نشۂ عشق سے ہے چشم جہان بین مخمور
ان کی ہر کام مین رہتی ہے نظر آخر پر دل سے جاتا نہین دن بھر بھی کبھی خوف نشور
انکی نظرون مین ہین سب گبر و مسلمان یکسان جمع الجمع سے نزدیک ہے اور فرق سے دور
انکا وہ رعب عدالت ہی کہ سب ڈرتی ہین گردش چرخ ستائے تو بھلا کیا مقدور
ظلم کرتے نہین معشوق بھی اب عاشق پر وصل سے شاد ہین سب کوئی نہین ہی مہجور
بانی ظلم و ستم جتنے تھے روپوش ہین سب زندگی موت تو دل مردہ مکانات قبور
ہر مصیبت مین خدا نے وہ دیا صبر جمیل ہے فرشتون مین بھی چرچا کہ یہ ہی عبد شکور
وہ ترا گرز گران ہے کہ ہو ریزہ ریزہ ہاتھ پڑ جائے اگر کوہ پہ تیرا بھرپور
کچھ تعلی نہین ہے ہاتھ ترا ملک کا ہاتھ اور سب ہاتھون کی قوت سے نہین یہ کچھ دور
اسطرح فتنہ کو لاتی ہے زمین سے تفتیش جسطرح کھینچتا ہے دانت کو باہر زنبور
اسپتال اور دواخانون کی کثرت ہی مگر زور کس کا ہے جو ہو حکم قضا سے رنجور
در دولت پہ ہے افلاک کا گو سر نیچا پھر بھی دلمین نہین دنیا کی حکومت کا غرور
ابتدا یہ ہے تو انجام مین کیا ہوگا عروج قابلیت کو پرکھتے ہین جو ہین اہل شعور
آپ کے جود و سخاوت ابھی دیکھی کیا ہین نام حاتم کی جگہہ آپ کا ہوگا مشہور
بار خاطر نہ ہو یہ طول کلامی کیسی طبع نازک کا رہے پاس محب تجکو ضرور
ہے دعا یہ کہ رہے تا بہ ابد شاہ دکن متقی۔ عابد و مقبول خلائق مسرور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جذبات محب

الحمد للہ

باسم اللہ الرحمن شروع ہی میری دیوان کا   بحمد اللہ سخن نے مرتبہ پایا ہے قرآن کا
خدا کے نام سے آغاز ہے اس میری دیوان کا   گمان کیونکر نہ ہو اس نظم ربانی پہ قرآن کا
زبان اُس کی کلام اس کا بیاں اُسکا ثنا اُسکی   جو کرتا ہے کسی کی حمد وہ حامد ہے یزدان کا
تو ہی موجود ہے تیرے سوا کوئی نہین اصلا   نہین اچھا ہے آگی اور افشار از پنہان کا
ترا ہی فیض اقدس ہے صدف مین بطن گوہر   ترا فیض مقدس ہے برسنا ابر نیسان کا
جہان کے نیک و بد سب دامن رحمت مین چھپتے ہین   نہ آے عقل مین وہ گھیر ہے رحمت کے دامان کا
کہون مین آپکو کیا جب نہین میری کوئی ہستی   نہین ہستی ہی جب پھر نام کیون لکھا ہی امکان کا
نہ اسکی ابتدا کوئی نہ اس کی انتہا کوئی   پتا لگتا نہین اس ذات مین کچھ حد و پایان کا
یہی تو علم فطری ہے خدا کا ہی یقین سب کو   بتاؤ تو نہین کس شخص کو ادراک ہی جان کا
دوئی کو چھوڑ تا اعمال کی پرستش نہو تجھ سے   جو ہین توحید پہ قایم اُنہین کیا خوف میزان کا

کیا سجدہ نہ آدم کو سمجھ کر خاک کا پتلا   نہ سمجھے مرتبہ جاہل فرشتے نوع انسان کا
محب آنکھون کو کھولو ہر جگہ وہ جلوہ فرما ہے
کہان کا حشر دنیا ہی مین ہے دیدار جانان کا

وہ بالا عرش سے ہے قصر عالیشان محمدؐ کا   مکان ہے لامکان روح الامین دربان محمدؐ کا
کیا توحید کو شائع جو حق کا صاف رستہ ہے   ابتک سر پہ ہے انسان کے احسان محمدؐ کا
خدا کی تھی زبان گویا رسول اللہ کے منہ مین   کلام اللہ ہے ہرگز نہین قرآن محمدؐ کا
محمد کی حقیقت پوچھتے ہو گر تو وحدت تھی   کہ تھا وصل احد ہی آرزو ارمان محمدؐ کا
ٹھہرتا ہی نہین یہ ہادی برحق کی دہشت سے   جو نام پاک سنتا ہے کہین شیطان محمدؐ کا
گزر ہی جائین گے وادی شک کے پیچ و خم سے ہم   خدا کا آسرا ہے ہاتھ مین دامان محمدؐ کا
قناعت صبر تسلیم و رضا کی گھر مین دولت تھی   ملائک دیکھتے تھے رشک سے سامان محمدؐ کا
خدا خود آپ صورت مین محمد کی ہوا ظاہر   وجوب حق پہ ہلکا رنگ تھا امکان محمدؐ کا
بغیر جسم ناممکن ظہور ذات مطلق تھا   خدا ہی کا تھا سارا ظاہر و پنہان محمدؐ کا
حقیقت سے محمد کی خدا ہی ہے فقط واقف   نہ جانے کا خرد سے مرتبہ انسان محمدؐ کا
محب محبوب حق سے مل ہی جاؤ گے کبھی تم بھی
جو دل مین عشق ہے بے حد و بے پایان محمدؐ کا

تری جبین کے مقابل قمر نہین آتا   عروج مہر مین کوکب نظر نہین آتا
ضرور دل مین ہے کچھ غیریت کی بو باقی   وہ اپنے سامنے بے پردہ گر نہین آتا
ہر ایک رنگ مین ہر جا اسی کے جلوے ہین   وہ کور چشم ہین جن کو نظر نہین آتا
کوئی تو بات ہے اس شوخ پر جفا مین کہ دل   حسین ہین لاکھ کسی پر مگر نہین آتا

حجاب قلب مین اب تک نہین ہٹا ورنہ   کہ رُخ کا نور اُدھر سے ادھر نہین آتا
زمین دل مین نہ بو تخم خواہشِ دُنیا   یہ وہ شجر ہے کہ جس مین ثمر نہین آتا
یقین ہے موت کا لیکن ہے اُس پہ یہ غفلت   کہ آخرت کا بھی خوف و خطر نہین آتا
جو نور دل ہو کہلین آدمی کے عیب و ہنر   نظر صدف مین کسی کو گہر نہین آتا
ہر اک وجود مین ہے قابلیت ایک نہ ایک   جہان مین کوئی بھی بے بال و پر نہین آتا
صنم کو چھوڑ کے دنیا و دین کی فکر کرین   ہزار شکر کہ یہ دردِ سر نہین آتا
کرین گے سجدہ کسی بت کو جا کے دیر مین ہم   خدا حرم مین تو ہمکو نظر نہین آتا
مکان لائق مہمان بنے تو وہ آئے   عبث ہے شکوہ ہمارے وہ گھر نہین آتا
کدھر سے دل مین وہ آتا ہے جای حیرت ہے   کہ اس مکان مین نظر کوئی در نہین آتا

محب کو دور سے دیدار یار تو ہو نصیب
گلا نہین کہ وہ پہلو مین گر نہین آتا

ایک ہین دونون حقیقت مین گدا کیا شاہ کیا   خواہشین جب مٹ گئین پھر فقر کیا ہے جاہ کیا
راستے لاکھون ہین لیکن منزلِ مقصود ایک   جلوۂ حق مختلف ہین مہدی و گمراہ کیا
بے سبب کہتے نہین ہین لوگ کچھ تو بات ہے   اُڑ رہی ہے آجکل بازار مین افواہ کیا
بوالہوس بے عشق صادق کب ہے آہون مین اثر   جو نہ توڑے چرخ کا سینہ وہ تیرِ آہ کیا
بھوک سے مرتے ہین لاکھون کارخانے ہین کہان   ان غریبون کی نہ پہنچیگی فلک تک آہ کیا
کام کے لائق نہ ہو تخفیف اُس کو کیجیے   بست سالہ عمر کیا ہفتاد کیا پنجاہ کیا
عشق صادق ایک روحانی تعلق کا ہے نام   خواہشاتِ نفس پر قایم جو ہو وہ چاہ کیا
آہ سنتے ہین پہنچ جاتی ہے بامِ عرش تک   اُس کے دل تک بھی نہ پہنچیگی ہماری آہ کیا

کیا کشش ہی جس سے دو دل ایک ہوتے ہین محب
کچھ بتاؤ تو ہمین بھی عشق کیا ہے چاہ کیا

ہر چیز کی خواہش ہے یہ ہوس کا تقاضا
دل بھی تو لیا اور ہے کیا ان کا تقاضا
راحت جسے کہتے ہین وہ ہی بعد مشقت
وہ رات کا ہے اور یہ ہے دن کا تقاضا
گفتار بھی کردار بھی ہو دل کے مطابق
ظاہر پہ ہے ہر وقت یہ باطن کا تقاضا
دنیا متقاضی ہے ادھر دین ادھر عشق
ہے ایک دل زار پہ کن کن کا تقاضا
ہے ایک خدا اور ہزارون ہی مذاہب
قابل ہی پہ ہے کافر و مومن کا تقاضا
بچون کو کتابون کا پڑھانا ہی ہے بیکار
ہو کھیل مین تعلیم یہ ہے سن کا تقاضا
اک دل تھا محب وہ بھی محبت مین کیا نذر
اب پاس ہی کیا اور جو ہو ان کا تقاضا

صورت جدا جدا قد بالا جدا جدا
ہر بت مین ہے خدا ہی کا جلوہ جدا جدا
وہ پالسی ہے پھوٹ کہ ہو جائے ملک مین
بھائی سے بھائی اپنون سے اپنا جدا جدا
معبود ایک اور معابد ہزارہا
سمجھو نہ دیر و کعبہ کلیسا جدا جدا
یہ جسم سلطنت ہے مدبر ہے اسکی روح
کرتے ہین کام ملکے سب اعضا جدا جدا
ہین روح و نفس و جسم حقیقت مین ایک سب
پھر بھی ہی بادشاہ و رعایا جدا جدا
تعلیم و ملک و آب و ہوا سب تو ایک ہین
پھر کیون ہی یہ دلون کی تمنا جدا جدا
نکلے ہین اس دماغ سے کیا مختلف خیال
ہے کوہ ایک اور ہین دریا جدا جدا
اس قوم سے محب ہی ترقی کی کیا امید
ہر ایک جوڑ بند ہے جس کا جدا جدا

ہمارا دردِ دل رازِ نہان معلوم کیا ہوگا   مسیحا تجھ کو حالِ بےزبان معلوم کیا ہوگا
پس مردن ہماری قبر پر آنے کا وعدہ ہی   کسی بیکس کی تربت کا نشان معلوم کیا ہوگا
کیا کرتا ہے اپنا کام جو ہر روز محنت سے   اُسے مشکل سے مشکل امتحان معلوم کیا ہوگا
نہین اپنی حقیقت ہی سے جب ہم آپ خود واقف   تو قدرت کا ہمین رازِ نہان معلوم کیا ہوگا
جہان کامل نہین الفت وہان اظہار لازم ہی   کرین جب تک نہ منہ سے کچھ بیان معلوم کیا ہوگا
بغیر علم ان آنکھون سے کیا دیکھین گے دنیا کو   نہ ہوگی چشم دل روشن جہان معلوم کیا ہوگا
گلون کا توڑنا ہی تو ہے قتل بلبل شیدا   بغیر عشق تجھ کو باغبان معلوم کیا ہوگا
اسیر دام عزلت ہین نہین کچھ باغ سے مطلب   ہمین اب فصلِ گل وقتِ خزان معلوم کیا ہوگا
کمالِ عشق مین آہ و فغان لب تک نہین آتی   جو آتش تیز ہو اُس کا دہوان معلوم کیا ہوگا

محبت چیز کیا ہے کیا کہین تم سے محب اس کا
بغیر تجربہ سود و زیان معلوم کیا ہوگا

ہجر مین یار کے جی بھر کے مین کیونکر روتا   سارے سوتون کو جگاتا جو مین دم بھر روتا
میرے رونے پہ نہ کچھ پھوٹ کے پتھر روتا   ابر بھی چشم سے ہر بار سمندر روتا
میرے نامے کے ہر اک لفظ مین ملفوف تھا درد   سنگ دل بھی مری تحریر کو پڑھ کر روتا
غیر کا خوف تھا اپنون کی ملامت کا خیال   اپنی حالت پہ جو روتا بھی تو کیونکر روتا
ایک رونے سے مری کچھ تو ہوئی تر یہ زمین   کاش ہر اہل دل میرے برابر روتا
ملگئی ہند کی سب خاک مین صنعت حرفت   کوئی غمخوار نہین ہے کہ جو اس پر روتا
کر دیا اپنی ہی غفلت نے ہمین آپ تباہ   اِس ستم پر تو ہے خود چرخِ ستمگر روتا

ضبط اس دردِ جدائی مین محب کام آیا

ورنہ عالم کو ڈبوتا جو مین دم بھر روتا

کبھی ہم مین بھی ہر فرد بشر ہمت مین کامل تھا
فداے قوم۔ سچائی کا حامی۔ اور عادل تھا
نہ بھولونگا کبھی اُس شوخ کا وہ بے نقاب آنا
الٰہی بام پر خورشید تھا یا ماہِ کامل تھا
تنزل ہے کہان دنیا کو ہر لحظہ ترقی ہے
فلاطون بھی ہمارے علم کی نسبت سے جاہل تھا
حباب زیست کو موج فنا نے دم مین پہنچایا
سمجھتے تھے جسے ہم دور وہ نزدیک ساحل تھا
بدل جاتی ہے علم وفضل سے ہیئت حیوان
ارسطو اسقدر تعلیم کی قوت کا قائل تھا
نظر آتا ہے میلان طبیعت خوب بچون مین
سوئے لیلےٰ دل مجنون لڑکپن ہی مائل تھا
گزر جاتا ہے سر سے ایکدم مین سیل نفسانی
محیط شرم مین ڈوبا ہوا خود آپ قاتل تھا
رسائی دیکھئے قسمت کی اسکی بزم تک پہنچے
حجاب شرم لیکن بیچ مین افسوس حائل تھا

سبب اسباب عقل وعشق بھی غیر اختیاری ہین
نہ خود مجنون تھا دیوانہ نہ افلاطون عاقل تھا

سلطنت حسن کی تیری ہے زمانہ تیرا
سب کی نظرون مین معزز ہے یگانہ تیرا
کچھ مصیبت شب ہجران کی تو گھٹ جاتی ہے
دل سناتا ہے جو خلوت مین فسانہ تیرا
شورش عشق سے دل آپ ہی ارگن باجا
ہر رگ وپے سے نکلتا ہے ترانہ تیرا
دل عشاق سے ہر بار الجھ پڑتا ہے
شوخیان کرتا ہے سر چڑھ کے جو شانہ تیرا
مکتب عشق مین پڑھتا ہے کتابِ فطرت
عاقل دہر ہے دنیا مین دوانہ تیرا
عشوہ وناز کے زخمون کی حلاوت کو نہ پوچھ
کاش ہوتا دل صد چاک نشانہ تیرا
تیری زلفون مین بلاؤن سے امان ہو دل کو
اب یہان سے نہ اُٹھائے کبھی شانہ تیرا
ایک مدت ہوئی سب چھوٹ گئے صوم وصلوٰۃ
اب تو عیدین مین پڑھتے ہین دوگانہ تیرا

مذہب عشق مین معبود حقیقی ہے صنم   دیر و بت خانہ مین پڑھتے ہین دوگانہ تیرا

کوچۂ عشق مین قسمت تجھے لائی ہی عجب
اب یہین آب ہے تیرا یہین دانہ تیرا

دل سے چاہا جسے وہ بھی کبھی اپنا نہ ہوا   کشت الفت مین ثمر ایک بھی پیدا نہ ہوا
نامہ بھیجا نہ خود آے نہ کبھی یاد کیا   آپ کا وعدہ کوئی ایک بھی پورا نہ ہوا
گھر مین اللہ کے اس بت نے جو آنا چھوڑا   روے عشاق کبھی سوے کلیسا نہ ہوا
دل بیمار کو آخر ہوئی حاصل صحت   چارہ گر سوت ہوئی گرچہ مسیحا نہ ہوا
دل پہ کچھ زور نہین عشق مین مجبوری ہے   ہم نے چاہا تھا بہت اور یہ شیدا نہ ہوا
وہی خالق وہی مخلوق وہی ارض و سما   پھر تعجب ہے کہ تجھ سا کوئی پیدا نہ ہوا

سات پردون مین بھی آے وہ محجب ہمکو نظر
مانع دیدۂ تجلی کوئی پردہ نہ ہوا

تھک گئی دست و زبان فائدہ اصلا نہ ہوا   ملک مین ایک ہم آواز بھی پیدا نہ ہوا
مل گئے خاک مین ہم علم کا چرچا نہ ہوا   ہے غضب مردہ دلی ایک بھی زندہ نہ ہوا
نہ مدارس مین فری اور نہ جبری تعلیم   کچھ علاج دل بیمار مسیحا نہ ہوا
تھے نہ اخبار جو یورپ مین تو تاریکی تھی   بے چراغون کی کسی جا بھی اجالا نہ ہوا
خود بخود قلب زمین سے نکل آئے ہین درخت   راز ہر چند چھپایا مگر اخفا نہ ہوا
سر مین یورپ کے جو تھا دولت دنیا کا جنون   مانع دشت نوردی کوئی صحرا نہ ہوا
کچھ تو سرمستی غفلت سے یہ ہوتے بیدار   شور تعلیم بھی اس جا کبھی برپا نہ ہوا
گھٹ گئے ہم تو بڑھین اور جہان کی قومین   اور ہم مین کوئی ہم پلہ آیا نہ ہوا

کر دیا ابر کرم نے ترے سیراب مجھے   شکر صد شکر کہ منت کش دریا نہ ہوا
لے مسیحا ترے بیمار کا ناقص ہے علاج   مرض جہل سے کچھ بھی تو افاقہ نہ ہوا

بس زبان روک محب حد سے نہ بڑھ جائے کہین
فائدہ کیا جو ہم آہنگ زمانہ نہ ہوا

کٹ گئی عمر کبھی داور زندان نہ ہوا   سامنے باغ رہا سیر کا سامان نہ ہوا
جمع ہو جاتے ہین ہوتے ہی جدا خود ذرات   یہ مرقع کبھی عالم کا پریشان نہ ہوا
خواہ لندن مین پڑہین خواہ علیگڑہ مین پڑہین   فائدہ کیا جو کوئی علم سے انسان نہ ہوا
گل ہزارون ہی غلافون سے نکل پڑتا ہی   جلوۂ حسن کسی طرح سے پنہان نہ ہوا
دل سے چھپتے نہین خلقت سے چھپاؤ بھی تو کیا   آدمی کیا جو گناہون سے پشیمان نہ ہوا
پھر وہی گل وہی بلبل ہے وہی فصل بہار   خاک مین ملکے بھی نابید گلستان نہ ہوا
دولت عشق سے ہی خانۂ دل مالامال   کیا ہوا گھر مین مرے عیش کا سامان نہ ہوا
خندۂ گل ہے ادہر گریۂ شبنم ہی ادہر   حال ارباب جہان کا کبھی یکسان نہ ہوا
ہم جو ڈوبے تو یہ سمجھے کہ یہ دنیا ڈوبی   کس زمانے مین کہان نوح کا طوفان نہ ہوا
چادر ابر مین منہ ڈہانک لیا شرما کر   نیر چہرے کے مقابل مہ تابان نہ ہوا
حس نہ ہوئی تو حوادث بھی نہ ہوتے محسوس   سالک راہ خدا حیف ہر انسان نہ ہوا
گنج قارون سے بھی جاتی نہین ویرانی دل   بے محبت کہ یہ آباد بیابان نہ ہوا
صیقل عشق سے جب ہو گئے دل آئینے   راز دل پھر تو چھپائے سے بھی پنہان نہ ہوا

درد فرقت مین بھی راحت کا عجب پہلو ہی
غم ہی کیا ہے جو محب وصل کا سامان نہ ہوا

ہوتا نہین ہے عشق جوانون کو پیر کا　　دیکھا نہین قیام کمانون مین تیر کا
اُس مہر وش کے رخ کا جو بنجائے آئینہ　　ذرہ پہ بھی گمان ہو مہرِ منیر کا
دستِ سوال چھوڑ کہ عزت نصیب ہو　　شاہون سے بھی بلند ہے رتبہ فقیر کا
بیعت بھی کی تو اُس ہی جو عالم کی جان ہے　　احسان لیا نہ مین نے کسی دستگیر کا
کر دور شرِ نفس کہ مٹ جائے شرِ خلق　　جو کچھ ہے تجھ پہ ظلم وہ ہے اس شریر کا
حاصل ہے سلطنت جو حکومت ہے نفس پر　　مالک غلامِ نفس نہین ہے سریر کا
مٹتے نہین ہین سر سے خیالاتِ مادری　　گہرا اثر بدن مین ہے مادر کے شیر کا
محفوظ عشق سے نہ جوان ہے نہ پیر مرد　　تو وہ ہر ایک دل ہے محبت کی تیر کا
پکے پھلون مین اور ہے کچون مین جو کہ فرق　　وہ حال ہو بہو ہے جوان اور پیر کا
دولت کے ساتھ رحم و سخاوت بھی ہو اگر　　ظلِ ہما سے کم نہین سایہ امیر کا
دونون کو ایک جانتے ہین دل مین اہلِ فقر　　گاڑھے کا ہو لباس کہ جامہ حریر کا
دولت ملی جہان کی قناعت اگر ملی　　دامِ ہما بدن پہ نشان ہے حصیر کا
پست و بلند دونون مین ہے جلوہ گر کمال　　نقصِ نظر ہے فرق عزیز و حقیر کا
مجبوریون سے قادرِ مطلق کی ہے شناخت　　ورنہ خیال بھی نہ کبھی ہو قدیر کا
اچھا نہ ہو گا تا بہ ابد کشتۂ نظر　　گہرا لگا ہے زخم کلیجہ مین تیر کا
اہلِ حجاب مین نہین ہمدردی نسا　　مشکل ہے قیدِ سخت سے چھٹنا اسیر کا

احسان مجھ پہ جذبِ محبت کا ہے محب
ورنہ وہان گذر نہین مجھ سے حقیر کا

مرے دل مین جو قائم عکس روئے یار ہو جاتا　　تو یہ دیدہ بھی اپنا روزن دیوار ہو جاتا

بچایا مسیح صورت سے جہان مین رحم نے ورنہ
عداوت سے کبھی انسان بشکل مار ہوجاتا
غرض کو چھوڑ کر جس سے ملا الفت ہوئی پیدا
وگرنہ خاطر احباب پر مین بار ہوجاتا
نہ ملتی خدمتِ قومی مین روحانی اگر لذت
تو آسان کام بھی بے منفعت دشوار ہوجاتا
اگر ہم خدمتِ قومی کو فرصت وقف کر دیتے
تو اب تک خرمنِ تصنیف کا انبار ہوجاتا
علاج کلفت دنیا نہین جز غفلت و مستی
مے الفت سے تیری کاش دل سرشار ہوجاتا
مہک سی خاک مین بھی روح رہتی تا ابد تازہ
عنایت میری تربت کو جو باسی ہار ہوجاتا
رسائی بے رقیبون کے نہ ہوتی گر ترے در تک
تو مین بھی عاشقی مین طالبِ اغیار ہوجاتا
تمہارے عاشقون کی طرح سے مرتا نہ وہ ہرگز
فلاطون گر جنون عشق سے بیمار ہوجاتا
دوا کو بھی نہ ملتا ایک خدمتگار ڈھونڈے سے
اگر ہر آدمی اس دار مین زردار ہوجاتا
نہ رہتی پھر کبھی دنیا و دین کی کچھ ہمین خواہش
اگر وہ خودنما۔ خوددار خودبین یار ہوجاتا
بھنور مین لذتون کے پھنس کی پھر مشکل ابھرنا ہے
بچے رہتے اگر ان سے تو بیڑا پار ہوجاتا
نہ ہوتی کچھ ضرورت قاصدون کی جذب کامل مین
دلون مین نصب دونون سمت برقی تار ہوجاتا
عداوت نفس سے رکھتے تو پھر دنیا ہی جنت تھی
سلوک و جہد سے یہ مار یار غار ہوجاتا
نہ ہوتی عقل گر انسان مین حظ نفس ہی ہوتے
تو حیوان کی نظر مین بھی ذلیل و خوار ہوجاتا

محب اُس شوخ سے ملنا بظاہر گو نہین ممکن
کھلی ہوتی جو چشم دل تو ہان دیدار ہوجاتا

ہے یقین کس کو تیرے پانے کا
شوق ہے قسمت آزمانے کا
آہنی عاشقون کی جانون پر
خوب یہ شغل ہے بنانے کا
اینٹ سے اینٹ خود علیحدہ ہو
یہ طریقہ ہے گھر گرانے کا
ہے کوئی غیر صبر جر ثقیل
دل یہ کوہ گران اُٹھانے کا
درد دل مین نہین تو فائدہ کیا
میان آنکھ سے بہانے کا

دل سماتا ہے یار کے دل مین   ہے یہ انجام دل لگانے کا
روح کو تازگی ہے گر اس سے   تو نہین بد رواج گانے کا
نہ نشانِ لحد نہ کلفتِ قبر   خوب دستور ہے جلانے کا
اپنے باجے تو ہین ذلیل مگر   فخر ہے پیانو بجانے کا
ہے مزا جب کہ دونو جانب سے   شغل ہو روٹھنے منانے کا
لاکھ پردون مین اُس حسین کو ہے شوق   خود کو ہر رنگ مین دکھانے کا
میرا رونا خوشی سے کیا کم ہے   ہے سبب ان کے مسکرانے کا
ہم بھی راضی ہین جان دینے پر   گر ارادہ ہے آزمانے کا
دل نکلتا ہے آپ سینہ سے   نام لیتے ہین جب وہ جانے کا
پھر یہ عورت کے رخ کا پردہ کیا   ہے جنون پھول کے چھپانے کا
نوکری گر نہین ہنر ہی سہی   ہو سہارا تو کوئی کھانے کا
ہے یہ دستور ہند صحت خیز   روز وقتِ سحر نہانے کا
بے لڑائی لڑے بہادر و جنگ   فخر یہ ہے خطاب پانے کا
ہے یہ لندن سے واپسی مین رواج   دختر رز کو ساتھ لانے کا

ہے محبت عجب عجب دولت
تو ہے مالک بڑے خزانے کا

عشق کی منزلِ اول ہے فنا ہو جانا   اور انجام مین باقی بہ بقا ہو جانا
عبد و معبود مین ہے ایک دوئی کا پردہ   اپنی ہستی سے گزرنا ہے خدا ہو جانا
یہ ادائین تری عشاق کو تڑپاتی ہین   پیار کرنا کبھی خود آپ خفا ہو جانا
خاک مین ملکے تو اس شوخ کے چومینگے قدم   ہے تمنا یہی خاکِ کفِ پا ہو جانا
عشق کامل ہے یہی وصل کے معنی ہین یہی   ذاتِ معشوق مین عاشق کا فنا ہو جانا

دل اگر تجھ کو ہے پابوسی جاناں کی ہوس
صدمۂ ہجر سے پس پس کے حنا ہو جانا
ضبط دل کشتۂ سیماب سے بھی مشکل ہے
ہجر میں جان کا آسان ہے ہوا ہو جانا
ترک دنیا جسے کہتے ہیں یہی ہے زاہد
خواہشیں چھوڑ کے پابند قضا ہو جانا
ذکر و اشغال تو سب سہل ہیں مشکل ہے مگر
فقر میں صاحب تسلیم و رضا ہو جانا
جس کا آغاز ہے غم اس کا ہے انجام خوشی
درد کا عشق میں لازم ہے دوا ہو جانا
تھا مقدر میں **محب** زلف رسا کو چھوکر
دام الفت میں گرفتار بلا ہو جانا

دیر تک ڈوبا پسینے میں رخ انور رہا
جلوہ گر خورشید پر کیا مجمع اختر رہا
تیری ٹھوکر کی رہی بعد فنا بھی آرزو
ٹھوکریں کھاتا تری کوچے میں میرا سر رہا
کس خوشی سے بن سنور کر غیر کے گھر وہ گئے
اور میں تکتا ہوا حسرت سے سوئے در رہا
بھول کر بھی صید کی صیاد کو آئی نہ یاد
دام الفت میں تڑپتا ہی دل مضطر رہا
گھٹ گئیں نسلیں مسلمانوں کی ماں کے ضعف سے
یہ اثر پڑ گیا ساری قوم پہ ہو کر رہا
سہل ہو جائیں گے پھر تو سب زمانہ کی ستم
دل تمہارے ناز اٹھانے کا اگر خوگر رہا
سر بھی کاٹا اور صورت بھی دکھائی وقت قتل
تیرا یہ احسان اے قاتل مرے سر پر رہا
دود آہ گرم ہی سے کیا ہے پیدا سحاب
دامن صحرا بھی سیل چشم تر سے تر رہا
عشق کی تعلیم نے دل سے مٹائے سب علوم
ایک قصۂ عشق مجنوں کا مگر از بر رہا
نادری خوبو کی ہے صورت مجسم آدمی
دل میں قائم عمر بھر عکس دل مادر رہا
فائدہ منقول سے کیا گر نہیں عقلی علوم
عمر بھر پڑھتا رہا یہ شیخ لیکن خر رہا
کھینچ کے میری آنکھ میں تصویر ہوگی فرد جرم
خلق پر قاتل رواں گر دیر تک خنجر رہا
شاہ ہو یا ہو پیمبر یا کوئی پیر و شہید
ہر بشر دنیا میں زیر طاعت مادر رہا

کر ہی لینگے کچھ تو بوسیدہ عمارت کو درست
ابھی اس سیلاب باران مین جو قایم گھر رہا
واے غفلت تا قیامت نیند سے چونکے نہ ہم
گرچہ بالین پہ بپا ہنگامۂ محشر رہا
تیرے کوچے مین جو پہنچا پھر نہ آیا راہ پر
کیا بتاتا راہ خود بھٹکا ہوا رہبر رہا
لے ہواے تازہ مٹ جائیگا سب حسن و جمال
اور کچھ روز دن اگر پردے مین وہ گلبر رہا
تیرا ہی پیغام لاتا ہے عدم سے ہر وجود
ہر جگہ ہر آن آتا تیرا پیغمبر رہا

پردۂ نسوان سے گھر تو قیدخانہ ہو محب
خوش رہا احباب مین جب تک کہ مین باہر رہا

اُسی کے حسن کا جلوہ ہے چارسو کیا کیا
ہر ایک گل مین اُسی کی ہین رنگ و بو کیا کیا
وہی ہے شاد کہ جس دل مین آرزو ہی نہ ہو
دلون پہ آفتین لاتی ہے آرزو کیا کیا
رموزِ عاشق و معشوق کوئی کیا جانے
ہزار طرز سے ہوتی ہے گفتگو کیا کیا
نہ ہاتھ آیا کسی کے وہ حیف پردہ نشین
ہر ایک شخص نے کی اُسکی جستجو کیا کیا
اُٹھا ہے جب سے تکلف کا درمیان سے حجاب
مجھے سناتے ہین وہ روبرو کیا کیا
جو دیکھا ماہ نے کل شب کو بام پہ رخ یار
گھٹا ہے شرم سے وہ اُسکے روبرو کیا کیا
ذرا سے وقت مین لے زاہد کرین ہم زہد
ادا نماز طوافِ حرم وضو کیا کیا
کیا ہے جہل و تعصب نے اسقدر تو ذلیل
دکھاے دیکھیے آگے ہماری خو کیا کیا
مری زبان پہ آیا جو نام پردہ ہٹے
تو آے کان مین آواز اُقتلو کیا کیا
کمال حسن مین یکسان اگرچہ ہین سب گل
جدا جدا ہین مگر اُنکے رنگ و بو کیا کیا
سنا ہے جب سے کرین گو وہ اپنے ہاتھ سے قتل
رگون مین دوڑتا پھرتا ہے خود لہو کیا کیا
گرے ہوون کو اُٹھاتا ہے تیرا دستِ کرم
نشیب ڈھونڈتا پھرتا ہے آب جو کیا کیا
جو مانگا پان تو انکار کرکے وہ بولے
خدا ہی جانے کہ مانگے گا اور تو کیا کیا

خدا نہ ڈالے کسی بدمزاج سے پالا
وہ بات بات مین اڑتا ہی جنگجو کیا گیا
بڑھا ہے نہ قوم کے پودے ہزار کی تدبیر
ہوئی ہے خاک محب حسرت نمو کیا گیا

درد دل سنتے کہا ناراض دلبر ہو گیا
وائے قسمت خود مسیحا ہی ستمگر ہو گیا
مین نہ آتا تھا ترے کوچے مین لیکن کیا کرون
دل تڑپ کر آپ خود سینہ سے باہر ہو گیا
پوچھتے ہین آج مجھ سے ہجر کی کیا سختیان
آپ کو کیا جو ستم ہونا تھا مجھ پر ہو گیا
میرے رونے نے کیا ہے مجکو غرق چاہ عشق
کیا کوئین کی سوت میرا دیدۂ تر ہو گیا
دل مین آتے آتے آخر دل ہی مین وہ بس گئے
میزبان رخصت ہوا مہمان کا گھر ہو گیا
دو دلون کا مثل آئینہ بہم پڑتا ہے عکس
تو اگر غمگین ہوا مین بھی مکدر ہو گیا
رات بھر کب آنکھو نالون نے مری سونے دیا
جب کبھی میرا پس دیوار بستر ہو گیا
تاب حسن یار سے تھا ماہ ہر نقش قدم
جس زمین پر وہ چلا ہر ذرہ اختر ہو گیا
کھنچ ہی آیا میرے جذب عشق سے وہ سنگدل
نالہائے آتشین سے موم پتھر ہو گیا
ناز عشوے نے بنایا اُن کو گر بیدادگر
جور اٹھانے کا مگر مین بھی تو خوگر ہو گیا
دشت وحشت مین جنون فصاد کی حاجت نہین
میرے تلوے کے لئے ہر خار نشتر ہو گیا
کیا خوشی دل کی کہون جب ہنس کی قتل اسنے کیا
پھول میرے جسم پر ہر زخم خنجر ہو گیا
چودھوین شب کو جو آیا بام پر وہ رشک مہ
چاندنی حیران ہوئی مہتاب ششدر ہو گیا
تیغ ابرو کا ہے احسان سر پہ میرے اے اجل
تھا امانت نذر قاتل آج وہ سر ہو گیا
دل مین میرے اب تو درد و یاس و غم رہنے لگے
جو کبھی ویران تھا آباد وہ گھر ہو گیا
رات بھر آنکھون سے برسا ہجر مین غم کا سحاب
جسم کشتی ہو گیا بستر سمندر ہو گیا
چھپ گیا زیر حجاب ابر خود شرما کے چاند
جب رخ انور کبھی پردے سے باہر ہو گیا
اسعد وحشت مین رلوایا کسی کی یاد نے
دامن صحرا بھی اشکون سے مرے تر ہو گیا

کیا عجب ہوگا ترے جذبِ محبت کا اثر   اُس بتِ بے رحم کا دل سخت پتھر ہوگیا
بگاڑے گا کیا چرخ مسکن ہمارا   زمین کے برابر ہے مدفن ہمارا
نہین دل مین جرأت تو ہی تیغ بیدم   اگر ہے شجاعت تو ہے رن ہمارا
صبا ساتھ عمر رواں کا نہ دیگی   نکل جائیگا سن سی توسن ہمارا
بہت ہمکو وحشت مین دلچسپیان ہین   گلستان سے دلچسپ ہی بن ہمارا
فلک کر نہ برباد یہ نظم پروین   کہ ہے عمر بھر کا یہ خرمن ہمارا
بیابان مین گل نے کہا یہ صبا سی   ملا خاک مین مفت جوبن ہمارا
بنائے نہین جب عبث ہم گئے ہین   کسی کے تو کام آئیگا تن من ہمارا
بہت بچکے حرص و ہوس سی چلے ہم   بچا گرد رہ سے نہ دامن ہمارا
ذرا پھر کے کر سیر دنیا کی زاہد   بھلا دیگا جنت کو گلشن ہمارا
نشان کس کا باقی رہا ہے زمین پر   عبث کیون بناتے ہین مدفن ہمارا
اگر اب محب ہین تو محبوب ہونگے
لباس اور بدلیگا پھر تن ہمارا

نور حق سے جب دل انسان منور ہوگیا   سارا عالم ایک آئینہ کے اندر ہوگیا
حق خدا ہے اور انسان مظہر ذاتِ خدا   حق کی جسنے کی حمایت وہ پیمبر ہوگیا
سچ کے کہنے سے کہین رکتے ہین تیر جان نثار   سر سے اُترا بوجھ نذر قوم جب سر ہوگیا
دیکھ لیتے تھے کبھی گلشن کو گھبرا کر اسیر   وائے قسمت بند وہ بھی روزن در ہوگیا
جب اثر ہوتا ہے دل پر یاد رہ جاتی ہی بات   منہ سے نکلا شعر اور ہر سامع کو ازبر ہوگیا
آپ تو پھرتا ہے باہر گھر مین عورت قید ہی   بے سبب کیون بدگمان بیوی سی شوہر ہوگیا
کھڑکیان سب بند دروازے پہ پہرہ در مین قفل   پردہ دارون کا مکان محبس سے بدتر ہوگیا
کیا زن ناجنس کی صحبت کا کچھ کم ہی عذاب   واعظو دوزخ ہمارا ہی ہمین گھر ہوگیا

بے تکے قصون کے پڑھنے سے کہان ہوتی ہی عقل
آدمی سے رفتہ رفتہ شیخ بھی خر ہوگیا
بورڈنگ کی تربیت تعلیم کا دیکھین اثر
کھُردرا پتھر بھی اس معدن مین گوہر ہوگیا
کیون مخالف ہو نہ آزادی کا وہ پابند رسم
ایک مدت سے غلامی کا جو خوگر ہوگیا
سچ ہی وہ جادو ہے پتھر مین بھی جو کرتا ہی گھر
منہ سے نکلی بات اثر دشمن کی دل پر ہوگیا
جان کا خوف خطر کرتا ہے پیدا بزدلی
ڈر کو چھوڑا آدمی نے شیر صفدر ہوگیا
نکتہ چینی سے کہین رہتی ہی قایم دوستی
آئنہ مین جب غبار آیا مکدر ہوگیا
عاشقون کا ہم نشین یار بھی معشوق ہے
خار بلبل کی نگاہون مین گل تر ہوگیا
دین و دنیا چھوڑ بیٹھے تھے محب پہلو سے ہم
دل جو تھا سینہ مین وہ بھی نذر دلبر ہوگیا

بام پر اُس بت خورشید لقا کو دیکھا
جلوۂ طور کو دیکھا کہ خدا کو دیکھا
یون تو دیکھے ہین حسین تجھ مین مگر حسن کیساتھ
علم و فضل و ہنر و ناز و ادا کو دیکھا
انکھ دیکھی تو ہوا تیر نگہہ سے زخمی
تیغ ابرو کو جو دیکھا تو قضا کو دیکھا
ایک دن بھی نہ کبھی اپنی دکھائی صورت
خوب الفت کو تری اور وفا کو دیکھا
خوف سے ہمنے نظر بھر کے نہ دیکھا تجھ کو
اور دیکھا بھی تو پھر جور و جفا کو دیکھا
چشم بینا ہو تو ہر رنگ مین آتا ہے نظر
تجھکو دیکھا بت کافر تو خدا کو دیکھا
مر گئے ساتھ گئی حسرت دیدار محب
اور جی بھر کے نہ اُس حور لقا کو دیکھا

اچھا نہین خیال کسی ساز و باز کا
انجام انکشاف ہی ہر ایک راز کا
کر کار خیر فکر سر انجام کار چھوڑ
تیرا نہین ہے کام یہ ہے کارساز کا
نازان نہ ہو عروج پہ پستی سی ہو نہ پست
غافل یہ راستہ ہے نشیب و فراز کا
زاہد کے بھیس مین ہین یہان رند مے پرست
مشکل ہے مادہ ہو گر امتیاز کا

منظور قدر ہے تو خودی کو غرض کی چھوڑ
محمود شیفتہ تھا وفا سے ایاز کا
ظالم وہی ہے اصل میں ظاہر میں زہد ہو
غافل سمجھ یہ بھید حقیقت مجاز کا
عالم میں بڑھ کے ایک سے ہیں دوسرے حسین
لیکن نہیں جواب ترے حسن ناز کا
دنیا کے فائدہ کا تو کچھ بھی نہیں خیال
ہر شخص خواستگار ہے عمر دراز کا
علم و عمل کی حرص خدا دے نہ حرص مال
ہے مرتبہ بلند اسی حرص و آز کا
پستی کو ہے قدم سے محمدؐ کے یہ عروج
پابوس آسمان ہے زمین حجاز کا
دنیا و آخرت کی بھی پروا نہیں مجھے
پر تو نیاز مند میں ہے بے نیاز کا
روشن ہے بزم دہر اسی شمع عشق سے
مہر فلک نمونہ ہے سوز و گداز کا
جھکنے سے سر کی سرکشی نفس دور ہو
مقصود یہ ہے صاحب دل کی نماز کا
ہے واشرع سے حکم مئے عشق پی حرام
فتویٰ ہو زاہد ان کو بھی ہو گو جواز کا
گم گشتگی سے راہ حقیقت تو کچھ ملی
انجام یہ ہوا مرے عشق مجاز کا
دنیا طلسم خانہ ہے سب کچھ ہے کچھ نہیں
حیرت مقام خاص ہے جویائے راز کا
یہ راہ عشق ہاتھ ہی ہموار اور صاف
ہمیں نہیں خیال نشیب و فراز کا
درد شب فراق چھپائی سو کیا چھپے
چھپنا ہی تو محال ہو الفت کے راز کا

ہے وصل میں سرور تو بے حد مگر محب
ہے لطف اور ہجر میں سوز و گداز کا

تجھ کو ظالم اُس نے گر پیدا کیا
مجھ کو بھی تو بے جگر پیدا کیا
مان لیتے ہیں مری دشمن بھی بات
راستی نے یہ اثر پیدا کیا
دم میں چھوٹوں کو بڑا دیتا ہے وہ
جس نے دانے سے شجر پیدا کیا
پھر کیا خوش ہے گو اللہ نے
شب سے تارا سحر پیدا کیا
احولی ہے ایک کو دو دیکھنا
دو میں اک تار نظر پیدا کیا

کی بدی اس نے تو نیکی ہم نے کی | یون دل دشمن مین گھر پیدا کیا
تہلکہ مین پڑ نہ خود اللہ نے | کیا عبث خوف و خطر پیدا کیا
پوچھتے ہین غیر سے میرا مزاج | آہ نے کچھ تو اثر پیدا کیا
خانہ بربادی ہوئی تو کیا ہوا | آپ کے دل مین تو گھر پیدا کیا
واہ ری قدرت کہ جسنے حسن مین | گل سے بھی رنگین حجر پیدا کیا
دے گا ہمکو بھی وہی صبر و قرار | جس نے پتھر کا جگر پیدا کیا
ابرِ رحمت پہ ہے سب کشتِ امید | کس نے محنت سے ثمر پیدا کیا

ان کی صورت کے تصور نے محب
اور اک دل مین قمر پیدا کیا

گل کی ہستی باغ کی بنیاد کیا | بلبل ناشاد کی فریاد کیا
یہ زمین یہ چرخ بے بنیاد کیا | خاک ہین سب نار و آب باد کیا
ہو نہ جس مین کچھ بھی شوق و علم و فضل | قوم وہ ہوگی کبھی آزاد کیا
سب مذاہب کی حقیقت ایک ہے | کفر کیا اسلام کیا الحاد کیا
آدمی مین آدمیت شرط ہے | ورنہ بے تہذیب آدم زاد کیا
اپنی حالت پر کیا جب ہمنے صبر | پھر کسیکا رحم کیا بیداد کیا
کام آئین گو بغیر علم و فن | قوم کے بے انتہا افراد کیا
ہو رہے ہین اپنے ہی ہاتھون تباہ | پھر گلا غیرون کا کیا فریاد کیا
ہے بہت تھوڑی سی ہمدردیٔ ملک | غیر کی تسکین کیا امداد کیا
قوم کا ہر فرد ہو جبتک خوش | ہوگا مال و زر سے کوئی شاد کیا
چھوڑ دی جب زندگانی کی ہوس | پھر قضا کا پنجۂ فولاد کیا
کیا بنائین اس زمین پر ہم مکان | بلبلے کی آب پر بنیاد کیا

دم بدم کیون ہچکیان آنے لگین   کچھ انہین بھی ہے ہماری یاد کیا

نفس کا بندہ ہے جب تک تو محب
خلق سے ہوگا کبھی آزاد کیا

رنج و تکلیف مین اللہ کا شکوہ کیسا   جان تیری نہین پھر جان کا دعوی کیسا
ایک تو سخت مرض جسکا نہین سہل علاج   اور پھر ہم سے ہے بیزار مسیحا کیسا
نہ غرض علم سے کوئی نہ عمل سے مطلب   چھا گیا قوم پہ ادبار خدایا کیسا
بدر ہوتی ہے کوئی قوم کوئی گھٹ کر ہلال   چرخ دن رات دکھاتا ہے تماشا کیسا
منہ چھپاتے ہین چھپائین نہین کچھ ان سے امید   مل گئے خاک مین ہم خون تمنا کیسا
وہ ہمین تھے کہ رہے ہوش ہمارے برجا   طور پہ حضرت موسی تھا وہ جلوہ کیسا
اُس سے برباد ہوا شہر تو عالم اس سے   رود موسی سے بڑھا اشک کا دریا کیسا
ہے یہ اس عہد مبارک کی حکومت کا اثر   رشک گلزار جنان آج ہے صحرا کیسا
اب تو ہر گھر مین ہین کچھ علم و عمل کے چرچے   حیدر آباد مین لندن کا یہ نقشہ کیسا   ہم اخبار

خانۂ دل مین ہے موجود صورت یار
کعبہ کیسا حرم و دیر و کلیسا کیسا

اسی کا حسن جنان مین بشکل حور آیا   فلک پہ مہر زمین پر برنگ طور آیا
سمجھ کمال مین بھی اپنے آپ کو ناقص   زوال ہوگیا پیدا جہان غرور آیا
وہ بیخودی ہوئی اک قطرۂ محبت سے   خم شراب لنڈھا ہے نہ یہ سرور آیا
ضرور عاشق و معشوق مین لگاوٹ ہے   کہ خود بخود وہ سر بام کوہ طور آیا
اسی کی آئنہ دہر مین یہ شکلین ہین   کبھی نظر مجھے نزدیک اور دور آیا
قریب منزل ہستی ملے عدم کے نشان   کبھی جو شہر سے مین جانب قبور آیا
بڑھی ہوئی ہے کتاب مبین کی شمس سی ضو   کہ اس سے کور خیالون کے دل مین نور آیا

بدن کے ضعف سے ہوتی نہین ہے روح خراب   وہ زیست خاک ہے جب عقل مین فتور آیا
بہشت مین بھی رہا روز و شب تصور یار   ہمارے دل مین نہ مطلق خیال حور آیا
سمجھ نہ اسکو کبھی اعتبار کے لائق   جو بات بات مین کہتا ہے جی حضور آیا
مری کشش ہی نہین تھی جو خواب مین آے
خیال ان کو بھی میرا **محب** ضرور آیا

حصول لذت ادنی فقط ہے کام حیوان کا   مگر علم و عمل بالذات ہے مقصود انسان کا
بہت ہوتا ہے نقصان قوم کو بیجا سخاوت سے   برسنا سم ہے کشت خربزہ پر ابر نیسان کا
چلا تھا قتل کر کے یہ نہ تھا معلوم قاتل کو   کہ میرے ہاتھ سے چھٹنا بہت مشکل ہے دامان کا
قدم رکھنا نہ بھولے سے بھی کوئی عشق مین ہرگز   فضائے حشر سے ملتا ہے ڈانڈا اس بیابان کا
ہر اک جا جلوہ قدرت کا کر سکتے ہین نظارہ   بہت مشکل ہے لیکن ڈھونڈھنا اسرار پنہان کا
خلائق سے بھی زیادہ خواہشین ہمکو ستاتی ہین   نجات دین و دنیا ہین مٹانا دل سے ارمان کا
فرشتے بھی تو ایجاد بنی آدم کے قائل ہین   اڑایا گلشن فردوس نے خاکا گلستان کا
محب جذب محبت اپنے قابو مین نہین ہرگز
تعلق جسم کا ہے اختیاری فعل انسان کا

بڑی مشکل سے ہے ہم کو صبح کرنا شام ہجران کا   بروز حشر دیکھین گے نکلنا مہر تابان کا
جو دولت چاہتے ہین وہ علوم مغربی سیکھین   تجارت تخت صنعت تاج زرین ہے سلیمان کا
ہر اک جا ہند مین ہے اختلاف مذہب و ملت   یہی مرکز ہے دنیا مین خیالات پریشان کا
مسجدو کی بڑی عزت ہے اقوام مہذب مین   ذلیل و خوار لیکن رہنما ہے قوم نادان کا
سرا ہے دہر مین آ کر رہین کچھ دن چلے جائین   مکان غیر پر کیا زور چل سکتا ہے مہمان کا
بنی آدم مین جب موجود ہین افعال شیطانی   تو کیون کرتے ہین پھر انکار امکان شیطان کا
عرب کی وہ شجاعت یاد ہے اب تک زمانہ کو   کہ جس سے دل لرز جاتا ہے ہر شیر نیستان کا

نہ گھبرا آفتاب وصل ہے بعد از شب ہجران
محب دنیا کی ہر مشکل مین اک پہلو ہے امکان کا

نہین ہے جوش جو اپنون کی خیرخواہی کا   یقین کیون نہو پھر قوم کی تباہی کا
تری گلی کی گدائی اگر ملے مجکو   خدا جو دے تو نہ لون تخت بادشاہی کا
رفاہ خلق سے مطلب نہین غرض ہی ہو کام   جبین قوم پہ یہ داغ ہے سیاہی کا
سمجھ ذلیل نہ ہرگز خدا کی خلقت کو   پڑا ہوا ہے تمدن بھی مرغ و ماہی کا
حقیقت ایک ہے یہ نسبتین بھی ہین اسکی   مقابلہ ہے یہان فقر اور شاہی کا
کیا ہے علم نے حیوان پر جنھین برتر   انھین کو شوق ہے انسان کی خیرخواہی کا
خدا کا نور ہے یورپ مین یہ محبت و عشق   مگر یہان تو ہے یہ داغ روسیاہی کا
خدا نے علم و قناعت کی دی جسے دولت   اُسی نے فقر مین پایا ہے اوج شاہی کا

بغیر مزد کرو خدمت وطن تا زیست
محب جو حوصلہ تمکو ہے بادشاہی کا

کیا خیالون کا بھروسہ اور کیا گفتار کا   دل پہ پڑتا ہے اثر ہر شخص کے کردار کا
یہ نجوم و یہ عمل یہ فال سب ہین لغویات   ہے ضرر لاکھون کا ان سے فائدہ دوچار کا
تیرے ملنے کی کوئی صورت بھی نکلیگی کبھی   یا رہیگا داغ دل پر حسرت دیدار کا
جبریہ تعلیم کا قانون نافذ ہو تو کچھ   ہو ازالہ جہل کے اس خوفناک آزار کا
صرف بیجا شان مین اور بخل ہے خیرات مین   خاصہ یہ ہے ہمارے ملک کے زردار کا
جس مریض عشق کا پوچھے مسیحا بھی نہ حال   پوچھتے ہو کیا مزاج اس جان بلب بیمار کا
غافلون کو دوست دشمن مین نہین ہوتی تمیز   تاڑ لینا اک نظر مین کام ہے ہشیار کا
فیصدی چورانوے سے بڑھ کے جاہل ہون جہان   کیا اثر اس ملک ناخواندہ پہ ہو دوچار کا

کیا مریض عشق کو صحت دوا سے ہو محب

سخت مشکل ہو علاج اس لاعلاج آزار کا

تو کیا جدا ہوا کہ یہان دل بھی کھو گیا   الفت مین تیری ہم پہ جو ہونا تھا ہو گیا
بزم جہان مین آ کے نہ دیکھا جمال یار   آنکھین کھلین رہین مگر افسوس سو گیا
بیداری جہان ہے یہ خواب گران موت   وہ جاگتا ہے یاد مین اُس کی جو سو گیا
آنا ہمارا دہر مین بے فائدہ نہین   تخم عمل ہر ایک یہان آ کے بو گیا
عرفان بغیر اُس کو نہ ہو گا وصال دوست   زہد و ورع کے ساتھ بھی دنیا سے جو گیا
اس بزم دلفریب مین تھا یار جلوہ گر   تو آتے ہی عدم سے یہان ملے سو گیا
آیا تھا جستجو مین کسی کی یہان مگر   مین ڈھونڈتے ہی ڈھونڈتے خود آپ کھو گیا
دیکھا جہان کو خواب سا بے اصل اک طلسم   اپنی خودی کو چھوڑ کے دم بھر جو سو گیا
راحت ہے غم مین اور خوشی مین ہزار رنج   اچھا ہوا جو آ کے یہان خوب رو گیا
طوفان فکر و غم سے اُسیکو ملی نجات   مثل قطب نما جو تری سمت ہو گیا
جسنے خودی کو اپنے بنایا یہان خدا   بحر فنا مین آ کے وہ کشتی ڈبو گیا
نام خدا کے ورد مین تاثیر ہے عجب   دل کا تمام میل بتدریج دھو گیا

محو خیال یار رہا رات بھر محب
باطن مین جاگتا رہا ظاہر مین سو گیا

حیف ہے جو مرد جاہل سے ملا   وہ ہوا کامل جو کامل سے ملا
انفعال جرم بھی چھپتا نہین   دیکھ آنکھین چشم قاتل سے ملا
جب خدا کی بتکدہ مین کی تلاش   خود پتا منزل کا منزل سے ملا
فیض صحبت سے ہو کب نا اہل اہل   کیا ہوا آیا جو ساحل سے ملا
سامعین کا دل پہ چھا جائیگا رعب   آنکھ اپنی اہل محفل سے ملا
جان فیاضی کو دولت کا مآل   ہاتھ اپنا دست سائل سے ملا

ڈھونڈتے ہی ڈھونڈتے خود کھو گئے
نقش پائے یار مشکل سے ملا
دہریے نے دہر کو مانا خدا
حق نہ اسکو زعم باطل سے ملا
نیست ہین سب ہست ہی ایک ذات
سچ کو تو ہرگز نہ باطل سے ملا
موت مین ہے زیست سے بڑھ کر مزا
خود گلا تو تیغ قاتل سے ملا
حسن بے ضد کے چمکتا ہی نہین
نکتہ تیرے رخ کے تل سے ملا
صحبت بد نیک پر غالب ہوئی
شہد جب زہر ہلاہل سے ملا
اپنا تو ہے لیلی پرائی مجنون اثر
آنکھ اپنی چاک محمل سے ملا
آدم خاکی ہوا عالم کی جان
آفتاب روح جب گل سے ملا
سختی دل سے ہوئی پامال دہر
عاقلون کو یہ سبق سل سے ملا
بعد جسمانی سے کب ہوتا ہے فصل
ایک دل جب دوسرے دل سے ملا
کچھ محبت کا محب سے حال پوچھ
کس کو سچا عشق نادل سے ملا

کس قدر روشن ہے چہرہ چشم بد دور آپکا
مہر و ماہ و شعلہ و اختر مین ہے نور آپ کا
سامنے عاشق کے پھر کیون بے نقاب آتے نہین
اسقدر پردے پہ ہے جب نام مشہور آپ کا
ہاتھ مین ہے آپ کی میرا جلانا مارنا
عشق مین شاہون سے بھی بڑھ کر ہے مقدور آپ کا
آپ ملتے ہین تو دم بھر دلکو آتا ہے قرار
ماہی بے آب ہے ورنہ یہ مہجور آپ کا
مینے دیکھا آپ کو موسی نے دیکھا نار کو
سامنا کیا کر سکے گا شعلہ طور آپ کا
جذبۂ الفت یہ مجھے دیتا ہے سو انجن کا زور
گو نہین جنبش کی طاقت اور گھر دور آپ کا
آپ ہی کو لونگا مین جنت مین بھی اللہ سے
لائیگی یہ دل کہان سے خلد مین حور آپ کا
کون ہے دنیا مین وہ جو آپ سے واقف نہین
نام چھپنے سے ہوا کس درجہ مشہور آپ کا
آپ سے جب ہو نہین سکتا علاج درد دل
زیست سے مایوس ہو کیونکر نہ رنجور آپ کا

پردهٔ غفلت جو اٹھ جائے تو روشن چشم ہو　　فرش سے تا عرش ہر ذره مین ہی نور آپ کا
آپ کے خادم محب کی ہے یہی اک آرزو
پاس قدمون کے رہے دن رات مہجور آپ کا

ملا جو دوست کبھی شاد و آسمان نہوا　　بلا سے ہجر وہ آئی کہ وصل جان نہوا
ملے جو آپ تو دل ہی مین دل کی بات رہی　　زبان سے حال دل زار کچھ بیان نہوا
یہ بند خسین ہین بدن پہ اگر نہین دل پہ　　وہ آئے گھر مرے آگاہ پاسبان نہوا
ہمارے ضبط کو دیکھا کہ عشق مین تیرے　　دل و جگر بھی جلے اور پھر دھوان نہوا
ترے سوا نہین دنیا مین اور سے مطلب　　وہان گئے نہ کبھی ہم کہ تو جہان نہوا
تمہارے ساتھ بڑے عیش سے بسر کرتو　　تغیرات سے خالی کوئی مکان نہوا
ادھر ہو عشق ادھر لوگ تاڑ جاتے ہین　　ہزار ہمنے چھپایا مگر نہان نہوا
ترا ہی جلوہ ہے ہر سمت فرش سے تا عرش　　یہ کون کہتا ہے عالم مین تو عیان نہوا
ہمارے دل مین رہے چھوڑکر زمین و فلک　　پسند یار کے عرش اور لامکان نہوا
کھلی زبان تو کھلے رنج و غم کے دروازے　　ہزار حیف کہ پیدا مین بے زبان نہوا
حرم مین دیر مین بزم غمی مین شادی مین　　جہان مین ذکر جمیل آپ کا کہان نہوا
توہی ہے ظاہر عالم توہی ہے باطن خلق　　نہان نہین ہے مگر وہم سے عیان نہوا
محب عبث ہی تمہین ہجر یار کا شکوہ
تمہارے دل مین وہ کس روز مہمان نہوا

وہ بڑھ گئے پیچھے مجھے خود جان کے چھوڑا　　صد حیف کہ غیرون کا کہا مان کے چھوڑا
تم لے گئے آرام مرا دل بھی جگر بھی　　سامان نہ گھر مین کوئی مہمان کے چھوڑا
تم آئے جو دم بھر کو گئے منہ کو چھپا کر　　اور پاس مجھے حسرت و ارمان کے چھوڑا
قاصد کو بھی ملتی نہین آنے کی اجازت　　خط ہاتھ مین آخر ترے دربان کے چھوڑا

وہ غیر کے ہمراہ گیا چھوڑ کے مجکو   کیا یار نے پہچان مجھے جان کے چھوڑا
دید انکی حسرت بھی نہ نکلی جو مین آیا   خود پردہ در یار نے پہچان کی چھوڑا
روزن سے جو اس ابرو و مژگان پہ نظر کی   میری طرف اک تیر کمان تان کے چھوڑا
اس لذت دنیا سے پہنچتے تمھین سو پیچ   شاباش کہ ناصح کا کہا مان کے چھوڑا
ملحد ہوئے واعظ ہوئے ہادی ہوئے آخر   اس عشق کی مصدر کو بھی گردان کی چھوڑا
دنیا سے جو واقف نہین کیا چھوڑنا اس کا   وہ مرد ہے جسنے کہ اسے جان کی چھوڑا
اس شوخ نے دل بھی لیا ایمان بھی جان بھی
کیا پاس محب بے سر و سامان کے چھوڑا

خواب مین تجھ سے لپٹ کر کبھی دم بھر روتا   اسی ارمان پہ ہے یہ دل مضطر روتا
وعدہ کرکے بھی جو پھر جاتے تو کیا تجھ کو کہین   ترے وعدے پہ ہے یہ چرخ ستمگر روتا
شربت وصل سے محروم ہی رہتا تا حشر   سر بھی گر پاؤن پہ اس بت کے مین رکھکر روتا
سنگ دل تجھپہ نہ ہوتا کبھی رونے کا اثر   مین جو آنکھون سے شب ہجر سمندر روتا
باغ مین یاد سہی قد مین جو روتا مین کبھی   اشک شبنم سے لب نہر گل تر روتا
مین ہون وہ تشنۂ دیدار کہ حسرت پہ مری   اشک خونی مرے قاتل کا بھی خنجر روتا
فرقت یار مین روتا جو مین اثنائے نماز   تیری مسجد کا بھی زاہد در و ممبر روتا
درد سر مول لیا چھوڑ کے عشق جانان   اہل دنیا کی حماقت پہ نہ کیون کر روتا
ذکر تیرا نہین جس گھر مین نہین اسمین خوشی   غفلت مردم خانہ پہ ہے خود گھر روتا
دیکھتا آنکھ سے یہ نفس پرستی غفلت   اس زمانہ پہ ہر امت کا پیمبر روتا
اسکی باتون سے تو باقی نہین امید وصال
کاش اک بار محب یار سے ملکر روتا

الفت کا تیری نشہ کبھی تھا سرور تھا   وہ دن گئے کہ عقل و خرد سے مین دور تھا

انکار وصل سے تھا تو آتے ہی میرے گھر   وعدہ کا پاس آپکو اتنا ضرور تھا
تھا ہوش کسکو یار کے مکر و فریب کا   مین تو شراب عشق کی نشہ مین چور تھا
تیرے بغیر مجکو جہنم تھا باغ خلد   کب مین خدا سے طالب غلمان و حور تھا
دل دے کے بے وفا کو کیے جسم و جان تباہ   اُس کا گلا نہین یہ ہمارا قصور تھا
الفت مین فاصلہ نہین رہتا ہے درمیان   نزدیک تھا وہ یار جو کوسون ہی دور تھا
موسیٰ ہمین تھے شعلہ ہمین تھے ہمین شجر   پرتو ہمارے ہی دل سوزان کا طور تھا
زاہد وہی تھا حشر مین دیکھا ہوا خدا   دنیا ہی مین ہر آن مین پیش حضور تھا
کیا شان کبریائے حق کا نہ تھا ظہور   مجھ مین جو بے نیازی و کبر و غرور تھا
تو ہر جگہ رہا مری آنکھون کے سامنے   دیکھا نہ مین نے تجھ کو یہ میرا قصور تھا

امید وصل یار عبث تھی ہمین محب
معلوم اب ہوا کہ بہت ہم سے دور تھا

عرض اس سے مدعا کرتا ہے کیا   بے وفا وعدہ وفا کرتا ہے کیا
قابل دیدار آنکھین ہی نہین   وہ جو چھپتا ہے بُرا کرتا ہے کیا
شوق سے رکھدے گلا تلوار پہ   دست قاتل کا گلا کرتا ہے کیا
دل کو لے کر ہاتھ سے او بے وفا   ہم غریبون پر جفا کرتا ہے کیا
زندگی سے آپ ہی ہم ہین خفا   اور تو ہم کو خفا کرتا ہے کیا
ہے یہ بیماریٔ دل تو لا علاج   اے مسیحا تو دوا کرتا ہے کیا
اس سے ملنے مین بھی ہین سو آفتین   دیکھیے فتنہ بپا کرتا ہے کیا
وعدہ کر لینا جو سمجھے دل لگی   وہ کبھی وعدہ وفا کرتا ہے کیا
اس بت عیار سے ہے سابقہ   دیکھیے آگے خدا کرتا ہے کیا
جب خدا ہے فاعل مطلق تو پھر   بندہ بے بس خطا کرتا ہے کیا

اس بت کافر کو سجدہ کر کے محب
جا کے مسجد مین ادا کرتا ہے کیا

لو بتون سے لگا کے کیا پایا   ہجر مین دل جلا کے کیا پایا
درد و رنج و غم و الم کے سوا   اور دل کو لگا کے کیا پایا
جل گیا شمع دم مین پروانہ   تو نے اس کو جلا کے کیا پایا
اے پری تو نے اپنا دیوانہ   مجھکو ناحق بنا کے کیا پایا
روتے روتے گنوائین آنکھین اور   آنکھ اُس سے لڑا کے کیا پایا
قصۂ درد و ہجر طولانی   ہمنے اس کو سنا کے کیا پایا
نقش بر آب ہے جہان کی نمو   رنگ تو نے جما کے کیا پایا
بے وفا کب کسی کے ہوتے ہین   عشق اپنا جتا کے کیا پایا
پہلوے غیر اور تو افسوس   بزم مین تیری آ کے کیا پایا
جب امید وصال ہی نہ رہی   اُن کو غزلین سنا کے کیا پایا
مُنہ چھپائے ہوئے وہ رہتا ہو   اسکو گھر مین بلا کے کیا پایا
میرے پہلو مین آ کے دل تو لا   غیر کے پاس جا کے کیا پایا
ہم نہ کہتے تھے بے وفا کو محب
دل کے ٹکڑے دکھا کے کیا پایا

جمال یار ہر انسان کامل مین نمایان تھا   نہ دیکھا ہمنے ہر سینے مین روشن ماہ تابان تھا
ہر اک کو فکر بخشایش کی دامنگیر تھی لیکن   ہمارے ہاتھ مین قاتل کا روز حشر دامان تھا
دیا آخر جواب صاف اس نے واہ ری قسمت   بہت مجھکو وصال یار کا دنیا مین ارمان تھا
بہت اچھا ہوا وعدہ خلافی کی جو قاتل نے   جو وعدہ وہ وفا کرتا تو میری سر پہ احسان تھا
رقیبون کی بنانے سے ہمارا کام بن آیا   کہا ہمنے بھی مجنون بنکے جو کچھ دل مین ارمان تھا

گیا وہ غیر کے پہلو مین اُٹھ کر پاس سے میرے — خیال آیا نہ قاتل کو کہ میرا آج مہمان تھا
مجھے محروم رکھا وصل سے کیون غیر کی خاطر — بتا اے بیوفا تیرا کہان وہ عہد و پیمان تھا
وہ کامل جذب ہے جو کھینچ لائے یار کو گھر مین — زلیخا غرب مین تھی مشرق مین خورشید کنعان تھا
گنہگاری نہ ہوتی گر تو غفاری کہان ہوتی — در رحمت کا فاتح خلد مین آدم پشیمان تھا
جوانی مین رہا لذات حیوانی مین سرگردان — چھٹا پیری مین جب کچھ خواہشون سے مین تو انسان تھا
محب پیتا نہ کیون کر ساغرے ہاتھ سے اس کی
اسی دن کا تو اک مدت سے میرے دل مین ارمان تھا

چھینا ہمارے یار کو دولت نے کیا کیا — کھینچا نہ کچھ بھی جذب محبت نے کیا کیا
پروانہ تیرے حسن کا ہے جسکو دیکھیے — اے شمع رو غضب تری صورت نے کیا کیا
پیدا رقیب ایک مرا اور ہو گیا — مجھ سے سلوک یہ مری قسمت نے کیا کیا
پہلے سے بھی سوا وہ ہوا بدگمان اور — الٹا اثر یہ جذب محبت نے کیا کیا
گلزار مین بھی وحشت دل کچھ نہ کم ہوئی — صحرا کی اور دشت کی وحشت نے کیا کیا
رکھا نہ دین اور نہ دنیا کے کام کا — مجھ سے سلوک یہ تیری الفت نے کیا کیا
پہلو مین یار آکے گیا گھر مین غیر کے — اے بدنصیب یہ تیری قسمت نے کیا کیا
سب عمر کشمکش مین کٹی کچھ ملا نہ چین — حرص و ہوا و عزت و شہرت نے کیا کیا
جانین گنوائین مفت سے گئے خانمان تباہ — اے ناسمجھ یہ دیکھ کہ شہرت نے کیا کیا
دائم ہے لطف پاک محبت مین خوب سوچ — انجام کار نفس کی لذت نے کیا کیا
ہے امتحان یار کا دیکھین گے اب محب
غربت نے میری غیر کی دولت نے کیا کیا

بزم اغیار سے وہ شاد آیا — سوچ کر پھر کوئی بیداد آیا
فاتحہ کو بھی چھپائے ہوئے منہ — قبر پہ وہ ستم ایجاد آیا

ملحد و کافر و بے دین تھے ہم
دیکھا تجھکو تو خدا یاد آیا
دیکھکر مجھ کو وہ کہہ اٹھتے ہین
قیس و فرہاد کا استاد آیا
ہوگیا دیکھ کے مین وہ ہو اللہ
سامنے جب وہ پریزاد آیا
لین بلائین ترے عاشق نے وہین
بیڑیان لیکے جو حداد آیا
حکم پر اُسکے جھکادی گردن
جب مرے قتل کو جلاد آیا
تیرے کوچہ مین ہوا وہ آباد
آپ کو کرکے جو برباد آیا
رشک و اغیار سے غم اور ہوا
کب تری بزم سے مین شاد آیا
عقل بھی جسکے تصور سے ہے دنگ
قید ہستی مین وہ آزاد آیا

دل مین پیدا ہوا پھر جوش محب
وعدۂ یار مجھے یاد آیا

شکوہ نہین اب آپ کا وہ دل نہین رہا
میری طرف ذرا بھی تو مائل نہین رہا
مرنے کے وقت بھی وہی اے گا سامنے
دل زندگی مین یار سے غافل نہین رہا
زخمون کے درد اور تڑپنے سے چھٹ گیا
قاتل کا شکر ہے کہ مین بسمل نہین رہا
سمجھاؤن کسکو آہ مین انجام کار عشق
پہلو مین دیکھتا ہون کہین دل نہین رہا
مہر و وفا کی کسکو تھی امید یار سے
غم ہے گلے پہ خنجر قاتل نہین رہا
فصل بہار مین تھی ہر اک کو ہوای گل
آئی خزان تو شور عنادل نہین رہا
قصے زبان پہ رہ گئے آزار عشق کے
لیلی و قیس و ناقہ و محمل نہین رہا
خیرات کا وجود گدا پر ہے منحصر
دیجیے گا بوسہ کسکو جو سائل نہین رہا
کسطرح چھوڑون دامن قاتل کو ہاتھ سے
اب اختیار ہی مین مرا دل نہین رہا
امید ہوگئی ترے ملنے کی شکر ہے
اب درمیان مین بجر وہ حائل نہین رہا

بھولا محب وہ غیر سے ملتے ہی مجھ کو حیف

مین ایکدم بھی یار سے غافل نہین رہا

جو بام پر وہ سحر شام مہ عذار چڑھا
تو چاند منہ کو چھپا کے پتنگ تار چڑھا
فنا کے بعد بھی کچھ کم ہوئی نہ سوزش دل
ترے فراق کا ایسا ہمین بخار چڑھا
کیا جو اس مہ کامل نے پائمال مجھے
تو نور بن کے فلک پہ مرا غبار چڑھا
نہین ہے نفس کے گھوڑے پہ چڑھنا آسان
ہزار بار گرا اس پہ جب سوار چڑھا
کہان ہم اور کہان تیرے وہ گل تازہ
ہماری قبر پہ باسی گلے کا ھار چڑھا
تمہاری زلف سیہ بھی غضب کی افعی تھی
ہمارے ہر رگ و پے مین ہے زہر مار چڑھا
فراق یار سے کانٹون پہ لوٹتے گزری
بجائے گل مری تربت پہ چند خار چڑھا
ہوس رہی ہے مجھے خنجر کے بوسہ لینے کی
وہ میرے سینہ پہ قاتل نہ ایک بار چڑھا
ہماری یاد جو آجائے وقت مے نوشی
تو دینا مے مری تربت پہ بادہ خوار چڑھا
مآل کار ہی دیکھا غرض کی یاری کا
نہ اتنا سر پہ رقیبون کو گلعذار چڑھا

صحب وہ یار کی تصویر سامنے دہر کر
اسی کے پاؤن پہ سر رکھہ اسی کو ہار چڑھا

عشق سے دنیا و دین کا غم گھٹا
مار کا تریاق غم سے سم گھٹا
گر بڑھانا چاہتا ہے عقل و روح
نفس کو اور جسم کو پیہم گھٹا
ہوگیا وہ چند پھر فرقت کا درد
تیرے ملنے سے جو دم بھر غم گھٹا
خواب مین بھی رات کو روتے ہین ہم
اضطراب دل نہ کوئی دم گھٹا
جب تجھے دیکھا تو دم بھر کیلئے
جوش سیل دیدۂ پرنم گھٹا
موت سے ہوگی یہ سب سمجھے تھے شفا
درد ہجر یار لیکن کم گھٹا
عشق وہ قوت ہے جسکے زور سے
منزل ہستی کا پیچ و خم گھٹا
کیا برے کامون کی ہے تاثیر بد
اور حیوانون سے بھی آدم گھٹا

وہ جو مسجود ملائک تھا کبھی   شامت اعمال سے پیہم گھٹا
جسم یہ درد جدائی سے محب
چاہیے جتنا تھا اُس سے کم گھٹا

ہماری آرزو کی یاد رکھنا   کلی دیکھو تو بو کی یاد رکھنا
دغا دیتی ہے دنیا آشنا کو   تم اس خصلت کی خو کی یاد رکھنا
گلون کے اختلاف رنگ و بو ہین   اسی سے رنگ و بو کی یاد رکھنا
نہ جانا دہر کی مضبوطیون پر   خدا کے ایک ہو کی یاد رکھنا
کہین ہم بھی جو کچھ تم کو تو کیا ہو   تم اس گفتار تو کی یاد رکھنا
غلامی غیر کی تیرے لیے کی   ہماری جستجو کی یاد رکھنا
لگاتے ہو جو تلوون مین حنا تم   ہمارے بھی لہو کی یاد رکھنا
بگڑ بیٹھے جو مانگا تم سے بوسہ   ذرا اس گفتگو کی یاد رکھنا
ہوے ہو ہمنشین زاہد کے لیکن   ذرا جام و سبو کی یاد رکھنا
محب دنیا مین کر سب سے محبت
جو موقع ہو عدو کی یاد رکھنا

باب الباء

عشق مین آپ ہے خود یہ دل ناکام خراب   ہے نہ صیاد برا اور نہ کچھ دام خراب
اچھے سب رنگ ہین ناظر کی نظر ہی ہے فرق   نہ تو گورے ہین برے اور نہ سیہ فام خراب
کامیابی ہے ترے عشق مین ہر ناکامی   ورنہ ہر کام مین دنیا کے ہے ناکام خراب
بعد ملتے ہین کہین علم و حیات ابدی   پہلے کچھ روز تو ہو راحت و آرام خراب
عام تعلیم ہے ہر ملک کی بنیاد عروج   ہر جگہ جہل سے دنیا مین ہین اقوام خراب

نیک و بد اپنے ہی اعمال کے سب ہین یہ اثر — ہین نہ افلاک نہ اوقات نہ اجرام خراب
ختم ہوتا نہین بد پہ اثر بد کاری — پشت در پشت ہو ہر نسل کا اندام خراب
خمر و افیون، مدک اور برانڈی وسکی — فی الحقیقت ہین یہ سب زہر کی اقسام خراب
انتخابِ زن و شوہر نہین جب ہین عیب — قبل تزویج سے کیون نامہ و پیغام خراب
دل سے ملتے ہین تو مٹین ملک کی تفریق سے خوف — ہو گا تقسیم سے بنگال نہ آسام خراب
خدمت خلق سے مقصود ہو خوشنودی حق — اہل دنیا ہین دنی ان کا ہو انعام خراب
آنکھ مین جس کی مروت ہو وہ ہے سب کو عزیز — تلخی مغز سے کتنے نہین بادام خراب
اہل باطن کو تو گالی ہے دواے نخوت — دینے والی کو مگر زہر ہے دشنام خراب
کون کہتا ہے کہ بے عیب ہے تہذیب جدید — سب سے بڑھ کر ہے قمار اور مے و جام خراب
ہند مین بھی وہی قرآن ہے وہی ملت دین — تخم اچھا ہے مگر باغ مین ہین آم خراب
اسکی رحمت پہ بھروسہ ہے عمل پر کیا ہے — کبھی آغاز ہے اچھا کبھی انجام خراب
کام وہ ہے کہ نہین جس مین صلہ کی امید — طالبِ فائدہ قوم کا ہے نام خراب
یاد مین تیری نہ گزرے تو ہے برباد وہ عمر — سال و مہ ہفتہ شب و روز سحر شام خراب
قیمتی عمر ہوئی صرف حصول دنیا — بودی چیزین جو لین بھی تو ہوئے دام خراب
نسبت حق سے عبادت ہین جہان مین سب کام — شرکتِ نفس سے ہین خیر کے بھی کام خراب

تزکیہ نفس کا سوچ سے بھی بہتر ہے محب
دل جو میلا ہے تو ہے جامۂ احرام خراب

عشق مین دل ہی سے مثل باد سر گوشی ہے خوب — صورت گل گلشن عالم مین خاموشی ہے خوب
رونق دنیا ہے غفلت اور ہشیاری ہے زہر — عقل کامل ہے مخرب اور مدہوشی ہے خوب
ہوش مین آئے تو ویرانی ہی دیکھی ہر طرف — اپنا یہ خواب گران اپنی یہ بیہوشی ہے خوب
امتیاز غیریت ہی ہے یہان تکلیف دہ — ہے خودی سب سے بری اور خود فراموشی ہے خوب

اہل دنیا کی پریشانی سے بچنے کے لیے   گوشہ عزلت ہی بہتر اور خاموشی ہے خوب
جز خدا جن کو نہین دنیا سے ودین سی کچھ غرض   اُن کو زیبا ہے تجرد اور روپوشی ہے خوب
دہو شراب عشق سے سجدہ کا پیشانی سے داغ   زہد صد سالہ سے اک ساعت کی مے نوشی ہے خوب
ہے ریاکاری سے بہتر رند سے اہل صفا   ظاہری صوم صلوٰۃ و حج سی مے نوشی ہے خوب
اس چمن مین نالۂ بلبل سے ہے خود دام ہلاک   صورت باد صبا ہر گل سے سرگوشی ہے خوب
پی شراب عشق جس کی تا ابد مستی رہے   دین و دنیا مین یہی تو ایک مے نوشی ہے خوب

وصل مین اُس شوخ کے ہین آفتین صدہا محب
دل مین تصویر خیالی سے ہم آغوشی ہے خوب

خود نمائی سے نمایش سے عمل پوشی ہے خوب   نیت خالص ہی بہتر اور خاموشی ہے خوب
اہل دل سے کیجیے ظاہر خیالات دلی   صحبت نا اہل مین ہر طرح خاموشی ہے خوب
اہل دنیا کی یہ ہشیاری وبال جان ہے   جس سے راحت ہے وہ غفلت اور بیہوشی ہے خوب
خار ہے پہلوے گل مین تاکہ ہو باہم تمیز   اس جہان مین شادی و غم کی ہم آغوشی ہے خوب
جا کے لندن مین پڑھین آ کر کرین نادان سے عقد   لندنی عالم کی جاہل کی ہم آغوشی ہے خوب
قدردانی کے عوض ہو جس جگہ خوف ضرر   عیب پوشی کی طرح اس جا ہنر پوشی ہے خوب
عیش مین سختی کی عادت ہو تو سختی بھی ہے عیش   منقلب جب دہر ہے غم سے ہم آغوشی ہے خوب
عورتون کو جس جگہ سڑکون پہ چھیڑین بے حیا   اس جگہ عورات کی مردون سے روپوشی ہے خوب
جنس نسوان کی مضرت پر عبث ہے چیخنا   جب مخاطب ہو نہ ملک و قوم خاموشی ہے خوب

ہے رواج عام پر ہر جا محب تہذیب ملک
اجنبی پوشش سے اپنی بادلہ پوشی ہے خوب

اہل دنیا تو ہین سب اس خواب ہستی مین خراب   اہل دل دیکھے نہین اس دار ہستی مین خراب
اس خرابہ مین خرابی کے سوا کیا اور ہے   کوئی عشق زر مین کوئی تن پرستی مین خراب

کچھ خدا کی یاد بھی دنیا کے دھندون مین رہے   خانۂ دل کو نہ کیجے گھر گرستی مین خراب
ایک ہی رنگ سیہ گوہر مین ہو یا کانچ مین   ہے وہی جنس گران مین خوب سستی مین خراب
جز خدا ہر چیز بت ہے خواہ جنت ہو کہ نفس   زاہد مرتاض بھی ہو بت پرستی مین خراب
ہو تجرد سے ہم آغوش اور علائق سے جدا   دل ہے ویرانے مین معمور اور بستی مین خراب
نیست کو سمجھے ہین ہست اور ہست کو سمجھے ہین نیست   اہل دنیا فلسفی دونون ہین ہستی مین خراب

عشق سے آبادیٔ دل ہے محب اس شہر مین
بے چراغ سوز الفت گھر ہو بستی مین خراب

جسقدر اہل دول ہین تن پرستی مین خراب   اس قدر مفلس نہین ہین تنگدستی مین خراب
لقمۂ تر سم قاتل ہے فقیرون کے لئے   صحبت اہل دول ہے فاقہ مستی مین خراب
طالب دنیا و دین دونون کا انجام ایک ہے   زر پرستی مین ہے وہ یہ خود پرستی مین خراب
گر حکومت ہو ہو اخلاق اعلے چاہیئے   اہل دل ہوتے نہین اس دار ہستی مین خراب
ٹھوکرین غفلت سے چونکاتی ہین قومونکو مگر   کچھ سنور جاتی ہین کچھ ہوتی ہین پستی مین خراب
ہندوون کے ہین اعلی گھر گرستی کے اصول   ہو نہین سکتی ہے جس کی قوم پستی مین خراب

ہو تنعم مین بھی طرز زیست وہ سادہ محب
آسمان سے بھی نہ ہو جو دور پستی مین خراب

باب الباے فارسی

بات کہہ کر کیون مکر جاتے ہین آپ   جھوٹ مین کتنا مزا پاتے ہین آپ
سامنے غیرون کے خود آتے ہین آپ   دیکھتے ہی ہم کو چھپ جاتے ہین آپ
ذکر غیرون کا ہمارے سامنے   عاشقون کو خون رلواتے ہین آپ
شرمگین نظرین تو ہین یہ برچھیان   قتل کرتے ہین کہ شرماتے ہین آپ

بے وفائی آپ کی لاتی ہے رنگ   جب کسی کو با وفا پاتے ہین آپ
آپکو معلوم ہے وہ دل کی بات   کیون زبان سے میرے کہواتے ہین آپ
خود تڑپتا ہے یہ مشتاق جمال   منہ چھپا کر اور تڑپاتے ہین آپ
کیا اکیلے آپ جاتے ہین کہین   دل ہمارا ساتھ لے جاتے ہین آپ
کسقدر پردہ کا رہتا ہے خیال   خواب مین بھی جب کبھی آتے ہین آپ
وصل کے وعدے سے کردیتے ہین خوش   عاشقون کو خوب بہلاتے ہین آپ
مجھ سے ناحق چھیڑ کروکر رقیب   گالیان کیون اسکو دلواتے ہین آپ
غیر پر یہ بخششین لیکن ہمین   ایک بوسہ کو بھی ترساتے ہین آپ
بتکدہ مین بت ہو کعبہ مین خدا   کافر و مومن کو لڑواتے ہین آپ
ہے کہان شیطان و آدم کا وجود   خود بتا کر راہ بھٹکاتے ہین آپ
سامنے آتے نہین لیکن جھلک   آڑ سے چلمن کے دکھلاتے ہین آپ
آپ پہلو سے تو اٹھتے ہین مگر   کیا ہمارا دل بھی لے جاتے ہین آپ
چاند سورج سے بھی کرتے ہین حجاب   صحن مین تشریف جب لاتے ہین آپ

ہے محبت مین محب کچھ تو مزا
ناامیدی مین بھی جو پاتے ہین آپ

مجھ سے ناحق وصل کا وعدہ کیا کرتے ہین آپ   غیر کا جب اسقدر دن رات دم بھرتے ہین آپ
ایک دل مین دو کی الفت کی گنجایش نہین   غیر پر مرتا ہے وہ اور اسپہ پھر مرتے ہین آپ
آپکو دیکھو ذرا اور اس بت مغرور کو   پوچھتا ہی وہ نہین پھر اسپہ کیون مرتے ہین آپ
آپ کو مرنے کی جینے کی اسے پروا نہین   بے وفا بے درد پر پھر کسلئے مرتے ہین آپ
ہر قدم پر آفتون کا سامنا ہوگا ضرور   راہ الفت مین تو جلدی سے قدم دھرتے ہین آپ
وعدہ کرکے آپ پھر جاتے ہین تم یا نہین   خون میری آرزو کا کیون کیا کرتے ہین آپ

مال جب اچھا نہین رکھنے سے اسکی کیا حصول　　دل کو لیکر پھر کبھی واپس نہین کرتے ہین آپ
روح باقی ہے توجہ کیجیے اسکی طرف　　اس تن خاکی کو مر جانے سے کیون ڈرتے ہین آپ
جب نہین دل مین کسی کی سرد مہری کا خیال　　سانس ٹھنڈی دم بدم پھر کسلیے بھرتے ہین آپ
عیش دنیا مین نہین جب حضرت حق کا خیال　　جانور کی طرح اس میدان مین چرتے ہین آپ
ڈال دیجیے گردن دلدار مین باہین محب
جب محبت ہے اسے پھر کسلیے ڈرتے ہین آپ

کوئی کرتا نہین بے حکم قضا آپ سے آپ　　نہ محبت نہ عداوت نہ وفا آپ سے آپ
حسن خود آپ سکھاتا ہے حسینون کو جفا　　ہوش آتا ہے تو آتی ہے ادا آپ سے آپ
چشم ظاہر سے محرک نہین آتا ہے نظر　　کہین چلتی بھی ہے دنیا مین ہوا آپ سے آپ
نہ وہ پہلی سی محبت نہ وہ باتین نہ وہ پیار　　بے سبب مجھسے ہین کیون آپ خفا آپ سے آپ
اپنے اعمال ہی لاتے ہین بلائین ہم پر　　کسپہ کرتا ہے فلک جور و جفا آپ سے آپ
کیون اٹھاتا ہے دوا اور دعا مین تکلیف　　وقت آتا ہے تو آتی ہے شفا آپ سے آپ
راست تدبیر بھی تقدیر پلٹ دیتی ہے　　کوئی کرتا بھی ہے دنیا مین خطا آپ سے آپ
نہ فقیرون کی خوشامد نہ مشائخ سے غرض　　دل مین الفت ہے تو آئیگا خدا آپ سے آپ
بولتا کون ہے اندر سے ترے او نادان　　بانسری سے نہین آتی ہے صدا آپ سے آپ
حکم ہوتا ہے وہی کرتا ہے معشوق سلوک　　کوئی کرتا بھی ہے عاشق پہ جفا آپ سے آپ
رازِ الفت نہ کہے تم سے محب وہ نہ کہے
باہر آجائیگا پردے سے خفا آپ سے آپ

باب التاے

حسرت یہی ہے دل مین کہ دل ہو فداے دوست　　آنکھون کی آرزو ہے کہ ہون خاکپاے دوست

راحت چھپی ہوئی ہے مصیبت کی آڑ مین
درپردہ عین لطف و کرم ہے جفائے دوست

آنکھین کھلین تو عیب ہنر سے بدل گئے
اپنی نظر مین اب تو ہنر ہے خطائے دوست

انمول دوستی ہے محبت کی قدر کر
دونو جہان بھی نہین ہر گز بہائے دوست

الفت پہ سب فدا ہین سخی ہو کہ ہو بخیل
ہے جان و مال دوستی جہان مین برائے دوست

بزم طرب ہو باغ ہو صحرا ہو یا مکان
سنتے ہین گوش دل سے ہر اک جا صدائے دوست

ہمکو تو سوجھتا نہین دنیا مین کوئی عیب
اہل جہان ہین دوست ہنر ہے خطائے دوست

پردو سی بھی جھلک کی دکھائی مین عار ہے
ہے دوستون کے ساتھ یہ ناز و ادائے دوست

ہمدرد ہین وہ لوگ جو غیرون پہ ہین نثار
کیا فخر ہے جو دوست کہین ہین فدائے دوست

سمجھو نہ اس مقام کی حالت کبھی درست
دشمن کا گر قیام کہین ہے سوائے دوست

جسجا تمیز دوستی و دشمنی نہین
امداد دوستی کے عوض ہے سزائے دوست

ہوتا ہے دوستون کا بلاؤن مین امتحان
لیتا ہے سر پہ دوست خوشی سے بلائے دوست

بے فکر باغ دہر مین حاصل نہین ثمر
سر مین ہر ایک گل کے بھری ہے ہوائے دوست

جاتے ہین روز کوچۂ جانان مین اسلیئے
آنکھین ملین ملے جو کہین نقش پائے دوست

نظرون مین دشمنون کے ہنر بھی ہے عین عیب
ہے دوست کی نظر مین ہنر ہر خطائے دوست

آنکھین کھلین جو دل کی تو معلوم یہ ہوا
ہر آن نت نئی ہے بدن پہ قبائے دوست

ہوتی ہین دوستون پہ کہان مہربانیان
جب تک نہ امتحان مین آئے وفائے دوست

ہم تو رقیب کو بھی سمجھتے نہین عدو
کم دوست سے نہین ہے محب آشنائے دوست

کہو نہ بزم مین غیرون سے جھک کے کان مین بات
کہ لوگ اپنی سمجھتے ہین اپنے دھیان مین بات

تمہارے عشق نے بوڑھون کو کر دیا ہے جوان
کسیکے آ گئی یہ وہم مین گمان مین بات

کبھی وصال کا وعدہ کبھی ہے صاف انکار
برنگ چرخ بدلتی ہے آن آن مین بات

مریض ہجر کو دم مین جلا دیا اُسنے
کبھی جو وصل کی چپکے سے مری کان مین بات
رہا سکوت ہی خلوت مین دو نو جانب سے
کہ جیسے ہوتی ہے معیوب امتحان مین بات
جو لوگ کہتے ہین وعدہ خلاف اُنکو کہین
مری مجال کہون مین یہ اُن کی شان مین بات
یہان یہ حسن کے جلوے وہان ضیاے نجوم
کہان زمین کی آتی ہے آسمان مین بات
خدا بھی سنتا ہے دیوار و در بھی سنتے ہین
کہو نہ عیب کی چھپکر بھی تم مکان مین بات
جو ہوتا ماہ وہ خورشید رات کو آتا
نہ آئے دن کو بھی آئیگی یہ گمان مین بات
کمال صدق و صفا سے یہ دی سخن کو فروغ
کہ لب پہ آتے ہی مشہور ہو جہان مین بات
کسیکا عیب کسی سے بیان نہ کر غافل
پہنچ ہی جاتی ہے خود آپ اُسکے کان مین بات

محب سے پوچھ محبت کے لطف پنہانی
بغیر عشق نہ آئیگی یہ دھیان مین بات

باب الثاے ہندی

جب سلسلۂ رشتۂ اغیار گئے ٹوٹ
فارغ ہوا دل قفل در یار گئے ٹوٹ
بے جسم نہین روح کو اعمال کا موقع
آواز کہان ساز کی جب تار گئے ٹوٹ
اک شب کی عروسی پہ ہے یہ ناز گلون کو
باسی ہوئے ہوتے ہی سحر ہار گئے ٹوٹ
ہے دل مین پس از مرگ بھی کیا جذب محبت
تیر انکو نکالا بھی تو سوفار گئے ٹوٹ
اس حلقۂ گیسو مین ہوا دل جو گرفتار
دین چھوٹ گئے سبحہ و زنار گئے ٹوٹ
ہے کون تہ خاک جگر سوختہ یارب
اک آہ شرربار مین کہسار گئے ٹوٹ
دنیا کے بکھیڑون سے رہائی ہوی حاصل
جب خانۂ تن کے در و دیوار گئے ٹوٹ
آسان نہین اتار گئی نفس پہ قابو
باندھے گئے جو بند وہ ہر بار گئے ٹوٹ
اثمار کی اس باغ مین کی لاکھ حفاظت
ثابت رہے دو چار تو دو چار گئے ٹوٹ

سختی سے جو بچا ہے تو سختی کی ہو عادت   جب پاؤن ہوئے سخت تو خود خار گئے ٹوٹ
رکھا قفس پردہ مین عورت کو یہان تک   سب بال و پر مرغ گرفتار گئے ٹوٹ

پیتے ہی محب جام مئے عشق دل آرام
سب رشتۂ اغیار دل آزار گئے ٹوٹ

صبر و رضا سے دن مصیبت بلا کی کاٹ   بڑھتے ہین اور جبہ سے تیغ قضا کی کاٹ
کبر و غرور چھوڑ کہ ہو قرب حق نصیب   ذلت سے بند بند عدوے خدا کے کاٹ
گر چاہتا ہے سیر سموات و عرش و فرش   پر اجتناب و صبر سے حرص و ہوا کی کاٹ
دل کو ہر ایک رسم سے دنیا کی پاک کر   پھندے ریاض سخت سے دام بلا کی کاٹ
دیدار ہو تو جان کے جانے سے غم نہین   سر عاشقون کی کاٹ تو صورت دکھا کی کاٹ
سن مدعائے دل کہ ملین یا نہ پھر ملین   تھوڑی سی ہے رات یار نہ باتین بنا کی کاٹ
ہے منزل فنا ہی مین ملک بقا کی سیر   یہ راہ عیش مین بھی مصیبت اٹھا کی کاٹ
کم جرم قتل سے نہین حق کی مخالفت   سچ بات کو نہ بزم مین باتین بنا کی کاٹ
مرنا ہے زیست سچ کی حمایت مین گر مرین   سر تیغ سے ایک وار مین جور و جفا کی کاٹ
غیر از خدا کسی سے نہ رکھ خیر کی امید   رشتے تمام خلق سے مہر و وفا کی کاٹ
لایق ہے قید و بند کی بدکار بد سرشت   بے عیب زن کی پاؤن گھر مین بٹھا کی کاٹ
ہو جائے اور دست حنائی کا رنگ لال   سر عاشقون کی کاٹ تو مہندی لگا کی کاٹ

گھر مین بغیر دوست نہین لطف کچھ محب
دن زندگی کے کوہ بیابان مین جا کی کاٹ

باب الثاے

کچھ بھی کرتا نہین اب جور و جفا کیا باعث   آج ہم سے ہوا کیون یار خفا کیا باعث

شربت وصل سے کچھ کم نہ تھا آب خنجر ہم پہ ہوتے نہین اب جور و جفا کیا باعث
وہ صفائی وہ مروت وہ محبت نہ رہی تمھین بتلاؤ ہمین بجز خفا کیا باعث
ہو گیا بلبل شیدا ہی سے روپوش وہ گل رخ بدلنے لگی گلشن کی ہوا کیا باعث
میرے دل کی نہین یہ آہ تو پھر شور ہے کیا در و دیوار سے آتی ہے صدا کیا باعث
خون عشاق کیا کرتے ہین معشوق مدام شوق سے ذوق سے بے جرم و خطا کیا باعث
دیکھ توبہ کا بھی ملتا ہے عدالت مین ثبوت کبھی ہوتی نہین مجرم کو سزا کیا باعث
مائل حق ہے ہر اک گبر و مسلمان جیسے جانب قبلہ رخ قبلہ نما کیا باعث
ضعف پیری سے تو گھٹتا ہے بدن ہر لحظہ اور بڑھتی ہے بہت حرص و ہوا کیا باعث
وہ مسیحا ہے مین بیمار محبت ہون مگر میری کرتا نہین کچھ بھی وہ دوا کیا باعث

شام کا وعدہ تھا آیا نہ سحر تک وہ محب
جھوٹ ہم سے تو نہ کہتا تھا ہوا کیا باعث

باب الجیم

کتنا جواب صاف ملا بیوفا سے آج مایوس جان بلب ہے امید شفا سے آج
کل تک تھا ان کو میری محبت مین کیا غلو آتے ہین مجھ سے پیش وہ جور و جفا سے آج
مقبول ہر دعا ہے مگر صبر چاہیئے لازم نہین کہ کام بر آئے دعا سے آج
کل بعد مرگ بھی ہمین دوزخ سے ہو نجات پائین یہان نجات جو حرص و ہوا سے آج
کل دیکھیے گا آپ کو دیتا ہے کیا دغا رکھتے ہے ارتباط تو اس بے وفا سے آج
کل گل وہ تھا جو پاس تو دل باغ باغ تھا دل کی کلی کھلی نہ ذرا بھی صبا سے آج
جلتے ہین بن سنور کے خدا جانے کس طرف برپا کرین گے ایک قیامت ادا سے آج
راہ عدم مین کل نہ بھٹکتے پھرو کہین جو پوچھنا ہو پوچھ لو تم رہنما سے آج

غیرون سے التفات محب سے نہین کلام   بیٹھے ہوئے ہین پاس مگر ہین خفا سے آج

اچھا ہوا کہ قطع محبت ہوئی محب
چھوٹے ہزار رنج و مصیبت بلا سے آج

باب الجیم فارسی

اس حسن کی تعریف مین ہے میرا بیان ہیچ   بہتر ہے خموشی وہ کمر ہیچ دہان ہیچ
جس پیر مین ہو عشق جوانون سے وہ بہتر   دل مین نہ محبت ہو تو نوخیز جوان ہیچ
سایہ بھی درختون کا ہے جنت جو خوشی ہو   دل کو نہین راحت تو جواہر کا مکان ہیچ
حق جان جہان اور جہان جان کی صورت   بے یاد خداوند جہان کار جہان ہیچ
ہے ذاکر و مذکور وہی ذات مقدس   بے ذکر خدا ہیچ دہان اور زبان ہیچ
زاہد مے و معشوق ہے مقصود عبادت   بے ان کے تو سب کوثر و فردوس جنان ہیچ
وہ ہست ہے تو نیست ہے پھر دعوی شہرت   بے بود کا بے اصل کا سب نام و نشان ہیچ
موجود ہے جب ظاہر و باطن وہی اک ذات   پھر غیر کا دل مین یہ تری وہم و گمان ہیچ
جز حق مجھے آتا نہین عالم مین نظر اور   آنکھین ہون تو خود دیکھیے تشریح و بیان ہیچ
دنیا مین دھرا کیا ہے جو عقبے مین ملے گا   اور مجھ سے جو پوچھو تو یہان ہیچ وہان ہیچ

سمجھے تھے محب اپنا دلی دوست اُسی ہم
معلوم ہوا دوستی اہل جہان ہیچ

باب الحاے

ہمارا اُن کا تعلق ہے جسم و جان کی طرح   ہم اور وہ ہین جہان مین عیان نہان کیطرح
نہ رکھ امید ثمر اس چمن کے پودون سے   ریاض کر نہ امیدون پہ باغبان کیطرح

چمن یہ رنگ بدلتا ہے ہر گھڑی غافل
بنا مکان کوئی تنکون کا آشیان کیطرح

ملے گا اب کہے جو وہ یار شوخ چشم ظریف
کہونگا حال دل زار داستان کیطرح

نمود و بود ہین یہ زندگی نہ کر برباد
مٹے گا نام تربت کے نشان کیطرح

گئی نہ ہمت عہد شباب پیری مین
ہے عقل تیر بین گرچہ ہے کمان کیطرح

زمین پہ جھکتے ہین جتنے بلند ہوتے ہین
خمیدہ پشت ہین اہل دل آسمان کیطرح

سلامتی ہے اسی مین کہ ہو رہے خاموش
جو غیر جنس کے حلقے مین ہو زبان کیطرح

محل مین ہمکو اجازت نہین ہے آنے کی
رہین گے بیٹھ ترے در پہ پاسبان کیطرح

ہمارے عشق کی اُسکو خبر ہوئی کیونکر
رہے خموش بہت ہم تو بے زبان کیطرح

قدیم روح ہے کیا اُسکو انقلاب کا خوف
شکست و ریخت ہے اجسام مین مکان کیطرح

چھٹے علائق دنیا سے جب ہوے آزاد
خزان کا خوف نہین سرو بوستان کیطرح

اُسی مین خوش ہین کہ جس حال مین خدا رکھے
غلام حرص نہین طالب جہان کیطرح

کبھی وصال کا اقرار ہے کبھی انکار
ہمیشہ رنگ بدلتے ہین آسمان کیطرح

محب ہے درد محبت مین بھی عجب لذت
نہین ہے رنج جدائی غم جہان کیطرح

وہ دکھاتا ہی نہین مجکو ادا اچھی طرح
قتل ہو جاؤن تو ہو کس پر جفا اچھی طرح

گوش دل کھلتے ہین جب یہ بند ہو جاتے ہین کان
غیب سے آتی ہے کانون مین صدا اچھی طرح

کور چشمون کو دکھاے حسن اپنا کیا حسین
عاشقون کو وہ دکھاتا ہے ادا اچھی طرح

آپ پر شیدا ہوا ہے یہی اسکی سزا
اس دل ناشاد پر کیجے جفا اچھی طرح

بے وفائی کا کوئی پہلو اُٹھا رکھین نہ آپ
وعدۂ خدمت کرین گے ہم وفا اچھی طرح

مجھ سے تیغ ناز کے زخمون کی کچھ لذت نہ پوچھ
تا ابد رکھے تجھے قاتل خدا اچھی طرح

رُخ بدل دیتا ہے کوئی تو طمانچے مار کر
چال جب چلتی نہین باد صبا اچھی طرح

چھوٹے وعدون سے بھی ہٹتا ہی کہین عاشق کا دل   امتحان لینا ہے تو دے مجھے دغا اچھی طرح
عبد اور معبود دونون اصل مین گو ایک ہین   ہین صفات و اسم مین لیکن جدا اچھی طرح
سب درختون کو گرالی ہین کہان یہ آندھیان   جانتی ہے نیک و بد کو بھی ہوا اچھی طرح
چھوڑے دامن نہ ابکی وہ جو ملجائے محب
ایک دن تو کیجیے اسکو خفا اچھی طرح

باب التاے

زیست اب تو ہو گئی ہے ساقی گلفام تلخ   دے بھی دے زہر آب کا بھر کر مجھے اک جام تلخ
بات تو ہے ایک لیکن دو مخالف ہین اثر   مجھ کو شیرین غیر کو تیرے ہین یہ دشنام تلخ
جی مین آتا ہے لب شیرین کو چومون بار بار   بات جب کہتا ہے منہ سے وہ بت گلفام تلخ
تیری فرقت مین عجب تلخی سے کٹتی ہے یہ عمر   صبح نصف الیوم۔ نصف اللیل وقت شام تلخ
حشر مین تم سے ملین گے وہ یہ قاصد نے کہا   بے مروت نے جو بھیجا بھی تو کیا پیغام تلخ
تیری آنکھین دیکھتے ہی دل جگر ٹکڑے ہوئے   ہو گئے زہر ہلاہل مجکو دو بادام تلخ
عمر ہی کچھ تلخ کامی سے نہ گزری ہجر مین   ہو گیا مجھ کو لحد مین بھی تو اب آرام تلخ
بوالہوس شیرین سمجھ کر جام الفت پی نہ جائے   یہ وہ مے ہے جس سے ہوتی ہین زبان و کام تلخ
زہر بھی ہاتھون سے تیری ہے مجھے آب حیات   اور دے ساقی مرے بھر کر مجھے ایک جام تلخ
غیر کو دیتے ہین بھر کر دم بدم جام شراب   اور مین مانگون تو مجھکو زہر کا اک جام تلخ
قسمت اپنی ہے محب کیا کیجئے اسکا گلا
غیر کو شیرین مجھے دیتا ہے وہ بادام تلخ

باب الدال

مغفرت کی مرے کیجئے گا دعا میرے بعد
یاد رکھئے نہ مری کوئی خطا میرے بعد

ایک خوشنودی حق کا مجھی کافی ہے خیال
لوگ جو چاہین کہین مجھ کو برا میرے بعد

سختیان عشق کی جھیلین تو دعا مین نے یہ کی
کوئی مجنون نہ ہو دنیا مین خدا میرے بعد

خاک میری در جانان سے نہ اُڑ لیجائے کہین
کوچۂ یار مین جانا نہ صبا میرے بعد

آپ عیسیٰ ہین مرے آپ کا مین ہون بیمار
آپکی آئے گی کس کام دوا میرے بعد

جاننا یہ کہ مری روح کی گستاخی ہے
چھوٹے گر پاؤن کو سوتی مین ہوا میرے بعد

خفگی آپ کی ہر بار اُٹھاتے ہین ہمین
ہوجیے گا نہ کسی سے بھی خفا میرے بعد

منہ چھپائے ہوئے آتے ہین وہ تربت پہ مری
میری میت سے بھی کرتے ہین حیا میرے بعد

آپ کرتے ہین مجھی قتل تو کیجے لیکن
کس پہ کیجیے گا بتائین تو جفا میرے بعد

اب تو کرتے نہین کچھ قدر مری خدمت کی
یاد آئے گی تمھین میری وفا میرے بعد

بوسۂ رخ بھی محب کو نہ ملا وصل کجا
وعدہ کیا حشر مین کیجیے گا وفا میرے بعد

باب الذال

نام میرے جو لگے یار کے آنے کاغذ
پڑھ کے آنکھون سے لگا مین بھی لگانے کاغذ

یہ محبت ہے عدو سے کہ جب آتے ہین خطوط
پڑھ کر رکھ لیتے ہین سو بار سرہانے کاغذ

تھی محبت تو چھپاتے تھے میرے خط سب سے
اب تو غیرون کو لگے آپ دکھانے کاغذ

سطر دو ایک بھی لکھتے نہین خط مین وہ مجھے
غیر کے جب سے لگے ڈاک مین آنے کاغذ

غیر کا وصل ہو جلدی یہ تمنا لیکر
آئے تربت پہ مری وہ یہ لگانے کاغذ

سوز دل خط مین جو اس حسن کے شعلہ کو لکھا
آگ ہو کر وہ لگا میرے جلانے کاغذ

کچھ تو پوشیدہ کسی غیر کے آتے ہین خطوط
کیون لگے آپ بتائین تو چھپانے کاغذ

دم تحریر رقیبون کو جو ہین آپ غضب
وہ لگا شرم سے جاذب پہ دبانے کاغذ
تیری الفت کے خطون سے ہمین آتا ہے سرور
دیکھ لیتے ہین کبھی ہم جو پرانے کاغذ
جوش گریہ کا لکھا خط مین عبث حال اسکو
لے گیا وہ مرا دریا مین بہانے کاغذ
لکھہ خطون مین اسے وہ قیمتی مضمون محب
کہ زر سرخ کے ہوجائین خزانے کاغذ

باب الراے

دیدار یار گرچہ ہے روز شمار پر
عشاق جان دیتے ہین اس انتظار پر
پوشاک نت نئی وہ بدلتے ہین دم بدم
ہر آن باغ حسن ہے ان کا بہار پر
وہ مے پلا کہ فکر دو عالم سے ہو نجات
ترجیح ہے سرور کو واعظ خمار پر
آتی ہے یاد قوت بازوے اتفاق
پڑتی نظر ہے چیونٹیون کی جب قطار پر
گھڑ دوڑ ہین کلب مین علانیہ ہے جوا
تہذیب کا مدار ہے اب تو قمار پر
ہم دیکھتے ہین ان کو شب و روز ہر جگہ
وعدہ ہے جن کی دید کا روز شمار پر
منصور سے مسیح سے پوچھو مقام وصل
معراج عاشقون کی ہے سولی پہ دار پر
میدان عشق مین وہی ثابت قدم رہے
کرتے تھے لاکھ شکر جو قاتل کے وار پر
کرتے ہین نیک بد کو بھی صحبت سے فیضیاب
سایہ فگن ہے دامن گل نوک خار پر
بے خلق و رحم ہیچ ہے سب جاہ و ملک و مال
زیبایش عروس ہے پھولون کی ہار پر
اک ذات لاشریک پہ ایمان کا ہے مدار
لیکن یہان ہے پانچ پہ یا تین چار پر
ہے ثمرۂ حیات بشر عشق ذات پاک
وہ خاک ہے درخت جو آئے نہ بار پر
چونکے گی تا بہ حشر نہ غش سے محب کی روح
بھولے سے آئین گے وہ کبھی گر مزار پر

کھلا آخر کو یہ راز نہان انسان کامل پر
کہ ہے پرتو فگن خورشید ذات آئینۂ دل پر
جھلک دیکھیں تو کیا دیکھیں حجاب نفس حائل ہے
شب دیجور کا پردہ پڑا ہے دل کی محمل پر
قرار رنگ و بوے گل نہیں اکدم بھی جب بلبل
خدا جانے کہ پھر کیوں جان دیتی ہے عبث گل پر
ہماری رغبت و نفرت بھی باہر ہے ارادے سے
بنائیں لاکھ گو صورت مگر قابو نہیں دل پر
نہیں خطرے سے خالی صحبت اہل غضب ہرگز
پٹک دیتے ہیں آئینہ کو سنگین دل کبھی سل پر
عجب غفلت میں لطف زیست ہے کچھ کہہ نہیں سکتے
ہمیں آسان ہے ہر مشکل جو ہے دشوار عاقل پر
دل عشاق سے پوچھے کوئی قدر رخ انور
کریں قربان دو عالم ایک اس رخسار کے تل پر
نجات دو جہان ہے ہاتھ سے اس شوخ کے مرنا
کہیں کرتے ہیں عاشق خون کا دعوی بھی قاتل پر
دل زخمی یہ ہے کیوں شربت دیدار کا طالب
کہ ہو جاتی ہے غالب تشنگی سخت گھائل پر
ترے عاشق صداے چرخ پر بھی وجد کرتے ہیں
سماع و وجد کب موقوف ہے ڈہولک پہ محفل پر
گرایا نفس نے عرش بریں سے قعر پستی میں
برستا ہے سمان عبرت کا اب تک چاہ بابل پر
رجوع قلب ہو تو غیب سے تائید ہوتی ہے
خدا کو یاد کر لے بندۂ مجبور مشکل پر
جو دانا ہیں وہ مال و جاہ سے پرہیز کرتے ہیں
مگر دیتے ہیں نادان جان اس زہر ہلاہل پر

محب پیری میں یہ کیا حسن و وصل و ہجر کی باتیں
جوانی میں ہنسا کرتے تھے تم تو عشق کامل پر

نہیں موقوف دیدار خدا کچھ آنکھ کے تل پر
حواس عالم امکان بھی قائم ہیں اسی دل پر
نہیں تعلیم اعلے سے بھی جب اخلاق ربانی
تو پھر کس بات میں ترجیح ہے عالم کو جاہل پر
سمجھ کر سوچکر لکھیے مفید قوم کچھ باتیں
مذاق عام ہے اب منحصر دلچسپ ناول پر
ڈھنڈورا پیٹنے سے بھی نہیں ہوتی کوئی شہرت
نظر پڑتی ہے خود دنیا کی ہر انسان کامل پر
ستم ہے عورتیں پردے میں دنیا سے رہیں جاہل
وبال جان ہے یہ جنس نسا مردان عاقل پر
تعجب ہے کہ اہل ہند سے ہو پر لما خالی
کریں انگلینڈ میں بحثیں اجانب ہند کے بل پر

جو عالی حوصلہ ہین بحر مین خود کو د پڑتے ہین
کھڑے رہتے ہین کم ہمت یونہین افسوس ساحل پر
خدا محفوظ رکھے اصل بدکاری ہے بیکاری
مسلط ہو نہین سکتا ہے شیطان مرد شاغل پر
جھڑکنا ڈانٹنا گرچہ نہین زیبا فقیرون کو
حرام محض ہے لیکن سوال رزق سائل پر
فری تعلیم جب دیتے نہین ہر جا مدارس مین
تو پھر کیا جہل کا الزام ہے اس قوم غافل پر
چہکتے ہین بہت جا جا کے گلشن مین نہین اچھا
بچا ہین حضرت صیاد سے اپنے عنادل پر
زبان ایسی ہے جو چاہین کہین کیا فائدہ اس سے
نظر پڑتی ہے گہری ہر جگہ اعمال قائل پر
رواج و رسم مین جکڑے ہوے کیونکر ابھی چھٹین
کہ دام حبس نسوان اور ہے بند سلاسل پر
گھرون مین عورتون کی ہر جگہ تعلیم ممکن ہے
جمے ہین قوم کے نافہم کچھ اس زعم باطل پر
ادھر ہے قحط کی آفت اُدھر افلاس کی کلفت
خدا کی ایک رحمت ہے وبا اس قوم بسمل پر
ترقی بے علوم مغربی ممکن نہین ہر گز
نہین کچھ فخر اہل شرق کو تحصیل حاصل پر
حقوق ملک کی تحصیل مین تیزی نہین اچھی
بہت کم تیز رو پہنچے ہین دشواری سے منزل پر
محبت مین **صحب** بیتابی دل ضبط کرتے ہین
تڑپنے مین بھی یہ ڈر ہے کہ آنچ آئے نہ قاتل پر

ہم تن ہین اور جان ہے وہ پھر ہمین سے دور
ویران وہ مکان ہو رہے جو مکین سے دور
باتین بنانا اہل خوشامد کا ہے شعار
رہتے ہین اہل صدق چنان و چنین سے دور
ہے سحر چشم یار ادائین غضب کی ہین
دل کو بچا کے رکھ نظر شرمگین سے دور
راحت جو چاہتا ہے تو دونون جہان کو چھوڑ
آسودگی ہے حلقۂ دنیا و دین سے دور
خورشید جل رہا ہے بجھا آج تک نہین
پھر کیون نہ عرش ہو نفس آتشین سے دور
کیا جانئے کہ قبر ہماری کہان بنے
نزدیک یہ مکان ہے یا ہے مکین سے دور
دل سے خیال یار کی دوری محال ہے
ممکن نہین کہ اہل زمین ہون زمین سے دور
دل مل کے پھر جدا ہون یہ ممکن نہین **صحب**

ہے قرب ہر طرف سے نہین ہین کہین سہی دور

برجا رہے نہ ہوش رخ یار دیکھکر　　سو بار غش مین آیا ہون اکبار دیکھکر
کیا کیجیے علاج کہ اب تو طبیب بھی　　گھبرا رہے ہین حالت بیمار دیکھکر
اہل نظر کھنڈر سے بھی لیتے ہین کچھ سبق　　گرتے ہوون کے منہدم آثار دیکھکر
دیوانگی بخیل کی ثابت ہوئی مجھے　　سرخ و سفید سنگ کے انبار دیکھکر
بڑھتی ہین رزم گاہ مین شیرون کی جراتین　　جاتے ہین کھیل جان پہ تلوار دیکھکر
ثابت ہوا کہ رونق عالم ہے اختلاف　　پہلوے گل مین نشتر خار دیکھکر
آنکھون مین پھر گئی وہ ترقی اہل دین　　گرتے ہوے وہ گنبد و مینار دیکھکر
کھلتی نہین ہے چشم بصیرت بغیر عشق　　ثابت ہوا یہ مصحف رخسار دیکھکر
لیتے ہین عقلمند ہر ایک قوم سے سبق　　رکھتے ہین پاؤن دہر کی رفتار دیکھکر
یاد آگئین وہ علم کی دلچسپ صحبتین　　تیرے مکان کے در و دیوار دیکھکر

تصویر یار ہجر مین تسکین ہے محب
جیتے ہین مر کے صورت دلدار دیکھکر

ہر اک حیوان ہے دنیا مین قایم اپنی فطرت پر　　مگر یہ حضرت انسان ہین قربان رسم عادت پر
نہین رکھتے قدم بھولے سے بھی راہ محبت پر　　مثال کوہ ہین ثابت قدم لیکن عداوت پر
وہ انسان ہین جنھین اپنے رقیبون سے بھی الفت ہے　　درندے جان لی لیتے ہین لیکن اس رقابت پر
بجز جہل و تعصب گر نہین ہین جوہر ذاتی　　تو بے جا ناز ہے پھر باپ دادا کی شرافت پر
رسالت چاہتا ہے گر تو کر مخلوق کی خدمت　　پیمبر جان دیتے تھے اسی اشرف عبادت پر
حقیقت ایک ہی سب کی خدا ہو یا کوئی بت ہو　　ہنود و کافر و گبر و مسلمان سب ہین وحدت پر
خوشی اس زندگی کی کاہلون کو ہو نہین سکتی　　کہ راحت آدمی کی منحصر ہے شغل و محنت پر
نہ ہار ہمت خدا کرتا ہے نیکون کی مدد ہر دم　　رفاہ خلق کے سب کام ہین موقوف ہمت پر

خدا کو چاہتے ہین حور و غلمان بھی تو دنیا ہے   نہین کرتے عبادت ہم کوئی امید جنت پر
ہمارے امتحان صبر کی کچھ حد بھی ہے ظالم   نئی آفت پہ آفت ہو مصیبت ہر مصیبت پر
جو عاقل ہین رفاہ عام کے وہ کام کرتے ہین   جو جاہل ہین وہ اپنی جان دیتے ہین شہرت پر
محب قوم کو تحسین و نفرین کی نہین پروا   نہ فخر و ناز عزت پر نہ کوئی رنج ذلت پر
یہی تعلیم دلوائے گی آزادی اسیرون کو   قفس مین دیکھنا اک دن نکالے گی یہ عورت پر
غلامی حبس دائم پائمالی اور مجبوری   کہون مین کیا کہ کیا کیا ظلم ہے اک ذات عورت پر
قفس مین بند عورت ہے نہین کچھ کم یہ وحشت سے   نکالے گی کوئی کیا اس سے بڑھ کر اور وحشت پر
زنا و فحش سے یہ بستیان کیون کر نہ ہون ویران   کہ قایم ہے تمدن گھر پہ گھر قایم ہے عفت پر
انہین چارون ستونون پہ ہے قائم ملک کی دولت   حکومت پر صناعت پر زراعت پہ تجارت پر
شجاعت اور علم و فن ہی سے قومونکی عزت ہے   ذلیل و خوار بزدل ہین جو قانع ہین تجارت پر
مدارس مین فلاحت کی نہین تعلیم حیرت ہے   کہ اہل ہند کی ہے منحصر روزی زراعت پر
ترقی قوم کی دولت پہ دولت علم و فن پر ہے   مدارس پر تعلم ہے تعلم اہل حکمت پر
گزارے عمر بے جرم و خطا یہ قید خانے مین   کوئی اس سے بھی بڑھ کر ظلم ہوگا اور عورت پر

محبت پر دل و جان سے نہ ہو کیونکر محب قربان
کہ بنیاد تمدن بھی تو قایم ہے محبت پر

اب اُنکے خیالات ہین کچھ اور نظر اور   دے مجکو بھی یارب کوئی دل اور جگر اور
عالم مین اُسی ایک کے ہین مختلف اشکال   ہم اور زمین اور فلک اور قمر اور
ہر روز وہ ملتے تھے مگر اب نہین ملتے   وہ شام و سحر اور تھے یہ شام و سحر اور
پیری کا نہ غم ہے نہ کوئی موت کا کھٹکا   ہے فکر ہمین اور کوئی خوف و خطر اور
آیا جو نظر بام پہ وہ چاند سا چہرہ   سب دیکھ کے بولے کہ وہ نکلا ہے قمر اور
اجزاے شجر دیکھ کہ وحدت مین ہے کثرت   اصل اور ہے برگ اور ہین گل اور ثمر اور

رکھتے ہین انھین چشم مین یا خانۂ دل مین ہے ان سے بھی محفوظ زیادہ کوئی گھر اور
اس دل ہی مین کر لیتے ہین ہم سیر دو عالم یہ اور سیاحت ہے وہ ملکون کا سفر اور
رکھتے ہین وہی ایک زبان کاذب و صادق سچون کی مگر بات کا ہوتا ہے اثر اور
ظاہر کو تو سب دیکھتے ہین عاقل و جاہل ہوتی ہے مگر اہل بصیرت کی نظر اور

الفت مین محب جان بھی جائے تو نہین رنج
کچھ اور ہے دنیا کی مضرت یہ ضرر اور

جز حسرت دیدار نہین دل مین نہان اور کیجے نہ مری پاک محبت پہ گمان اور
آتا ہے جو کچھ دل مین وہ کہتے ہین زبان سے آزاد ہین رکھتے نہین دل اور زبان اور
آتی ہے نظر جامۂ تہذیب مین وحشت نقال کا ظاہر تو ہے کچھ اور نہان اور
غیرون کو ترقی ہے تو اپنو کو تنزل اب تو ہے فلک اور زمین اور زمان اور
ٹکسال کی تعمیر مین ناحق کو کیا صرف بنوائین محاسب کے لیئے بھی تو مکان اور
رہنا ہی کہین نفس پرستون کا یہان نام مٹتے نہین تا حشر وہ ہین نام و نشان اور
جو کل تھا نہین آج جو ہے آج نہین کل ہر وقت نیا دور ہے ہر آن سمان اور
کیا زیست ہے بیکار پڑے رہتے ہین گھر مین اس زیست پہ ہے اہل ریاضت کا گمان اور

الفت کو محب تاڑ ہی جاتے ہین مبصر
ہوتی ہے محبت کی نظر اور زبان اور

باب الراے ہندی

قطع الفت کو نکر جسم مین کچھ جان کو چھوڑ میرے ویرانہ مین اس شمع شبستان کو چھوڑ
بت پرستی بھی عبادت ہی جو ہو دل مین نجات خاطر یار سے اسلام کو ایمان کو چھوڑ
بے خودی راہ محبت کی ہے پہلی منزل دیکھ رخ یار کا خطرات پریشان کو چھوڑ

بوالہوس مرتبۂ عشق بہت اعلے ہے
عشق صادق ہے تو اس جسم کو اس جان کو چھوڑ

یار کی جو ہے رضا اس کو خوشی اپنی سمجھ
کفر خواہش ہے تری وصل کے ارمان کو چھوڑ

بیڑیاں پاؤں میں ہیں دولت و جاہ و منصب
پہلی منزل ہی میں اس قید کو سامان کو چھوڑ

جا کے شہروں میں رخ یار کو اس آنکھ سے دیکھ
گوشۂ غار و سر کوہ و بیابان کو چھوڑ

ذات سے اپنی وہ قایم ہے جہان اس سے ہے
دست واجب کو پکڑ دامن امکان کو چھوڑ

خار اس گل کی نگاہوں میں ہوا تو آخر
خواہش وصل دل آزار کی دامان کو چھوڑ

ہوگا شیطان کی پرستش سے خدا کب راضی
شہرت و عزت و نام آوری و شان کو چھوڑ

دردِ الفت ہی سے ہے دلکو محب کے تسکین
تیر مارا ہے تو اب زخم میں پیکان کو چھوڑ

باب الزاے

باقی رہے ہیں زیست کے ہیہات چند روز
کیا کیجیے تلافی مافات چند روز

ہوتے وہی ہیں شمع شب افروز بزم دہر
گھلتے ہیں محنتوں سے جو دن رات چند روز

خائن کو مرتشے کو نہیں عیش دائمی
کھاتے ہیں مال مفت یہ ہیہات چند روز

آخر کبھی تو آے گا روزِ وصال بھی
جھیلیں گے اور ہجر کے آفات چند روز

دایم نہ خرمی ہے نہ باران چشم تر
گرمی کی فصل ہے کبھی برسات چند روز

محفوظ انقلاب سے ہے کونسا مکان
بستی ہے چند روز خرابات چند روز

دو دل جو ایک جا ہوں غنیمت سمجھ لے
ہوتی ہے دوستوں کی ملاقات چند روز

قاصد کو بھیجتے ہیں اور پوچھتے بھی ہیں
یہ بھی ہیں ہم پہ ان کی عنایات چند روز

برسوں کے اکتساب میں آتا ہے کوئی علم
کرتے ہیں کیوں خراب یہ اوقات چند روز

گھبرا محب نہ عشق کے صدموں سے تا بمرگ

دایم سرور اس مین ہے آفت چند روز

ہزار زہد مین رکھا ہے پیچ و تاب ہنوز
بغیر عشق نہ دل سے اٹھے حجاب ہنوز

کمال عشق ادہر ہے ادہر وہی نفرت
وہ سامنے ہین مگر رخ پہ ہے نقاب ہنوز

کبھی ازل مین مے عشق پی تھی یاد نہین
مرے دماغ مین ہے نشہ شراب ہنوز

چھٹینگے عشق سے پیری مین کیا جوانون کے
کہ تار نفس کا باقی ہے پیچ و تاب ہنوز

سوال وصل پہ اتنے خفا ہوئے مجھ سے
کہ جوڑے ہاتھ بہت پھر بھی ہے عتاب ہنوز

کمال عشق مین دیکھین گے کون سر بہ ہو
کہ عاشقون کا وہ کرتے ہین انتخاب ہنوز

خیال یار مین دنیا و دین کی فکر نہین
بلند مہر ہے سر پہ مگر ہے خواب ہنوز

گیا نہ خاک مین ملنے سے بھی تصور یار
وہی ہے سوزش دل اور اضطراب ہنوز

تمام عمر مجھے انتظار مین رکھا
دیا نہ صاف کوئی یار نے جواب ہنوز

کسی کتاب کو بھی غور و فکر سے نہ پڑھا
سمجھ مین آئی نہ اپنے کوئی کتاب ہنوز

فراق یار مین رویا ہون اسقدر مین محب
کہ سیل اشک سے ہے لاش زیر آب ہنوز

باب السین

ہے شمع سوز عشق سے ہر انجمن کے پاس
پروانے جان دیکے ہین پای لگن کی پاس

ابرو نہین ہین تیغ ہے شمشیر زن کے پاس
مژگان نہین ہین تیر ہین ناوک فگن کے پاس

غربت مین غیر سے تو عنایت کی ہے امید
کچھ اور جز حسد نہین اہل وطن کے پاس

قربان ان گلون پہ کیا وقت جان و زر
بلبل کی قبر چاہیئے صحن چمن کے پاس

جب بیٹھتی ہے صبر سے گوشے مین عنکبوت
آتا ہے رزق آپ خود اڑ کر دہن کی پاس

ہے طبع کان اور ہیرا الماس یہ سخن
گوہر کی کچھ کمی نہین اہل سخن کے پاس

ہوش و حواس و عقل و خرد روح و قلب و نفس   سب کچھ ہے بعد مرگ نہین کچھ بدن کی پاس
خوش خلق خوش مزاج خوش آواز خوش خرام   ایسا بھی کوئی لعل ہے ملک یمن کی پاس
کیونکر ہمین سکون جہان مین نصیب ہو   جز انقلاب کچھ نہین چرخ کہن کے پاس
ہے اتحاد روح طبیعت سے دوستی   کیا لطف عندلیب کو زاغ و زغن کی پاس
صیاد فصل گل ہے تڑپتی ہین بلبلین   رکھدے قفس ہی اُن کا اُٹھا کر چمن کی پاس
پردے نے کر دیا ہے یگانون کو بھی جدا   خلوت مین بیٹھتا نہین بھائی بہن کی پاس
اللہ رے شرم چھپکے بزرگون سے رات کو   چورون کی طرح جاتا ہے دولہا دلہن کے پاس
آئینگے غیر مرد نکیرین قبر مین   پردہ بھی ایک چاہیئے رکھنا کفن کے پاس
یاقوتِ لب ہین یون درِ دندان کے متصل   گویا یمن کا ملک ہے بحرِ عدن کے پاس
ہین میرے آفتاب کے چہرے پہ دو ہلال   تیغ ہلال ایک ہے چرخ کہن کے پاس
وہ کیا جدا ہوئے کہ ہوئی جان ہی جدا   اب کیا رہا ہے دل ہی نہین جب بدن کے پاس

خدمت کے بعد کچھ تو وظیفہ ملا صحب
اتنا تھا اور رزق ہمارا دکن کے پاس

ہے آرزو کہ دفن ہون تیرے چمن کی پاس   مر کر بھی عندلیب رہے گلبدن کی پاس
فصل بہار مین بھی ہر اک گل ہے سینہ چاک   تازہ ہر آن ظلم ہے چرخ کہن کے پاس
قدمون کے چومنے ہی کی حسرت مین مر گیا   رکھدے قدم کی خاک اُٹھا کر کفن کے پاس
پھولون ہی مین بسا ہوا اب تک دماغ ہے   بیٹھا ہون چند روز جو گل پیرہن کے پاس
نزدیک گل ہو نالۂ بلبل تو خوب ہے   وحشت کا بھی سما نظر آئے چمن کی پاس
بے ذکر یار بات نہ نکلے زبان سے   ہے کان اُس سمیع کا تیرے دہن کی پاس
غیبت کسی کی منہ سے نہ زنہار کیجیے   غائب کا کان بھی تو چھپا ہے دہن کے پاس
تن پروری کا دیکھ یہ انجام بعد مرگ   سرمایہ بو سے پیپ کا قطرہ ہی بدن کے پاس

غربت وہی وطن ہے جہان ہو کوئی محب
الفت نہین تو کچھ نہین اہل وطن کے پاس

باب الشین

پر کاٹ کے چھوڑا ستم ایجاد کو شاباش
پھر شوق قفس اس دل ناشاد کو شاباش
مر کر بھی تو ہم دام محبت سے نہ چھوٹے
تربت پہ قفس رکھ دیا صیاد کو شاباش
سر تک ہی تھا شیرین کی محبت کا یہ سودا
سر پھوڑ لیا سنگ سے فرہاد کو شاباش
تھا سیل یہ موسیٰ کا مرے گریہ سے لیکن
ویران نہ ہوا بلدہ آباد کو شاباش
صد شکر کہ خشکا ملا اور دال کا پانی
طوفان زدہ اشخاص کی امداد کو شاباش
تو دل مین تھا کسطرح سے سیلاب ڈبوتا
طوفان سے بچا خانہ آباد کو شاباش
حیران ہون کہ کیونکر تری تصویر کو کھینچا
باہوش رہے مانی و بہزاد کو شاباش
ہنگامۂ محشر مین بھی ہر ایک سے پوچھا
مر کر بھی نہ بھولے تجھے اس یاد کو شاباش
ہر بند غلامی کو بڑے صبر سے توڑا
دنیا کے چھٹا رنج سے آزاد کو شاباش
مایوسی و حرمان کا تو ہر سمت سمان ہے
اس پر بھی امیدین دلِ ناشاد کو شاباش
سنتا ہی نہین یار کئے جاتے ہین نالے
اس جان بہ لب ہجر کی فریاد کو شاباش

اغماض محب سے ہے تو غیرون سے محبت
اس لطف کو اس ناز کو بیداد کو شاباش

باب الصاد

جلوہ گر ہر رنگ مین ہے آج کل تدبیر حرص
سر سے پا تک یہ نئی تہذیب ہے تصویر حرص
تھے غلام خلق جب تک حرص دامنگیر تھی
ہو گئے آزاد ہم تو توڑ کر زنجیرِ حرص

کشمکش مین حرص کی پڑتے نہین عاقل کبھی
کاٹتی ہے گردن آرام دل شمشیر حرص
معنی حرص و توکل سن بتاؤن تجھ کو مین
ترک خواہش ہو توکل جستجو تدبیر حرص
ہے قناعت ہی غنا و راحت و آرام قلب
مبتلاے غم رہے دل ہو یہی تاثیر حرص
عہد پیری مین بچون کیونکر مین حرص وصل سے
در الفت کی پستان سے پیا ہے شیر حرص
طالب دنیا بہت ہین طالب مولی ہین کم
دیکھئے جسکو وہ ہے دربردہ دامنگیر حرص
اس ضعیفی مین بھی حسن و عشق کا ہون مین حریص
دیکھلے مجھ کو نہ دیکھا ہو کسی نے پیر حرص
دل کو اک دم بھی خیال یار سے خالی نہ رکھ
اس نشانہ پر برستے ہین ہزارون تیر حرص
مال و دولت کو سمجھتے ہین مآل زندگی
قبر تک رہتی ہے مضبوطی سے دامنگیر حرص

آرزوے وصل جانان دل سے جاتی ہی نہین
عشق ہو جب تک محب باقی ہو یہ زنجیر حرص

باب الضاد

اب تو غرض ہی دوست ہی اور آشنا غرض
مذہب غرض ہو دین غرض اور خدا غرض
کرتے ہو تم جو سوچ کے حکم قدر ہے وہ
جاری ہر ایک شے مین ہو حکم قضا غرض
مرتے ہین جان و مال بھی کرتے ہین ہم فدا
رکھتے نہین کسی سے بھی اہل وفا غرض
کیا دوستی ہو اہل غرض کا ہے اعتبار
ان کا ہر ایک پیار غرض ہے ادا غرض
چنگیز سے بھی بڑھ کے ستمگر ہین یہ حسین
اٹکے نہ ان بتون سے کسیکی خدا غرض
عادت سے فعل بد مین بھی آتا ہے ایک لطف
کرتے ہین ظلم اور فقط ہے جفا غرض
بیماری غرض بھی عجب لاعلاج ہے
پائی نہ ہم نے ایک بھی اسکی دوا غرض
اعجاز عیسوی دم رفتار کیون نہو
رکھتی نہین کسی سے بھی باد صبا غرض
جب تو ملا تو ساری خدائی ہمین ملی
اب عز و جاہ دولت و ثروت سے کیا غرض

قابلیت جو طلب کرتی ہے ملتا ہے وہی
خود خداوند تعالے ہے دعا کے تابع
بے ارادے کے نہین کوئی ہماری حرکت
دل ہمارا ہے مگر حکم خدا کے تابع
چین سے انکی گزرتی ہے محب دنیا مین
جو ہین ہر بات مین تسلیم و رضا کے تابع

باب الغین

الفت ہے دل مین اور زبان پر صنم دروغ
کہتے ہین دوستون سے منافق بھی کم دروغ
ہر شان اور رسم سے ظاہر رہی ہے ذات
بتخانہ جھوٹ۔ کعبہ غلط اور صنم دروغ
کچھ جھوٹ بولنے ہی مین آتا ہے انکو لطف
کہتے ہر ایک بات ہین وہ دم بدم دروغ
جز سے ع۔ دم۔ عدم کا نہین وجود
موجود جب خدا ہے خدا کا عدم دروغ
نقصان جھوٹ مین ہے تو سچ مین ہے منفعت
رحمت خدا کی صدق ہے ظلم و ستم دروغ
خاموش ہو رہین گے کہ نکلے نہ منہ سے جھوٹ
گر جان جائے بھی تو کہین گے نہ ہم دروغ
کہتے ہین آپ چاہتے ہین تجھ کو دل سے ہم
اتنا بہت ہے کیجیے کچھ بھی تو کم دروغ
باتین ہی کچھ دروغ نہین جس کا ہو گلا
تحریر بھی تو آپکی ہے یک قلم دروغ
جو عرش پر ہے فرش زمین پر بھی ہے وہی
اسکے خلاف کہتے ہین اہل حرم دروغ
کہتے ہی سچ نہین کہ جو دل کو قرار ہو
وعدے دروغ اور تمہاری قسم دروغ
بڑھ کر درخت بیج سے ہوتا ہے بیج پھر
آواگون غلط نہ تناسخ جنم دروغ
سب جھوٹ تھا جو تم نے محب سے کیا بیان
چاہت غلط ہے اور جدائی کا غم دروغ

باب الفاے

ڈھونڈتے پھرتے ہین تجھ کو دربدر چارو نطرف
دل مین تو ہے اور کرتے ہین سفر چارو نطرف

حب جاہ و مال سے ہین سب جہان کی کلفتین
ہے سپید و سرخ زر نار سقر چارو نطرف

صبر پر عاشق ظفر ہے صبر کر ہر رنج مین
تجھ کو آے گی نظر فتح و ظفر چارو نطرف

ہے شب دیجور ون بھی کور باطن کیلئے
شام بھی روشن دلون کو ہے سحر چارو نطرف

اہل باطن ظلمت دنیا مین ہین مہر مبین
پڑ رہا ہے پرتو دل کا اثر چارو نطرف

عالم جبروت و برزخ مین لگا رکھے ہین تار
بھیجتے ہین اہل باطن بھی خبر چارو نطرف

اہل وحدت کو نہین دنیا مین کچھ بھی حزن و خوف
اہل کثرت پر مسلط ہین خطر چارو نطرف

بندشون سے حس ظاہر کی جو چھٹ جاتا ہے دل
بیٹھکر گھر ہی مین کرتے ہین سفر چارو نطرف

کثرت عالم نے دہوکے مین نہین ڈالا ہمین
ایک ہی آتا ہے ہمکو تو نظر چارو نطرف

تو ہوا سے بھی زیادہ اصل مین سیال ہے
چھوڑ ثقل جسم ہر شے مین گذر چارو نطرف

کفش برداری ہی کی خدمت مجھے دیدین محب
وہ اگر کرتے ہین دنیا کا سفر چارو نطرف

باب القاف

مجھ سے جلوت مین ملین تو آئیگا عفت مین فرق
غیر کی خلوت سے بھی ان کی نہین شہرت مین فرق

خالق و مخلوق دونون ایک ہین یا دو الگ
ہے یہی بس ایک تنا وحدت و کثرت مین فرق

ایک ہی سمجھین ہین اسکو مومن و مشرک مگر
بال سے تلوار کی باریک ہے وحدت مین فرق

سرو و طوبی مین کہان وہ راستی جو تجھ مین ہے
دونون خوش قامت ہین لیکن ہے بھی قامت مین فرق

غفلت دنیا سے اٹھ جاتی ہین دلکے سب حجاب
ہے بہت بیداری دنیا سے اس غفلت مین فرق

بات کم کرتا تو تھا تحریر بھی کر دی ہے کم
آگیا ہے یار کی اب تو ہر اک عادت مین فرق

ظاہر و باطن بدل دیتا ہے دم مین عشق یار
عاشق صادق کی آجاتا ہے ہر حالت مین فرق
جملہ موجودات عالم اصل مین ہین ایک ذات
اور پھر دیکھو تو ہر رنگت مین ہر حالت مین فرق
عشق مین مشکل تھا ضبط دل جو ہم سے ہو گیا
یار پہلو مین رہا آیا نہ کچھ عفت مین فرق
مال فانی دم بدم اور علم باقی تا ابد
ہے یہی تو گنج قارون علم کی دولت مین فرق
اسکی صورت بھی نہ دیکھی جس پہ مرتے ہین محب
کیا ہمین معلوم ہوگا وصل مین فرقت مین فرق

باب الکاف

رخ جانان کو دل مین اسقدر تک
نہ ہو شور قیامت کی خبر تک
رقیبون پر مجھے سبقت ہو کیونکر
نہین آتا خوشامد کا ہنر تک
مری محرومی قسمت تو دیکھو
نہ آیا نخل الفت مین ثمر تک
کہان وہ جذب دل جو کھینچ لاتا
ہوا اُس پر نہ آہون کا اثر تک
رہ الفت مین ہم ثابت قدم ہین
جو کام آئے تو حاضر ہے یہ سر تک
ہوئی ہے تیرے کوچے مین رسائی
کبھی تو پہنچ ہی جائین گے در تک
سوال وصل پر تھی یہ ندامت
کہ آب شرم مین ڈوبا کمر تک
دلاتے ہو امید وصل کس کو
ہوا ہے خاک جل کر دل جگر تک
ہوئی ہین بندشین ایسی کہ ہمراز
نہین دیتا مجھے تیری خبر تک
ہوئی ہے عشق ہی سے دور غفلت
خیال یار مین جاگے سحر تک
محب اس سے خیال خام ہے عشق
نہ آئے خواب مین جو بت نظر تک

باب الگاف

مجھ سے رہے وہ اسقدر پردہ نشین الگ تھلگ   جا کے ملی رقیب سے خود وہ حسین الگ تھلگ
اس کی جا صدف مین ہی درِ ثمین سے پوچھ لو   بیٹھ رہے عوام سے گوشہ نشین الگ تھلگ
ایک ہی جسم کائنات فصل کہین نہین مگر   حس نظر غلط ہی یہ کب ہی زمین الگ تھلگ
میل ملاپ سب سے ہے کام کسی سے کچھ نہین   رہتے ہین گھر مین خلق مین سب سے ہین الگ تھلگ
عرش سے لیکے فرش تک سب مین ہی وصل بھی وا   کرہ ارض سے ہی کب چرخ برین الگ تھلگ
پرتو ماہ دیکھئے خاک پہ پڑ رہا ہے کیا   مجھ پہ یہ مہربانیان ماہ جبین الگ تھلگ
حسن کا زور دیکھئے آ ہی گیا ظہور مین   رہتے ہین کیا حجاب مین سب سے حسین الگ تھلگ
کعبہ و دیر ہے وہی خالق و خلق ہے وہی   بت ہی وہی خدا وہی وہ تو نہین الگ تھلگ
باطن خلق ہے وہی ظاہر خلق ہے وہی   خانہ دل مین ہی مکان پھر بھی مکین الگ تھلگ
اپنی غرض کی آشنا اہل جہان ہین بے وفا   اب تو رہین گے سب سے ہم جا کے کہین الگ تھلگ

دل کو لگا مین کیا محب دیکھ چکے زمانہ کو
بیٹھ رہین گے جا کے ہم زیر زمین الگ تھلگ

باب اللام

بہار عمر ہے سیر کتاب کے قابل   خزان ہے مستی و شغل شراب کے قابل
حساب پر ہے تجارت مین منفعت کا مدار   عمل ہین روز ہمارے حساب کے قابل
متاع ہر دو جہان پیش کش کرین بھی تو کیا   دل شکستہ ہے لیکن جناب کے قابل
برا کہا جو کسی نے تجھے تو خود کو کہا   یہ کوئی بات بھی ہے پیچ و تاب کے قابل
شراب و صحبت رندان و خدمت ساقی   یہی تو شغل ہین عہد شباب کے قابل
تری جفا کو بھی سمجھے ہین مہر اہل وفا   نہین ہے ہر کس و ناکس عتاب کے قابل
سنین کلام بھی موسیٰ کی طرح گھر بیٹھے   بنائین آپکو پہلے خطاب کے قابل

جہان کی ہستی موہوم تو ہے موجِ فنا   یہ سیرِ خواب ہے چشمِ حباب کے قابل
ترا قدم ہے سرِ عرشِ عالمِ بالا   یہ کیا ہلال فلک ہی رکاب کے قابل
جہان بھر مین جو دیکھو تو قابلیت مین   بڑھے ہوئے ہین جناب آپ کے قابل
جہان مین کس کی ہے توحید اکمل و اعلےٰ   یہی ہے مسئلہ اہلِ کتاب کے قابل
یہ رسم پردہ تھی عہدِ رسول مین کہ نہین   یہی سوال ہے میرا جواب کے قابل
نہین ہے قابلِ ہشیار یہ جہان خراب   مگر ہے مستیِ رندِ خراب کے قابل
جو دیکھنا ہے محبؔ دل مین دیکھ صورتِ یار
یہ آئینہ ہے رخِ آفتاب کے قابل

بڑھا ہجر مین اضطراب اول اول   بہے ہے چشم سے سیلِ آب اول اول
ہوے غش ترا مصحفِ رخ جو دیکھا   پڑھی عشق کی یہ کتاب اول اول
اناالحق نہ کہہ جامِ وحدت کو پی کر   کہ کرتی ہے تیزی شراب اول اول
مری خواہشِ وصل پر مسکرا کر   دیا صاف اس نے جواب اول اول
یہ خامی ہے سوزِ تپِ غم سے رونا   بہاتا ہے آنسو کباب اول اول
سنبھل کر قدم رکھ کہ لغزش ہے پا مین   ہے آتشین ہی شباب اول اول
ثباتِ قدم ہے تو چل راہِ الفت   کہ آتا ہے قہر و عتاب اول اول
نظر کو جمائے رہو رخ پہ ہر دم   الٹتے نہین وہ نقاب اول اول
مصیبت کے دن بھی گزر جائین گے یہ   کہ آتا ہے گھر کر سحاب اول اول
پیئے جا پیالے مئے عشق وحدت   کہ ہوتی ہے کڑوی شراب اول اول
کہان وہ محبؔ ان کی الفت کی باتین
مزا دے گیا کچھ یہ خواب اول اول

حسین کا عشق ہے دلکو کہ جیسے باغ کو گل   ہزار صبر سے کیجے ہر ایک داغ کو گل

تمیز ہی نہین جسکو وہ قدر کیا جانے   که خار و خس سے زیادہ نہین ہے زاغ کو گل
جنون عشق مین جنکو کمال حاصل ہے   وہ جانتے ہین جگر کو ہر ایک داغ کو گل
بڑھا ہر ایک سے الفت نہ دل مین بغض کو رکھ   که خار دشت کو زیبا ہین اور باغ کو گل
جو قابلیت طالب تھی وہ دیا حق نے   حسین عاشق شیدا کو اور باغ کو گل
ہمارے عشق کو وہ اسطرح چھپاتا ہے   که جیسے عیب سمجھکر چھپائے داغ کو گل
نہوگا بلبل شیدا کی طرح عاشق زار   دکھائے جلوہ ہزار اپنا گرچہ زاغ کو گل
ہزار بار فنا ہو کے پھر بھی آتا ہے   که پائے اپنی حقیقت کے کچھ سراغ کو گل
جو کچھ ہو معرفت حق تو عقل ہو روشن   ہوا و حرص جہان نے کیا چراغ کو گل
جو چاہتے ہین سخن مین مہک ہو پھولونکی   بنائین فکر سے پہلے دل و دماغ کو گل

یہان ہے فصل خزان اور وہان بہار محب
کرے نہ صبح کے بجھتے ہوئے چراغ کو گل

کوچے مین دیکھ بھال کے اہل دغل کے چل   ہر گام دام مکر و دغا ہے سنبھل کے چل
کر اختیار مرگ ارادی بصد تعب   خوش ہو کے آپ دو قدم آگے اجل کے چل
پستی ہی ہر غرور و تکبر کا ہے مآل   فوارہ کی طرح نہ زمین سے ابل کے چل
پروانہ وار شمع مین گر کر جلا تو کیا   ثاقب کی طرح راہ محبت مین جل کے چل
آیا جہان سے ہے وہین جانا بھی ہے ضرور   اب اختیار شوق سے چل یا مچل کے چل
یہ لذتین بدن کی ہین دام ہلاک روح   ہر ہر قدم پہ غار فنا ہے سنبھل کے چل
دنیا ہی وصل یار کا اعلٰے مقام ہے   بھر چوکڑی ہرن کی یہان اور اچھل کے چل
ناسوت سے گزر کہ کھلین آسمان کے در   پستی مین کیون کھڑا ہے یہان سے بھی نکل کے چل
دنیا کی خواہشون ہی سے چھٹنا نجات ہے   کب تک رہیگا بند مکان مین نکل کے چل
جسم کثیف و ریاضت سے کر لطیف   پیش حضور یار تو کپڑے بدل کے چل

خود آج وہ بلاتا ہے محجوب سے نصیب
آنکھون سے اور سر سے محب راہ چلکے چل

بتون کے عشق مین مرنے سے کیا ہوا حاصل   خدا کو زیست مین کر بندۂ خدا حاصل
ترا ہے فرض ہدایت نہ چھوڑ کام اپنا   کہ ہو ہی جائے گا کچھ اس سے رہنما حاصل
اس ایک دل ہی مین دونون جہان کا عکس آئے   جو آئینہ کو ریاضت سے ہو صفا حاصل
ہے اصل مہر ہمارے دل حزین مین چھپا   ہم اپنے آپ سے کرتے ہین یہ ضیا حاصل
یہ خواہشون کے بر آنے کو جانتے ہین نجات   کرین جو ترک تو ہو جائے مدعا حاصل
خودی کو چھوڑ کہ پردہ یہی تو حائل ہے   خودی اٹھی کہ ہوا خود بخود خدا حاصل
جما ہے وہم کہ غیر خدا بھی ہے موجود   جو یہ خیال فنا ہو تو ہو بقا حاصل
غرضکو چھوڑ کہ دنیا غرض کو کہتے ہین   چھٹا جو عالم فانی تو ہے بقا حاصل
خدا ہی جان ہے ہر شے کی اور اصل وجود   سمجھ کا پھیر ہے ورنہ ہے خود خدا حاصل

تم اس پہ مرتے ہو وہ غیر پہ فدا ہے محب
یہ جوش گریہ یہ آہ و فغان ہے لا حاصل

باب المیم

اس بت مغرور سے اب ربط کم کرتی ہین ہم   ضبط دل پر صدمۂ کوہ الم کرتے ہین ہم
حج اکبر سے زیادہ ہمکو ملتا ہے ثواب   جب طواف اکبار بھی گرد صنم کرتے ہین ہم
بادشاہون کو بھی ہم کرتے نہین جھک کر سلام   کوچۂ دلدار مین سر کو قدم کرتے ہین ہم
کیا درخت عقل مین کثرت سے آتے ہین ثمر   شاخ حرص و آرزو کو جب قلم کرتے ہین ہم
مختلف شانین ہماری ہین یہ سب موت و حیات   پردۂ حادث سے پوشیدہ قدم کرتے ہین ہم
جانشین حق ہین ہین حق کی ہم مین ہین صفات   عالم دنیا کو پیدا اور عدم کرتے ہین ہم

مظہر حق ہین ہماری خاکساری پر نہ جا   قوت بازو سے پیدا اروجم کرتے ہین ہم
دل دکھاتے ہین دکھائین روح سبکی ایک ہے   آپ ہی اپنے پہ خود ظلم و ستم کرتے ہین ہم
بھول جاتا ہے قفس مین چھوڑ کر وہ سنگدل   یاد اسکو دل ہی دل مین دمبدم کرتے ہین ہم
ذات حق موجود ہے اور خلق ہی وہم و خیال   صورت وہمی کے مٹ جانے کا غم کرتے ہین ہم
اس سے ملکر اور کر لیتے ہین سوز عشق تیز
جان پر اپنی **محب** خود یہ ستم کرتے ہین ہم

آئینہ مین عکس ہین تنویر ہم   ہین اسی کی مہر سے باتصویر ہم
تاڑ لیتی ہین نگاہین خود بخود   عشق کو کرتے نہین تشہیر ہم
کیا خرابے مین بنائین ہم مکان   کر رہے ہین عرش پر تعمیر ہم
خود بخود کھنچتا ہے دل اسکی طرف   دیکھتے ہین جذب کی تاثیر ہم
وقت جا کر ہاتھ پھر آتا نہین   خیر مین کرتے ہین کیون تاخیر ہم
غیر کو بوسے ہمین کو گالیان   پا رہے ہین عشق کی تعزیر ہم
ہے یہ تقدیر الہی کا یقین   چھوڑ بیٹھے یکقلم تدبیر ہم
کیون نہ دنیا کی نظر مین ہون ذلیل   چاہتے ہین خلق سے توقیر ہم
کر کے اظہار تمنائے دلی   آزماتے ہین کبھی تقدیر ہم
بیقراری ہجر مین بڑھتی ہے جب   دیکھتے ہین دمبدم تصویر ہم
جب بغیر سعی بر آئے مراد   کیون نہ ہون پھر قائل تقدیر ہم
آرزوئے دل کسی عنوان سے   کر ہی دیتے ہین انہین تحریر ہم
جذب الفت کو بڑھاتے ہین **محب**
وصل کی کرتے نہین تدبیر ہم

بڑھتی ہے علم و فضل و تمدن سے شان قوم   گھٹتی ہے کاہلی و جہالت سے جان قوم

آئینہ بن کے آنکھو دکھاتے ہین انکے داغ
لیتے ہین آج عقل مین ہم امتحان قوم
ناقدروائیون کی زمانہ کی کیا گلا
جوہر شناس ہی نہین ناقدردان قوم
برعکس نفس وروح کی ہین سب ترقیان
وہ ہے زمین قوم تو یہ آسمان قوم
ہوتے ہین خارزار بتدریج گلستان
کانٹون کو کاٹتا نہین جب باغبان قوم
کیونکر پڑھین نہ غور سے یورپین راٹن
اخبار کو سمجھتے ہین عاقل زبان قوم
اصلاح کی غرض سے دکھاتی ہین عیب خلق
ہین جان نثار دوست یہی مصلحان قوم
پژمردہ بود باد مخالف زمین خشک
شاداب کسطرح سے ہو پھر گلستان قوم
قایم ہون مدرسے کہین دارالشفا کہین
بڑھتی ہے فیض عام کے کامونسے شان قوم
کہنے دو بات منہ سے کہ کھلجائے دل کا حال
کسنے کیا ہے بند جہان مین دہان قوم
کیون خادمانِ قوم کے رتبے نہ ہون بلند
بالا ہے آسمان سے بھی آستان قوم
اہل دکن کے خلق و تواضع کی مین نثار
جاتا ہی پھر یہان سے نہین میہمان قوم
دایم رہے حفاظت اخلاف کا خیال
مٹتا ہے شغل نقش جہان سے نشان قوم
یہ خدمت وطن ہی خدائی کی شان ہے
ہین افتخار قوم یہی خادمان قوم
کیا ہو زبان غیر سے حاصل کمال علم
تعلیم کا ذریعہ ہے اعلے زبان قوم
ہین مصلحان قوم کی دلپہ حکمو متین
ہے بادشاہ حاکم تن پاسبان قوم

باب النون

فراق یار مین کب دل کو اضطراب نہین
قرار دن کو نہین اور شب کو خواب نہین
ہمین سے پردہ ہے غیرونسے کچھ حجاب نہین
رخ قمر پہ ادھر ہے ادھر سحاب نہین
یقین ہے شکل پرستون کی بے ثباتی کا
مگر محبتِ ذاتی کو انقلاب نہین

گلا نہین ہے رقیبون کی کامیابی کا   یہ اپنی خوبی قسمت کہ باریاب نہین
وصال عشق کو لازم ہے دیر ہو کہ سویر   اسی اُمید سے اب دل کو اضطراب نہین
لگاوٹین ہین غضب کی بگاڑ مین اُنکے   کرم ہے مہر ہے در پردہ یہ عتاب نہین
وہ خیر شر ہے جو ہے خلق کو دکھانے کو   کہ شر نفس وجاہت مین ہے ثواب نہین
ذرا تو خواب کی حالت پہ غور کر غافل   یہ بعد موت کے پھر زندگی ہی خواب نہین
جو سوز ہجر سے جلتا ہے دل تو جلنے دو   ہو جو آگ کے ہمرنگ وہ کباب نہین
تمہارے ہجر مین مر مر کے کچھ جیے اب تک   زیادہ صبر و تحمل کی دل کو تاب نہین

محب کتاب محبت ہے انتخاب کتب
جو اس کا درس نہ لے قابل خطاب نہین

وہ شوخ پردہ نشین گرچہ بے حجاب نہین   جواب عکس جبین لیکن آفتاب نہین
وہی ہے ہستی مطلق جو ظاہر و باطن   تو ہے یہ عالم حق عالم سراب نہین
خودی مٹا کے خدا کو اگر کرین ثابت   تو اہل نفس سے بھی پرسش حساب نہین
حرم کو دیر پہ کس بات مین فضیلت ہے؟   مرے سوال کا اے شیخ کچھ جواب نہین
بنایا پیر کو اُس نوجوان کے عشق و شباب   شباب روح ہے گر جسم کا شباب نہین
ہر اک حسین مین ہے اظہار حسن کی خواہش   رخ قمر پہ رخ شمس پر نقاب نہین
خفاے یار کا ہے کثرت ظہور سبب   وہ بے حجاب ہے اُسکو کوئی حجاب نہین
کتاب دل کو پڑھ اُستاد عشق سے جا کر   جہان مین مستند ایسی کوئی کتاب نہین
فراق یار مین ہین اشک و دود آہ کے ساتھ   غلط ہے یہ کہ بہم آتش اور آب نہین
وہ کیا نشہ ہے جو چڑھ کر کبھی اُتر جاے   شراب عشق سے بڑھ کر کوئی شراب نہین
یہ حال و قال یہ رنگین لباس سب ہی ریا   جو فقر و علم نہین زہد و اکتساب نہین
گھٹا بدن تو بڑھی دل کی عشق سے قوت   یہ کون کہتا ہے پیری مین بھی شباب نہین

مرے محب کو ملی ترے عشق سے راحت
ہزار شکر زمانے کا پیچ و تاب نہین

قوم جب اچھی غذا پاتی نہین   محنتون مین زور دکھلاتی نہین
بڑھ گئے محنت سے سب لیکن یہ قوم   کاہلی سے اپنی شرماتی نہین
وعدہ کرکے کیجئے کچھ تو وفا   آبرو کیا جھوٹ سے جاتی نہین
اپنے وعدے کی تمھین کچھ یاد ہے   یا کبھی بھولے سے بھی آتی نہین
آپکے آنے کا ہے کسکو یقین   موت بھی تو ہجر مین آتی نہین
تیرے آنے سے صبا کیا فائدہ   بوئے زلف یار بھی لاتی نہین
غیر سے الفت ہے اپنون سے بگاڑ   ہمکو تیری یہ ادا بھاتی نہین
اسقدر یہ قوم ہے کیون ناتوان   سیر ہوکر کیا غذا کھاتی نہین

ہے محب تصویر جانان غمگسار
وہ بھی چپ ہے دلکو سمجھاتی نہین

قوم سے غفلت کی خو جاتی نہین   شرم اپنے حال پر آتی نہین
اُسکے کوچے سے تو آتی ہو صبا   بوئے پیراہن مگر لاتی نہین
نامہ و پیغام بھی ہو جاے بند   تار دل سے کیا خبر آتی نہین
مفلسی کے رنج یہ سہتی ہے قوم   مدرسے صنعت کی بنواتی نہین
رہ گئی غیرون سے پیچھے علم مین   قوم اس غفلت پہ پچھتاتی نہین
پستی و نکبت کی عادت پڑ گئی   اب طبیعت بھی تو گھبراتی نہین
کیا بڑھین ہر فن مین یورپ کی طرح   وہ کلیجا ان مین وہ چھاتی نہین

دل لگی ہو غیر سے کیونکر محب
اس کی صورت جب نظر آتی نہین

نہین جو یار تو دل بستگی چمن مین نہین
جو وہ ہے پاس تو وحشت ہی کوئی بن مین نہین

ہمارے ملک مین زرخیزیان ہین کثرت سے
مگر محبت اہل وطن وطن مین نہین

الٹ پلٹ کے جو آتے ہین مبتذل مضمون
تو کوئی بات نہین تازگی سخن مین نہین

ہر ایک فن کی ترقی کو لازمی ہے مدد
مگر یہان تو محبت ہی اہل فن مین نہین

جو تیرے در کے گداؤن مین ہین کراماتین
حرم مین دیر مین وہ شیخ و برہمن مین نہین

بجز ریاض گل فکر صاحب تو چند
ہمیشہ فصل بہاری کسی چمن مین نہین

خیال یار ہے دل مین کلام یار ازبر
مری زبان ہی گویا مرے دہن مین نہین

خلیق خو ہمہ تن زندگی مین نافہ ہے
یہ بوے مشک کسی آہوے ختن مین نہین

بغیر صنعت و حرفت ہوئی یہ حالت ہند
کہ جان دل مین نہین اور لہو بدن مین نہین

خدا کو شرم سے کیا جا کے منہ دکھائین گو
ہمارے ملک کا کپڑا کوئی کفن مین نہین

علوم و خلق سے ہوتے ہین فتح ملک قلوب
بجز خرابی دنیا کچھ اور رن مین نہین

گھرون مین ملک مین ہر جا ہوا اب تو تاریکی
کوئی چراغ ہدایت اس انجمن مین نہین

علوم و خلق و خیالات ہی مین قوت ہے
دلون کا زور بدن اور پیرہن مین نہین

خدا کے فضل سے آسودگی ہے علم و ہنر
یہ سب ہین جہل و تعصب مگر دکن مین نہین

وطن کی یاد اسے غربت مین خاک آئے گی
کہ جسکا دوست محب ایک بھی وطن مین نہین

قناعت سے جہان کی لعل و گوہر مول لیتے ہین
ترے در کے گدا شاہون سے افسر مول لیتے ہین

تمہارے ذکر سے ہوتی ہین راتون کو جو دل روشن
فلک ساتون انہین سے ماہ و اختر مول لیتے ہین

ہے فرق اتنا ہی اہل اللہ مین اور اہل دنیا مین
وہ لیتے ہین براق عرش یہ خر مول لیتے ہین

ترا کعبہ نظر مین اہل دل کے کیا جچے زاہد
دو عالم جسکے کونے مین ہین یہ گھر مول لیتے ہین

جو قابو پا کے دشمن سے بھی کرتے ہین سلوک اچھا
بہت ارزان وہی قاتل سے خنجر مول لیتے ہین

شہنشاہون کے سر بھی ٹھوکرین کھاتی ہین دنیا مین   مگر ہر جا ترے عشاق کو سر مول لیتے ہین
رضاے حق سے بڑھکر اور کیا ہے دار فانی مین   یہ وہ گوہر ہے جسکو جان دیکر مول لیتے ہین
حظوظ نفس کو جو چھوڑتے ہین روح کی خاطر   وہی تو کوڑیان دیدیکے گوہر مول لیتے ہین
خوشی دنیا کی رکھتی ہے ہزارون رنج پنہانی   جہان کی آفتین ہم آپ اکثر مول لیتے ہین
نہین بے وجہہ کوئی خدمت پیر مغان واعظ   فلک پر اڑکے جانیکے لئے پر مول لیتے ہین
رفاہ خلق پر کرتے ہین جان و مال سب قربان   ہزارون ذلتین پیر و پیمبر مول لیتے ہین
ترقی ہند کی جب منحصر ہے علم و صنعت پر   تو کیون جنگ و جدل سے فتنہ و شر مول لیتے ہین
ہماری دولت و عزت انہین کا ہی شکار آخر   جو علم و عقل سے شہباز کو پر مول لیتے ہین
دلون سے زنگ عصیان گریہ و زاری سے مٹتا ہے   گہر دیکر کبھی ہم یہ دیدۂ تر مول لیتے ہین
وظیفہ بھی تو کم پاتے ہین اہل سیف خدمت کا   بہت ارزان ہمارے ملک مین سر مول لیتے ہین

محب جذب محبت سے نہین بڑھ کر کوئی دولت
اگر بیچے کوئی ہم جان دیکر مول لیتے ہین

سوداے وطن نہین جو سر مین   کیا فرق ہے آدمی مین خر مین
بے علم و ہنر ہے قوم مردہ   دین آب تو پھل لگین شجر مین
تاریکی جہل جب ہو اندر   کیا لطف ملے کسیکو گھر مین
بے عیب خدا کی ایک ہے ذات   ہین داغ تو شمس بھی قمر مین
دونون ہین سفر حضر برابر   وسعت نہین کوئی جب نظر مین
ہے علم غذاے روح انسان   آتی ہے اسی سے جان سر مین
گر کام نہ آے کچھ وطن کے   کیا فرق ہے سنگ اور زر مین
ہوتے ہین وہی جہان سے واقف   رہتے ہین جو سالہا سفر مین
اخبار پڑھین تو ہووے معلوم   کیا فرق ہے راے مین خبر مین

عاقل ہے تو کر نہ راز افشا
ہے تخم نہان محب ثمر مین

آے وہ کبھی ہمارے گھر مین   ہو ایک خوشی تو عمر بھر مین
کیا پوچھتے ہو غم جدائی   سوزش ہے غضب دل و جگر مین
پھرتے ہین تری گلی مین دن رات   لگتا نہین جی ہمارا گھر مین
دروازے کو دیکھتے ہین پہرون   دیکھا تھا تجھے کبھی جو در مین
ہے حسن مین بڑھ کے ایک سے ایک   سب تجھسے ہین کم مری نظر مین
ہر جا ہے خیال صورت یار   دل تو ہے وطن مین تن سفر مین
دن تک جو نہ ہو گی اب رسائی   بیٹھینگے ہم اسکی رہ گزر مین
بہلاتے ہین دل کو ہجر مین ہم   لکھتے ہین غزل اکیلے گھر مین
اس پردہ نشین سے خواہش وصل
سودا ہے محب یہ تیرے سر مین

کہان وطن کی محبت ہے خود پسندون مین   ہے درد قوم کا اور اک درد مندون مین
گیا ہے سلسلۂ علم تا بہ عرش برین   ہے زور دست ید اقتدار کمندون مین
ہے علم و فضل پہ انسان کو فخر و ناز مگر   کہان وہ عفت و عصمت جو ہے پرندون مین
یہ منہ کہان ہے کہین ہم بھی تیرے عاشق ہین   یہ ناز ہے کہ ہین تیرے نیاز مندون مین
ہے قوم و ملک کی حالت کا بھی کسیکو خیال   پڑے ہوے ہین جو ہم سب انکی دھندون مین
خداویت کو جو سمجھے ہین غیر مشرک ہین   ملین گے عارف کامل صنم پرستون مین
رواج و رسم سے چھوٹین تو کچھ ترقی ہو   پھنسے ہوئے ہین یہ دام بلا کی پھندون مین
خدا کے دل مین تھی پہلے ہمارے بت کی شبیہ   تو کیون شریک نہ ہون ہم تو انکے بندون مین
محب یہ عاشق و معشوق اعتباری ہین

پھنسے ہین خود وہی الفت کے آپ پھندون مین

رات دن تیرے تصور مین بسر کرتے ہین
دل سے ہم ذکر ترا آٹھ پہر کرتے ہین
دخل انجم کو ہے کیا فطرت انسانی مین
کام ہم کرتے ہین کیا شمس و قمر کرتے ہین
یار جب پاس نہو خاک ہے جینے کا مزا
زندہ در گور ہین ہم خاک بسر کرتے ہین
ٹھوکرین کھاتے ہین گو راہ عقیدت مین مگر
عقل کی سمت نہین مڑکے نظر کرتے ہین
عشق مین نامہ و پیغام کی حاجت ہی نہین
ایک دو دل ہون ہم دونون خبر کرتے ہین
کاذب محض نجومی ہین غلط علم نجوم
شمس کرتے ہین نہ کچھ اور نہ قمر کرتے ہین
کوئی چلتی نہین تدبیر تو ہو کر مجبور
تیرے ملنے کی دعا شام و سحر کرتے ہین
مہ و خورشید سے تنویر مین بڑھکر ہین علوم
سنگ ریزون کو بھی یہ لعل و گہر کرتے ہین

کیا کہین تم سے **محب** عشق مین کیا کیا گزرا
ابتو صحبت سے حسینون کی حذر کرتے ہین

برا جہان مین اگر ہم کہین تو کسکو کہین
نظر کو اپنی نہ ہم کم کہین تو کسکو کہین
تمہارے پاس ہے وہ دل بھی تھا جو پہلو مین
ہم اپنا مونس و ہمدم کہین تو کسکو کہین
بشکل آدم و حوا تو جانور ہین بہت
تمیز و عقل مین آدم کہین تو کسکو کہین
نہ مانا عشق سے دل کو ہزار سمجھایا
برا بھلا نہ اسے ہم کہین تو کسکو کہین
اثر ہے کذب و خوشامد مین زہر سے بڑھکر
پھر اس پہ بھی انہین سم کہین تو کسکو کہین
نثار غیر پہ کرتے ہین جان مرد ہین
اگر ہم ان کو نہ رستم کہین تو کسکو کہین
جو اسکو فکر ہے دنیا کی اس کو عقبیٰ کی
ہم ان مین سے خوش و خورم کہین تو کسکو کہین
امید ہجر مین خوف فراق وصل مین ہے
کسے سرور کہین غم کہین تو کسکو کہین
وہی تو نور ہے ذرے مین مہر تابان مین
زیادہ کسکو کہین کم کہین تو کسکو کہین

حیات و مرگ کی دو حالتین **محب** ہین جدا

خراب ان مین سے گر ہم کہین تو کسکو کہین

شاعری سے کیا ملا ز تنگ دستی مین ہمین
نفع کیا ہے جز ضرر اس جنس سستی مین ہمین
پست قومون کو فلک تک علم نے پہنچا دیا
جہل نے پھینکا بلندی سے ہی پستی مین ہمین
ان بتون کی دید سے آیا خدا کا بھی خیال
ملگیا مقصود عابد بت پرستی مین ہمین
نیستی ہستی سے بہتر ہے کہ اسمین غم نہین
کیا ملا جز رنج و غم اس ملک ہستی مین ہمین
دیکھ لین چل پھر کے ان آنکھون سے گلشن کی بہار
بھول کر لے آئی ہے تقدیر بستی مین ہمین
ہے زبردستی سے بچنا حکمرانی مین محال
شکر ہے رکھا خدا نے زیر دستی مین ہمین
قدر غیرون کی یہان ہے اور اپنون کی نہین
اب تو لیچل اے فلک تو اور بستی مین ہمین
اس عبادت مین کہان وہ لطف جنت مین نہین
جو مزا ملتا ہے زاہد بت پرستی مین ہمین
سامنے فطرت کے ہے سب صنعت انسان ہیچ
لطف ویرانہ مین ہے وہ کب ہے بستی مین ہمین
ہاتھ کھینچا پاؤن پھیلا کے عجب راحت ملی
دی قناعت نے فراغت تنگ دستی مین ہمین
دین و دنیا کے بکھیڑون سے ملی ہمکو نجات
خوب رکھا اے شراب عشق مستی مین ہمین

کیا کہین تم سے کہ اس دل سے بہت مجبور ہین
عشق سوجھا ہے محب اس فاقہ مستی مین ہمین

کام آئین مفلسون کے وہ تونگر اور ہین
اہل دولت اور شے ہین بندۂ زر اور ہین
تربیت تعلیم سے کرتے ہین وحشت کو ہلاک
وہ بہادر اور ہین وہ تیغ و خنجر اور ہین
صادقون کے سامنے بے قدر ہین لعل و گہر
سنگریزے اور ہین انمول گوہر اور ہین
اہل یورپ جان دیتے ہین غیرون کے لئے
یہ شجاعت اور ہے یہ شیر صفدر اور ہین
کیا شعاع شمس سے ہو دور تاریکی جہل
جن سے روشن ہو زمین وہ مہر و اختر اور ہین
بے غرض کرتے ہین چھپکر قوم کی جو خدمتین
رہنما وہ اور ہین سب بے اصل رہبر اور ہین
خاندان و نسل ہین کیا چیز بے علم و عمل
ناز ہے انسان کو جسپر وہ جواہر اور ہین

سر اُتارا ابھی جو قاتل نے تو اترا بوجھ کب
جو بندھا اُترین سر سے وہ احسان سر پہ اور ہین
تیرنا گہرے سمندر مین بھی آسان ہی محبؔ
بحر الفت مین جو تیرین وہ شناور اور ہین

چین دل کو کسی پہلو شب ہجران مین نہین
یہ تو سیماب ہے دل سینۂ سوزان مین نہین
آس جلنے کی ہماری شب ہجران مین نہین
دل ہی پہلو مین نہین جان بھی ابدان مین نہین
مین تو مجبور ہون ہر بات مین تو ہے مختار
بات جو سہل ہے تجھ کو مری امکان مین نہین
گل نے بلبل سے کہا کون ہی اس باغ مین شاد
خار حسرت کے سوا کچھ مرے دامان مین نہین
حسرت و یاس تمنا نے بھی چھوڑا دل کو
مہمان ایک بھی اس خانۂ ویران مین نہین
لائق مہر نہین قہر کے قابل ہی سہی
تیری بیداد کا لطف اور کی احسان مین نہین
حسن و انداز و ادا علم و ہنر خلق و کرم
تجھ مین جو بات ہے دلبر کسی انسان مین نہین
خود بخود کھنچتا ہے دل تیرے ہی جانب قاتل
اپنے دل پر بھی تو قابو مرے امکان مین نہین
دل ہی سینہ مین نہ تھا خون کی کچھ بوندین تھین
قطرۂ خون کے سوا تیر کے پیکان مین نہین
کس سے ہر بار الجھتا ہے تمہارا شانہ
دل عاشق تو کوئی گیسوی پیچان مین نہین
گل یہ دو دن کی بہار اپنی دکھائین کس کو
ایک بلبل بھی تو صیاد گلستان مین نہین
بزدلی ہے جو نہین کرتے ہین نفسون پہ جہاد
سب یہ گیدڑ ہین کوئی شیر نیستان مین نہین
روزن در سے بھی دیکھے نہ کوئی شے عورت
مجرمون پر بھی یہ سختی کسی زندان مین نہین
اس کی تصویر ہی ہم دیکھتے رہتے ہین محبؔ
جس کی صورت کو کبھی دیکھنا امکان مین نہین

یہ حسن و آب و تاب کہان ہی گلاب مین
چھپتا نہین ہے رنگ گلابی نقاب مین
دم بھر مین آسمان سے کرتا ہے ہمسری
قوس قزح کے رنگ ہین پیدا حباب مین
بیہوشی و ندامت و نقصان جان و مال
کچھ نفع جز ضرر نہین دیکھا شراب مین

فطرت کتاب حق ہے معلم ہو عقل و ہوش — ہر مسئلہ کو دیکھ خدا کی کتاب مین
ہر علم و فن کی اصل ریاضی تو ہے بجا — ناقص ہین وہ نہین ہین جو کامل حساب مین
دو دل جو ایک ہون تو جدائی محال ہے — دن کو خیال مین ہین وہی شب کو خواب مین
پہلے سرور اور ہے آخر مین پھر خمار — دور زمانہ دیکھئے دور شراب مین
ہوتا ہے جسم غسل و وضو سے تو پاک و صاف — دل جس سے صاف ہو وہ نہین بات آب مین
گیسو ہوا سے آتے ہین چہرے پہ بار بار — دو مار گرد ماہ ہین کیا پیچ و تاب مین
محبوس عورتین ہین تو ہین مرد بھی غلام — آئی ہوئی ہے قوم خدا کے عتاب مین
پوچھے گا روز عدل جو اسعد جرم حبس — پھر کیا کہیگا حامی پردہ جواب مین
بے دیکھے بھالے ہوتی ہین افسوس شادیان — دولھا دلھن ہمیشہ ہین دونون عذاب مین
چھپنے سے اور بڑھتی ہے دیدار کی ہوس — پردے مین ناز ہے نہ کرشمہ نقاب مین
وہم و خیال ہی تو ہین یہ سب خوشی و غم — پائے ہزار لطف حقیقت سراب مین
یہ بے خودی یہ جوش کوئی بے سبب نہین — خون شہید عشق ملا ہے شراب مین
اوراق چاٹنے سے نہ ہوگا کبھی حکیم — چھوڑے اگرچہ حرف بھی کیڑا کتاب مین
لکھتا ہے روز کاتب اعمال کیا گناہ — آئین گے کب گناہ ہمارے حساب مین
ہوتے کہین ہین عاشق و معشوق بھی جدا — کردے فلک جدا بھی تو ملتے ہین خواب مین

مارا محب جو نفس تو پھر زندہ دل ہوا
پیری مین ہم جوان ہوے بوڑھے شباب مین

بنون مین اہل یورپ بستیان آباد کرتے ہین — مگر آباد گھر کو اپنے ہم برباد کرتے ہین
اثر تو دیکھئے صیاد کے دام محبت کا — رہائی پر اسیران قفس فریاد کرتے ہین
ہمارے سرو کو دیکھین تو کٹ جائین خجالت سے — قد بالا پہ اپنے ناز کیا شمشاد کرتے ہین
زبان غیر مین رکھتے ہین جو سرمایۂ علمی — وہ اپنے گھر کی [illegible] ریت پر بنیاد کرتے ہین

خدا کا تو مے و معشوق کا وعدہ ہے جنت مین　　جناب شیخ لیکن ترک کا ارشاد کرتے ہین
ہماری بیقراری سنکے بھجواتے ہین قاصد کو　　غنیمت ہے کہ وہ پاس دل ناشاد کرتے ہین
چمن مین بھی نظر آتے ہین بزم شادی و ماتم　　کہین گل شاد ہین بلبل کہین فریاد کرتے ہین
رہین کب تک غلامی مین ملے ہمکو بھی آزادی　　غلامون کو جہان مین آجکل آزاد کرتے ہین
مصیبت مین خیال یار سے دل تو بہلتا ہے　　شب ہجران مین روز وصل کو ہم یاد کرتے ہین
نہین اولاد سے جب فائدہ کچھ قوم و ملت کو　　خدا جانے تو پھر کیون خواہش اولاد کرتے ہین
اٹھاتے ہین مصیبت غیر کی کلفت مٹانے کو　　فرشتون سے بھی بڑھ کر کام آدم زاد کرتے ہین
گزر جاتی ہین نسلین چھوڑ جاتی ہین اثر اپنا　　کیا اجداد نے جو کچھ وہی احفاد کرتے ہین
ہر ایک فن کی ترقی منحصر ہے قدر دانی پر　　ہزارون صنعتین یورپ ہی مین ایجاد کرتے ہین
اٹھاتے ہین مصیبت نفس امارہ کی طاعت سے　　ہم اپنے آپ پر خود آپ ہی بیداد کرتے ہین
ہمارے عشق صادق کا اثر یہ ہے کہ اب وہ بھی　　کلیجہ تھام لیتے ہین جو ہم فریاد کرتے ہین

سبق ہمدردیٔ انسان کا کچھ پڑھ لو محب ان سے
مصیبت مین جو غیر اقوام کی امداد کرتے ہین

دماغون پہ محنت جہان کھینچتے ہین　　خدا کی خدائی وہان کھینچتے ہین
برابر وہ ابرو کے افشان کو چن کر　　جبین پر خط کہکشان کھینچتے ہین
نہ ہو خشک کیونکر ہماری زراعت　　کہ سب غیر آب روان کھینچتے ہین
بہار آتے ہی شاد ہوتے ہین جو گل　　وہی رنج باد خزان کھینچتے ہین
نہین کوئی شے جب یہ شاعر ہمارے　　عجب ہیئت آسمان کھینچتے ہین
سفیہون سے باتین خوشامد کی کرکے　　زر سرخ اہل زمان کھینچتے ہین
جہان کے نکلتے ہین نامی وہان سے　　لحد کا نشان ہم جہان کھینچتے ہین
محبت کے زخمون کی لذت نہ پوچھو　　جگر سے کہین ہم سنان کھینچتے ہین

جگر چھک رہا ہے نہین لب پہ آہین ہم اندر ہی اپنے دھوان کھینچتے ہین
جہالت کی آفت پہ سختیٔ پردہ یہ بار گران ناتوان کھینچتے ہین
مکانون کے کونون مین گھٹ گھٹ کے ہم تکالیف اہل مکان کھینچتے ہین
زبان سے کہے کوئی کیا عیب پردہ مسلمان منہ سے زبان کھینچتے ہین
کھینچے کیا مصور سے وہ دل کی حالت جو الفاظ سے خوش بیان کھینچتے ہین
نہ جا جھک کے ملنے پہ اہل غرض کے یہ صید افگن اپنی کمان کھینچتے ہین
نوشتہ پہ تقدیر کے بعد کوشش صحیح و غلط کا نشان کھینچتے ہین
فلک کا ہے کافی فقط شامیانہ مزارون پہ کیون سائبان کھینچتے ہین
کھینچین بھی سخنور تو کب چھوڑتے ہین خود اپنی طرف قدر دان کھینچتے ہین
نہین جان لیکن یہ کیونکر سمجھ ہے کہ اپنی غذا اُستخوان کھینچتے ہین
نہین علم کوئی تو حاصل زبان سے دماغون پہ بار گران کھینچتے ہین

نہ ظاہر ہو غیرون پہ راز محبت
محب چھپ کے آہ و فغان کھینچتے ہین

خدا شاہد ہے اُن کو یاد ہم دن رات کرتے ہین وہ ہم کو یاد خط سے بھی نہین ہیہات کرتے ہین
چھپین پردے مین دکھلائین نہ صورت کیا خفگی ہے یہ یہ کیا کم ہے کہ ہم سے بھی کبھی وہ بات کرتے ہین
ہو کیونکر نہ رشک آئے ہمین اُن خوش نصیبون پر بسر جو ساتھ تیرے عیش مین دن رات کرتے ہین
عجب چالین ہین دل لینے کی اس کیاد زمین مین بڑے شاطر کو بھی اک چال مین وہ مات کرتے ہین
تری تصویر ہی سے دل کو بہلاتی ہین ہجران مین غنیمت ہے تلافی غم مافات کرتے ہین
بجز درد جگر ہے پاس کیا ہم دردمندون کے روانہ آپکو ہر خط مین یہ سوغات کرتے ہین
ہم اسکے ساتھ سایہ کی طرح رہتے ہین اے زاہد صفات اسما کو کرکے ترک عشق ذات کرتے ہین
بھری ہین خواہشات نفس مین لاکھون ہی تکلیفین یہ پیدا آپ خود اپنے لئے آفات کرتے ہین

وجود و علم و قدرت بات ارادہ دیکھنا سننا   جہان مین حق کو ظاہر وصف حق پیدا کرتے ہین
خدا کو کیا پڑی ہے بے سبب جو رنج دے ہمکو   گرفتار بلا حرص و ہوس شہوات کرتے ہین
تمام افراد انسان نفس واحد مین حقیقت مین   ہم اپنے ہی بھلائی کرتے ہین جو خیرات کرتے ہین

ہمین اب تو محب بے یار دنیا کی خوشی غم ہے
جدائی مین سحر کو شام دن کو رات کرتے ہین

دل کے بہلانے کو عشق خوبرو رکھتے تو ہین   ہم ضعیفی مین جوانون کا لہو رکھتے تو ہین
ہر تمنا کے لیے موجود ہے وجہ غم   حسرت دل سو طرح کی آرزو رکھتے تو ہین
ان گلون پر کیون نہ ہو پھر بلبل شیدا نثار   اس گلستان مین یہ تیری رنگ و بو رکھتے تو ہین
کافر و ملحد سہی بے دین لا مذہب سہی   بت پرستی مین بھی ہم اللہ ہو رکھتے تو ہین
دولت و ثروت نہو کیا کم ہے عشق لازوال   تیرے کوچے کی گدا جام و سبو رکھتے تو ہین
دام مین عنقا کا آنا عقل مین آتا نہین   تجھ سے ملنے کی اگر ہم جستجو رکھتے تو ہین
خبث باطن ہو کے حاصل کی ہے پاکی نفس   زاہدو! رندی مین ہم ہر دم وضو رکھتے تو ہین
بعد مردن روح کو نغمون سے آئیگا سرور   کیون نہین پھر شغل موسیقی گلو رکھتے تو ہین
ان حسینون کی نمایش ہی غنیمت جانیے   گر نہین خلق نکو روے نکو رکھتے تو ہین
دونون عالم مین انہین دوزخ مین جلنا ہی ضرور   ناک پر غصہ یہ اپنے تند خو رکھتے تو ہین
اہل دنیا سے عداوت ترک کی تو کیا ہوا   نفس ہی جب تک بدن مین اک عدو رکھتے تو ہین
لاکھ گھٹ جائین شجاعت مین کسی سے کم نہین   ہم بھی تو آخر عرب کا کچھ لہو رکھتے تو ہین

موسم گرما مین آتش کی ضرورت کیا محب
سردی پیری مین عشق شعلہ رو رکھتے تو ہین

یہ کس کے حسن کا جلوہ ہے زاہد روے جانان مین   خدا کو دیکھ ان آنکھون سے جیتے جی ہی انسان مین
خدا کی دید سے انکار کرتا ہے عبث زاہد   یہ کس کا نور ہے فانوس مین سرو چراغان مین

تری فرقت مین آنسو چشم سے دم بھر نہین تھمتے
تسلسل یہ کبھی دیکھا نہین ہم نے تو باران مین
نہ پوچھ اب مجھ سے تو میرا مزاج انجان یون ہوکر
پریشانی ہوئی پھنسکر تری زلف پریشان مین
برنگ بلبل شیدا پھرینگے گرد اس گل کے
کبھی تو وہ ہوا کھانے کو آئیگا گلستان مین
خوشی دنیا کی ہے اُن کو جو تیرے پاس رہتے ہین
جو تجھ سے دور ہین وہ کاٹتے ہین عمر زندان مین
بدلتے کروٹین ہین صبح تک بیدار رہتے ہین
اُلجھتا ہے جو دل راتون کو اس گیسوے پیچان مین
رقیبون سے ہی خلوت اور ہم سے سخت پردہ ہے
بتاؤ تو سہی یہ بھی ہے داخل عہد و پیمان مین
جو وہ موجود ہے دل مین تو لطف زیست ہر جا ہے
رہین ہم شہر مین گلشن مین یا دشت و بیابان مین
غلام نفس حیوان سے ہے تو انسان اسپہ حاکم ہے
یہی اک فرق ہے حیوان مطلق اور انسان مین
جسے کہتے ہین قدرت وہ بھی ہے اک شکل مجبوری
خیال آئے نہ دلمین کب ہے یہ انسان کی امکان مین
ہوا اس سبز باغ آرزو سے اور کیا حاصل
بجاے گل بھرے ہین خار و خس گلچین کے دامان مین
اسی اک ذات کا جلوہ ہے زاہد شک نہین اسمین
قمر مین شمع مین کوکب مین خورشید درخشان مین

محب کب وصل کی دولت بغیر ہجر ملتی ہے
رہا کرتا ہے اک مار سیہ ہر گنج پنہان مین

تمہاری چاہ مین رو کر جو باہر گھر کی سوتی ہین
ڈبوتے ہین بیابان کو وہ چشم تر کی سوتے ہین
تصور خواب مین تیرا ہوا اُٹھکر بھی تجھ دیکھین
سر بالین تری تصویر کو ہم دھر کے سوتے ہین
یہ سونا جاگنا مرنے کے جینے کے نمونے ہین
کبھی ہوتے ہین پیدا اور پھر ہم مر کے سوتے ہین
دہوئین کا آسمان زیر فلک اک اور ہوتا ہے
شب فرقت کوئی دم ہم جو آہین بھر کے سوتے ہین
رہے ہے بعد فنا بھی یاد تیری اے حسین دلمین
تجھی کو یاد وقت خواب ہر شب کر کے سوتے ہین
خدا سے کیا غرض دن رات کھانا اور پینا ہے
یہ بیلون کی طرح کشت جہان کو چر کے سوتے ہین

نہین لگتا ہے دل اسکی جدائی سے محب گھر مین
کبھی جو آ گئے اندر تو باہر گھر کے ہوتے ہین

کہون مین آپ کو عاشق ترا مجال نہین   کرم ہو مہر کا ذرے پہ کچھ محال نہین
نظر کا اپنے ہی سارا قصور ہے ورنہ   جہان مین کون ہے ایسا جسے کمال نہین
بُرے کو بھی مین بھلا ہی کہونگا اے واعظ   کہ وہ ہے شان جلالی اگر جمال نہین
یہ باد و برق یہ طوفان یہ زلزلے بھونچال   خدائے پاک کے کیا مظہر جلال نہین
کمال روح کو حاصل ہوا گھٹا جو بدن   خمیدہ پشت ہے سالک خم ہلال نہین
وجود حشر کا ناحق ہے فلسفی منکر   طلسم خواب کا خلاق کیا خیال نہین
یہ لہو و لعب یہ عیش و طرب ہین سب بیکار   جو کار خانہ ہستی کے یہ مآل نہین
گلون کو چھوڑ کے جو باغبان کا دوست ہوا   وہ اس چمن مین کبھی غم سے پایمال نہین
اُدھر سے آتی ہے خود آپ بے طلب ہر شے   کسی سے شکر ہے کچھ حاجت سوال نہین
وہی تو کرتا ہے مردون کو دم بدم زندہ   گواہ باغ مین کیا تخم کیا نہال نہین
ہر ایک گام پہ بچ بچ کے رکھہ قدم سالک   یہ دیکھ لے کہ بچھا نفس کا تو جال نہین

محب کو تیری محبت نے کر دیا ہے فنا
وہ اس کا جسم نہین اور وہ خیال نہین

جہان مین کون ہے جسکو کوئی ملال نہین   مگر یہ عاشق شیدا کا تیرے حال نہین
سویدۂ دل عشاق کا یہ پرتو ہے   جبین رخ پہ تمہارے سیاہ خال نہین
ضرور اُسکو پڑین گی لڑائیان لڑنین   کہ جسکو نفس سے اپنے یہان جدال نہین
یہ فتنے بیٹھے بٹھائے یہ مذہبی جھگڑے   ہماری قوم پہ کیا آج کل وبال نہین
اُٹھائے خاک سے مردونکو کیا بعید اس سے   کہ خواب ہمکو بتاتا ہے یہ محال نہین
یہ اصل مذہب رندان ہے سن تو لے زاہد   کہ احتیاج سے زاید یہان حلال نہین
گواہ اس پہ ہین حیوان کی مختلف عمرین   کہ جس مین سب کے برابر یہ ماہ و سال نہین
یہ مفلسی یہ امارت سب اعتباری ہے   ضرر ہی کیا ہے جو کمل ہے بر مین شال نہین

جور و رحم اور اثر بھی ہین دونون ایک ہی شے
تو فلسفی کو بھی مذہب مین قیل و قال نہین

فراق و وصل یہ دونون ہین ایک عشق کے رخ
یہ درد ہجر ہی کیا کم ہے گر وصال نہین

وہ آدمی تو ہے حیوان سے بھی پست و ذلیل
کہ جسکو اپنے گناہون سے انفعال نہین

خدا کے واسطے کرتے ہین جب یہ خدمت قوم
تو ہمکو خلق کے دشنام سے ملال نہین

کہان وہ ہم مین ہے یورپین کی ہمدردی
لباس و قال تو سب ہین مگر وہ حال نہین

ذرا سے وجد مین کیون ناچتے ہین ڈھولک پر
یہ پاک مجلس رندان ہے کوئی بال نہین

یہ قیل و قال سے ہوتی نہین ہے منزل طے
وہ ہیچ پوچ ہے مرشد کہ جسکو حال نہین

محب کو دینا ہو جو کچھ وہ بے طلب دیدے
گدا کو تیرے کوئی حاجت سوال نہین

ع انہی کی ایک بات ہی
نظیری جیسا معنی
[illegible] باوقت کہین

قایم بس دیوار نہ ہونا تھا ہوا ہون
ہان طالب دیدار نہ ہونا تھا ہوا ہون

اب لب پہ ہے جان اور مسیحا نہین آتا
اس چشم کا بیمار نہ ہونا تھا ہوا ہون

پھرتا ہے تری راہ مین سر ٹھوکرین کھاتا
اتنا بھی مجھے خوار نہ ہونا تھا ہوا ہون

اظہار محبت جو کیا ظرف ہی کم تھا
اک جام مین سرشار نہ ہونا تھا ہوا ہون

آسان تھا مجھے درد کے افسانون کا لکھنا
اس عشق مین بیکار نہ ہونا تھا ہوا ہون

چھوٹون گا ابد تک نہ کبھی دام بلا سے
الفت کا گرفتار نہ ہونا تھا ہوا ہون

کب تجھ کو گوارا ہے کہ بانہین ہون گلے مین
گردن کا ترے ہار نہ ہونا تھا ہوا ہون

اظہار محبت کا تھا انجام جدائی
خود طالب دیدار نہ ہونا تھا ہوا ہون

غفلت سے جو چونکا تو خرابی ہوئی ظاہر
اس دہر مین ہشیار نہ ہونا تھا ہوا ہون

پردے سے محب یار نے خود شکل دکھائی
کیا عاشق رخسار نہ ہونا تھا ہوا ہون

دل پژمردہ کو دلدار سے کچھ کام نہین
بلبل مردہ کو گلزار سے کچھ کام نہین

وصل تھا غیر کی قسمت مین جو ہونا تھا ہوا
ہو چکا عشق بس اب یار سے کچھ کام نہین
یہ تجرد ہے کسی سے بھی تعلق نہ رہے
گھر مین رہتے تو ہین گھر بار سے کچھ کام نہین
دلکو دیتے ہین جو ہے دونون جہان سے بہتر
آپکو پھر بھی خریدار سے کچھ کام نہین
ہم تو عاشق ہین تری خوبی و رعنائی کے
حسن سے یوسف بازار سے کچھ کام نہین
مین فنا ہو گیا دلدار مین مدت گذری
اب مجھے وصل سے دیدار سے کچھ کام نہین
خاطر یار سے رکھتے ہین رقیبون سے بھی اُنس
ورنہ دنیا مین تو اغیار سے کچھ کام نہین
خبر یار کے مشتاق تو رہتے ہین یہ گوش
قصص غیر سے اخبار سے کچھ کام نہین
قتل کیجے مجھے ابرو سے کبھی مژگان سے
خنجر و نیزہ و تلوار سے کچھ کام نہین
وحشیون کو ترے ہے وحشت صحرا دلچسپ
فرش و بام و در و دیوار سے کچھ کام نہین
خاطر یار سے کہتے ہین محب اب تو غزل
دل پژمردہ کو اشعار سے کچھ کام نہین

غم و شادی کو ہم بھولے ہوے ہین یاد دلبر مین
اسی کے پاس ہے دل اور جسم ناتوان گھر مین
تمھین غیرون سے الفت ہے ہمین تم سے محبت ہے
جو جذب دل قوی ہوگا تو لائیگا تمھین بر مین
جو چاہو تم تو ہر جا جلوۂ رخسار دکھلاؤ
کھڑے ہو جاؤ کھڑکی مین کبھی محراب ابرو مین
نہین ہوتا ہے کچھ بے قابلیت کے یہان ظاہر
ہوا ہے عشق تو ہے وصل جانان بھی مقدر مین
مرے رونے سے موسی مین ابھی سیلاب آئیگا
بھرا ہے بحر ناپیدا کنار اس دیدۂ تر مین
مجسم ہے خدا وہ بت مکان یار کعبہ ہے
دھرا کیا خاک ہے زاہد ترے چوکور پتھر مین
زمین سے تا فلک کس جا نہین اس شوخ کا جلوہ
جو ذرہ مین چمکتا ہے وہی تابان ہے اختر مین
قواے ظاہری و باطنی سب ہین لباس اسکے
وہی دل مین جگر مین ہے وہی ہے عقل مین سر مین
خدا کو ڈھونڈہتا ہے آسمانون پر عبث زاہد
خبر ہی یہ نہین موجود ہے وہ ہر جگہ گھر مین
کہان کرتا ہے کوئی قتل خود اپنے ارادہ سے
نہ قابو ہے خیالون پر نہ طاقت دست خنجر مین

کبھی ہوتا ہے پیدا کوئلہ کی کان مین ہیرا کہان سے شکل و رنگ آتی نہین گر روح پتھر مین
ہمین ہین جانشین حق ہمین مسجود عالم ہین جو ہم مین زور بازو ہے کہان جبریل کے پر مین
کہان ہے مادہ مین عقل و دانش فاعلی قوت بناتا ہے کوئی تو شکل و صورت بطن مادر مین
بنائے علم پیمبر ہے استعداد اُمت کی نہین ہوتی ہے یکسان قابلیت ہر پیمبر مین
خدا کا شکر زاہد انتظار حشر سے چھوٹے نظر آیا ہمین تو چہرۂ حق روے دلبر مین

وہ کہتے ہین محب مجھکو بلا لو تم تو ہم آتے
کہان ایسے مقدر تھے کہ وہ آتے مرے گھر مین

آج وہ غیر کے پہلو مین کہان بیٹھے ہین آکے دل مین مرے وسواس و گمان بیٹھے ہین
دیکھئے کسکو کرین ابرو و مژگان سے شکار لیکے وہ بزم مین یہ تیر و کمان بیٹھے ہین
بدگمانی مرے دل سے نہین جاتی یارب نقش کی طرح نگینہ پہ گمان بیٹھے ہین
صحبت اہل خرابات کب آئیگی پسند تیری مجلس مین تو اب اہل جہان بیٹھے ہین
صفحۂ دہر سے مٹ جاتے ہین نقش باطل اس نگینہ پہ کہان نام و نشان بیٹھے ہین
دشت مین شہر مین ہر جا ہے تصور تیرا دل ہمارا ہے کہان اور کہان بیٹھے ہین
کبھی فرصت ہو رقیبون سے تو آجا باہر تیرے کوچے مین سر راہ نہان بیٹھے ہین
بیخودی کا ہے یہ عالم کہ نہین ہوش ذرا ہم وہان سے نہین اُٹھتے ہین جہان بیٹھے ہین
سیل موسیٰ مین چھپا تھا مرا طوفان سرشک ایک ساعت مین ہزارون ہی مکان بیٹھے ہین
چومتے ہین کبھی ملتے ہین انہین آنکھون سے تیرے پاؤن کی جو تربت پہ نشان بیٹھے ہین
ساتھ یارون کے بڑے لطف سے باتین کرتے ہم پٹن پیرو مین اے جان جہان بیٹھے ہین
شاہ صاحب نے کیا ایک ہے تیر جو شکار اسکو کھاتے ہوئے خیمہ مین نہان بیٹھے ہین

شہر ہو دشت ہو یا باغ و بیابان ہو محب
جس جگہ اسنے بٹھایا ہے وہان بیٹھے ہین

روز دیکھین اُنکے جلوے کیا نصیب اورونکے ہین
تھے کبھی پہلو مین میرے اب قریب اورونکے ہین
بات بھی کرنی ہمین مشکل ہے تجھسے وہ گھڑی
رات دن خلوت مین بیٹھین یہ نصیب اورونکے ہین
اپنے ہی عیبون کو دیکھین گر تو خود ہون باادب
نکتہ چین و عیب جو لیکن ادیب اورونکے ہین
چھوڑکر ہم کو کبھی دم بھر نہ جاتے تھے کہین
وہ ہمارے پاس تھے یا اب قریب اورونکے ہین
جان دیتے ہم ہین اُن پر غیر پر مرتے ہین وہ
خود مریض عشق ہین لیکن طبیب اورونکے ہین
منہ چھپائین ہم سے اتنا غیر سے ہون بیحجاب
غیر سے بدتر ہین ہمکو وہ حبیب اورونکے ہین
منہ سے کہتے ہین مگر کرتے نہین کچھ بھی عمل
اپنے واعظ ہم نہین لیکن خطیب اورونکے ہین

آنے والی نسل پردے کو اُٹھائیگی ضرور
پوچھتے ہو کیا محب ہمتو نقیب اورونکے ہین

سب صفات اس بت مین ظاہر حضرت باری کی ہین
بت پرستی سے عیان آثار دینداری کی ہین
جان بھی دیتے ہین ملک و مال و زر کیا چیز ہے
عاشقان بے غرض لایق فقط یاری کی ہین
یہ اثر تعلیم یورپ کا جو اُن پر ہوا
نفس کی پابندیان ہین شغل میخواری کی ہین
عورتین کہتی ہین ہم کو ملک و دین سے کیا غرض
ہم تو قیدی عمر بھر اس چار دیواری کی ہین
آگ مین پانی نہان ہے اور پانی مین ہے آگ
یہ ثبوت اضداد باہم قدرت باری کی ہین
یاد مین تیری رہین خاموش بیٹھے اک طرف
کام سب دنیا و دین کے شغل بیکاری کی ہین
قید مین اطلاق سے بڑھکر کوئی تو لطف ہے
عاشق صادق بہت کم حسن بازاری کی ہین
طالب دنیا ہین جو دنیا ہی کی نظرون مین ذلیل
یہ غرور و فخر سامان ذلت و خواری کی ہین
سبز ہوتی ہے وفور درد سے کشت امید
پھل نہال وصل مین سب گریہ و زاری کی ہین
روح کو ہوتی ہے درد و رنج سے صحت نصیب
سب جہان مین آدمی محتاج بیماری کی ہین

کس طرح پہنچون محب محبوب تک مین ناتوان
راستے سب کوچۂ الفت مین دشواری کی ہین

طلائی تیرے سینے پر کئے بالے غضب کے ہین
تیرے کانون مین دونون سمت دو بالے غضب کے ہین
ترے در تک تو پہونچے ہین اب آگے دیکھئے کیا ہو
پھرے عالم مین تیرے چاہنے والے غضب کے ہین
دل نازک پر اسکے ہو نہ جائے کچھ اثر یارب
ہمارے ضبط پر بھی نیم شب نالے غضب کے ہین
غرور و حرص وہ موذی ہین جن کا زہر قاتل ہے
یہ دونون اژدہے ہین جو اپنے پالے غضب کے ہین
جو پردے دل سے اٹھ جائین تو وہ ہر جا نظر آئے
خودی کے جہل کی آنکھون مین جالے غضب کے ہین
نہ کر شیخ و برہمن کی نمائش کو کبھی باور
یہ لمبی ڈاڑھیان ہاتھون مین یہ مالے غضب کے ہین
گرینگی بجلیان عاشق کے دل پر وقت نظارہ
یہ کانون مین تمہارے جھلملی بالے غضب کے ہین
نہین آسان حجاب باطنی کا دل سے اٹھ جانا
یہ پردے گرد اپنے یار نے ڈالے غضب کے ہین
جو وعدہ کر بھی لیتے ہو کبھی پورا نہین کرتے
تمہارے یہ بہانے اور یہ ٹالے غضب کے ہین
خدا سے مانگتے ہین موت اپنی زندگی اسکی
محب دنیا مین اسکے چاہنے والے غضب کے ہین

باب الواو

گل ہے بلبل کے لئے شمع ہے پروانے کو
یاد تیری دل وحشی کو ہے بہلانے کو
شعلہ خیز آگ کے نزدیک بھٹکتا ہے کوئی
آئین کیا حضرت ناصح مرے سمجھانے کو
مکتب عشق سمجھ دار فنا کو غافل
جان استاد جہان یار کے دیوانے کو
یہ طلسمات ہین دنیا کے فقط خواب و خیال
آئے ہین اپنی حقیقت کے یہان پانے کو
ماسوا اللہ نہ باقی رہے دل مین ساقی
مے عرفان سے تو بھر دے مرے پیمانے کو
جز مے و دمہ ہے خرابات جہان مین سب ہیچ
رکھے آباد خدا دہر مین میخانے کو
بندۂ نفس سمجھتا ہی نہین عقل کی بات
مرد کامل ہو کوئی طفل کے سمجھانے کو
اہل دنیا کی عجب طرح کی الٹی ہے سمجھ
عاقل دہر سمجھتے ہین یہ دیوانے کو

قبل مرنے کے مٹا ہستیِ موہوم کا نام   تو یہان آیا ہے رہنے کو نہین جانے کو
گھر مین آنے سے علانیہ ہے گر تجھکو حجاب   کون مانع ہے مرے دل مین تجھے آنے کو
عقلِ خیر پہ نازان نہین ہو سکتے عاقل   دل مین بیٹھا ہوا شیطان بھی ہے بھٹکانے کو
اہلِ دنیا کو ہے حیوان کی طرح فکرِ معاش   عقل کہتے ہین جسے ہے ترے دیوانے کو
آسمان سے جنہین آتی ہے غذائے روحی   غم نہین اُن کو نہ ہو گھر مین اگر کھانے کو
حلق مین آتا ہے قطبین سے دم مین اڑکر   حکم ہوتا ہے پہنچنے کا اگر دانے کو
مرگِ عشاق ہے دنیا مین حیاتِ ابدی   جل کے مر جانے کا کیا شوق ہے پروانے کو
بات ہم قوم کی سننے نہین دیتا ہے غرور   عرش سے آئے فرشتہ کوئی سمجھانے کو
چھوڑ کر اصل کو جو سایہ کے پیچھے ہے دوان   خواب پڑتے ہین پریشان اُسی دیوانے کو

یاد اُس شوخ کی ہر آن رہے دل مین محب
کیجیے آباد اسی شغل سے ویرانے کو

جو ناکامی مین گزرے عمر کیا دل مین تمنا ہو   بڑی مشکل ہے اے پیری کہ ہم سے ترکِ دنیا ہو
وہ سوزِ عشق ہے یہ دل تو کیا پانی ہو پتھر بھی   محبت مین بڑی مشکل ہے صبر و ضبط و اخفا ہو
خوشی کے بعد دورِ غم جو دیکھا یہ کہا دل نے   کہ خلوت ہو نہ ساقی ہو نہ ساغر ہو نہ مینا ہو
مجھے وحشت مین آہو چشم کی الفت نے مارا ہے   شگافِ کوہ تربت ہو کفن دامانِ صحرا ہو
اسے کہتے ہین محرومیِ قسمت اور ناکامی   جو پہنچون تا لبِ ساحل تو سارا خشک دریا ہو
خدا سے کیا شکایت اس بتِ مغرور کی کیجیے   وہ خود آئیگا جذبِ دل مین گر تاثیر پیدا ہو
خیالِ کفر و ایمان بھی نہ آئے ای خدا دل مین   حریمِ خلوتِ دل مین مرے وہ بت ہی تنہا ہو
سمجھتا ہی نہین تو عشق کے زورِ طبیعت کو   تجھے معلوم ہو جب تو کسی پہ تو بھی شیدا ہو
خموشی سے کہان ممکن ہے رازِ عشق کا چھپنا   مری تصویر بھی دیکھین تو دردِ دل ہویدا ہو
وصالِ یار کی شب روزِ ہجران سے کچھ کم تھی   یہی دھڑکا رہا مجھکو سحر تک دیکھیے کیا ہو

عجب تاثیر دیکھی اس محبت مین محب ہم نی
یہ وہ چلتا ہوا جادو ہے جس سے غیر اپنا ہو

زمانے مین ستم کا تیرے گر انداز پیدا ہو
زمین و چرخ سے فریاد کی آواز پیدا ہو
جو گوش دل سے کھنڈرون کی سنین افسانہ عبرت
تو ہر سنگ در و دیوار سے آواز پیدا ہو
کمال حسن پر پڑتی ہین نظرین عیب بینون کی
سمجھ کچھ تو بھی ہے تیرا اگر غماز پیدا ہو
نہ ہنس اُن کشتگان ناز کے زخمون پہ ای زاہد
مزا اُس وقت ہے حورون مین بھی گر ناز پیدا ہو
زبان و فعل و دل تیرے اگر باہم مطابق ہون
تو اے ناصح تری ہر بات مین اعجاز پیدا ہو
بغیر امتحان ثابت نہین ہوتی ہے جانبازی
جو ہو ناپید دنیا سے تو پھر جانباز پیدا ہو
اگر سوز و گداز عشق گھر کر لے تری دل مین
تو رگ رگ سے تری آواز تار ساز پیدا ہو
الٰہی شمع کے تو گرد ہین لاکھون ہی پروانے
شب فرقت مین میرا بھی کوئی دمساز پیدا ہو
جو کھولین کان دل کے اور اُس بت سے مخاطب ہون
خدا ہی کی ہر اک پتھر سے پھر آواز پیدا ہو
بتون کو چھوڑ کر زاہد خدا کو ہم بھی پوجین گے
حسینون کا اگر حورون مین بھی انداز پیدا ہو
کہین کس سے الٰہی عشق کے اسرار پنہان کو
ہماری بات تو سمجھے کوئی ہمراز پیدا ہو

قناعت سے محب افلاس مین بھی ہم ہین آسودہ
نہین رکھتے ہین وہ دل جس مین حرص و آز پیدا ہو

بے خطا مجھ پہ خفا ہوتے ہو انصاف کرو
قتل کرتے بھی ہو اور روتے ہو انصاف کرو
پھر ملیگا نہ کوئی ہم سا وفادار کوئی
دل کو پا کر بھی جو تم کھوتے ہو انصاف کرو
مجھ سے نفرت کی یہ باتین نہین کچھ خار سے کم
حق مین کانٹے مرے تم بوتے ہو انصاف کرو
ہم تڑپتے ہین سر بستر غم راتون کو
سیج پر پھولون کی تم سوتے ہو انصاف کرو
ہم جو کرتے ہین کبھی ظلم و ستم کا شکوہ
اور تم ہم پہ خفا ہوتے ہو انصاف کرو
ہم جو مرتے ہین تو مر جانے دو افسوس ہے کیا
مارتے بھی ہو تمھین روتے ہو انصاف کرو

بے سبب عاشق شیدا کو کیا قتل پھر اب منہ کو اشکون سے بھی تم دہوتی ہو انصاف کرو
کیون یہ محنت ہے ضرورت کو ہی تھوڑا کافی بار خر بیٹھ پہ خود لئے ہوتے ہو انصاف کرو

کل تو تم شوخیان کرتے تھے محب سے ہر بار
آج پابند حیا ہوتے ہو انصاف کرو

فیض و الطاف سے محروم نہ رکھہ یارون کو گھر سے جو کچھ کہ بچے دے اُسے نادارون کو
کبھی غصہ ہی کی آنکھون سے اُٹھا کر چلمن دیکھ لے ایک نظر چشم کے بیمارون کو
اپنے دامن سے چھپالے تن لاغر کو مرے دامن گل بھی تو لیتے ہین چھپا خارون کو
یاد نے تیری بھلائے ہین دو نون عالم عیش دایم ہو مبارک تری غمخوارون کو
مست الفت تو ہین ہر حال مین آسودہ و خوش جز غم و درد میسر نہین ہشیارون کو
جان دے کر تجھے لینا بھی بہت ارزان ہی رخ دکھا دے سر بازار خریدارون کو
تیرے دیدار سے مطلب ہے نہ کچھ وصل ہی کام لذت غم ہی فقط چاہیے غمخوارون کو
ابروون نے ہی تو کشتون کے لگا دے پشتے میان مین کیجیے ان برہنہ تلوارون کو
بیٹھتے تھے کبھی جس بام پہ ہم پاس ترے اسکی ہم دیکھتے ہین یاس سے دیوارون کو
یاس و محرومی و حرمان و دوامی حسرت بانٹ دیجیے مری امید کو ان چارون کو
تاکہ اس شوخ سے ہو خط و کتابت جاری شایع کرتے رہے ہم سیکڑون اخبارون کو
ان دواؤن سے علاج تب فرقت معلوم موت آئے تو شفا ہو ترے بیمارون کو

چھوڑ بیٹھے گا محب تو تو دو عالم لیکن
وہ نہ چھوڑے گا کبھی تیرے لئے یارون کو

جہالت دور ہو یارب لوا ہے علم برپا ہو ہماری قوم کا تعلیم سے ادنی بھی اعلی ہو
امید و بیم کا دل سے مٹاتا ہی تو راحت ہے اگر مٹ جائین یہ جنت سے بڑھ کر دل ہمارا ہو
خوشی ہو کوئی کیا ہے خلف جب ناخلف نکلو وہ بیٹا ہی نہ پیدا ہو کبھی جو ننگ آبا ہو

مجھے بھی دے الٰہی وہ دل آسودہ پہلو مین   کہ جس مین خوف عقبیٰ ہو نہ دنیا کی تمنا ہو
ہماری جب ترقی ہے کہ جب ہم مین ہی سے اپنا   کوئی ہمدرد پیدا ہو کوئی غمخوار پیدا ہو
اگر تجھکو ہوس ہے رہبری قوم و ملت کی   تو پہلے قوم پر تو مال و جان و دل سے شیدا ہو
بقاے نام و عزت کی اگر خواہش ہے کچھ دل مین   تو تیرے سر مین بھی بہبودیٔ ملت کا سودا ہو
وہی رہبر ہے جو ثابت قدم ہو ہر مصیبت مین   مخالف ہون اُدھر لاکھون ادھر یہ ایک تنہا ہو
بڑی پہچان ہے یہ عاشق جانباز ملت کی   ذلیل و خوار ہو نظرون مین دنیا بھر مین رسوا ہو
عجب حیرت فزا ہے اختلاف رسم و مذہب بھی   جو نازیبا اُنہین ہے وہ ہمین افسوس زیبا ہو
نکال اس قوم بیکس کو الٰہی کس مپرسی سے   کسی کے دل مین تو ہمدردیٔ اسلام پیدا ہو

محب کی ہے تمناے دلی یارب وہ دن آئے
نہ گھر مین قید عورت ہو نہ یہ منحوس پردا ہو

باب الھاے

ہین بت کے ساتھ دیر مین بھی ہم خدا کی ساتھ   مست شراب عشق ہے دائم فنا کی ساتھ
بے ترک خواہشات نمازون سے کیا حصول   پرہیز بھی ضرور ہے کڑوی دوا کی ساتھ
دنیا کی کاوشون مین پھنساتی ہین خواہشین   ہر دم جدال چاہیے حرص و ہوا کی ساتھ
اُسکے ستم کا آے نہ لب تک کبھی گلا   در پردہ ہین ہزار وفائین جفا کی ساتھ
اسکے خیال کی ہے یہ قوت کہ آن مین   پیدا جہان ہو گیا کن کی صدا کی ساتھ
اللہ رے شوق کوچۂ قاتل کہ بعد مرگ   جاتی ہے اڑ کے خاک ہماری صبا کی ساتھ
دل کی کھلی جو آنکھ تو دیکھے کچھ اور رنگ   ظلمت مین اک جہان نظر آیا ضیا کی ساتھ
بننے سے پہلے اسکی تباہی کا ہے یقین   رکھتے ہین یادگار جو سنگ بنا کی ساتھ
آئینہ زنگ خوردہ سے کیا دید کی امید   آتا ہے عکس یار دلون مین صفا کی ساتھ

ہمراہ ظلم و جور ہے قہر و عتاب حق   رحمت سرور قلب ہی مہر و وفا کی ساتھ
دل کو بچا گناہ سے صاف آئینہ ہے یہ   آتا ہے زنگ اڑ کے خیال خطا کی ساتھ
کوشش سے اور اپنے ہلاتی ہین دست و پا   لڑتے ہین جو لڑائیان نادان قضا کی ساتھ
خواہش ہے عیش کی تو عدو سے بھی کرو وہی   کرتے ہین جو سلوک کہ یار آشنا کی ساتھ

اس شوخ دلربا نے محب کو کیا تباہ
دل لے لیا غریب کا ناز و ادا کے ساتھ

ردیف ی

تیری الفت کی شراب مشکبو درکار ہے   دو نون عالم مین ہمین تو ایک تو درکار ہے
بھاگ اہل نفس سے اور اہل دل سی جا کے مل   جاہلون سے دوستی کر گر عدو درکار ہے
وصل روحانی تو ہے لیکن ہے خاموشی غضب   دل مین ہے تصویر جانان گفتگو درکار ہے
کون سی قوت ہے عالم مین جو انسان مین نہین   قابلیت کے لئے لیکن نمو درکار ہے
بے طلب اللہ بھی دیتا نہین بندے کو کچھ   بے قراری جس سی ہو وہ آرزو درکار ہے
زاہدو! منہ ہاتھ دھونے سی نہین پاکی نفس   خبث باطن کے لئے دل کا وضو درکار ہے
جو مقید مین مزا ہے وہ کہان اطلاق مین   گل کو بھر صید بلبل رنگ و بو درکار ہے
شکل و صورت رنگ و بو کی ہے محبت بے ثبات   پختگی عشق کو خلق نکو درکار ہے
زاہدو! یہ خودکشی کیون ؟ حق کے پانے کیلیے   ایک ساقی ایک ساغر اک سبو درکار ہے
ہے خیال یار کا باندھا ہوا یہ سب طلسم   دو نون عالم کی فنا کو ایک ہو درکار ہے

ہے محب محبوب دو نون مین جو باہم اتحاد
تجھکو مین دو نون جہان مین مجھکو تو درکار ہے

نام الفت سی تو اب وہ دلربا بیزار ہے   عاشقون کے دل کا لیکن پھیرنا دشوار ہے

کس کو کہتے ہین برا سب ہین حقیقت مین بھلے
دیکھ چشم دل سے دشت خار بھی گلزار ہے
مرضی حق پر خوشی سے جب جھکا دیتا ہون سر
کند ہے پھر تو قضا کی تیز گو تلوار ہے
وہ دل پر روز رہتا ہے بلاؤن مین بھی خوش
جو ہر اک حالت مین صبر و شکر پہ تیار ہے
کیا مریض عشق کا ہوگا مسیحا سے علاج
وہ ادھر پہلو سے اُٹھا جان بلب بیمار ہے
نامہ و پیغام کی کچھ عشق مین حاجت نہین
میرے اُنکے دل مین قایم ایک برقی تار ہے
تیری صورت کے سوا کچھ بھی نظر آتا نہین
اس سے بڑھ کر کیا تجلی اور کیا دیدار ہے
واے حسرت وصل مین بھی ہجر کا ہی کچھ سمان
یار پردے مین ہی عاشق طالب دیدار ہے
بدگمانی کیون نہ ہو عالم ہے جب اُسپر فدا
اور اسپر یہ غضب ہی خود نما وہ یار ہے
خلق کیون محجوب ہے حق کی سوا جب کچھ نہین
بھید ہے کیا اس مین یارب اور کیا اسرار ہے
ہوش تھا جب تک تو پڑھ لیتے تھے بھولی سی نماز
اب تو دل دائم شراب عشق سے سرشار ہے
قوم کی اصلاح اہل نفس سے ممکن نہین
انکی اصلاح مین نہین ادبار پر ادبار ہے

بے محبت کے محب کیا دولت و ثروت سے لطف
فقر مین بھی وہ غنی ہے جسکا کوئی یار ہے

جسکو دیکھو اس حسین کا طالب دیدار ہے
عشق مین ثابت قدم رہنا مگر دشوار ہے
بے وسیلے رات دن آتی ہین خبرین یار کی
دل نہین میرا یہ روزانہ کوئی اخبار ہے
بے جہادِ نفس ممکن ہی نہین دیدار یار
یہ نماز و روزہ و تسبیح سب بیکار ہے
عیشِ دنیا ہی اگر کافی ہے دلکے چین کو
کیون دوامی عیش سے پھر آدمی بیزار ہے
دلکی معموری و ویرانی فقط ہے عشق پہ
ہے وہی آباد گھر جس گھر مین وہ دلدار ہے
یاد اُس بت کی ہر اک حالت مین دیتی ہے مزا
ہے خوشی مین ہم نشین اور رنج مین غمخوار ہے
درد عشق لا دوا ہے جملہ دردون کی دوا
ہے وہی صحت مین کامل جسکو یہ آزار ہے
خاک مین ملنے پہ بھی باقی رہا ملنے کا شوق
میری روحِ نازنین اُس کی گلے کا ہار ہے

لاکھ طوفان اور گردابِ بلا ہو ڈر نہین   گر خیالِ یار پختہ ہے تو بیڑا پار ہے
مل نہین سکتے ہین دو دل دل ملے پر بھی بہم   ہے کوئی مختار دیگر آدمی ناچار ہے
سیکڑون منصور کہتے ہین انا الحق ہر طرف   اب نہ وہ دورِ جہالت ہے نہ رسمِ دار ہے
وصل و ہجرِ یار سے ہم کو ہوا کامل یقین   وہ ہے آرامِ جنان اور یہ عذابِ نار ہے
علمِ ظاہر سے نہین مقصود جب ایصالِ حق   صبر پہ روح نازنین کے بعدِ مُردن بار ہے
نیک و بد کی آخرت سے اس جہان مین بھی عیان   گل گلے کا ہار ہے آتش مقامِ خار ہے

عاشقون کو ہین محبّ دونون جہان دار الجنان
گر نہین عشقِ حقیقی آدمی فی النار ہے

پڑ گئی زرد حوادث سے جو صورت تیری   اور کندن سی دمکنے لگی رنگت تیری
مُنہ ہے کیا حور و پری کا جو مقابل ہو ترے   آئینہ دنگ ہے خود دیکھ کے صورت تیری
کس قیامت کی ادا تھی وہ غضب کی چتون   میری آنکھون مین پھرا کرتی ہے صورت تیری
کافرِ عشق ہین ہم دیر و حرم سے کیا کام   عین اللہ کی صورت ہے یہ صورت تیری
خانۂ کعبہ مین زیبا ہے کہ رکھ کر پوجین   دل مین اللہ کے موجود ہے صورت تیری
بات جو دل مین گذرتی ہے وہی ہوتی ہے   خاصیت روح کی رکھتی ہے طبیعت تیری
رحمتِ حق کو نہ سمجھے تھے مگر اب سمجھے   حالِ عشاق پہ دیکھی جو عنایت تیری
سونگھتا ہون جو کبھی باغ مین خوشبوئے گلاب   یاد آتی ہے پسینہ کی وہ نکہت تیری

کیا ہوا موت سے کیا تیرے محبّ کا بگڑا
دل تو موجود ہے اور دل مین محبت تیری

بسر خوشی سے ہوئی عشقِ مہجبین مین رہے   فنا کے بعد بھی ہم پہلوئے حسین مین رہے
فنا ہوئے تو ہوا دل مین یار کے مسکن   نہ آسمان مین رہے ہم نہ ہم زمین مین رہے
رقیب خوب سمجھتے تھے دونو پہلو کو   مگر ہمین تری ہان ہان نہین نہین مین رہے

نہین ہے اسکے سوا اور کچھ صلے کی ہوس   کہ یہ کتاب مری دست نازنین مین رہے
وہ میرے دل مین ہین مین انکے دلمین رہتا ہون   حسین کیون نہو وہ جو دل حسین مین رہے
ہم اُسکی خاکِ قدم ہو کے بعد مردن بھی   برنگ کحل بصر چشم سرگین مین رہے

محب خموش کہ ہے کارِ عشق پردہ دری
کھلے نہ راز یہی فکر دوربین مین رہے

تمامِ عمر عبث بحثِ کفر و دین مین رہے   ملی نہ راہِ حقیقت چنان چنین مین رہے
جمال یار تھا اس زندگی مین پیش نظر   فنا کے بعد جو ہم چشم حور عین مین رہے
ہوئی نہ زہد سے جز عشق دور سختیِ قلب   وہی ہے نرم جو دل آہ آتشین مین رہے
زمین سے تا بہ فلک جسکو عمر بھر ڈھونڈھا   کھلا یہ بعد فنا راز وہ ہمین مین رہے
ہمارے ہی غضب و کینہ و حسد تھے عدو   لڑے زمانہ سے یہ مار آستین مین رہے
سحر ہمارا رخ زرد تھا مقابل مہر   جو شب تصور رخسار مہ جبین مین رہے
خیال یار سے ہر نقش غیر دل سے مٹا   کہ اس کا نام دل آرام اس نگین مین رہے
یہ آب و گل کے محل دوسرونکو زیبا ہین   وہ کیا مکان مین رہے جو دل مکین مین رہے
بغیر عشق نہین زاہدون کو آزادی   چھٹے جو بندش دنیا سے قید دین مین رہے

شراب عشق سے اتنی تو بیخودی ہو محب
کہ کوئی فرق نہ دشنام و آفرین مین رہے

دل مین ہر دم وہ نظر آتے ہین اُٹھتے بیٹھتے   وصل دایم کا مزہ پاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
یاد اُن کو بھی ہماری آہی جائے گی کبھی   نام اُن کا ہم لئے جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
تیرے عاشق کو تو ہر لحظہ جہان مین ہی سرور   اہل دنیا رنج و غم کھاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
شیخ جائے کعبہ کو مندر کو جائے برہمن   یار کو ہمراہ ہم پاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
یار پہلو سے اُٹھا جاتے رہے ہوش و حواس   جی نہین لگتا ہے گھبراتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

ڈر ہے یہ جور و جفا کی خو نہ پڑ جاے کہین   عاشقون پر آپ جھنجھلاتی ہین اٹھتے بیٹھتے
بے تکلف ہمسے باتین ہون الٰہی دن وہ آے   اب تو خلوت مین بھی شرماتی ہین اٹھتے بیٹھتے
چھوڑتا ہے عشق کب دامن جو بھاگی ہم سے یار   دل مین اُن کو کھینچ ہی لاتی ہین اٹھتے بیٹھتے

راز الفت تم سے بھی ہم کہہ نہین سکتے محب
دل کو اپنے آپ سمجھاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

باغ جنت مین ترے چاہنے والے نہ گئے   تیرے کوچے سی پس از مرگ بھی ٹالے نہ گئے
عمر بھر حرص و ہوس ہی نے کیا خوار و ذلیل   ہم سے نادان یہ بچے بھی سنبھالے نہ گئے
صلح کل کی ہوئی مجلس بھی جو یورپ مین تو کیا   یہ رسالے نہ گئے اور یہ بھالے نہ گئے
چاہیے یہ کہ چھٹے قوم سے ہر رسم فضول   رسم چوتھی کی اُٹھی اور یہ چالے نہ گئے
ہمنے چاہا تھا کرین پیش خیالات جدید   بیج پھولون کے مگر سنگ پہ ڈالے نہ گئے
ہند مین گرچہ ہے پر زور حکومت قائم   اس زمانے مین بھی بنکون کے دوالے نہ گئے
خواہشین نفس کی افلاس مین پوری نہ ہوئین   شکر عقرب یہ زر و مال سے پالے نہ گئے
عمر بھر گرد سرابون کے پھرے سرگردان   دل سے وحشت نہ گئی پاؤن سی چھالے نہ گئے
بنکے انگریز بھی ہین ذات پہ پروے نثار   اس جنم مین بھی یہ دستور نرالے نہ گئے
لاکھ تصنیف ہو لیکن کسی دفتر سے کبھی   عہدہ دارون کے پسر بھانجے سالے نہ گئے

کیا ہوا فائدہ طول شب فرقت سی محب
سرد آہین نہ گئین گرم یہ نالے نہ گئے

بھولتی جاتی ہے غربت مین وطن کی یاد بھی   کیا موثر ہے قفس بھی دام بھی صیاد بھی
غیریت نے چشم بینا کو بھی احول کر دیا   ایک تھا ورنہ یہان تو دین بھی الحاد بھی
اہل دنیا کو ہے دوزخ اہل تقوی کو بہشت   یہ جہان پر دغل ویران بھی ہے آباد بھی
تیرے دیوانے ہین عاقل اور سب نادان ہین   شاد بھی ہین اس جہان مین رنج سے آزاد بھی

آئیگا اُسدم مجھے جذب محبت کا یقین   اُسکو بھولے سے اگر آجاے میری یاد بھی
عشق کی دولت ہے کیا کم وصل اگر ممکن نہین   نغمہ ساز و طرب سے کم نہین فریاد بھی
وہ ملے جس راہ سے بیشک وہی رستہ ہے ٹھیک   گمرہی ورنہ ہے دین بھی ملت بھی اعتقاد بھی
تارک دنیا کو بھی غم سے نہین ملتی نجات   دل ہے جب تک ہر بشر ہے شاد بھی ناشاد بھی
دولت و ثروت گئی تھی خلق احمد بھی گیا   پڑ گئی ان آفتون پر اور یہ اُفتاد بھی
علم بھی دولت ہے پھر زر پر عبث گرتے ہین لوگ   چاہتے ہین آپ ساز زردار ہو داماد بھی
تقوی و صوم و صلوٰۃ و حج فقط کافی نہین   فرض زردارون پہ ہے کچھ قوم کی امداد بھی
اس مجرد حسن کی کسطرح اُتریگی شبیہ   صورت تصویر ہین خود مانی و بہزاد بھی
جسنے پایا ہے تجھے اسکا نرالا ہے طریق   ایک ہی اُسکی نظر مین دین بھی الحاد بھی
خون کا دعوی کرے عاشق تو پھر کسپر کرے   ہے حقیقت مین وہی خود صید بھی صیاد بھی

نوکری مین تھین محب سو طرح کی پابندیان
فقر مین لیکن ہین اب خوشحال بھی آزاد بھی

تمہارے عشق کی برچھی جگر پہ کھائے ہوئے   رہینگے تا بہ ابد لطف زیست پائے ہوئے
ہمین تو کاہ ہے دنیا کی ہر گران باری   کہ ہم ہین عشق کا کوہ گران اُٹھائے ہوئے
جو دیکھتے ہو علوم و فنون یورپ مین   ہمارے باغ کے پودی ہین سب لائے ہوئے
مرے فسانے کو سن چھوڑ ذکر وامق و قیس   ہزار بار کے قصے ہین یہ سنائے ہوئے
اگر نظر ہے تو آثار رفتگان ہے کتاب   عجیب نقش ہین یہ خاک پر مٹائے ہوئے
ہزار منزل مقصود تک ہون اندیشے   پھرینگے راہ سے کیونکر نشان پائے ہوئے
اگرچہ بیٹھے ہین احباب مین مگر دل مین   ہم اُسکے در پہ کھڑے ہین نظر جمائے ہوئے
بڑھیگی اور بھی بنت عنب کے حسن کی قدر   بہت ہین ملک مین لندن سے پڑھکے آئے ہوئے
ثبات و صبر طلب محنت و ریاض مدام   یہ علم و فضل کے رستے ہین سب بتائے ہوئے

یہ کس شمار مین ہے حشر تیرا اے زاہد
بہت سے فتنے ہین اُس شوخ کے اُٹھائے ہوئے
برنگ کشتۂ سیماب ہر مرض کی دوا
دہن مین عشق کی آتش مین دل جلائے ہوئے
نظر مین جنکی سلاطین دھر ہین ناچیز
یہان گدا بھی ہین وہ تیرے منہ لگائے ہوئے
وہی ہے قایم و دایم وہی مکان و مکین
بگاڑتا ہے جو ہر روز گھر بنائے ہوئے
وہ ہے کرامتِ تعلیم و تربیت کہ یہان
ہزار سالہ ہین مُردے بہت جلائے ہوئے
ہمین تو مجمع احباب مین بھی خلوت ہے
کہ ہم ہین رُخ پہ کسی کے نظر جمائے ہوئے
ذرا سے دل مین یہ وسعت عجیب قدرت ہے
کہ آسمان و زمین اس مین ہین سمائے ہوئے
بغیر حکم خدا کب کسیکو دیتے ہین
یہ اہل دولت و ثروت ہین آزمائے ہوئے
وہ بات کرتے ہین لیکن نہین ہے دل حاضر
کسی رقیب سے ہین چشم دل ملائے ہوئے
ہماری یاد ہے اُن کو تو کیا یہ کچھ کم ہے
ہزار شکر کہ دل سے نہین بھلائے ہوئے
نئے زمانے مین کچھ باندھیئے نئے مضمون
دکھایئے نہ جو ابرو ہی دکھلائے ہوئے
مفید بات بھی ہم صاف کہہ نہین سکتے
نہ روٹھ جائین **محب** پھر کہین منائے ہوئے

خبر دل کی نہ ہو دل کو تو پھر خالی بیان کیا ہے
عیان ہے آپ پر سب حال دل پنہان کیا ہے
ذرا تو غور کر دل مین کبھی اس کارخانہ پر
کہ مین کیا ہون یہ مخلوق خدا کیا ہے جہان کیا ہے
ہم اپنے دل مین خود رحم و کرم سے لطف پاتے ہین
یہ تعر یقین ہین کیا بعد فنا نام و نشان کیا ہے
مخالف ہین بہم لیکن حقیقت ایک ہے سب کی
یہ خاک و باد کیا ہے آتش و آب و دخان کیا ہے
فریب چشم دنیا ہے امید خام عقبے ہے
بتا دے تو ہمین کوئی یہان کیا ہے وہان کیا ہے
حقیقت عشق کی کھلتی نہین کچھ عقل حیران ہے
سرور وصل رنج ہجر یہ آہ فغان کیا ہے
عجب نیرنگیان ہین باغ عالم کی خدا جانے
گل و بلبل بہار بوستان فصل خزان کیا ہے
کبھی تو دیکھ قدرت کے تماشے پوچھ یہ دل سے
زمین کیا یہ نجم کیا شمس و قمر کیا آسمان کیا ہے

سمجھتے ہیں محبؔ ہم تو مکانِ یار کو جنت
خدا جانے کہ فردوس بریں حور و جنان کیا ہی

ہمارے گھر کی طرف آج وہ کدھر سے پھرے   مریض درد جدائی خدا کے گھر سے پھرے
نہ بیٹھے کنج قناعت میں مثل مردم چشم   حریص ٹھوکریں کھاتے ہوئے نظر ہی پھرے
انہیں نے پائی ہے گم ہو کے راہ منزل عشق   بلند حوصلہ جو جادۂ رہ گزر سے پھرے
ترے بیان کی تصدیق کیونکہ ہو واعظ   رہ عدم کے مسافر نہ پھر سفر سے پھرے
بھروسہ کسکو ہے وعدون پہ بے ثباتون کر   کبھی ادھر سے پھرے اور کبھی اُدھر ہی پھرے
چلے تھے چھوڑ کے بتخانہ سوے کعبہ مگر   بتون کی یاد جو آئی خدا کے گھر ہی پھرے
پھرے ہیں ٹھوکریں کھاتے ہوئے ہی دردر   جو بدنصیب شہ علم و فن کے در ہی پھرے
کبھی ملی نہ محبؔ راہ اُسکے کوچے کی
تمام عمر یونہیں شام تک سحر سے پھرے

فرقت کا جو ہے دل پر غم کچھ نہیں کہنے کے   منہ سے تو کبھی اپنے ہم کچھ نہیں کہنے کے
خود آپ ہی کہتے ہیں ہادی ہوں مضل میں ہوں   اس سے تو کبھی ہم بھی کم کچھ نہیں کہنے کے
جھکنے پہ نہ جا ان کے ملتے یہ نہیں دل سے   ان سخت کمانون کے خم کچھ نہیں کہنے کے
مصنوع کی ماہیت صانع بھی کیا جانے   گر جام کو ہم پوچھیں جم کچھ نہیں کہنے کے
جنت میں کہ دوزخ میں جی چاہی جہان رکھیں   مالک وہ ہمارے ہیں ہم کچھ نہیں کہنے کے
گر زہر بھی وہ دیگا امرت اسے سمجھیں گے   مر جائینگے ہم کھا کر سم کچھ نہیں کہنے کے
غیروں سے تو کیا کہتے تم سے بھی نہیں ہرگز   جو دل پہ گزرتا ہے غم کچھ نہیں کہنے کے
کیا پوچھتے ہو دل کی حالت کو طبیبو تم   سینہ سے نکل جاے دم کچھ نہیں کہنے کے
موسیٰ کی طرح ہمنے دیکھے ہیں محبؔ جلوے
پردے کی یہ باتیں ہیں ہم کچھ نہیں کہنے کے

مزا ہے چوٹ دلون پہ ہو گر برابر کی   تڑپ ہو دل کی ادھر اور اودھر برابر کی
فلک کو ناز ہے باران پہ ہم کو گریہ پر   وہان ہے ابر یہان چشم تر برابر کی
اودھر ہین تیر حوادث ادھر ہے صبر جمیل   خدا نے دی ہے ہمین بھی سپر برابر کی
ملینگے عقد سے دو دل امید ہے یہ فضول   کشش نہین جو ادھر اور اودھر برابر کی
مزا ہے زیست کا شادی ہو عمر بھر کی خوشی   زن اور شو مین محبت ہو گر برابر کی
رہا حجاب جو حائل تو کچھ جھلک دیکھی   نگاہ مہر سے کی نے نظر برابر کی
یہ برق عشق ہے جس نے بغیر تار و ستون   اودھر بھی اور ادھر بھی خبر برابر کی
محب کے حال پہ کچھ تو کبھی عنایت ہو
نگاہ مہر ہو رشک قمر برابر کی

خار مین گر وہ خوے گل آتی   آبلہ مین بھی بوے گل آتی
موت بلبل کی زیست ہو جاتی   کاش وہ روبروے گل آتی
دل مین بلبل کے وہ اگر بستا   بال و پر سے بھی بوے گل آتی
قابلیت اگر کوئی ہوتی   خار مین کچھ تو خوے گل آتی
گل مین ہوتی اگر نہ بو تیری   کوئی بلبل نہ سوے گل آتی
جب محب غیرت کی بو نہ رہی
یاد کیا گفتگوے گل آتی

گلزار خط کی رخ کی صفائی کی سیر کی   ہر آن ہم نے شان خدائی کی سیر کی
دل جلوہ گاہ یار ہے سینا سے بھی سوا   موسی سے بڑھ کے جلوہ نمائی کی سیر کی
باغ وصال یار تو دیکھا نہ عمر بھر   تا حشر کوہ و دشت جدائی کی سیر کی
جاپان مرے کہ روس مرے اس سے کیا غرض   ہمنے تو خوب ان کی لڑائی کی سیر کی
بنکر گداے قوم پھرے بھیک مانگتے   ثروت مین ہمنے خوب گدائی کی سیر کی

مطلب نکل گیا تو ہوئے آشنا جدا   اہل غرض کی کارروائی کی سیر کی
آہ شرر فشان نے دکھائی عجیب بہار   فرقت کی رات انار و ہوائی کی سیر کی
آنکھیں کھلیں مراقبے سے دل کی جب محب
گھر ہی مین ہمنے ساری خدائی کی سیر کی

جو اس بت نے شان خدائی دکھائی   تو بندہ مین وہی کبریائی دکھائی
رسائی ہوئی بھی تو محروم پلٹے   یہ طالع نے اپنی رسائی دکھائی
کوئی ایک ہو تو کرین اسکا شکوہ   زمانہ ہی نے کج ادائی دکھائی
بہت کی علایق سے چھٹنے کی کوشش   نہ دی کوئی شکل رہائی دکھائی
پلا ہی دیا دخت رز نے پیالہ   بہت شیخ نے پارسائی دکھائی
لیا کام تو ٹوگرائی کا دل سے   اس آئینہ نے وہ صفائی دکھائی
دکھا کر جھلک سات پردون مین اسنے   عجب حسن کی خود نمائی دکھائی
خدا کو نہ دیکھا جو اس بت کو دیکھو   کہ جس نے خدا کی خدائی دکھائی
محب کیجیے کیا فلک کی شکایت
کہ ہوتے ہی الفت جدائی دکھائی

جو ختم عمر کوئی اپنی عیش و طیش مین کرے   تو ایک کام بھی شاید وہ سو برس مین کرے
اس عندلیب کو اس باغ کی خبر کیا ہو   تمام عمر جو اپنی بسر قفس مین کرے
اب اسکی رحم و کرم پر ہے زندگی اپنی   خدا کسیکو کسیکے کبھی نہ بس مین کرے
نظام شمس بھی مکڑی کا ایک جالا ہے   خدا جو چاہے تو ناپید اک نفس مین کرے
جو چاہتا ہے کوئی عیش و راحت دنیا   تو اسکو چاہیے تخفیف وہ ہوس مین کرے
کچھ اور حالت ہم قوم دس برس مین ہو   جو اپنے ملک کی خدمت بھی ایک برس مین کرے
ترقی علم نہیں عیب حسرت مین [illegible] سے   تو فرق کیا کوئی طاؤس اور مگس مین کرے

محب کو اُس سے محبت کی کیا توقع ہو
جو ایک بار ملاقات دو برس مین کرے

تیرے در تک جو کبھی میری رسائی ہوتی   آرزوے دل مایوس بر آئی ہوتی
ایک جلوے پہ مین اُس بت کے تصدق کرتا   میرے قبضہ مین اگر ساری خدائی ہوتی
چہرۂ شمس و قمر سے تو مین دیتا تشبیہ   رُخ انور کی اگر ان مین صفائی ہوتی
بعد مردن تو نکلتی ہوس پا بوسی   میری تربت ترے کوچے مین بنائی ہوتی
دانۂ خال کی تھی اس دل نادان مین ہوس   دام صیاد سے کسطرح رسائی ہوتی
مل گئے خاک مین ہم اور رہا تم کو حجاب   عاشقون کو کبھی صورت تو دکھائی ہوتی

جذب الفت سے محب دلکو خبر ہو جاتی
یاد میری اگر اُس شوخ کو آئی ہوتی

حب ہم قوم دلون مین جو سمائی ہوتی   مردنی قوم کے چہرے پہ نہ چھائی ہوتی
بندشین صاف زبان صاف تو خود ہو جاتی   گر دماغون مین خیالون کی صفائی ہوتی
مرد و عورت ہی بہم ملکے ہین سالم انسان   عقل ہوتی تو نہ دونون مین جدائی ہوتی
قبضہ غیر مین جاتی نہ فلک سے ملتی   خلق کے دل مین عمارت جو بنائی ہوتی
نام کے واسطے لاکھون ہی کئے صرف تو کیا   بے غرض ایک سخاوت تو دکھائی ہوتی
شب دیجور سے وہ چند ہے تاریکی جہل   شمع تعلیم سر راہ جلائی ہوتی
کیا تمدن ہے ہمارا کہ نہین زیست کا لطف   موت آتی تو بلاؤن سے رہائی ہوتی

سر سے پا تک ہون محب درد و الم کی تصویر
کیا بگڑتا جو یہ صورت نہ بنائی ہوتی

پردے مین اسطرف سے ہے کوئی شکل حور کی   پھیلی ہوئی ادھر ہے ضیا کوہ طور کی
دل مین ہین اور پھر بھی ہین پردے کی آڑ مین   ہے رسم ہم کو یاد سے نزدیک و دور کی

دیکھا ہے جب سے جلوۂ جانان کو ایک بار   بھولین ہین ہم کہانیان موسے و طور کی
یارب شب فراق کی ہوتی ہے صبح کب   وحشت بڑہی ہوئی ہے دل ناصبور کی
جلوت مین بھی اُٹھاتے ہین خلوت کے ہم مزے   دل مین بسی ہوئی ہے جو صورت حضور کی
آتا ہے سوے گور غریبان وہ مست آج   حالت ہے ہر مزار مین روز نشور کی
اس شوخ کے وصال کی ہے آرزو محب
حاشا نہین ہوس ہے مجھے حور و قصور کی

الفت مین کیفیت ہی شراب طہور کی   زاہد چکھے تو دیکھے لذت سرور کی
دوزخ مین ڈال یا مجھے جنت مین بھیجدے   عاشق کو خوف نار نہ پروا ہے نور کی
دنیا کی بے ثباتیان آتی ہین سامنے   کرتے ہین ہم کبھی جو زیارت قبور کی
اقبال و سلطنت مین ترقی ہو روز و شب   ہو عمر خضر عمر ہمارے حضور کی
ساری ترقیون کی ہے جڑ الفت وطن   گر سوچیے تو بات بہت ہے یہ دور کی
تعلیم و تربیت سے تو ہر قوم بڑھ گئی   ہم راہ دیکھتے ہین گھرون مین نشور کی
کیون فکر عاقبت ہے محب دل کو شاد رکھ
اسکے کرم کی حد نہ ہمارے قصور کی

اس کی الفت جو محب دل مین چھپا رکھی ہے   سات پردون مین شراب ہمنے لنڈھا رکھی ہے
دل مین ہے اس بت کافر کا تصور جو مدام   ہم سمجھتے ہین کہ تصویر خدا رکھی ہے -
چاہتے ہین انہین جب دل مین بلا لیتے ہین   دل لگی کے لیے اک حور لگا رکھی ہے
دل کو ان تیر حوادث سے مفر کیونکر ہو   چرخ گردان نے کمان اپنی چڑھا رکھی ہے
جلوۂ یار نے اک بار جھلک دکھلا کر   ایک بجلی مرے سینہ پہ گرا رکھی ہے
ہم سا عاشق کوئی ہووے گا کہین اے دنیا   روح اپنی تری خاطر سے ہٹا رکھی ہے
چھوڑ کر عشق خدا تیرے ہی خادم بنکر   عزت اپنی تری نظرون مین گھٹا رکھی ہے

ہمیشہ سے الفت کا بیمار وہ ہے

ہمارے ظلم سے ہم پر عذاب ایسے ہوے
رہا مکان بھی نہ باقی خراب ایسے ہوئے

رہی نہ ایک بھی آبا کی ہم مین خو باقی
ہمارے ملک مین کچھ انقلاب ایسے ہوئے

امید ہی نہین ہم کو تو کامیابی کی
ہر ایک کام مین ناکامیاب ایسے ہوئے

ہمارے ملک کے فاقون سے مرگئے صناع
فرنگی ٹریڈ سے کہ پھر عذاب ایسے ہوئے

کم آمدنی تجارت

دکھا دیا رخ روشن ہزار پردون مین
وہ عاشقون سے کبھی بیحجاب ایسے ہوئے

دیا وظیفہ بھی کم اور نوکری چھینی
کوئی تو جرم تھا جس پر عذاب ایسے ہوئے

رہے نہ دین کے لائق نہ قابل دنیا
تمہارے عشق مین ہم تو خراب ایسے ہوئے

حقوق ملک خدا نے بھی کر لئے تسلیم
بروز عدل سوال و جواب ایسے ہوئے

قفس مین بند ہے عورت یہ پر بھی کٹنے پر
محب تباہ تو کہ پھر عذاب ایسے ہوئے

یہ باتین ہین اسے نازنین ٹیڑھی سیدھی
زبان ہو نہ جائے کہین ٹیڑھی سیدھی

وہ جاپان چوہے سے ہاتھی ہوا ہے
ہوئی روس کی دوربین ٹیڑھی سیدھی

نہ کیون منقلب حال اہل زمین ہو
کہ چلتی ہے چالین زمین ٹیڑھی سیدھی

یہ ہستی ہے منزل امید و خطر کی
کہین صاف راہین کہین ٹیڑھی سیدھی

بنایا ہے کیسے وہین تربیت نے
ہماری طبیعت نہین ٹیڑھی سیدھی

یہان آکے گمراہ کیون کر نہ ہوتے
کہ ہے راہ دنیا و دین ٹیڑھی سیدھی

سپیدی نہین حسن گر ہو کسی کی
طبیعت زبان اور جبین ٹیڑھی سیدھی

خم و پیچ کیون کر نہو کہکشان مین
کہ ہے راہ چرخ برین ٹیڑھی سیدھی

محب تیرے کہنے سے سیدھی نہ ہوگی
کہ ہے طبع اہل زمین ٹیڑھی سیدھی

جذبات محب از محب، محب حسین
13296

خود پرستی سے تو اصنام پرستی اچھی   دام تذویر سے میخوار کی مستی اچھی
صفت خورشید فلک سب کو ضیا دیتا ہو   جنس تعلیم ہر اک ملک مین سستی اچھی
نگہ ناز پہ ابرو کا اشارہ تھا غضب   دل پہ اک اور لگی تیغ دو دستی اچھی
یون تو بے فائدہ جیتے ہین ہزارون انسان   فائدہ جس سے ہو دنیا کو وہ ہستی اچھی
خوب جی بھر کے شب ہجر مین رو لیتے ہین   بدلی!! تو ان ہی کو ساون مین برستی اچھی
گر یہ فیشن ہی ترقی ہے تو ہم باز آئے   اس بلندی سے ہماری یہی پستی اچھی
نہ جہان علم کا چرچا ہو نہ اخلاق کی قدر   خاک ویرانے سے ہوتی ہو وہ بستی اچھی
جسم کا پست **محب** روح کا اعلیٰ ہو مقام
ان نمازون سے یہی عشق کی مستی اچھی

اب عدو ریز کچھہ نہین کرتے   بات بھی تیز کچھہ نہین کرتے
اپنے اہل وطن کا پاس و لحاظ   کیا یہ انگریز کچھہ نہین کرتے
وائے قسمت کہ وہ بھی اب باتین   الفت آمیز کچھہ نہین کرتے
غائت زندگی ہے خدمت قوم   حیرت انگیز کچھہ نہین کرتے
خود ہین پیری مین تیز عمر کے گام   اسکو مہمیز کچھہ نہین کرتے
قتل خون جتنا جہل کرتی ہے   اتنا خونریز کچھہ نہین کرتے
زہر ہے یہ خوشامد و تعریف   اس سے پرہیز کچھہ نہین کرتے
بڑھ گئین تم سے دوڑ مین تو ہین   اسپ کو تیز کچھہ نہین کرتے
پڑھنے والے زمین پہ پڑھتے ہین   صاحب میز کچھہ نہین کرتے
ہے **محب** سرد عشق کا بازار
آگ کو تیز کچھہ نہین کرتے

خاک سایہ مین دل جلے بیٹھے   جل اٹھا جس شجر تلے بیٹھے

۸۹۱٫۴۳۹۱
ج ب

زیر افلاک عاشق و معشوق دیر تک کب ملے جلے بیٹھے
اشک تنہا نہ چشم تر سے گرے ساتھ اپنے وہ گھر بھی لے بیٹھے
فتنے ہو جائین گے ہزار کھڑے چھوڑتے ہین وہ چٹکلے بیٹھے
خار صحرا نے پاؤن چوم لئے قدم اٹھے تو آبلے بیٹھے
زیست کس لطف سے گزرتی ہے یار سے تھے کبھی ملے بیٹھے
چھپ گیا پردۂ افق مین مہر شام کو وہ جو سر کھلے بیٹھے
گر کیون منہ سے کچھ تو ہو تکرار ہین وہ کس بات پر تلے بیٹھے
علم وحشت کو دور کرتا ہے لڑکے مکتب مین چلبلے بیٹھے
اپنے اہل وطن سے نفرت ہے اور غیرون مین ہین گھلے بیٹھے
ناز کیا ایک دم کی ہستی پر اٹھتے ہی اٹھتے بلبلے بیٹھے

جسم سے گرچہ دور ہین وہ محب
ہین مگر دل مین تو ملے بیٹھے

کبھی پردے سے گھبرا کر وہ یار بے لقا نکلے برائے حسرت دیدار دل کا مدعا نکلے
رہ کعبہ سے پھر کر شیخ جائین کیون نہ بتخانے جنھین ہم بت سمجھتے تھے وہی آخر خدا نکلے
نہ چھوٹے عمر بھر قید محبت سے ترے وحشی تری زلف رسا کے پیچ و خم دام بلا نکلے
بنایا سنگ دل ان کو مجھے بھی صبر دے یارب اٹھاؤن سختیان انکی تمنا ہے جفا نکلے
ہمین تو ہجر کی شب سے بھی بڑھ کر تھی شب وصلت رہے خاموش وہ بیٹھے بہت ہم سے خفا نکلے
نہ آئے قبر پر بھی وہ جنھین دعوی تھا الفت کا پس مردن ہمارے آشنا نا آشنا نکلے
سر و تن کی جدائی سے بھی چھوٹے گا نہ یہ دامن جو دل سینہ سے بھی نکلے تو کب دل سے وفا نکلے
جو دیکھے اک نظر تو خندۂ گل گریۂ بلبل ترے دل سے بھی آہ سرد ای باد صبا نکلے

تڑا کر بیڑیان قیدی تری بھاگی تو کیا بھاگے
اسیران اجل پھر کوچۂ قاتل مین آ نکلے
زبانِ عشق اسرار حقیقت کو اگر سمجھین
تو ہر بت کی زبان سے صاف آواز خدا آ نکلے
وہ ہون افتادہ میری خاک بھی اُٹھ کر اگر چھوے
ترے کوچے سے دامن جھاڑتی بادِ صبا آ نکلے
نکالے کس طرح دل سے محب تیری محبت کو
نہین ممکن خلا کیا خانۂ دل سے ہوا نکلے

کمسن ہین اور چاند سا چہرہ ابھی سے ہے
عالم مین اُن کے حسن کا چرچا ابھی سے ہے
وعدہ ہے آئین گے وہ ہمارے مزار پر
ل جائین خاک مین یہ تمنا ابھی سے ہے
رگ رگ پھڑک رہی ہے مری شوقِ قتل مین
بسمل کا رقص اور تماشا ابھی سے ہے
روز فراق یار کی سنتے ہین ہم خبر
پہلو مین بیقرار دل اپنا ابھی سے ہے
گھر مین خدا کے وہ بت ترسا بھی آئے گا
رُخ عاشقون کا سوے کلیسا ابھی سے ہے
ظاہر ہے ابتدا ہی سے انجام کار عشق
عاشق تمہارا خلق مین رسوا ابھی سے ہے
تیرے خرام ناز نے مردے جلا دیے
ہنگامہ روز حشر کا برپا ابھی سے ہے
گذرے شب وصال ہماری خوشی سے کیا
روز فراق یار کا دھڑکا ابھی سے ہے
کیسی شب فراق کہان کی امید وصل
پیغام قتل یار نے بھیجا ابھی سے ہے
پہنچے نہین ہین بال حسینون کے تا بدوش
ان عاشقون کو زلف کا سودا ابھی سے ہے
برپا کرین گے حشر وہ عہد شباب مین
فتنہ خرام ناز مین پیدا ابھی سے ہے
آغاز درد عشق چھپاتے ہو کیا محب
چہرے سے آپکے یہ ہویدا ابھی سے ہے

رفاہ عام کا ہو کام دل کا مدعا نکلے
زبان خلق سے برسون صداے مرحبا نکلے
زبان پر ہے حکومت دل پہ کس کا زور چلتا ہے
دل مظلوم سے کس طرح ظالم کو دعا نکلے

عبث تکلیف حورون کے لیے زاہد اُٹھاتے ہین
جو ڈھونڈین تو بتون کی زیر پا انکا خدا نکلے
دبے ہین خاک مین کتنے حسینان جہان یا رب
ہزارون کاسۂ سر ہر قدم پر زیر پا نکلے
نکالین حوصلے دلکے ملے گر خدمتِ قومی
بہائین خون ناحق خواہش جور و جفا نکلے
تری تدبیر کیا کیا عقل تیری اور کیا قوت
کوئی بچتا بھی ہے ترکش سے جب تیر قضا نکلے
پہ تسبیح و مصلے چھوڑ دے وہ کام کر جس سے
دل مخلوق سے صدیون تری حق مین دعا نکلے
بتون کا عشق دل مین اور ہے ذکر خدا لب پر
جو میخانہ مین دیکھا رند یہ سب پارسا نکلے
جنونِ پردۂ نسوان نہین جاتا دماغون سے
الٰہی اس مرض کی بھی کوئی اچھی دوا نکلے
حجابِ ظاہری سے کیا نگاہین پاک ہوتی ہین
دلون مین شرم پیدا ہو جو مصنوعی حیا نکلے
نہ چھوڑا عمر بھر قید جفا سے بدگمان تو نے
ہوئی تفتیش جب قیدی ترے سب بیخطا نکلے
جو پڑھ لکھکر بھی اپنی عورتون کو قید رکھتے ہین
خلف وہ ناخلف نکلے وہ لایق ناسزا نکلے
لڑے ہر دیو سے پردے کی تن پر زخم کھا کھا کر
محب اس جنگ مین تم تو بڑے ہی سورما نکلے

ہم انکا ذکر کیون کر لے نکلے یارون مین نکالینگے
زبان کا کام لیکن سب اشارون مین نکالینگے
ہوا نسلون کے باہم میل سے جب حسن خود پیدا
تو پھر داغ نسب کیا ماہ پارون مین نکالینگے
کلام حق جو توریت و زبور انجیل و قرآن ہین
تو پھر کیا اختلاف و فرق چارون مین نکالینگے
نفاقِ باہمی اس قوم کا معلوم ہے ہمکو
ہم اپنی جان کے دشمن بھی یارون مین نکالینگے
حذر اس جنس دائم کا **محب** سمجھین گی جب عاقل
وہ اپنی عورتون کو خود ہزارون مین نکالینگے

کم سن ہین ذوق عشق کا پیدا ابھی سے ہے
رنگ بہار تازہ ہویدا ابھی سے ہے
پردے کا عورتون کو تو چرچا ابھی سے ہے
جو ہونیوالا ہے وہ ہویدا ابھی سے ہے

بچپن مین لڑکیون کے تو ہین کھیلنے کے دن   پردہ مین بیٹھنے کا تقاضا ابھی سی ہے
لا نیکو لب پہ ہم ہین جو پڑے کی سختیان   مجلس مین کچھ فساد سا برپا ابھی سی ہے
کیا کیا خدا ہی جانے اٹھائی ہین ذلتین   ہمدرد قوم خلق مین رسوا ابھی سی ہے
تعلیم و تربیت کا ہے بچون کی کس کو شوق   سہرے کے دیکھنے کی تمنا ابھی سی ہے
ان مجلسون سے کسکو ہے امید اتفاق   کچھ باہمی نفاق سا پیدا ابھی سے ہے
مجنون کو شباب مین دیگا یہ درس عشق   ہر طفل حسن و ناز کا شیدا ابھی سی ہے
چھوڑیگی لیکر جان ہی اب جہل و کاہلی   چہرے سے قوم کے یہ ہویدا ابھی سی ہے
تعلیم قید نفس سے ازاد کیا کرے   سر مین غلام ہونے کا سودا ابھی سی ہے
لاتی ہے رنگ دیکھئے تقلید اور کیا   جلسون مین دور ساغر و مینا ابھی سی ہے

چھوٹین گی قید و بند سے یہ عورتین ضرور
تیرے محب خیال کا چرچا ابھی سے ہی

جانے کا نام منہ سے تیرے نکل نہ جائے   آنکھون سے دیکھ میری چشمہ ابل نہ جاے
ہے دوست وہ ہمارا صحبت ہے دشمنونکی   ڈر ہے مزاج اُسکا ہم سے بدل نہ جاے
دل مین بھڑک رہی ہے کیا آتشِ محبت   دھڑکا ہی ہے ہر دم یہ گھر بھی جل نہ جاے
تیر نظر تو مارا ابرو کا وار بھی ہو   صیاد صید تیرا گر کر سنبھل نہ جاے
بیمار ہجر تیرا کس کی کرے شکایت   سو بار گر بلائے تو بھی اجل نہ جاے
بدبخت اُس غنی سے بڑھ کر کوئی نہ ہوگا   یورپ کے دیکھنے کو جو آجکل نہ جاے
مجلس مین جاہلون کی کیا ہم زبان کھولین   ڈر ہے یہی کہ باہم تلوار چل نہ جلے
ثابت قدم رہے گا پھر کامیاب ہوگا   ڈر ہے تمہارے سائل ٹالی سے ٹل نہ جاے
اس ضعف و لاغری مین کس بل وہی ہین اپنے   ہو جائے راکھ جلکر رسی کا بل نہ جاے
میدان حریت مین آگے قدم نہ رکھنا   میٹھا ہے منہ کو کھولے اژدر نگل نہ جاے

گرچہ ہے سخت پردہ پھر بھی بڑا یہ ڈر ہے   اوڑ کر قفس سے باہر چڑیا نکل نہ آئے
غفلت مین کیا پڑا ہے کرلے جو کچھ ہے کرنا   سر پر رہے گا کب تک خورشید ڈھل نہ جائے
پہلو مین میرے دل ہے یا طفل ناسمجھ ہے   ہے خوف ان بتون پر ناداں مچل نہ جائے
چل راہ سر جھکا کر پامالون کو بچا کر   پانون کے نیچے تیرے چیونٹی کچل نہ جائے
آتش بیانیان ہین تیری محب غضب کی
پتھر کا پھر کلیجا کیونکر پگھل نہ جائے

بوٹے نہین سیاہ یہ رخ پر نقاب کے   روشن ہین آفتاب پہ ٹکڑے سحاب کے
حیرت فزا ہین رنگ جہان خراب کے   ذرے مین انقلاب ہین سب آفتاب کے
لاتی ہے ہر زمانہ کے عالم کو اسکے پاس   ممنون اہل علم نہ ہون کیون کتاب کے
اسکے کرم کی حد نہ ہمارے گناہ کی   پھر وعدے نغے فضول ہین روز حساب کے
آتا ہے آپ خود ہی بجھانے کو تشنگی   ہوتے ہین خوب گرم جو پہلو کباب کے
دندان شکن ہی دونگا منکرین کو جواب   موقعے ملین کہین تو سوال و جواب کے
تجھ سا کریم اور یہ بندون سے باز و پرس   عادی ہین سود خوار حساب و کتاب کے
سیر و شکار سے نہ ہون کیون لیڈیان حسین   بڑھتے ہین دھوپ ہی مین تو پودے گلاب کے
مشکل پڑے تو صبر و تحمل سے کام لے   پڑتے نہین ہین راست قدم اضطراب کے
سینہ مین سوز عشق ہے آنکھون مین اشک گرم   آتش مین پائے جاتی ہین قطرے بھی آب کے
ملتے ہین کسکو خبطی و مجنون کے خطاب   ہوتے ہین بوالہوس نہین لائق خطاب کے
نظرون کے سامنے ہی بدلتی ہین حالتین   دنیا کے ہست و نیست ہین دھوکے سراب کے
اے شیخ بعد مرگ وہان بھی ہو کوئی بات   وعدے بڑے بڑے تو یہان ہین جناب کے
کب کودتے ہین پل پہ کسی کے زمانہ سنج   پابند شہسوار نہین ہین رکاب کے
دنیا مین لطف زیست محبت مین ہے محب

سب ہیچ فائدے ہین جہان خراب کے

عجب تقریر واعظ ہے کہ ہر عاقل کو سکتا ہے   کسی پاگل کی بڑ ہے یا کوئی ہذیان بکتا ہے
گلا کیا غیر سے اپنے ہی ہون جب دشمن جانی   سگ دیوانہ گھر والون ہی پر پہلے لپکتا ہے
ترے مجنون کو کیا ہی تیشہ فرہاد کی حاجت   در و دیوار زندان سے وہ اپنا سر پٹکتا ہے
جو اصلاح وطن پر اُٹھ کے کستا ہے کمر اپنی   وہی نظرون مین نادانون کی کانٹا سا کھٹکتا ہے
مے الفت یہ کسکی جوش زن ہے شیشہ دل مین   کہ ہر دم چشم تر سے اشک کا ساغر چھلکتا ہے
کہان کی سیر گلشن رشک جنت ہے کھنڈر اپنا   بہار آئی در و دیوار پر سبزہ لہکتا ہے
گل مضمون ہزارون رنگ کے دل ہی نکلتے ہین   پھڑک جاتے ہین اہل بزم جب بلبل چہکتا ہے
تری تقریر بھی رندون کی بڑ سے کم نہین واعظ   مے طاہر بہت پی ہے جو تو اتنا بہکتا ہے
ترے بیمار فرقت کا خدا ہی حافظ و ناصر   لگی ہین چھت سے آنکھین نفس ساقط اور سکتا ہے
لئے سب عورتون کے کام بھی اس مرد احمق نے   نہین غیرت کہ عورت جنکی ناک مین لٹکتا ہے
بلندی پر پہنچکر جو اٹھاتا ہے سر نخوت   زمین پر مثل ثاقب آسمان اسکو پٹکتا ہے
نہین ممکن نہ پہنچین گوشۂ تاریک مین کرنین   علوم مغربی کا مہر مشرق مین چمکتا ہے
بڑھے ہے کسطرح سے آگے تمدن قوم جاہل کا   کہ اس گاڑی مین ہر ہر گام پر روڑا اٹکتا ہے
کھلے تھے پھول کچھ علم و عمل کے باغ عالم مین   جہان اب تک نہین پھولون کی خوشبو سے مہکتا ہے
کھڑے ہین ہم ترقی دیکھتے اسطرح غیرونکی   کہ جیسے کوئی حیرت سے کسی کے منہ کو تکتا ہے
نہ دیکھا تھا کبھی یہ انقلاب دہر آنکھون سے   فلک کو بھی ہماری پستی و نکبت پہ سکتا ہے
بہار چند روزہ پر نہ پھول اے گل کہ ہے فانی   صدا اسے ماسوا دیتا ہے جب غنچہ چٹکتا ہے
ہوا جب عشق کی آتش سے عالم کو کیا روشن   فلک پہ مہر ہے یا کوئی انگارا دہکتا ہے
خیال پختہ آسانی سے ڈھل جاتا ہے لفظونمین   ٹپک پڑتا ہے خود شاخ شجر سے پھل جو پکتا ہے
تمہارے ہجر مین یہ ہے دل بیتاب کی حالت   کہ جیسے نو گرفتار قفس ہر دم پھڑکتا ہے

محب راز محبت کا چھپانا ہے بڑی مشکل
مے الفت ذرا سی پی کے تو اتنا بہکتا ہے

ترے سوا کوئی ہم آشنا نہین رکھتے
شریک عشق کوئی دوسرا نہین رکھتے

خدا کو چھوڑ کے بندون سے حاجتین مانگین
یہ لوگ وہ ہین جو کوئی خدا نہین رکھتے

کہین گے منہ پہ کھری بات شاہ ہو کہ گدا
زبان پہ لفظ درست و بجا نہین رکھتے

جو منہ سے کہتے ہین اسپر عمل بھی کرتے ہین
جرس کی طرح سے خالی صدا نہین رکھتے

دُرِ سخن ہین وہ نایاب ہم گداؤن کے پاس
کہ شاہ بھی یہ دُرِ بے بہا نہین رکھتے

تمہارے حسن کے جلوے ہین چاند سورج مین
وگرنہ خود یہ کوئی بھی ضیا نہین رکھتے

نماز و روزہ و حج و زکات ہیچ ہین سب
جو ہم قناعت و صبر و رضا نہین رکھتے

ہر ایک درد کا دنیا مین ہے علاج مگر
مریض عشق اُمید شفا نہین رکھتے

متاع علم سے ہے جنکے مالدار جہان
وہ گھر مین کچھ بھی بجز بوریا نہین رکھتے

بغیر عشق و محبت نہین ہے لطف حیات
وہ خاک جیتے ہین جو آشنا نہین رکھتے

کیا ہے صبر و قناعت نے ان کو مالامال
غرض کسی سے بھی تیرے گدا نہین رکھتے

خدا کی دین ہے یہ بھی محبت و الفت
وگرنہ شاہ بھی گنج وفا نہین رکھتے

خدا و خلق سے آتی نہین ہے ان کو شرم
جو اپنے آپ سی شرم و حیا نہین رکھتے

قلوب زہد مین کیا عشق یار ہو پیدا
یہ وہ کرے ہین جو آب و ہوا نہین رکھتے

جو عدل دوست سمجھتے ہین ظلم پہ وہ ہند
وہ عورتون پہ ستم یہ روا نہین رکھتے

بجا ہے خاک شفا ال رہا ہے آب شفا
یہ اسپتال غلط ہے دوا نہین رکھتے

نہین ہے کام امیرون سے ہم فقیرون کو
خدا نے دی ہے قناعت تو کیا نہین رکھتے

نفاق و بغض و حسد کے جو جانتے ہین ضرر
وہ دشمنون کو بھی اپنے خفا نہین رکھتے

ترے سوا نہین دل مین کسی کی گنجایش
ہم اہل قبلہ ہین ہم دو خدا نہین رکھتے

بتون مین زاہدو اسب شان کبریائی ہے   خدا کی طرح سے یہ بھی فنا ہنین رکھتے
شب فراق مین مرنے کی آرزو ہے مگر   ہم اپنے بس مین حیات و قضا ہنین رکھتے
بغیر علم چمکتے ہنین ہین جوہر عقل   وہ سنگ آئینے ہین جو جلا ہنین رکھتے

محب خدا سے لگا دل کو ان بتون سے ہٹا
یہ وہ حسین ہین جو مہر و وفا ہنین رکھتے

سر جو کاٹا شمع کا ہے کیا خطا گلگیر کی   سرکشی ہے جرم تھی وہ مستحق تعذیر کی
ہاتھ مین انسان کے انسان کی قسمت ہی آہ   ملک کے قانون سی چلتی ہی کچھ تقدیر کی
جانتے تھے جن کو ناممکن وہ ہین اب سہل کام   دیکھ لی آنکھون سے قوت آپ نے تدبیر کی
سب کی نظرون مین ذلیل و خوار ہو جائیگی قوم   تربیت مین عورتون کی اب اگر تاخیر کی
حامیان پردہ کے بھی سخت دل اب نرم ہین   کچھ تو پتھر مین ہماری آہ نے تاثیر کی
قتل انسان سے بھی بڑھ کر جرم ہے قتل خیال   چھینئے ہرگز نہ آزادی کبھی تحریر کی
جو مرید نفس ہو پیری مین بھی مثل جوان   کیا مریدی کیجئے اُس بندۂ زر پیر کی
بادشاہون کی حکومت ہے ہمارے جسم پر   اور قائم ہے دلون پر سلطنت تقریر کی
مدرسے بنوا کہ قائم ہو بنائے دین حق   کیا ضرورت مقبرون کی آج کل تعمیر کی
قوم وہ لاریب وحشی ہے ہنین ہے جسمین قدر   شاعری کی علم موسیقی کی اور تصویر کی
ہے کمان کے سر جھکانے کا کسی پر کچھ اثر   دل مین کرتی ہے جگہ وہ راستی ہے تیر کی
داغ ہوتے ہین نمایان جسقدر بڑھتا ہے ماہ   ہے کمال اوج علت نقص کے تشہیر کی
ہے زبان کی تیغ مین لاکھون ہی شمشیرونکا کاٹ   جو نہ لکنت ہے ہو وہ قوت نہین ہے تقریر کی

رسم پردہ کیا ترے ہاتھون سے ٹوٹیگی محب
ہر کڑی فولاد ہے اس رسم کی زنجیر کی

کون یہ پردے مین ہے کس شوخ کی آواز ہے   جسکی باتون سے عیان حسن و ادا و ناز ہے

روٹھ جاتے ہین کبھی ملتے ہین لڑتے ہین کبھی
ان حسینون کی محبت کا عجب انداز ہے
کیسی آزادی غلام نفس کی کیا حریت
کون ہے آزاد جب تک دل مین حرص و آز ہے
تیرے کوچے کے نکالی ہین نئے کچھ راستے
شام کو عاشق گدا ہے صبح کو بزاز ہے
عشق کی سوزش نے پیدا کردیا سوز و گداز
اب تو رگ رگ مین مرے آواز تار ساز ہے
قوم مردہ کو جلا دیتے ہین اپنے علم سے
ایک یہ ادنیٰ سا اہل علم کا اعجاز ہے
یاد آئین گی ہماری بھی کبھی غمخواریان
گو زمانہ آج کل اپنا بڑا غماز ہے
زاہدون کی طرح چھپکر گوشۂ مسجد مین پی
ڈر نہ دوزخ سے در توبہ تو ہر دم باز ہے
اختر و شمس و قمر کی سیر ہے ادنیٰ سی بات
طائر فکر رسا کی بھی عجب پرواز ہے
دہوم تھی جنکے تمدن اور نظم و نثر کی
وہ کہان بغداد و بصرہ ہے کہان شیراز ہے
بےلے امید نفع کرنا خدمت اہل وطن
سارے اخلاق و مذاہب کا یہی اک راز ہے
بات تو ادنیٰ سی ہے لیکن بتا مین فلسفی
کیا تکلم کیا سماعت اور کیا آواز ہے
خاندان و نسل پہ نادان کو ہے فخر و ناز
اور دانا کو فقط علم و ہنر پہ ناز ہے
فائدہ کیا عقد سے ازواج ہون جب بے وفا
ان نکاحون سے تو بہتر ازدواج مجاز ہے
ابتدا و انتہا دو ہین اضافی حالتین
ورنہ ہے انجام کوئی اور نہ کچھ آغاز ہے

خود بخود دل مین خیال یار آتا ہے **محب**
کنج خلوت مین ہمارا ایک یہ دمساز ہے

کھلے ہین پھول گلشن کی ہوا کچھ اور کہتی ہے
گلون کے کان مین باد صبا کچھ اور کہتی ہے
حقیقت کیا ہے اس عالم کی کچھ کھلتا نہین یارب
فنا کچھ اور کہتی ہے بقا کچھ اور کہتی ہے
بنائین قہر کی صورت تو کب چھپتی محبت ہے
نگہ کچھ اور کہتی ہے ادا کچھ اور کہتی ہے
نہ گھبرا بلبل نالان گلون کی خشکی لب سے
ہوا بدلی ہے ساون کی گھٹا کچھ اور کہتی ہے
نہ جا غیرون کے کہنے پہ بغیر تجربہ ہرگز
کبھی اچھون کو بھی خلق خدا کچھ اور کہتی ہے

بجز صبر و رضا کیا کیجئے اس شوخ کا شکوہ جفا کچھ اور کہتی ہے وفا کچھ اور کہتی ہے
جہان بدلا نہ بدلے ہم رہے اک حال پر قایم مگر اب تو زمانہ کی ہوا کچھ اور کہتی ہے
جدہر دیکھو اُدھر ہین علم و فضل و قوم کے چرچے سمان بدلا ہے مغرب کی ہوا کچھ اور کہتی ہے
ادہر مہر و محبت ہے ادہر قہر و غضب اسکا جزا کچھ اور کہتی ہے سزا کچھ اور کہتی ہے
ترے بیمار ہجران کی بیان کیا کیجئے حالت دوا کچھ اور کہتی ہے قضا کچھ اور کہتی ہے
زمانہ نے بہت پیسا فلک نے بھی بہت روندا دلِ خستہ سے تائید خدا کچھ اور کہتی ہے

بہت جھاڑین نہ چھوٹے گا غبار راہ دامن سے
محب کی خاک بھی بعد فنا کچھ اور کہتی ہے

عشق کا اُس بت عیار کے دعوی کیا ہے حضرت دل ابھی آفات کو دیکھا کیا ہے
ہے تصور مین وہی دل مین وہی آنکھون مین اور پھر یار سے ملنے کی تمنا کیا ہے
ہجر مین مرتا ہون پھر وصل مین جی اٹھتا ہون موت کا زیست کا اللہ یہ جھگڑا کیا ہے
سجدہ کرتے ہین قدم رکھتا ہے وہ بت جس جا سجدہ گاہین نہین پھر نقش کف پا کیا ہے
اپنے ہی آپ کے عاشق ہین نہین غیر کوئی روے معشوق سے کیا یہ دل شیدا کیا ہے
کون معشوق ہے یہ جلوہ گری ہے کس کی اتنے اظہار پہ پھر راز کا اخفا کیا ہے
ہجر مین وصل کی امید سے کیون اتنی خوشی دل ناشاد امیدون کا دلاسا کیا ہے
شادیانے کہین بجتے ہین کہین ہے ماتم شادی و غم کا یہ دن رات تماشا کیا ہے
جان دین اُس پہ تو ہم ہو وہ فدا غیرون پر ہے مقدر کا گلا یار کا شکوہ کیا ہے
چھپنا عاشق ہی سے ہے خاص ادا یہ بھی ایک سامنے سب کے ہین پھر آپ کا پردا کیا ہے
آپ سچے سہی اور میرا گمان بھی بیجا غیر سے آپکی الفت کا یہ چرچا کیا ہے
دونون عالم مین اگر تو نہین ہر شے مین محیط پھر یہ الفت تری ہر دل مین خدایا کیا ہے
تیرے وعدے بھی وہ وعدے ہین نہین جنکو قرار اور پھر زیست کا خود اپنی بھروسا کیا ہے

چشم تر لب پہ فغان ضعف بدن درد جگر   حال بیمار غم ہجر کا اچھا کیا ہے
تم رقیبون مین رہو خوش ہمین مرجانے دو   پرسش حالت بیمار مسیحا کیا ہے
ہم پہ کیا گزری شب ہجر مین کیا تمکو خبر   نیم بسمل کا دم ذبح تڑپنا کیا ہے
عشق مین مرضی معشوق مقدم ہے محب
وصل کا یار پہ ہر بار تقاضا کیا ہے

جس بت کی محبت نے ملایا ہے خدا سے   کیون اسکی پرستش نہ کرین صدق و صفا سے
اُس بت مین ہے سب شان جمالی و جلالی   سجدہ اُسے کرتے ہین جو واقف ہین خدا سے
راحت ہے نہان درد مین صحت مین مصیبت   نفرت ہے مرض سے نہ ہمین کام دوا سے
وہ لطف ملا درد محبت مین کہ اب تو   ہم ہاتھ اُٹھا بیٹھے ہین تدبیر شفا سے
گھبرا نہ جدائی سے کہ اک دن سحر وصل   ہوجائیگی پیدا شب ہجران کی بلا سے
عالم تہ و بالا دم رفتار ہے قاتل   ہنگامۂ محشر ہے تری ایک ادا سے
ہر بات نکلتی ہے جو منہ سے نہین مٹتی   ذی ہوش پہ ثابت ہی یہ گنبد کی صدا سے
جب اسکی جفاؤن مین بھی الطاف و کرم ہین   خوش کیون نہ ہون پھر یار کی ہم جور و جفا سے
آنکھین تری تلون سے ملین خواب مین اتنی   زردی مرے چہرے کی گئی رنگ حنا سے
اتنی ہی تمنا ہے کہ خلوت مین جو پاؤن   آنکھون کو ملون آپکے نازک کف پا سے
کب ہوش رہا یار کو بے پردہ جو دیکھا   اچھا ہے کہ پردہ رہے اُس ہوش ربا سے
خود اپنے ارادے پہ بھی قابو نہین اپنا   بھاگین جو کہین اور ہون نزدیک قضا سے
اس شوخ کی رنجش بھی نہین پیار سے خالی   دل مین تو ہین خوش اور بظاہر ہین خفا سے
اس گل کے پسینے کی تو خوشبو کبھی لاتی   اتنا بھی ہمارا نہ ہوا کام صبا سے
برسون مین نہ ہوتا وہ کیا عشق نے دم مین   ہم چھوٹ گئے نفس کی سب حرص و ہوا سے
ہے عشق تو مذہب میرا معشوق ہے قبلہ   کیا کام کسی شیخ سے اور راہ نما سے

اپنی کوئی خواہش نہین جز مرضی دلدار　　پابند مشیت ہین نہین کام دعا سے
ہر رنج مین ہے صبر و تحمل سے ہمین کام　　لڑتے ہی لڑائی نہین تقدیر و قضا سے

ہے کفر محبت مین محب غیر سے الفت
مشرک نہین رکھون جو غرض غیر خدا سے

زیست ہر دم قضا سے لڑتی ہے　　شمع روشن ہوا سے لڑتی ہے
کام آتی نہین وفا اُس وقت　　آنکھ جب بیوفا سے لڑتی ہے
کیا شفا کی مریض غم کو اُمید　　جب طبیعت دوا سے لڑتی ہے
دم مین آیا شباب دم مین گیا　　عمر باد صبا سے لڑتی ہے
دار ہوتے ہین اور سخت کہ جب　　عقل انسان قضا سے لڑتی ہے
ہم لڑاتے نہین بتون سے آنکھ　　خود وہ حکم خدا سے لڑتی ہے
دل کے لینے کو چشم عاشق سے　　آنکھ کس کس ادا سے لڑتی ہے
صبر ہے انتقام سے بہتر　　کیون طبیعت جفا سے لڑتی ہے
خواب مین اُسکے دیکھ کر تلوے　　آنکھ دزد حنا سے لڑتی ہے
تا کہ ملجاے اُسکے گھر کا نشان　　چشم ہر نقش پا سے لڑتی ہے
مانگیے کیا دعا کہ خود تقدیر　　نا مقدر دعا سے لڑتی ہے
کیا ضرورت ہے ہمکو لڑنے کی　　راستی خود دغا سے لڑتی ہے
جس طبیعت مین فطرتاً ہے فساد　　وہ تو ما ما ہوا سے لڑتی ہے

ہجر مین خواہش وصال محب
آرزو کیا قضا سے لڑتی ہے

بس کسی کا اپنے دل پر گر چلے　　کوچۂ الفت کو کترا کر چلے
چشم سے جاری ہین میرے اشک غم　　خود نکلکر سیپ سے گوہر چلے

ہر قدم پر تیرے گھر کی راہ مین   ٹھوکرین کھاتے ہوے رہبر چلے
بے محبت کے زمین شعر مین   بے تکے بکتے ہوئے شاعر چلے
رنج و غم سے کیا ملے ہم کو نجات   زخم پھر تازے ہوی جب پھر چلے
دونون عالم کے کئے سیر و سفر   عمر بھر ہم اپنے ہی اندر چلے
ارزو یہ ہے کہ قاتل بعدِ قتل   تیرے قدمون سے لپٹ کر سر چلے
بادۂ الفت مین ہے دائم سرور   دم نکلنے تک یہی ساغر چلے
تیرے عاشق کا مکان لاہوت ہے   دونون عالم سے بھی ہم باہر چلے
عمر کھوئی جمع کر کے مال و زر   جب قضا آئی تو خود بے پر چلے
شکر ہے کام آئی اپنی زیست کچھ   سنگ آزادی نوان دہر چلے
دل کی قوت باطنی بڑھنے لگی   جب حواسِ ظاہری سب مر چلے
تھا دل احمد مین اپنا مقام   اس چمن کی سیر کر کے گھر چلے
دونون عالم کا تماشا ہم مین ہے   دیکھئے کس چیز کو باہر چلے

ہجر مین کیا لطف جینے کا محب
زندگی مر مر کے پوری کر چلے

مری نظر مین ہے قاتل کی ہر ادا اچھی   وفائے غیر سے بے انتہا جفا اچھی
ہمارے خط وہ رقیبون کو دیکھے کہتے ہین   خیال خوب ہے طرز بیان ادا اچھی
مریض ہجر کو کیا ہو علاج سے صحت   جو موت آئے تو سمجھو کہ ہر دوا اچھی
نہین ہے قابل برداشت صحبت بد خلق   بُری ہو شکل تو ہو خوئے آشنا اچھی
تری جفاؤن مین لذت ہمین کو ملتی ہے   یہ دل لگی نہین غیرون سے دلربا اچھی
بغیر کفر کے اسلام کا وجود کہان   ہر ایک راہ جہان مین ہے رہنما اچھی
ہمارا خون تمنا گر اس مین شامل ہو   تو پھر کھلے کف پا مین ترے حنا اچھی

بتون مین شان جمالی کہین جلالی ہے   ہر ایک رنگ مین ہے صورت خدا اچھی
بقاے نام کا نادان خیال باطل ہے   خودی مٹا کہ یہی سب سے ہے بقا اچھی
کہان نصیب کہ مرنے سے پہلے مر جائین   ہزار عمر سے دم بھر کی یہ فنا اچھی
وہ بے رخی تری گویا کہ آشنا ہی نہ تھا   بری ہے کون سی یہ بھی ہو اک ادا اچھی
بری ہے حرص جو دنیا کے مال و جاہ مین ہو   ترے وصال کی سب حرص سب ہوا اچھی
مصیبتون کو برا جاننے ہی سے یہ غم ہے   سمجھ یہ دل مین کہ خواہش سے ہو قضا اچھی
بغیر یار کے کیا اس چمن مین دل خوش ہو   ہزار خوب ہون گل اور ہو ہوا اچھی
پڑھائین مجھ سے رقیبون کے خط قیامت ہے   یہ التفات کے پہلو مین ہے جفا اچھی

اگرچہ تلخ بہت ہے محب مے الفت
غم جہان کے لئے ہو یہی دوا اچھی

تمہارا لطف تو ہے خاص و عام سب کے لئے   ہمین ہین ایک مگر بخشش و غضب کے لئے
وصال کی دل بیتاب نے بھی خواہش کی   سزا ضرور ہے اس شوخ بے ادب کے لئے
یہ مال و جاہ یہ حور و قصور سب ہین فضول   بس ایک یار کوئی ہو غم و طرب کے لئے
وہی ہے ہستی مطلق مسبب اور سبب   تضیع عمر نکر فلسفی سبب کے لئے
جو قہر حق سے دو عالم مین چاہتا ہی نجات   تو آب حلم کو رکھہ آتش غضب کے لئے
بڑھین جو بخل و دنائت مین غیر فخر ہے کیا   بہادری و سخاوت تو ہی عرب کے لئے
غرور و فخر تو ہے ایک امر شیطانی   یہ جان دیتے ہین پھر کیون حسب نسب کے لئے
ربوبیت ہے یہی نیک و بد مین ہو نہ تمیز   خصوصیت نہین زیبا کرم مین رب کے لئے
ہزار ہا ترے در تک ہین مختلف راہین   نہین ہے ایک کوئی خاص ادب کے لئے

کھچے جو یار تو کیجے خوشامد اُس کی محب
یہی ہے ایک دوا رنج بے سبب کے لئے

چھپے پردے مین سب سے رونمائی کی تو ہمنے کی   گلون مین رنگ ہوکر دل ربائی کی تو ہمنے کی
پھرے تم ساتھ غیرون کی تو سب کو چھوڑ ہم بیٹھے   وفا کی آپ نے اور بے وفائی کی تو ہمنے کی
نہ چھوڑا خانۂ دل مین خیال غیر تک باقی   بھرے گھر کی تری خاطر صفائی کی تو ہمنے کی
نہین کرتا ہے قہر و مہر ہمپر بے سبب کوئی   بُرائی کی تو ہمنے کی بھلائی کی تو ہمنے کی
ہمین ہین پردہ دار حضرت حق ظاہر و باطن   جو سچ پوچھو تو عالم مین خدائی کی تو ہمنے کی
ہمین ہادی ہمین شیطان ہمین ہین آیۂ رحمت   جو بہکایا تو ہمنے رہنمائی کی تو ہمنے کی
امارت اور نکبت حالتین دو نون ہماری ہین   جو شاہی کی تو ہمنے کی گدائی کی تو ہمنے کی
ہمین مشکل کشا ہین وقت مشکل کام آتے ہین   جہان مین ہر زمان حاجت روائی کی تو ہمنے کی
بہت آسان ہے ترغیبون سے بچنا کنج عزلت مین   مگر رندی مین زاہد پارسائی کی تو ہمنے کی
قناعت وہ غنا ہے جسکے آگے سلطنت کیا ہے   غنی ہوکر ترے در کی گدائی کی تو ہمنے کی
رقیبون کے گلے مین ہاتھ ہین اور ہمسے پردہ ہے   بتاؤ تو سہی یہ کج ادائی کی تو ہمنے کی
گلا کیا کیجئے فرقت کی ان کالی بلاؤن کا   تری زلف سیہ سے آشنائی کی تو ہمنے کی
ترے در پر بت کافر نہایت خاکساری سے   خدا کا گھر سمجھ کر جبہ سائی کی تو ہمنے کی

ہوا وہ بدگمان اظہار الفت سے **محب** آخر
محبت مین عبث یہ خود نمائی کی تو ہمنے کی

تجھسے ملنے کی غرض میری نظر مین اور ہے   میری جانب سے گمان کچھ تیری سر مین اور ہے
جو نہ سمجھے تجھکو وہ تیر ہے گویا کعبہ کو جاے   چومنا تیرے قدم کو رہ گزر مین اور ہے
خیر و شر دو نون ہین اک امر اضافی لازمی   فائدہ ہے خیر مین کچھ اور شر مین اور ہے
اختلاف قابلیت ہے وراثت کے خلاف   ہے پدر مین اور کچھ لیکن پسر مین اور ہے
تیری الفت غیر کو ہوتی نہ ہوتا تندرست   حالتِ اعضاے تن درد جگر مین اور ہے
مین برا ہون غیر کی نظرون مین اسکا غم نہین   شکر ہے صورت مری اسکی نظر مین اور ہے

ڈر انھین کو ہے جو غیر اللہ سے رکھتے ہین کام
لطف عاشق کو ترے خوف و خطر مین اور ہے
مال و دولت جاہ و حشمت مین ہین ناقص طاقتین
زور بازوے خدا لیے بال و پر مین اور ہے
حسن مین ہے دل فریبی چار دن کی تمک نہین
دائمی وابستگی علم و ہنر مین اور ہے
وہ خوشی وصل وہ رنج جدائی الحذر
شام کو تھا کچھ سماں لیکن سحر مین اور ہے
دید کے قابل ہے وہ عالم جو اپنے دل مین ہے
کچھ سیاحت کا مزا اس بحر و بر مین اور ہے
سیر کے رمنے سے ہوئی تازہ دل پژمردگان
اور ہے باران مین قوت چشم تر مین اور ہے
اس سراپا حسن کے اعضا ہین سانچے مین ڈھلے
کچھ تناسب اعتدال اسکی کمر مین اور ہے
وصل کے وعدہ سے کر دیتے ہین دل کو خوش کبھی
نامہ بر تاثیر اس جھوٹی خبر مین اور ہے
یون تو ہر شے دم بدم تسبیح کرتی ہے مگر
قابلیت حمد باری کی بشر مین اور ہے
مین ہون بیمار محبت مرگ ہے میری دوا
سم بظاہر تلخ ہے لیکن اثر مین اور ہے
ہے دوئی مین شرک واعظ توبہ کر اسلام لا
عرش پر ہے وہ تو کیا دیوار و در مین اور ہے
حشر مین ملنے کی وعدہ پر ہے مرنے کی خوشی
ایک یہ باقی خیال خام سر مین اور ہے
جو ترے پہلو مین ہے اس دل مین بھی ہے اے رقیب
ہو بہو ایسی ہی صورت میری گھر مین اور ہے

جان جاتی ہے محبت مین تو غم کیا ہے محب
نفع ہم کو سو طرح کا اس ضرر مین اور ہے

تمھاری یاد ہی مین دم نکل جائے عجب کیا ہے
مریض ہجر کی حالت سنبھل جائے عجب کیا ہے
قرار آتا ہے دل کو ہجر مین تیرے تصور سے
تری تصویر ہی سے دل بہل جائے عجب کیا ہے
دل بیتاب ہے جھوٹے ہی وعدہ مین ہے کیا نقصان
تمہارے دم دلاسے سے سنبھل جائے عجب کیا ہے
جسے دیکھو تمہاری موہنی صورت کا ہے عاشق
ہمارا بھی دل ناداں مچل جائے عجب کیا ہے
عجب تاثیر ہے نظرون مین تیری اے بت پرفن
دل فولاد بھی دم مین پگھل جائے عجب کیا ہے
شب ہجران کی وہ کالی بھیانک شکل وہ رنگت
دل رستم بھی دہشت سے دہل جائے عجب کیا ہے

کہان تک دیجیے تسکین قرار آتا نہین دل کو   تڑپ کر جان سینہ سے نکل جائے عجب کیا ہے
خوشی وصل سے جب اس دل مردہ مین جان آئی   غم ہجران سے گر صورت بدل جائے عجب کیا ہے
ذرا دیکھو ڈبویا شہر کو سیلاب موسی نے   مری آنکھون کا چشمہ گر ابل جائے عجب کیا ہے
حرارت عشق کی اس آگ سے سو چند ہی بڑھ کر   دل عاشق تپ ہجران سے جل جائے عجب کیا ہے
محبت سے دل وحشی بھی دم مین رام ہوتی ہین   ہمارا سحر الفت تجھ پہ چل جائے عجب کیا ہے
محبت مین محب سے حضرت محبوب بنتے ہین
تری زلف سیہ کا ہم سے سلجھ جائے عجب کیا ہے

کیا مزا ہستی کا تھا جب آپ تنہائی مین تھے   ہم نہ تھے تو آپ بھی گمنام دانائی مین تھے
ہم مکان غیر کے ہوتے تھے صدقے بار بار   تم جہان مشغول شب کو محفل آرائی مین تھے
حشر کے دن سب کو فکرین اپنی بخشائش کی تھین   عاشقان روے جانان بادہ پیمائی مین تھے
لاکھ سر مارا حقیقت کو نہ پہنچے فلسفی   دور بین و خورد بین کی نقص بینائی مین تھے
تھی جدائی مین کسی پردہ نشین کی بیقرار   میرے ہی نالون کی سب بندار تنہائی مین تھے
تو جدھر بن ٹھن کے نکلا قتل لاکھون ہو گئے   حشر کے فتنے تری ہر طرز زیبائی مین تھے
مین برنگ آئینہ تکتا رہا صورت مگر   آپ خلوت مین بھی اپنی محو رعنائی مین تھے
انقلاب دھر کو دیکھا تو یہ ہم پر کھلا   رنگ کچھ تیری ادا کے چرخ مینائی مین تھے
کوہ کن - فرہاد و مجنون کا مین وارث کیون نہ ہون   عشق کے اسباب سب جاگیر آبائی مین تھے
تھا ادب مانع جو کہتے درد دل اُن سے محب
بارہا خوش قسمتی سے پاس تنہائی مین تھے

بیٹھے ہین ترک عالم امکان کئے ہوئے   دل مین خیال صورت جانان کئے ہوئے
جاتے ہین آج منزل ہستی سے گور مین   دل مین ہزار وصل کے ارمان کئے ہوئے
بیٹھے ہین رُخ دکھا کے وہ پردی کی آڑ مین   عالم کو مثل آئینہ حیران کئے ہوئے

کل پوچھتے نہ تجھے جسے مرنے پہ اُسکے آج
بیٹھے ہین رُخ پہ بال پریشان کیے ہوے
تجھ سا ملا نہ ایک بھی گل باغ دہر مین
بیٹھے ہین ہمتو سیر گلستان کیے ہوے
وقت اخیر دل سے وہ نکلےگا کسطرح
گزری ہے عمر یار کو مہمان کیے ہوے
جاتے ہین پاس غیر کے کس اضطراب سے
میری طرف ہی منہ پہ وہ دامان کیے ہوے
جاتا ہے کسطرف کو وہ مست خرام ناز
آبادیون کو دشت و بیابان کیے ہوے
ہم بھی تو یاد وصل دلاتے رہین کبھی
مدت ہوئی ہے یار کو پیمان کیے ہوے
محروم آپ کیجیے مایوس کیجیے
جاتے نہین ہین وصل کا ارمان کیے ہوے
بزم رقیب مین وہ بلاتے ہین مجھ کو آج
بیٹھے ہین میرے قتل کا سامان کیے ہوے
جاتے ہین دیر و کعبہ و مسجد مین ہم محب
دل مین خیال یار کو پنہان کیے ہوے

ملتے نہین کہہ دیتے ہین اب کام بہت ہے
ہان سلسلۂ نام و پیغام بہت ہے
پہنچے جو قریب اُسکے وہ جانے تپش مہر
رخسار کا جلوہ بھی تہ بام بہت ہے
دیدار کی خواہش سے تڑپتے رہے برسون
چھوڑی یہ تمنا تو اب آرام بہت ہے
تھی وصل کی امید تو تھا جوش غزل مین
ہر کام مین پست اب دل ناکام بہت ہے
بس ہاتھ سے اُس ساقی مہوش کی شب ماہ
تھوڑی سی مجھے دُرد تہ جام بہت ہے
بوڑھے ہین جوانون پہ جو عاشق تو عجب کیا
پیری مین یہ سچ ہے طمع خام بہت ہے
ہو نفس جو آزاد تو خطرے ہین ہزارون
آرام کو پوچھو تو تہ دام بہت ہے
سمجھے تھے ترے عشق کو آسان غلط تھا
ہم کو تو اب اندیشۂ انجام بہت ہے
حیوان قناعت سے چھٹے فکر جہان سے
انسانون کو فکر سحر و شام بہت ہے
بدنامی و شہرت ہین اُسی ایک کی شانین
سمجھو نہ برا اُسکو جو بدنام بہت ہے
کیا رشک محب غیر کو جتنی وہ پلائے

ہم کو بھی عنایت ہو تو اک جام بہت ہے

حالت بُری ہے اب تو دلِ ناصبور کی — مر جائین گے یہی ہے جو مرضی حضور کی
جُز حق نہین ہے اور کوئی اس جہان مین — آئی یہ میرے کان مین آواز صور کی
اس شعلہ رو کے عشق مین جب سے جلا ہون مین — دلمین جو دیکھتا ہون تجلی ہے طور کی
آتین کہان عدم سے جہان مین یہ حور عین — ہوتی اگر نہ یار کو خواہش ظہور کی
چکوا مرے تو زیست ہی چکوی کی بھی محال — انسان مین کہان ہے محبت طیور کی
الفت وہی ہے جسمین کہ دو دل ہون ملکے ایک — جسمون کو میل جول سے نسبت ہے دور کی
بزمِ رقیب مین جو گیا دیکھتا ہون کیا — پردے مین ایک شکل سراپا ہی نور کی
نکلے کبھی تو حسرتِ پابوسیِ رکاب — آجائے میرے گھر مین سواری حضور کی
کیون دل تڑپ رہا ہے میرا آج بے سبب — بھولے سے یاد آپ نے میری ضرور کی
معیارِ حسن ایک نہین ہے نظر مین فرق — دل جسپہ ہو فدا وہی صورت ہے حور کی

تھا وعدۂ وصال بھی اک دلگی محبؔ
آئیگا وہ سمجھ مین کسی ذی شعور کی

دمِ آخر ہی جو صورت کا نظارا کرتے — صحبتِ حور نہ جنت مین گوارا کرتے
کُشتۂ چشم سے منہ پھیر کے وہ جاتے ہین — اس طرف بھی نگہ ناز خدارا کرتے
بوسۂ پائے حنائی بھی جو لیتا تو رقیب — تیرے قدمون پہ وہین خون ہمارا کرتے
خاطرِ غیر سے مجلس مین نہ دی راہ مجھے — کچھ تو دیرینہ محبت کا مدارا کرتے
جانتے گر کہ نکل جائے گی اسکی الفت — تجھکو ہم او دلِ ناشاد دو پارا کرتے
تمکو زیبا تھا کیا راز ہمارا افشا — شکوہ ہم غیر سے کسطرح تمہارا کرتے
آپ دیتے تو ہین یہ حکم قناعت کا ہمین — ایک بوسہ ہی جو ملتا تو گزارا کرتے
خواہش وصل کو چھوڑا جو خفا آپ ہوئے — خاطرِ یار سے مرنا بھی گوارا کرتے

جانتے پہلے ہی گر آخر کار الفت   تجھ سے ہم او بت عیار کنارا کرتے
تیری صورت کو ترستی ہین ہماری آنکھین   تو جو آتا تو کبھی ہم بھی نظارا کرتے
نزع مین چھوڑ کے جاتے ہین محب کو اپنے
کچھ علاجِ دلِ بیمار خدارا کرتے

دل آپ پہ آیا پڑی اُس کی خطا ہے   جو چاہو کرو ظلم یہی اُسکی سزا ہے
پھرتا ہی نہین اُس بت کافر سے مرا دل   بت خانہ کی جانب ہی رخ قبلہ نما ہے
وہ دل مین مرے بیٹھ کے کرتا ہی یہ باتین   جو شعر نکلتا ہے وہ گنبد کی صدا ہے
ملتی ہے کہان نفس پرستون کو یہ دولت   سمجھے ہین محبت جسے وہ حرص و ہوا ہے
فتنے دمِ رفتار ہر ایک گام سے اُٹھین   برپا ہو قیامت وہ تری ایک ادا ہے
ہے عشق اگر غیر سے اُسکو تو مبارک   کیون عاشق بیچارہ سے ناحق وہ خفا ہے
غیرون پہ الطاف یہ شفقت یہ عنایت   ہر آن مگر ہم پہ نئی ایک جفا ہے
عاشق ہین صنم پہ نہ کسی حور و پری پر   معشوق ہمارا تو وہی ایک خدا ہے
معشوق کا لب پر بھی نہ آئے کبھی شکوہ   جو چاہے کرے ظلم وہ عاشق پہ روا ہے
جی بھر کے کرین آپ جفائین نہین شکوہ   دل آپ پہ آیا تو یہی اسکی سزا ہے
ہے عشق ہو اللہ نہ چھوڑو محب اسکو
پردے مین چھپا اس بت کافر کے خدا ہے

ترے عشق کی آگ دل مین نہان ہے   مری آہ کے ساتھ اُٹھتا دھوان ہے
تصور مین رہتا ہے تو میرے ہر دم   دلِ عاشقِ زار تیرا مکان ہے
دلی دوست تھا ایک وہ بھی تو بگڑا   مخالف مرا اب تو سارا جہان ہے
جو کچھ کام یارون کے آئے تو لے لین   نہین پاس دولت مگر ایک جان ہے
غلامی کرین گے تری بے غرض ہم   ہماری محبت کا اب امتحان ہے

رقیبون سے ملتے ہی ہم سے ہی نفرت
ہماری محبت کا دعوے کہان ہے
بڑھاپا جوانی سمجھ اہل دل کا
خمیدہ ہو جتنی کڑی وہ کمان ہے
چھپاے سے چھپتی ہی الفت کہین بھی
بھڑکنے سے شعلہ کے پہلے دہوان ہے
زبان پر نہ آئے کبھی نام الفت
کہ ہے گنج محفوظ جب تک نہان ہے
یہان تک بڑھا فکر خاموش ہو کر
نہ معلوم ہو تیرے منہ مین زبان ہے
چھٹے خواہشون سے تو ہے راحت دل
در خلد و دوزخ ہمارا دہان ہے
نہین عشق وہ تو ہے خواہش پرستی
کہ کوئی غرض جسکے اندر نہان ہے
عبادت بھی ہوتی ہے وہ بت پرستی
ہماری غرض کوئی گر درمیان ہے

وہ پھر جاے مجھ سے محب کچھ نہین غم
نہ چھوڑین گے الفت کو جب تک یہ جان ہے

پھر آج مہربان غریبون پہ یار ہے
قہر و عتاب کا بھی تو کل انتظار ہے
پھر پیجیئے شراب محبت کا ایک جام
جاتا رہے گا آپ کو جو کچھ خمار ہے
آتی نہین ہے عاشق شیدا کو فربہی
پہلو مین گل کے بھی وہی خشکی خار ہے
قسمت ہے اپنی اپنی نہین یار کا گلا
کوئی ہے زیر پا کوئی گردن کا ہار ہے
اس زخم کا علاج ہی ممکن نہین مسیح
تیر نگاہ یار کلیجے کے پار ہے
آسان نہین ہے عشق کی منزل خدا بچائے
ہر ہر قدم پہ خون ہے سولی ہے دار ہے
دانے کو چگ کے بھاگتے ہین وحشیان دشت
قسمت سے کوئی دام مین آتا شکار ہے
ہم کو بھی باغ حسن سے کچھ دیجیئے ثمر
یہ اور چند روز کی فصل بہار ہے
اس شعلہ رو کے جذب کا بیشک ہی کچھ اثر
سیماب کی طرح سے جو دل بیقرار ہے
وعدہ تھا پانچ لحظے مین آئین گے پھر کے ہم
چھ ماہ گزرے اور وہی انتظار ہے

کس سے کہین جو دل پہ گزرتا ہے ہجر مین

کوئی مصحب ہے اور نہ کوئی غمگسار ہے

پارس ہے وہ جو عاشق شیدا کہین جسے
کچھ ہے وہی عوام نہ اچھا کہین جسے
دل آئے جس پہ لاکھ برا ہو تو خوب ہے
اچھا وہی ہے آپ بھی اچھا کہین جسے
ممکن نہین کہ عشق ترا دل سے دور ہو
لاؤن کہان سے اور کہ تجھسا کہین جسے
دی جان جس پہ ہم نے رہا غیر ہی وہ حیف
ایسا ملا نہ ایک بھی اپنا کہین جسے
آباد آرزو و تمنا سے ہے جو دل
اتنا تو ہو خراب کہ صحرا کہین جسے
دے بے حساب اور نہ رکھ صلہ کی امید
مرد کریم وہ ہے کہ دریا کہین جسے
دل صاف کر کہ جس مین نظر آئے ہر جہان
صوفی نہ بن کہ لوگ تماشا کہین جسے
اک آرزوے وصل تھی وہ بھی تو مٹ گئی
اب کیا رہا ہے دل مین تمنا کہین جسے
تو ہر جگہ ہے دیر و حرم ہو کہ بت کدہ
وہ کون سا مکان ہے نہ کعبہ کہین جسے
کیا جانے کس سے فائدہ ہو کس سے ہو ضرر
قاتل وہی نہ ہو کہ مسیحا کہین جسے
سب سے برا ہون آپ کا لیکن مصحب تو ہون
وہ سگ بھی خوب ہے کہ تمہارا کہین جسے

ہر ایک بات مین اسکی ادا نکلتی ہے
وفا جفا مین جفا مین وفا نکلتی ہے
مرض بھی خوب ہے کرتا ہے روح کو یہ پاک
ہر ایک درد مین دل کی دوا نکلتی ہے
تمہارا عشق مرے دل سے جائے یہ ہی محال
نکالنے سے کہین بھی ہوا نکلتی ہے
ہوئی جو زیست کی خواہش تو ہو گئے پیدا
جو چاہین مرگ ہمین مین قضا نکلتی ہے
مین ایک نے ہون نہین مجھ مین تو کوئی آواز
جو میرے دل مین ہے اسکی صدا نکلتی ہے
یہ ایک دم کی تو صحبت کی دیکھئے تاثیر
چمن سے عطر مین ڈوبی صبا نکلتی ہے
وہ کعبہ مین ہے کہان بتکدہ مین ہی جو بات
بتون کے منہ سے صدائے خدا نکلتی ہے
یہ مہربانیان عاشق پہ رنگ لائین گی
تمہارے مہر مین بوے جفا نکلتی ہے

لگے وہ پاؤن مین تیرے کبھی تو پس پس کر   اس آرزو مین زمین سے حنا نکلتی ہے
سمجھ مین آیا نہ اب تک مزاج یار ہے کیا   کہ بے وفائی مین بوے وفا نکلتی ہے

محب جو بیٹھ تو صحبت مین اہل دل کے بیٹھ
مثالِ شمس دلون سے ضیا نکلتی ہے

شب تاریک تنہائی ہے ہم ہین یاد جانان ہے   یہ وہ خلوت ہی جس پر بزم شاہانہ بھی قربان ہے
بہت مشکل ہی راہ عشق مین ثابت قدم رہنا   زبان سے عاشقی کا نام لے لینا تو آسان ہے
بہشت و دوزخ و کرسی و عرش و لوح و حشر و نشر   اسی عالم مین سب کچھ ہے تری نظرون سے پنہان ہے
خوشی ہے پیش خیمہ رنج کا اس باغ ہستی مین   کوئی دم مین ہے زیر خاک وہ گل جو کہ خندان ہے
نہین گر دل کو راحت مال و دولت سے تو کیا حاصل   زر و گوہر ہین پتھر منزل راحت بھی زندان ہے
نکالون تو نکل جائے گا دل بھی ساتھ سینہ سے   ترے تیر نگہ کا جو کہ بیٹھا دل مین پیکان ہے
وصالِ یار ناممکن ہے دنیا مین مگر پھر بھی   تعجب ہے کہ کیون اس دلمین ناممکن کا ارمان ہے
مٹین سب خواہشین دنیا کی باقی نام ہے اس کا   مرا دل شکر ہے اللہ ہو کا ایک میدان ہے
نہین لائق مین اسکی صحبتون کے کیا گلا اس کا   جو مل جائے کبھی وہ مجھسے یہ بھی اسکا احسان ہے
ملک ہو آدمی ہو۔ دیو ہو یا دل ہی اپنا ہو   جو دے ترغیب فعلِ بد کی انسانکو وہ شیطان ہے

محب کو قتل کرکے وہ نکل جائے نہین ممکن
کہ دستِ کشتۂ بیداد مین قاتل کا دامان ہے

خاکساری سے محب اب خاک پا ہو جایئے   سرمۂ اہلِ نظر یا کیمیا ہو جایئے
پائے بوسی کی ہوس مین خاک پا ہو جایئے   خون کرکے دل کو غم سے یا حنا ہو جایئے
کشتگانِ عشق پاتے ہین حیاتِ لازوال   ہے بقا کی گر تمنا تو فنا ہو جایئے
آپکے آتے ہی آ جاتی ہے پھر قالب مین جان   پھر کے گھر سے غیر کے یان بھی ذرا ہو جایئے
خو جفا کرنے کی پڑجائیگی کیجے ہم پہ ظلم   آپ سے تھے اہلِ وفا اہلِ جفا ہو جایئے

مٹ گئی جب یہ خودی ہر بات حق کی بات ہے   عالمِ ہستی مین گنبد کی صدا ہو جائیے
آپ کے حق مین جو بہتر ہے کہونگا مین ہی   میری باتون سے جو ہوتے ہو خفا ہو جائیے
نام آزادی نہ لیجے خواہشین مین گر تو ہی   نفس کے پنجے سے تو پہلے رہا ہو جائیے
اس بتِ رعنا کی پابوسی کی خواہش ہو اگر   ہجر کے صدمون سے پس کر حنا ہو جائیے
اہلِ دنیا مائلِ پستی مین اہلِ دل باوج   ہمتِ عالی اگر کچھ ہے خدا ہو جائیے
صحبتِ اہلِ دغا سے کنجِ عزلت خوب ہے   خود غرض لوگون سے بہتر ہے جدا ہو جائیے
جس جگہ غصہ کی آتش شعلہ زن ہو پھر وہان   یا تو رہیئے خاک ہو کر یا ہوا ہو جائیے

زندگی بے یار بدتر موت سے ہی اب محب
قیدِ ہستی ہی سے بہتر ہے رہا ہو جائیے

فرقت نصیب کو نہین مرنے سے باک ہے   پہلو مین دل نہین ہے تو جینے پہ خاک ہے
غصہ کو مار تا کہ نہ دیکھے خدا کا قہر   وہ موردِ عتاب ہے جو خشمناک ہے
خوف و رجا اسی سے ہے دنیا سے ہے غلط   ڈرتا اگر خدا سے ہے پھر کس سے باک ہے
اندر ہے زہر اور بظاہر ہے خوشنما   یہ اژدہائے نفس بڑا خوفناک ہے
روزِ ازل سے تا بہ ابد سب ہے آئینہ   دل آئینہ کی طرح اگر صاف پاک ہے
آتے ہین عرش سے مجھے اخبار واقعات   قائم ہر ایک عالمِ بالا پہ ڈاک ہے
کر خواہشون کو ترک کہ ہو رنج سے نجات   لذت مین نفس کے جو پڑا وہ ہلاک ہے
کس کو خوشی ہے باغِ جہان مین بغیر رنج   دستِ خزان سے گل کا گریبان بھی چاک ہے
تن پروری کا دیکھ تو انجام بعد مرگ   کچھ تو سمجھ کہ جسم ترا مشتِ خاک ہے
قائم ہے روح اس کی تو پروا ہی کچھ نہین   محوِ خیالِ جسم ہے جو مشتِ خاک ہے

اہلِ غرض کا عشق بھی ہوتا ہے کچھ محب
الفت ہے وہ جو نفس کی خواہش سے پاک ہے

خواب مین طالعِ بیدار جگاتا ہی مجھے
دل مین عکسِ رخِ جانان نظر آتا ہی مجھے

ہجر مین نیند جو آتی ہے تو ہوتا ہی وصال
وصلِ دائم کا مزہ ہجر چکھاتا ہے مجھے

دردِ دل ہو تو ہر اک درد کا ہوتا ہے اثر
غیر کے ہجر کا صدمہ بھی رُلاتا ہی مجھے

کیا کہون شوخیان اُس شوخ کی حد سی گذرین
جی مین آتا ہے جو کچھ وہ کہے جاتا ہی مجھے

دوست بنتا ہے کبھی اور کبھی بیگانہ
ان اداؤن سے وہ دیوانہ بناتا ہی مجھے

تیری صورت کے تصور مین ہی کیا راحتِ دل
جنگِ ہستی مین شب و روز سُلاتا ہی مجھے

پاے بوسی ہی کا ہے شوق کہ ہمرنگ حنا
سیکڑون بار زمین سے جو اُگاتا ہے مجھے

تنِ بے جان کو نہین حاجتِ تابوت و لحد
چشمِ تر آب کا سیلاب بہاتا ہے مجھے

اس خرابی سے بھی چھوٹا نہ دلِ خانہ خراب
کوچۂ یار مین پھر یہ لیے جاتا ہے مجھے

بزمِ اغیار مین وہ چہچہے کرتے ہین وہان
اور فرقت مین یہان غش پہ غش آتا ہی مجھے

تم جوان اور کہن سال عدو کا پہلو
یہ سمان بھی فلکِ پیر دکھاتا ہے مجھے

کر کے ظاہر ز رہِ لطف و کرم عشقِ رقیب
آتشِ رشک سے ذرات جلاتا ہی مجھے

وہ ستمگر کبھی خلوت مین جو ملتا ہے **محب**
قصۂ عاشقیِ غیر سناتا ہے مجھے

الٰہی بیقراری جاے کیونکر دل سے غم نکلے
یہی بہتر ہے سینہ سے شبِ فرقت مین دم نکلے

اثر ہوتا نہین دل پر زبان سے کچھ کہے کوئی
ہوا جن کا اثر دل پر وہ دعوے جھوٹ کر نکلے

وہی کعبہ مین ہے زاہد جو بت خانہ مین بستا ہے
دوئی جب اُٹھ گئی تو ایک سب دیر و حرم نکلے

ہمارے دل ہی کا پرتو ہے یہ عالم سمجھ زاہد
ہمین سے مہر و ماہ و کوکب و لوح و قلم نکلے

نہین گر ابتدا اپنی تو پھر کیا انتہا ہوگی
کیا جب غور بے معنی یہ موجود و عدم نکلے

جنھین سمجھے تھے ہم ظلم و ستم اس دارِ فانی مین
کیا جب غور وہ بھی آپ کے رحم و کرم نکلے

کہانتک دردِ دل سے مرغِ بسمل کی طرح تڑپون
شبِ فرقت مین نیند آجاے سینہ سے جو دم نکلے

سمجھے تھے جنھین دل کی تسلی واوری قسمت   فلک سے بھی وہ بڑھ کر بانیِ جور و ستم نکلے
تماشا ہر دو عالم کا دلِ صد چاک مین دیکھا   ہمارے ایک سینہ مین ہزارون جامِ جم نکلے
رہِ اسلام ہی ہے اک خدا تک راستہ سیدھا   مگر اس کے سوا سب راستونمین پیچ و خم نکلے

محب صابر وہی ہے جو بلاؤن مین مصائب مین
بہت سختی سے بھی حرفِ شکایت منھ سے کم نکلے

اب آپ سے ظاہر کبھی الفت نہ کرین گے   دردِ غمِ پنہان کی شکایت نہ کرین گے
عاشق ہی سے چھپتے ہین بگڑتے بھی ہین ہم مین   اپنی وہ کبھی ترک یہ عادت نہ کرین گے
جز آپ کے ہے کفر مجھے اور سے الفت   کیا آپ بھی غیرون سے محبت نہ کرین گے
آئین گے سرِ حشر تو کیا اپنی ادا سے   برپا وہ قیامت مین قیامت نہ کرین گے
دیتے ہین وہ غیرون کو جو دینے کے ہے لائق   بوسہ بھی کبھی ہم کو عنایت نہ کرین گے
اے بت تری الفت ہی سے پہنچے ہین خدا تک   ہم شیخ سے ظاہر یہ کرامت نہ کرین گے
جس بات کو ٹوکا وہ ہمین مین نظر آئی   ہم اب سے کسی کو بھی ملامت نہ کرین گے
حورون کی تمنا ہے نہ میوون کی ہے خواہش   ہم خوک کی اور سگ کی عبادت نہ کرین گے
اِن نفس پرستون کی یہ شہوات ہی رب ہین   حق بھی جو کہے ترک یہ شہوت نہ کرین گے
راحت ہے محبت مین عداوت مین ہے کلفت   ہم دشمنِ جان سے بھی عداوت نہ کرین گے

مر جائین گے چپ چاپ محب ہجر مین لیکن
غیرون سے مسیحا کی شکایت نہ کرین گے

کہان جہان مین ہے جانباز آشنا کوئی   نہین ہے دوست بجز تیرے اے خدا کوئی
کسی کا دوست کوئی ہے نہ آشنا کوئی   غرض کا یار کوئی ہے تو آشنا کوئی
ملا ہمین تو ہے جانباز آشنا کوئی   ہزار شکر کہ ہے یار باوفا کوئی
یہ دردِ دل نہین جانے کا ان دواؤن سے   بجز وصال کے اس کی نہین دوا کوئی

اُٹھا دیا سب مجھے در سے جو نامِ وصل لیا
ملی رقیب کو لیکن نہین سزا کوئی
جفائے یار مین پاتے ہین لطف و مہر و وفا
اثر ہی دل پہ نہین لاکھ ہو خفا کوئی
رقیب ڈھونڈھتا پھرتا ہے تجھکو راہ نہین
کہین تو دیکھی ہے اُس نے تری ادا کوئی
جو خواب مین بھی نہ چومے ترے قدم اکبا
تو دیکھ سکتا ہے پابوسیِ حنا کوئی
ہزار دل کو پھرایا مگر نہ تجھ سے پھرا
تو ہی بتا کہ ہے اس مین مری خطا کوئی
شبِ وصال بھی پردہ ہے واہ ری قسمت
اب اس سے بڑھکے جہان مین نہین جفا کوئی
غمِ فراق زمانہ سے کم نہین ہوتا
بلائے ہجر سے بڑھکر نہین بلا کوئی
بری ہو ابھی عدالت سے گر کوئی مجرم
تو مل ہی جاتی ہے دنیا ہی مین سزا کوئی
نہین ہے صبر بلاؤن پر اس جہان کی اگر
تو ڈھونڈھ لے نئی دنیا نیا خدا کوئی
عبودیت مین ہے معبودیت نہان دراصل
برائے نام ہے بندہ کوئی خدا کوئی
جو آئے قید مین زاہد وہ کیونکہ مطلق ہو
ہمین سا عرش پہ ہوگا ترا خدا کوئی
محب وہی ہے جو الفت مین تیری مٹ جائے
غرض کا اپنی تو ہر جا ہے آشنا کوئی۔

اُس بُت مین عجب شان دکھائی ہے خدا نے
دل لے لیا زاہد کا بھی نقشِ کفِ پا نے
دیدار کی حسرت بھی نکلنے نہین دیتا
بے رحم کے بس مین مجھے ڈالا ہے خدا نے
تھا پاس مسیحا کے مرے درد کا درمان
ناحق مجھے مارا ہے طبیبون نے دوا نے
مجھکو یہ تمنا تھی کہ چومون ترے تلوے
آنکھون سے مری خون رُلایا ہے حنا نے
ملتے تو ہین لیکن نہین صورت وہ دکھاتے
انداز نیا خوب سکھایا ہے حیا نے
بوسہ ترے تلوے کا جو مانگا تو خطا کی
اب بحرِ ندامت مین ڈبویا ہے خطا نے
مرتا ہے کوئی چشم پہ قد پر کوئی رُخ پر
کس کس کو کیا ذبح ترے حسن و ادا نے
تو سیر کو نکلا بھی تو منھ ہم سے چھپا کر
چومے گلِ رخسار ترے بادِ صبا نے

تھا روز ازل ہی مین معین جو ترا عشق   پہنچا دیا تجھ تک سب مجھے دنیا مین قضا نے
گستاخیِ دل کی مجھے دیتے ہین سزائین   مانگا تھا جو بوسہ کبھی اِس شوخ گدا نے

محبوب کی ہستی ہی سے ہستی ہے محب کی
باقی ہی رہا وہ جو کیا نیست فنا نے

یا جفا یا وفا کرے کوئی   دل کو کیونکر جدا کرے کوئی
تلخ باتین بھی اس کی شیرین ہین   پھر مجھے کیا خفا کرے کوئی
ہم نہ چونکین گے خواب غفلت سے   حشر سر پر بپا کرے کوئی
چھوڑ دے احتیاج خود اپنی   کس کی حاجت روا کرے کوئی
خیر کرنے سے کام ہے ہمکو   دوست دشمن ہوا کرے کوئی
مرض عشق جا نہین سکتا   عمر بھر گر دوا کرے کوئی
عقل اس کے دماغ ہی مین نہین   جان کر گر خطا کرے کوئی۔
ہم تو سجدے مین پیش بت ہین مدام   جا کے مسجد مین کیا کرے کوئی
اپنی بیتی پرائے قصون مین   اُن سے کب تک کہا کرے کوئی
دامنِ یار چھوٹتا ہے کہین   لاکھ اُس کو خفا کرے کوئی

درد ہی دل مین جب نہین ہے محب
اس سے کیا التجا کرے کوئی

گذری یہ عمر حد بھی کوئی انتظار کی   صورت خدا دکھائے تو دیکھین گے یار کی
وعدہ کیا تھا جس نے کہ آئین گے پھر کے ہم   ہم دیکھتے ہین راہ اُسی شہسوار کی
منظور تھا کہ عشق کا کچھ کھیل کھیلئے   میری اور اُس کی شکل یہان اختیار کی
ہم مٹ گئے جہان بھی مٹا حشر ہوگیا   پروا ہی اب نہین ہمین روزِ شمار کی
عاشق ہین ہم تو ایک اُسی یار غار کے   بارہ کی پانچ کی نہ محبت ہے چار کی

اب اس سے بڑھ کے اور ہو کیا آرزوے وصل   ہر آن پیشِ چشم ہے تصویر یار کی
ہر چیز مین نہان ہے وہی ایک ذاتِ حق   جیسے ہر ایک سنگ مین ہستی شرار کی
اس غم کدہ مین آ کے مٹے عشق پھر نہ لی   ہے بعدِ مرگ بھی وہی لپٹی غبار کی
تن پروری سے روح یہ پژمردہ ہی رہی   دیکھی نہ اس گلاب نے صورت بہار کی
قالب بدل بدل کے پھرے تجھکو ڈھونڈھتے   صورت تھی نور کی تو کبھی شکل نار کی

اب تو وہ تیرے عشق سے بیزار ہے **محب**
کیا کیجیے یہ بات نہین اختیار کی

یہ زورِ عشق ہے پیری مین ورنہ دم کیا ہے   بہت ہے موسمِ سرما مین آگ کم کیا ہے
خمیدہ پشت ہی بارِ الم اٹھاتے ہین   جو بوالہوس ہین جوانی مین ان مین دم کیا ہے
جوان کا عشق ضعیفی مین ہے شراب کہن   شباب سے یہ بڑھاپا ہمارا کم کیا ہے
خلل دماغ کا ہرگز نہین ہے پیر کا عشق   جو عیب راستیِ تیغ ہے تو خم کیا ہے
خدا کو ڈھونڈھ کہ ہے جان دونون عالم کی   یہ ملک و مال یہ اولاد یہ حشم کیا ہے
نظر جو آئے وہ موجود جو نہ آئے عدم   حدوث دہر ہے کیا اور یہ قدم کیا ہے
ظہورِ حضرتِ حق ہے یہ عالم محسوس   وجود خلق ہے کیا اور یہ عدم کیا ہے
نہ انقباض کی حد ہے نہ انبساط کی حد   جو وا ہو چشم کھلے بوند کیا ہے یم کیا ہے
کیا تھا ظلم کسی پر تو پھر شکایت کیا   خدا کا عدل ہے تجھ پر نیا ستم کیا ہے
بندھا ہوا ہے سرِ زلف سے یہ تار کہان   ذرا سمجھ لو کہ سینہ مین تیرے دم کیا ہے
سرورِ عشق پہ قربان ہزار لذتِ نفس   نہین وصال جو ممکن تو اس کا غم کیا ہے

ملے جو دوست تو دنیا ہی آخرت ہے **محب**
بہشت و کوثر و حور و جنان ارم کیا ہے

خراب عمر نہ کر دولت جہان کے لیئے   یہ زندگی ہے تری عمر جاودان کے لئے

شبِ فراق مین مرتے تو غم سے چھوٹ جاتے
ہزار رنج اُٹھائے ہین ایک جان کے لئے
ہمارے دل مین ہے تو تیرے دل مین اور کوئی
مکین چاہیئے کوئی تو ہر مکان کے لئے
کبھی گلے سے لگاتے رہے تری تصویر
کبھی خیال مین بوسے ترے دہان کے لئے
مری نظر کو بتا کر خراب چھپتے ہین
بہانہ چاہیئے کوئی تو بدگمان کے لئے
ہمارا ظلم ہمین پر پلٹ کے آتا ہے
نہین ہے اور سبب جورِ آسمان کے لئے
نہین ہون مین وہی کہتا ہی مجھ مین بیٹھ کے مین
زبان چاہیئے اس راز کے بیان کے لئے
بتون مین ظاہر و باطن خدا کا جلوہ ہے
عیان نہان کے لئے ہے نہان عیان کے لئے
کہون مین صاف نہین اسمین شک کہ آئینہ ہے
جہان تیرے لئے اور تو جہان کے لئے
بوقت ذکر ہین نزدیک ذاکر و مذکور
خدا کا ذکر ہی نعمت ہے ہر زبان کے لئے

ملے جو یار تو دنیا ہی ہے بہشت محب
جو وہ نہین تو عبث فکر ہے جنان کے لئے

امیدوار ہی رہے ہم وصلِ یار کے
لوٹے مزے رقیب نے فصلِ بہار کے
خواہش ترے وصال کی کرتا ہے دل مگر
قابو مین کر لیا ہے اُسے مار مار کے
غیرون کے ساتھ رات کو پی ہے کہین ضرور
چہرے چھپے ہوئی نہین رہتے خمار کے
آہٹ پہ کان در پہ نظر دل مین اضطراب
ہوتے ہین کچھ عجیب مزے انتظار کے
ہر چال مین ہوئی ہمین آخر کو برد و مات
بازی ہمین تو عشق کی بیٹھے ہین ہار کے
کہدو یہ بوالہوس سے کہ آسان نہین ہے عشق
چلتے ہین سر فروش ہی سایہ مین دار کے
ہے میل جول غیر سے اس کا نہین گلا
لائق ہمین نہین تری الفت کے پیار کے
سوزِ غمِ فراق سے جلتے ہین رات دن
دوزخ سے کیا ڈرین گے کہ پتلے ہین نار کے
تن کو گھٹا کہ دامنِ گل تک ہو دسترس
بلبل! گلِ گلاب ہے پہلو مین خار کے
وہ غیر پر فدا ہو تو ہو کیا ہے اختیار
ہم تو ہزار جان سے قربان ہین یار کے

پوچھو محب حبیب سے کیا ہین یہی شعار
اخلاص کے وفا کے محبت کے پیار کی

نظر وہ شوخ تغافل سے گر ادھر نہ کرے   ہماری چشم بھی کوتاہی نظر نہ کرے
قفس مین جسکو ہوا امید پرسش صیاد   وہ تا بہ حشر تمنائے بال و پر نہ کرے
وہ خاک عاشق صادق کا مرتبہ پائے   جو تیرے نقش قدم پر نثار سر نہ کرے
شب وصال ہو کیا دید یار سے وہ خنک   شب فراق جو بستر کو چشم تر نہ کرے
کبھی جو آگیا رونا تو پی گئے آنسو   کہ ہمنشین تجھے اس حال کی خبر نہ کرے
خوشی وصل ہو کیا اس کو تا ابد حاصل   جو ایک عمر غم ہجر مین بسر نہ کرے
جسے نصیب ہوا اکبار بھی ترا دیدار   پری و حور پہ بھی وہ کبھی نظر نہ کرے
شب وصال یہ مانگا کئے دعا دل مین   کہ رات ہی رہے پیدا خدا سحر نہ کرے
نظر کے سامنے تصویر اور دل مین خیال   نہ ہو یہ حال تو عاشق کبھی سفر نہ کرے
وہ ہوگا خاک مقامات عشق سے واقف   تری گلی مین جو رہرو کبھی گذر نہ کرے
خدا کا نام بھی عنقا سے بڑھکے ہو معدوم   بتون کے سامنے سجدہ اگر بشر نہ کرے
خیال یہ ہے ہمارے جو دوزخ و جنت   تو خیر ہی کرے انسان اور شر نہ کرے
جسے نصیب ہوا اکبار بھی حضوری یار   مقیم دل وہ رہے کعبہ کا سفر نہ کرے
طیور صبح کی اس کو خوشی نصیب ہو کیا   جو یاد یار کو اٹھکر دم سحر نہ کرے

محب ثبات قدم سے کھڑے رہو در پر
محال ہے وہ کبھی سوئے در نظر نہ کری

دل پر ہزار صدمۂ ہجران اٹھایئے   سر پر نہ بار منت جانان اٹھایئے
مہمان نواز مظہر رزاق ہے یہان   خوش ہو کے بار خاطر مہمان اٹھایئے
کیا انقلاب دہر پہ قابو کسی کا ہے   سر پر خوشی سے گردش دوران اٹھایئے

فرقت مین مرگ بھی تو شہادت سے کم نہین
دل پر ہزار صدمۂ ہجران اٹھایئے
تھا عشق کا بھی وقت ہوا اور گذر گیا
کیون دل پہ رنج خواب پریشان اٹھایئے
آدم مین آپ ہیت آدم بھی ہے ضرور
بار وفائے وعدہ و پیمان اٹھایئے
ہے کیا کمال پردۂ نسوان اگر اٹھا
واجب کے رخ سے پردۂ امکان اٹھایئے
اب چھوڑیئے امید وصال آرزوئے دید
مر جایئے کسی کا نہ احسان اٹھایئے
اب تو دلِ حسین مین ہے الفت رقیب کی
مہمان سرائے یار سے سامان اٹھایئے
ملیئے بہت ہی سوچ کے ان گلرخون سے آپ
کانٹے بھی گلستان مین ہین دامان اٹھایئے
حکم قضا سے خوب نہین سرکشی محب
خوش ہو کے ہر مصیبتِ زندان اٹھایئے

صنم کو پوج کہ دل کی صفا اسی مین ہے
خدا کا گھر ہے یہی اور خدا اسی مین ہے
نہ چھوٹا ہمسے بھی عشق بے وفا ہمسے
یقین ہو گیا اپنی قضا اسی مین ہے
رہے تصور رخسار یار دل مین مدام
کہ آفتاب فلک کی ضیا اسی مین ہے
ملین وہ غیر سے بے پردہ لاکھ بار مگر
چھپائین آپ کو ہم سے ادا اسی مین ہے
سمجھ نہ حضرتِ آدم کو خاک کا پتلا
خدا و خلقِ خدا سب خفا اسی مین ہے
ہزار بار بھی دیکھی جو بے وفائی یار
تو سمجھا عاشقِ شیدا وفا اسی مین ہے
ہزار شغل سے بہتر ہے ایک خدمتِ خلق
کدورتون سے دلون کی جلا اسی مین ہے
سمجھ نہ عالمِ امکان کو غیر ذاتِ اله
یہی مکان خدا ہے خدا اسی مین ہے
جو دامِ نفس سے چھوٹا وہ ہو گیا آزاد
کہ مال و جاہ کی حرص و ہوا اسی مین ہے
مریضِ عشق کا دل ہے عجب دوا خانہ
ہر ایک دردِ جہان کی دوا اسی مین ہے
لفافہ یار کا آیا ہزار شکر محب
ہمارے دردِ جگر کی دوا اسی مین ہے

ہے پسند ان کو میری رسوائی   دل لگانے کی یہ سزا پائی
علم وہ ہے کہ اُس کو پہچانیں   ایک کوری ہے ورنہ بینائی
عقل قربانِ عشق کر تو ملے   حکمت و انکشاف و دانائی
عیش میں بھی ہزار کلفت ہے   واژگون ہے یہ چرخ مینائی
وہ خدا ہی کی کچھ مشیت ہے   لوگ کہتے ہیں جس کو خودرائی
مجھکو بھی یاد خط سے کرتے ہیں   یہ بھی ہے ایک عزت افزائی
غیر سے بے حجابیاں افسوس   مجھکو دیکھا تو ان کو شرم آئی
اس پہ مرنا ہی جرم کیا کم تھا   خوب ہم نے بھی تو سزا پائی
وصل کی آرزو نہ کرنی تھی   ایک یہ لاکھ آفتیں لائی
زیب و زینت کی کیا ضرورت ہے   ہے سراپا وہ شکل زیبائی

نہ ہوئی عمر بھر محب کو نصیب
درِ جانان پہ جبہ فرسائی

جو آئی کسی پر طبیعت ہماری   تو پوری ہوئی سب ریاضت ہماری
وہ پہلوئے دشمن سے گھبرا کے اُٹھے   عجب رنگ لائی ہے وحشت ہماری
گیا غیر کے ساتھ ہم کو نہ پوچھا   نہیں بے وفا کو مروت ہماری
اُٹھایا ہمیں اور عدو کو بٹھایا   نہیں کوئی نظروں میں عزت ہماری
بچایا ہمیں نفس کی فربہی سے   خداداد نعمت ہے عسرت ہماری
کہا ہے پیمبر نے الفقر فخری   فقیری میں ہے شان و شوکت ہماری
لڑیں نفس سے ہم کہ کافر یہی ہے   اسی جنگ میں ہے شہادت ہماری
نشان بے نشانیِ اہلِ فنا ہے   زمین کے برابر ہے تربت ہماری
شکستیں اُٹھا کر بھی لڑ نفس سے پھر   لڑائی سے بڑھتی ہے قوت ہماری

نہین ہم سا عالم مین ہے اور نہ ہوگا   یہ کثرت مین ثابت ہے وحدت ہماری
خودی ہی سے قائم ہین ہم اور عالم   فنا بےخودی ہے قیامت ہماری
محب ہے شبِ ہجر تا صبحِ محشر
رہے گی تڑپ تا قیامت ہماری

پی شرابِ عشق زاہد پارسائی ہو چکی   عبدیت قائم ہے یہ جب تک خدائی ہو چکی
تیری تدبیرون سے کیا حاصل بجز رنج و تعب   چھوڑ فکرِ دہر قسمت آزمائی ہو چکی
جسم ہوتے ہین جدا روحین نہین ہوتین الگ   دل جو مل جائین بہم ان مین جدائی ہو چکی
کافری پہلی ہے زاہد اور ایمان بعد کفر   راہ سے بھٹکے نہ جب تک رہنمائی ہو چکی
خیر و شر کرتا وہی ہے تو عبث ملزم نہ بن   وہ نہ چاہے گر تو شیطان سے برائی ہو چکی
امتحانِ جنگ مین ہم ہی رہے ثابت قدم   صلح کی ٹھہرائیے اب تو لڑائی ہو چکی
جان نکل سکتی ہی تن سی جان سی کب جاتا ہے عشق   تا ابد اس دامِ الفت سے رہائی ہو چکی
عاشق و معشوق کا آخر مین ہے برعکس حال   بندگی اب آپ بھی کیجے خدائی ہو چکی
تجھکو عشق اس سے ہی اسکو تجھ سی یہ نفرت دلی   آئینہ ہی جب مکدر ہے صفائی ہو چکی
خواہشاتِ نفس مین بھی بعد ہر مد کے ہی جزر   دشمنی کا دور آیا آشنائی ہو چکی
غیر سے ملنے کی کوشش ہم سے استغنا محب
ہو چکی نا آشنا سے آشنائی ہو چکی

آنکھون مین اور دل مین ہے تصویر یار کی   تسکین فقط یہی ہے دلِ بیقرار کی
وعدہ خلافیون سے تری جان پر بنی   بھولین گے سختیان نہ کبھی انتظار کی
پیری مین نوجوانون کا ممکن نہین وصال   صحبت کہان خزان سے ہی فصلِ بہار کی
بچ ارتکابِ جرم سے انجام کو سمجھ   ہوتی نہین معاف خطا بار بار کی
جی چاہتا ہے وہ کوئی دم بھی نہ ہو جدا   کیا کیجئے کہ بات نہین اختیار کی

چھپتے ہین دستِ یار سے ہم وہ مئے طہور　　تلخی نہین ہے جس مین نہ پستی خمار کی
برسات مین ہے دیدۂ گریان کا کچھ اثر　　کچھ برق مین تڑپ ہے دلِ بیقرار کی
پہنچی نظر نہ اُس کفِ پا تک بجز زیست مین　　بعدِ فنا پہنچ تو ہے میرے غبار کی
دل سے گئی نہ خواہشِ دیدار روے یار　　سو بار ترک ہی نہین کی لاکھہ بار کی
تو اور اُس کا وصل کدہر ہے ترا خیال　　تجکو امید بھی نہین دیدار یار کی
ترکِ مراد مین ہے بر آنے سے بڑہکر لطف　　کر دل مین آرزو نہ کبھی وصلِ یار کی
کیا اس کے قول و فعل کا دل کو یقین ہو　　کہتا نہین وہ بات کبھی اعتبار کی
جلتا ہون اُس کو دیکہ کے پہلوے غیر مین　　حالت ہے زندگی ہی مین اصحابِ نار کی
محرومیِ وصال کا شکوہ نہین محب
اپنی وہی رضا ہے جو مرضی ہے یار کی

بشر کیا وہ جو کوئی شر نکالے　　زبان سے فتنۂ محشر نکالے
معادن سے ہماری شاعرون نے　　نکالے بھی تو کیا پتھر نکالے
بروزِ عدل کوئی پیشِ داور　　ہمارے خون کا محضر نکالے
کھلے اس وقت لوگون کی حقیقت　　کوئی جب ڈہونڈہ کر دفتر نکالے
تعصب نے جہالت نے ہمیشہ　　ذرا سی بات مین خنجر نکالے
جلا دیتی ہے ہر قوت کو تعلیم　　اسی نے تیغ مین جوہر نکالے
اس اُردو شاعری مین کیا دہرا تھا　　ہمین نے خاک سے گوہر نکالے
قفس مین بھی ہے ہم سے بدگمانی　　کتر ڈالے جو بال و پر نکالے
سمایا ہو جو دل مین صورتِ جان
محب اس کو کوئی کیونکر نکالے

قصائد

صداقت

ہے صداقت مین عجب زور خدائی پنہان
جسکے آگے ہے سبک کاہ سے بھی کوہ گران
کوئی قوت نہین اس زور پہ غالب آتی
سامنے اس کے ہین بےکار تفنگ اور سنان
جھوٹ کا گرچہ ہو بازار کبھی گرم تو کیا
کیا کثیف ابر سے دب جائے گا مہر تابان
صدق کے سامنے کب کذب کو ہوتا ہی فروغ
رخ خورشید کو دیکھا کہ ہوی رات نہان
جھوٹ چھپتا ہی نہین لاکھ چھپائے کوئی
شب کے پردے مین جو گذرا تھا ہوا دنکو عیان
دل مین رکھ لیتے ہین حق بات کی ہر جا ہی وہ قدر
گوہر صدق کی ہیرے سے بھی قیمت ہے گران
صدق کے سامنے کیا کذب ٹھہر سکتا ہے
روبروِ ماہ کے سالم نہین رہتا ہے کتان
صدق ہے منزلِ مقصود کی اک سیدھی راہ
کذب ہے وادیِ پرپیچ و خم و بے پایان
راستبازی ہی سے انسان کو ملائک پہ ہے فضل
مکر و حیلہ ہی سے ہوتا ہے فرشتہ شیطان
کذب مین صدق مین دانا ہی کو ہوتی ہے تمیز
جھوٹے سچے کو نہین جانچتا ہرگز نادان
سایہ کی طرح سے سچون کے رہو ساتھ مدام
اور جھوٹون سے گریزان رہو مانند دخان

حب ملت و دین

ہے محبت جہان مین نور خدا
اس سے روشن ہے ارض اور سما
الفتِ ہم وطن ہے سب پر فرض
کوئی عالم ہو شاہ ہو کہ گدا
اہل یورپ ہین قابلِ تعریف
جان و زر سے جو ہین وطن پہ فدا
جن کے دل مین نہین محبتِ قوم۔
ان کو انسان کہین تو ہے بے جا

جانور کو بھی ہے وطن سے لگاؤ   کوئی بستی ہو یا کوئی صحرا
چھوڑتے خوفِ جان سے بھی تو نہین   ہے بسیرے کا جو مقام ان کا۔
اُڑ کے آتے ہین منزلون سے وہین   ہے جہان ان کا مسکن و ملجا
جانور سے بھی پست ہے وہ بشر   جس مین الفت نہ ہو وطن کی ذرا
حب قومی ہے جان ملت و دین   جان ہی جب نہ ہو تو جسم ہے کیا

قوت برق

کچھ عجب علم نے دنیا کی پلٹ دی کایا   ہین خیالات نئے اور تمدن ہے نیا
معجزے اور کرامات جنھین سمجھے تھے   آج وہ علمِ جدیدہ کی ہین باتین ادنا
سہل ہین آج وہی کام جو کل تھے مشکل   علم نے کر دیئے اسباب ترقی پیدا
سو برس پہلے کسی کو بھی یہ آتا تھا خیال   دم مین پہنچے گی خبر ہند سے تا امریکا
برق کے علم نے دنیا مین کئے ہین وہ کام   کہ فرشتون سے بھی ہوتا نہین ممکن جن کا
قوتِ برق سے کر لیتے ہین باتین دونون   غرب مین دوست ہو گر شرق مین اسکا شیدا
تار برقی ہے عجب اور عجب ٹیلیفون   ان کی ایجاد سے ہے فصل جدائی عنقا
چاندنی روشنیِ برق سے ہوتی ہے خجل۔   چشمۂ مہر نظر آتا ہے شب کو دیا
گر کوئی پوچھے کہ یہ برق کی قوت ہے کہان   تو کہا جائے گا ہر جسم مین ہے پوشیدا
ذرہ ذرہ مین ہے پنہان یہی برقی قوت   جب ابھرتی ہے تو ہوتا ہے وہی خود تارا
آسمان مین جو رگڑتے ہین بہم دو بادل   تو تصادم سے وہین ہوتی ہے بجلی پیدا
کششِ جذب تصادم کی ہے علت اصلی   ہین اسی قوت برقی سے یہان نار و ضیا
نار سے ہوتے ہین اجسام سیہ نورانی   شمس در اصل ہے جلتا ہوا کالا گولا
برق مین نور و حرارت مین بہم نسبت ہے   اور ان تینون مین ہے ایک خدا کا جلوا

عشق باقی ہے فقط اور ہے ہر شے کو فنا
آگے جرأت نہین اتنا تو کہین گے عاشق

قصیدہ

در تہنیت جشن چہل سالہ سالگرہ مبارک اعلیٰ حضرت بندگان عالی حضور پر نور سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ ہز ہائینس نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک نظام الدولہ آصف جاہ جی سی۔ ایس۔ ای۔ جی سی بی خلد اللہ ملکہ والی ریاست حیدر آباد دکن

یہ باغ عام مین کس جشن کی ہے تیاری
کہ خار و خس بھی ہین جوش طرب سے گلناری
کہا یہ مجھ سے کسی نے یہ اسکی جبلی ہے
کہ جس کا سکہ و فرمان دکن مین ہے جاری
خدیو ملک دکن بادشاہ نیک نہاد
کہ جس کو اپنی رعایا ہے جان سے پیاری
محب ملک ہے محبوب خاص و عام ہے وہ
فدا ہین جان سے اس پر شریف و بازاری
بھری ہے اس کی محبت کی یہ دلون مین شراب
کہ مسجدون مین عبادت ہے اب تو میخواری
زبان اس کی ثنا و صفت مین ہے قاصر
مبالغہ سے ہر اک وصف اسکا ہے عاری
وہ عدل و داد مین رحم و کرم مین یکتا ہے
گواہ اس کی رعایائے ملک ہے ساری
صفائے قلب سے ہین ایک ظاہر و باطن
نئے زمانہ کی اس مین نہین ہے مکاری
فقیر دوست گدا پرور و غریب نواز
نہ کچھ غرور ہے اس مین نہ کوئی خودداری
وہ جانتا ہے کہ ہے راستی ہی پالیٹکس
جہان مین قابل نفرت ہے مکر و عیاری
لکھون وہ مطلع نو ایک مدح حاضر ہین
کہ جس مین مہر درخشان کی ہو نموداری

مطلع

وہ تیرا عدل وہ تیرا کرم وہ دینداری
رہین گے تا بہ قیامت یہ فیض سب جاری
ترے عتاب مین بھی رحم کے ہین سو پہلو
ہر ایک حکم سے تیرے عیان ہے دلداری
تری خوشی و غضب کی نہین کسی کو خبر
مجال ہے کہ کہے راز کوئی اخباری
کرے جو خندۂ بے جا تری حضوری مین۔
تو گل کے سر پہ چلے برگ کی وہین آری
ترا ہی دل ہے جو بار گران اٹھاتا ہے
ہے سلطنت مین وگرنہ بڑی گران باری
ترے ثبات کے آگے ہے کیا ثبات جبال
صعوبتون مین بھی ہمت کبھی نہین ہاری
اٹھا نہ خاک سے تیرا عدو کبھی گر کر
وہ اسپ چرخ نے لات اسکو زور سے ماری
ترے زمانہ کا نظم و نسق ہو کس سے بیان
مدبرون کو بھی اس کام مین ہے دشواری
ترا وزیر ہے وہ نوجوان با تدبیر
کہ جس کے سامنے ہے دست بستہ ہشیاری
یمین سلطنت و دست بازوے سلطان۔
ہر ایک کام سے جسکے عیان ہے دینداری
وہ چار رکن ریاست معین نظم و نسق
کہ جن پہ ختم ہے انصاف اور بیداری
ثمر ہے فکر کا تیرے وہ کیبنٹ کونسل
کہ جس کا رعب ہے حکام وقت پر طاری
ترے ہی عہد مین قائم ہوئی لیجسلیٹو
کہ جن سے ہوتے ہین قانون ملک مین جاری
حساب و مال کا ہے انتظام وہ اعلے
کہ ایک پائی کے اصراف مین ہے دشواری
یہ کشت کاری کی اس عہد مین ترقی ہے
کہ آسمان کی طرح ہے زمین بھی زنگاری
ہوی ہے باغ و چمن کی دکن مین وہ کثرت
کہ بن کے بن نظر آتے ہین پھولونکی کیاری
ہر ایک قسم کے میوے وہان بھی ملتے ہین
جہان نصیب نہ تھی اس سے پہلے ترکاری
جبال و دشت مین خودرو شریفے ہوتے ہین
کہ جن کے سامنے ہے گرد انار قندھاری
گدا بھی تیرے زمانے کے عیش کرتے ہین
نظر نہین کہین آتی ہے کوئی دکھیاری
ترے زمانہ مین ہے اہل ملک کی یہ قدر
کہ ہر جگہ یہی کرتے ہین کار سرکاری

بسبب مرتبہ دیتا ہے خدمتین ملکی
حسد کی آگ سے جلتے نہین ہین اہب ناری

نہ تھا خیال لیاقت کا اگلے وقتون مین
ملی ہے عہد مین تیرے ہنر کو سرداری

ترے زمانہ مین اس درجہ ہے پولس بیدار
کہ بند در نہین کرتے ہین شب کو بیوپاری

مجال ہے کوئی جور و جفا کا نام تو لے
مٹی ہے حرف غلط کی طرح جفا کاری

ترے زمانہ مین عنقا کی طرح سے ہے نز
سنا ہے نام پہ دیکھا نہین ہے بیگاری

ترے زمانہ مین تعلیم کی پڑی بنیاد
وگرنہ شہر مین تھے چند حافظ و قاری

ترے ہی عہد مین قائم ہوا یہ دارعلوم
کہ جس کے علم ادب کی ہے گرم بازاری

ترے ہی دور مین رائج ہوئے علوم و فنون
کہ جن سے جہل کی گھٹنے لگی ہے بیماری

ترے ہی عہد کا کالج ہے یہ بنام نظام
کہ جس سے علم کی نہرین ہین ہر طرف جاری

بنایا تو نے عزیزون[۵۱] کے واسطے مکتب
ہے نام جس کا اعزا عمل وفاداری

۵۱ مدرسہ ۱۲۵۰ھ

یہ تیرے عہد کی سب سے بڑی ترقی ہے
کہ عورتون کے مدارس بھی ہو گئے جاری

ترے زمانہ مین نکلا علم نسوان
کہ جس نے کھول دیئے بڑھ کے بند غمخواری

ترے ہی عہد مین جاری ہوئے ہین اخبارات
کہ جن کا کام ہے اہل وطن کی غمخواری

ترے زمانہ مین نکلا بھی اور بند ہوا
وہ حیف علم و عمل[۵۲] جس مین تھی وفاداری

اگرچہ ملک کو تو نے تو دی ہے آزادی
اٹھائین فائدہ کیونکر کہ بوجھ ہے بھاری

۵۲ علم و عمل اخبار کا نام ۱۲ھ

ترے زمانہ مین یہ طب کا مدرسہ بھی کھلا
کہ جس سے طب کی دکن مین ہے گرم بازاری

ترے طبیبون سے بقراط کو ہے کیا نسبت
یہ سرجری مین ہین کامل وہ اس سے تھا عاری

یہ تیرے ملک مین کثرت سے ہین دواخانے
کہ بے دوا نہین کوئی غریب آزاری

وہ اسپتالون مین ہوتے ہین روز دور مرض
کہ تھی علاجون مین جن کے ہزار دشواری

ترے ہی عہد مین قائم ہوا زچہ خانہ
بغیر جس کے تھی زچہ پہ زندگی بھاری

بنایا تو نے ہے بچون کا وہ شفا خانہ
کہ ننھی جانون پہ نازل ہے رحمت باری

ترقیان تو بہت ہین ترے زمانہ کی بیان سے ڈر ہے کہ سامع کو ہو گران باری
محب دعا پہ کر اب ختم اس قصیدے کو کہ اہل بزم کو ہے اور کار سرکاری

بلند مرتبہ تیرا محب ہو دنیا مین
ترے عدو کو جہان مین رہے نگوساری

قصیدہ در مدح مسٹر جے سی گلوریا ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول حیدرآباد دکن

از نتیجۂ طبع [illegible]

عجیب گردش افلاک بھی ہے ناہنجار کہ جس سے روز تغیر کا گرم ہے بازار
کبھی وصال کی شادی کبھی ہے ہجر کا رنج بدلتے رہتے ہین احوال مثل لیل و نہار
ہمین خوشی تھی کہ استاد فن تعلیمات ہمارے سر پہ تھا مانند شمس نصف نہار
وہ کون یعنی کہ مسٹر گلوریا صاحب کہ جن کے فیض سے جاری ہین علم کی انہار
انہین کی کوشش و محنت سے ہوگئے سرسبز دکن کے ملک مین پژمردہ علم کے اشجار
ہے جانفشانیون کا ان کی یہ اثر ظاہر کہ خشک پودون مین اس سرزمین کی آیا بار
یہ انکے درس و تعلم کے فیض کی ہے دلیل ہزارون آج ہین ملک دکن مین برسرکار
بتائے تو کوئی ایسا معلم مشفق کہ ہووے درس و تعلم پہ اپنی جان سے نثار
ہزارون اور مدرس ہوئے مدارس مین نہ دیکھا ہوگا زمانے نے ان سا کار گزار
نہین ہے اس مین تعلی کہ جانتے سب ہین گلوریا سا نہین بار کش کوئی زنہار
انہین تھا کام نہ دعوت سے اور جلسون سے تھا مدرسہ ہی سے اپنے انہین فقط سروکار
ہوئی ہے مدرسے کو ان کی ذات سے رونق یہ سچ ہے اس مین کسی کو نہین ذرا انکار
وظیفہ پاکے بہت نیک نام جاتے ہین خدا انہین کی طرح دے سبھونکو نیک اطوار

دعا ہے میری کہ یارب انہین سلامت رکھ
یہ مہر و ماہ ہین جب تک فلک پہ لیل و نہار

[illegible]

قصیدہ درمدح لارڈ منٹو ویسرائے و گورنر جنرل ہند

آپ سے ہے آج ہندوستان کو فخر و اعتبار
ذات عالی سے بڑھا ہے ویسرائے کا وقار
یون تو آئے بھی گئے ہندوستان مین ویسرائے
آپ سا آیا نہ کوئی ایک فرد روزگار
تھے مصاحب آپکے نانا کے گردادا مرے
آپکا خوش قسمتی سے مین بھی ہون خدمتگزار
میرے دادا نے کئے ہین جو نمایان کارزار
ہو نہین سکتا ہے ان اشعار مین اُن کا شمار
جان نثاری کا نہین اس سے کوئی بڑھکر ثبوت
جان پر کھیلے ہوئے اکثر اجل سے وہ دوچار
تھلکہ مین پڑ کے زخمون سے ہوئے وہ چور چور
پھر بھی بیہوشی مین لب پر یہ صدا تھی "مار مار"
مرگ تک تھی خدمت سرکار ان کا فرض عین
افسرون کا حکم وہ سمجھے تھے حکم کردگار
خیرخواہی کا سبق ہمکو بھی ہے ان سے ملا
ہم بھی ہین ان کی طرح سرکار پر ہردم نثار
امتحان کے وقت ہو جائے گا ظاہر جوش دل
یون تو کہنے سے نہ آئے گا کسی کو اعتبار
ہے گلا قسمت کا گمنامی جو ہے ہم کو نصیب
ورنہ ہوتے آج ہم بھی صاحب عزت و وقار

آپکے رحم و کرم سے ہم کو یہ امید ہے
آئے گی پھر اس چمن مین جھومتی فصل بہار

محبت

ہے محبت مین عجب سر خدائی پنہان
سارے عالم کی ہی ایک محبت تو ہی جان
کشش جذب سے اجرام فلک پھرتے ہین
گرد شمس کے عاشق کی طرح طوف کنان
ڈھونڈھتا پھرتا ہے کس زہرہ جبین کو مہتاب
شعلہ رو کون ہے وہ مہر ہے جسپر قربان
ہے کوئی شمع تو اس پردۂ زنگاری مین
جسپہ پروانہ صفت گرتے ہین اجسام جہان
ہے زمین پر بھی اُسی ایک محبت کا ظہور
ذرے ذرے کی ہے دلمین کشش مہر نہان
ہوتا ذرون مین نہ گر جذب محبت کا وجود
تو کسی جسم کا ہوتا نہ کہین نام نشان

جذب الفت سے باہم ایک ہین اجزاے بدن — جب جدائی ہوئی ان مین تو فنا ہے انسان
بے محبت نہین کچھہ زیست کا دنیا مین مزا — ہیچ ہے سامنے سب اسکے زر و مال جہان
جان دینے سے بھی ملتی نہین سچی الفت — اور ملجاے تو پورے ہوئے سارے ارمان

خوش نصیب اس سے تو بڑھ کر نہین دنیا مین کوئی
جسکے ہاتھ آئے کہین عشق کا گنج پنہان

علم و دولت کا سیدھا راستہ محنت ہے

محنت ہے اصل دولت اور جان تندرستی — افلاس اور نکبت ہے کاہلی و سستی
محنت سے آج اپنی یورپ تو آسمان ہے — ہے کاہلی سے اپنی ہندوستان کو پستی
جاپان کو تو دیکھو محنت سے کیا ہوا ہے — کیا آگے روس کی تھی اسکی بھی کوئی ہستی
لیکن ہے آج رستم وہ زرد پست قامت — مانے ہوئے ہین روسی خود اپنی زیر دستی
صنعت مین آج کچھہ وہ یورپ سے کم نہین ہے — بکتی ہین اسکی چیزین دنیا مین سب سے سستی
غیرون سے سیکھتا ہے علم و ہنر کو دایم — ہم سی نہین ہے اسمین شیخی و خود پرستی
ہے مرکز تجارت چھوٹا سا یہ جزیرہ — جسمین جہان کی دولت ہے ابر ساں برستی
وہ انتظام ملکی وہ نظم خانہ داری — یورپ بھی سیکھتا ہے اب اس سے گھر گرہستی
تعلیم و تربیت سے جاہل ہوا ہے عالم — ہے عزم مین بلندی ہے راے مین درستی
اس کاہلی نے لیکن افسوس ہم کو مارا — ہے ملک مین ہمارے افلاس و تنگدستی
ہم تو یہی کہین گے گر کوئی ہم سے پوچھے — دولت کا راستہ ہے چالاکی اور چستی

ہے حب ذات ہی نے عالم عجب رچایا
ویران کیون نہ ہو پھر بے عشق دل کی بستی۔

* * *

حقیقت آدم

قصیدہ در مدح انسان کامل

ثمر باغ قدم اصل وجود آدم
افضل خلق ہے تو اور ہے جان عالم
تیرا باطن ہے جو اللہ تو ظاہر ہے خلق
ہے توہی سر حدوث اور توہی سر قدم
بت پرستی ہے کہون تجکو اگر غیر خدا
کہ ازل ہی سے ہے مسجود ملائک آدم
کور ہے وہ جو اللہ کی دیکھے صورت
شان مین اسکی ہے قرآن مین اعمےٰ ابکم
چشم یکسی ہے یہ نور نظر کسکا ہے
دیکھتا کون ہے آنکھون سے جہان کو پیہم
حضرت حق ہی ہین دنیا مین سمیع اور بصیر
حصر نے کر دیا آئینہ یہ امر مبہم
یہ سماعت یہ بصارت ہے اسی کی تجھ مین
پڑھکے قرآن کو نہ سمجھین گے جو ہین عقل مین کم
خم ابرو کا اشارہ ہے جھکا دو گردن
واسجدوا واقترب اوصاف ہے قرآن مین رقم
جسم ہے خلق ترا روح تری حضرت حق
سینہ کرسی ہے ترا دل ترا عرش اعظم
تو ہی اوّل تو ہی آخر ازلی ہے ابدی
تیرا ظاہر ہے حدوث اور ترا باطن ہے قدم
اپنی نسبت سے تو ہر بات مین تو ہے مجبور
نسبت حق سے ہے مختار قدیر عالم
ترے ہی تابع فرمان ہین یہ سب ملک و ملک
دیکھتے روز ملائک ہین ترا جاہ و حشم
ہے تو ہی برزخ کبریٰ تو ہی عالم ہے کبیر
تجھ مین خلق اور خدا دونون ہین موجود بہم
کفر و ایمان ہین ادائین تری غمزے تیرے
تو ہی کعبہ مین ہے اللہ تو مندر مین صنم
لامکان کہتے ہین جسکو وہ ہے شان تنزیہ
شان تشبیہ سے سب گھر ہین ترے دیر و حرم
جانشین کون ہے اللہ کا جز تیرے یہان
نہ فرشتہ نہ پری اور نہ کوئی حور ارم
تیرے قبضے مین ہین سب جن و ملائک بخدا
عقل و فہم و غضب و کینہ و نفس اظلم
غیریت کا یہ نتیجہ تھا کہ مردود ہوا
سر جھکایا جو نہ ابلیس نے پیش آدم

مردم دیدۂ حق کیون نہ کہون مین تجھکو   دیکھتا ہے تری آنکھون ہی سے حق یہ عالم
تیرے ہی ذات سے ہے حفظ جہان ناسوت   تو ہے عالم کے خزانہ پہ خدا کی خاتم
شان مین تیری پڑہون مطلع روشن کوئی اور   کہ ہو تاریک دلون مین بھی اُجالا اسدم

مطلع

تو سراپا ہے خدا گرچہ ہے شکل آدم   تجھ مین اطلاق و مقید کے ہین جلوے باہم
تیری بیداری و غفلت کی عجب شانین ہین   زندگی چونکنا تیرا ہے تو ہے خواب عدم
دل اللہ مین و اللہ ہے مسکن تیرا   کہ ہے قرآن مین اللہ محیطٌ بھی رقم
تجھ مین اللہ کے موجود ہین سب اُسکی صفات   نقل کعبہ ہے تو ہی اصل مین ہے بیت حرم
ترے گھر کا نہین کرتے ہین وہی لوگ طواف   کور جنکی ہے نظر اور سمجھ جنکی ہے کم
چشم احول ہے جو دیکھے تجھے اور حق کو دو   عین کو غیر سمجھنا ہی ہے کفر اعظم
تجکو اور حق کو سمجھتے ہین جو نافہم جدا   مہر ہے انکے دلون پر وہ ہین کفار اثم
جامعیت ہے وہ تجھ مین کہ ملائک مین نہین   احدیت کی طبیعت کی ہے تکمیل بہم
قوت و علم و خوشی سب ترے اندر ہین نہان   ذات مین تیری ہین اسما و صفات عالم
حق کو اطلاق کی حالت مین نہ دیکھے گا کوئی   دیکھنا تیرا ہے دیدار خدا اے اکرم
تیرے افعال ترے وصف ترا حسن و جمال   بحر وحدت کی ہین دنیا مین یہ موجین پیہم
کعبہ و دیر و کلیسہ مین ہین تیرے جلوے   سجدہ گاہ دل عشاق ہے ہر نقش قدم
ہر نفس دہر مین جاری ہے بقا اور فنا   متحرک جو ترا تار نفس ہے ہر دم
گردش چشم سے ظاہر ہے جمال اور جلال   جام امرت کا اُسے ہے اور اسے ساغر سم
زاہد خشک نے باندہا ہے خیال باطل   ترے کوچے مین ہین سب جنت فردوس ارم
تو مقید بھی ہے مطلق بھی ہے بندہ بھی خدا   سب نسب ہین یہ ترے تو تو ہے موجود اتم
ترے ہی فیض قدم سے ہے یہ آباد جہان   ورنہ بے جان تھا بے روح تھا جسم عالم

لوح محفوظ ہے دل تیرا قلم تیرا خیال
تو ہے نقاش ازل یہ ہین تیرے لوح و قلم
رزم مین بزم مین دونون مین تیری شانین ہین
بوق و قرنا ہے کہین اور کہین تیغ و علم
کل یومٌ ہو فی شان ہے حالت تیری
کبھی آنچل ہے ڈوپٹے کا علم کا پرچم
لکھون وہ مطلع برجستہ تری مدح مین اب
کہ پھڑک جاے دل عارف کامل اسدم

مطلع

رونق کون و مکان باعث خلق آدم
ہے تو ہی واجب و امکان تو ہی موجود و عدم
تو ہے آئینہ حق حق تیرا آئینہ سے ہے
دونون عالم مین ہے واللہ تو موجود اتم
تو الٹ دے جو کبھی چہرہ انور سے نقاب
حشر ہو جاے اٹھین خاک سے مردے پیہم
شرم آتی کہون رخ کو ترے شمس و قمر
تیرے رخسار کی چھان مین جھلک ہے کم کم
مثل تیرا نہین عالم مین مین دون کس سے مثال
کیا لکھون مدح تری میری زبان ہے ابکم
حسن مین ثانی یوسف مین کہون کیا تجھکو
تو ہے سرتاج حسینان عرب ہند و عجم
فیض اقدس ترا ہر آن ہے عالم مین عیان
ہے یہ تحقیر کہون تجھکو جو مین جو ابر کرم
اس جہان مین تو نہین تیری سخاوت کی مثال
تیرا آزاد غلام ایک عرب تھا حاتم
ترے ابرو ہی کا پرتو ہے فلک پر مہ نو
خم محراب کہین اور کہین تیغ دودم
خندۂ گل ہے کہین گریۂ شبنم ہے کہین
تیرے ہی مختلف احوال ہین سب شادی و غم
قبض اور بسط کی تیرے نہین حد و پایان
بند کوزہ مین ہو اور پھیل کے ہو جائے یم
حضرت آدم و حوا تو تھے نقش اول
نقش ثانی ہے ترا مظہر اللہ اتم
سچ ہے توحید سے بڑھ کر نہین کوئی نعمت
نعمت حق دو عالم ہے علیکم اتمم
قربت حق کی مبارک ہو ترقی تجھ کو
شکل انسان مین تو لاکھون ہی سے لئے تو نے جنم
تھا درختون مین نہان اور کبھی حیوانون مین
تیرا مسکن تھا کبھی کوہ زمین مان کا شکم
تجھکو ظالم جو کہون مین تو نہین کچھ بیجا
کہ ہے خود نفس پہ اپنے ہی ترا ظلم و ستم

ترے ہی شان مین قرآن مین ہو رحمٰن و رحیم
ذرّے ذرّے پہ ہے عالم کے ترا رحم و کرم
بحر وحدت ہی سے دلمین ترے دریا ہے روان
کہ زبان پر ترے جاری ہون علوم اور حکم
ہے زبان حق ہی کی گویا یہ دہن مین تیرے
تیری باتون پہ ہین قربان کلیم اور کلم
انفعالی بھی ہے اور فاعلی قوت یکجا
تجھ مین ہین خالق و مخلوق کے اوصاف بہم
پیرو ہی روح کی ہے اور طبیعت کی کبھی
ہے کبھی نفس مجسم کبھی روح اعظم
کبھی الفت کبھی نفرت ہے کبھی لطف و عتاب
یہ ہین سب شان جلالی و جمالی پیہم
جو گزرتا ہے ترے دل مین وہی ہوتا ہے
ترے خطرے نہین کچھ وحی سے الہام سے کم

قطعہ

پھول کو کب یہ خبر ہے کہ مین جڑ سے ہون ملا
اپنی ہستی کو سمجھتا ہے الگ اور اتم
اصل مین شاخ مین گل مین تو جدائی ہی کہان
فصل اصلا نہین ہے وصل ہی ان مین باہم
سمجھے تجکو بھی جو اقدس سے گر کوئی جدا
کافر حق ہے وہی منکر قران و حکم
پھر بھی پوری نہین ہونے کی تری مدح اگر
ترے اوصاف لکھین تا بہ ابد اہل قلم
تو ہی خادم بھی ہے مخدوم بھی آقا بھی غلام
نسبتین خادم و مخدوم کی اسی جا ہین بہم
کیا تعجب ہے کہ ہے مرتبہ وحدت مین
ایک ہی عالم و معلوم خداے اعظم
ترے ہی ہمت عالی کی کشش تھی ورنہ
شعر یہ مجھ سے نکلتے یہ کہان مجھ مین ہے دم
کیا دعا دون تجھے تو تو ازلی ہے ابدی
بس دعا ہے یہی مجھ پر بھی رہے دست کرم
اپنی ہستی کا ذرا بھی نہ رہے تجکو خیال
ہست ہو جاے حقیقت مین خودی ہو جو عدم

وصف کیا جان دو عالم کے تو لکھیگا محب
گنگ ہے تیری زبان اور شکستہ ہے قلم

ایک جاہل اور عالم کے سوال و جواب

اک روز ایک جاہل کج فہم رند نے   رہتا تھا غرق آٹھ پہر جو شراب مین
پوچھا یہ ایک عالم نادار سے بعجب   رہتا تھا جو کہ محو ہمیشہ کتاب مین
رہتے ہین کیون کتاب مین دن رات آپ مست   کیا ہے کوئی جنون دماغ جناب مین
کیا زندگی ہے آپ کی واللہ بے مزہ   حاصل ہمین ہے لطف شراب کباب مین
جلسون مین مہوشون کی گزرتے ہین رات دن   یا نغمۂ سرود مین چنگ و رباب مین
کچھ مسکرا کے عالم دانا نے یہ کہا   کیا مین کہون سوال ادق کی جواب مین
جس نے شراب علم کا چکھا نہ ہو مزا   کیا جانے وہ سرور ہے کیا اس شراب مین
ہے یہ وہ نشہ جو کہ اُترتا نہین کبھی   آتا نہین خمار کا کھٹکا بھی خواب مین
اُسکے نشے کے سامنے سب گرد ہین نشے   لطف مے طہور بھی ہے کس حساب مین
بڑھتے ہین اس نشے ہی سے ادراک عقل و ہوش   پڑتی نہین ہے روح کبھی پیچ و تاب مین
یہ نشہ وہ ہے جسکے کہ بدمست و بدحواس   رہتے ہین ہوشیار جہان خراب مین
اس جام مے سے ہے جو تجلی حق عیان   وہ ہے ضیا سے نور کہان آفتاب مین
خاموش اس کے مست مین کبھی نہین ذرا   لغزش ہے پاؤن مین نہ ہے دل اضطراب مین
ہوتا ہے اس شراب سے بزدل بھی وہ شجیع   رکھتا ہے شیر نر کو بھی جو رعب داب مین
معشوق اور کون ہے بڑھ کر کتاب سے   عاشق نہین ہے ہجر سے جسکا عذاب مین
ہردم وصال یار ہے دن رات ہے خوشی   آتا نہین خیال جدائی بھی خواب مین
ہر روز اس حسین کے ہے حسن کو فروغ   پیری مین جو ہے لطف کہان وہ شباب مین
کیا چیز ہین کتاب کے آگے رباب و چنگ   نغمے ہزار رنگ کے ہین اک کتاب مین
تھکتے نہین ہین کان وہ آواز نرم ہے   ہے یہ کہان بتاؤ تو چنگ و رباب مین

بجتے ہین دل مین ساز خموشی کا ہی سمان   جسطرح سے ہو متحرک حباب مین
خلوت مین علم والون کو جلوت کے ہین مزے   آئیگی کب یہ بات دماغ خباب مین

ہین علم زور اور ارادہ خدا کے وصف
لیکن محب ہے علم ہی اول حساب مین

خلق اللہ کی خدمت ہی تمام عبادتون سے افضل ہے

صحرا سے ایک روز جو آیا مین شہر مین   دیکھا کہ ایک قبر پہ عالم ہے نور کا
چارون طرف مزار کے روشن ہین بام و در   گنبد پہ آسمان کا چراغون سے ہے سما
مجمع ہے خاص و عام کا جھکتے ہین در پہ سر   بیت الحرم سے بھی وہ بزرگی مین ہے سوا
جاتا بڑے ادب سے ہے اندر ہر ایک شخص   کر کے سلام قبر کو پڑھتا ہے فاتحہ
مرقد کے پاس آتے ہی با عز و احترام   پہلے طواف قبر کی کرتا ہے رسم ادا
جھکتا ہے پھر سجود مین با عجز و انکسار   سنگ لحد کو اور ہے ہر بار چومتا
دیکھی جو مین نے قبر کی تعظیم اسقدر   دل مین کہا کہ کون ہے یہ شخص با خدا
کیا زندگی مین اس نے کیا تھا کہ بعد مرگ   زندہ رہے گا نام نکو اس کا سالہا
شاہون کے مقبرون پہ بھی جاتا نہین کوئی   حشرات ارض اور درندون کے ماسوا
دیکھو بغور حالت آثار رفتگان   ہے رہنماے منزل مقصود نقش پا
حالات اس بزرگ کے معلوم کیجیے   کچھ تو ملے گا شہرت و عزت کا راستہ
یہ کہہ رہا تھا دل مین کہ آیا نظر مجھے   کونے مین اس مزار کے اک پیر با صفا
پوچھا یہ مین نے اس سے کہ یہ کون ہین بزرگ   حرمت ہے جنکی قبر کی کعبہ سے بھی سوا
ہنسکر کہا یہ اسنے کہ رہتے ہو تم کہان   جو پوچھتے ہو نام و نشان آفتاب کا
یہ وہ ہین جنکے قوم پہ احسان عام ہین   آثار فیض ان کے ہین قایم ہر ایک جا

خدمت مین ملک و قوم کی کاٹی ہے عمر سب دنیائے دون کے عیش کا چکھا نہین مزا
جز فکر قوم اور نہ تھی ان کو کوئی فکر خواہش نہ زندگی کی نہ اندیشۂ قضا
قصہ ہے طول وقت ہے کم مختصر یہ ہے
ایسا محب قوم نہ تھا کوئی دوسرا

سوا خدا کے لوگون سے امید رکھنا ہی عذاب ہے

امید ہے خدا سے کہ بر آئے آرزو کرتا ہے جو قبول ہر اک شخص کی دعا
مشکل مین جو بات ہے آسان ہے اُسے مردون کو ایک دم ہی مین دیتا ہے وہ جلا
رحمت سے اسکی کون ہے مایوس خلق مین کرتا ہے مور کو وہ سلیمان کا تخت عطا
شاہِ دکن سے ہمکو اعانت کی ہے امید بعد اسکے ملک و قوم کا کچھ کچھ ہے آسرا
ہے یہ بھی کچھ امید کہ ارکان سلطنت حکام ذی وقار رعایا ہے باوفا
یہ سب جو کار خیر مین دینگے ہمین مدد راضی رہین گے ان سے خدا اور مصطفےٰ
لیکن خدا کے ہاتھ مین انسان کا ہے دل وہ چاہیگا تو یہ بھی مدد دینگے برملا
مرضی نہین جو اسکی تو ان مین سے ایک بھی
کوڑی نہ دے گا ہمکو محب ہے یہ تجربہ

نقالی

ہیٹ[1] دیکھ اگر صاحب بنے اور میزون پر اڑائی بھی جو رم
فائدہ کیا ملک کو حاصل ہوا عزت قومی ہوئی افسوس کم
گھٹ گئے تقلید سے عقل و شعور بڑھ گئے وحشت مین اول سے بھی ہم
نقل سے نقال کی عزت نہین آنچہ انسان میکند بوزینہ ہم

[1] انگریزی ٹوپی

مشیت حق

ہر آن دکھاتا ہے نئے رنگ فلک   ہے ماہ کبھی بدر کبھی گھٹکے ہلال
جنگل کبھی بستی ہے کبھی بحر عمیق   جو آج ہین میدان وہی کل ہین جبال
ہر سمت کبھی باغ مین ہین پھول کھلے   ہین خار کے انبار کبھی خشک نہال
انسان کی بھی حالت مین تغیر ہے یہی   ناشاد کبھی اور کبھی ہے خوشحال
جب حال یہ دنیا کا ہے پھر فکر ہی کیا   ہم پر بھی گزر جائینگے سب رنج و ملال
اسباب و نتائج کی نہین کوئی حد   فطرت پہ ہے انسانکی حکومت تو محال
سچ پوچھو تو کس بات کی قدرت ہے ہمین   ہین اور کے قابو مین ہمارے افعال

ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال
کارے کہ خدا کند فلک را چہ محال

بدخلقیون کا رواج

پوچھا یہ ایک طالب دولت نے ایکدن   اک پیر سے کہ تجربہ دنیا کا جسکو تھا
کیا کیجیے کہ ہاتھ لگے جس سے مال و زر   عہدہ کوئی بڑا سا ملے اور مرتبا
بولا وہ پیر مرد یہ ہنسکر کہ اے جوان   انکے حصول کے تو ہین اسباب ہی جدا
یورپ مین ہین علوم جدیدہ یہان ہین اور   ان مین کمال ہے تو بر آئے گا مدعا
پہلے فن دروغ مین انسان کو ہو کمال   بولے کرور جھوٹ ہزارون مین برملا
شیطان کو سکھائے نئے کذب کے فنون   ہر بات مین دروغ ہو ہر فعل مین ریا
اسکے سوا خیانت و رشوت مین ہو کمال   مالک کے ملک و مال کو سمجھے کہ ہے مرا
سو مین جو دس اُٹھائے تو نوے کو آپ کھائے   حصہ ہو جنس و مال مین آدھی سے بھی سوا

چھوڑے نہ دوستوں سے بھی موقع اگر ملے   سمجھے ہر ایک کام کا رشوت ہی کو صلا
ساتھ لے سکے پھر ہو علم خوشامد میں بھی کمال   آقا کہے جو رات کو دن یہ کہے بجا
عزت کا ہو لحاظ نہ کچھ آبرو کا پاس   بدنامی و وقاحت و ذلت ہو سب روا
اپنی غرض سے کام ہو مرجائے گرچہ خلق   محسن سے بھی کرے نہ کبھی بھول کر وفا
حاصل ہوں یہ فنون تو ہو آپ کی بھی قدر
ہے آجکل انہیں کو تو ہر شخص پوچھتا

آدمی کا رزق کسی کے بند کرنے سے بند نہیں ہوتا

روزی کو جو کرتے ہیں عداوت سے کہیں بند   کرتا ہے خدا اور سبب رزق کے پیدا
دشمن کے جو نزدیک ہیں اسباب ہلاکت   کرتے ہیں وہی زیست کے سامان مہیا
روٹی بھی ہماری وہی پہنچائے گا رازق   آوارہ سگان کم نہ کند رزق گدا را

مقدس گیت

(۱) جوانو! بڑھو رزم گاہ جہان میں   علم خلق احمد کا ہمراہ لیکر
لڑو نفس دشمن سے ہر دم لڑائی   کہ جسکے سبب سے یہ ہیں فتنہ و شر
جہاد اب کرو جہل پر سب ملکے باہم   کہ ہے جاہدوا واقتلوا حکم داور
نہ گھبراؤ مشکل سے ہے بعد راحت   محمد ہیں آگے تو اللہ سر پر
(۲) کرو ذکر حق تاکہ شیطان کا لشکر   نکلجائے دل کی حکومت سے باہر
زبان پر ہو جاری بصد صدق و ایمان   ثنائے خدا و درود پیمبر
مجاہد کی عزت ہے دونوں جہان میں   کہ ہے تاج فتح و ظفر اسکے سر پر

نہین اسکو خطرون مین کچھ خوف جانکا　　خدا اسکا حامی ہے احمد ہے رہبر
(۳) جہان کے مجاہد مسلمان سارے　　ہین افواجِ حق کے سپاہی مقرر
وہ سب حق پرستی مین اک جسم و جان ہین　　نہین ہوتے حکم خدا سے وہ باہر
کڑے مارچ صبر و تحمل سے کر کے　　شیاطین کے لشکر پہ ہین حملہ آور
وہی دور کرتے ہین محنت اٹھا کے　　مصیبت جو ہے نوع انسانکے سر پر

(۴) تغیر ہے ہر دم زمین و زمان مین　　سلاطین ہین ہر آن راہِ فنا پر
بجاتے تھے دنیا مین جو اپنے ڈنکے　　مقابر ہین اُنکے زمین کے برابر
مگر ایک اسلام کی یہ حکومت　　بدلتی نہین مثل خورشید و اختر
تغیر کے ہاتھون سے محفوظ ہے یہ　　کہ حافظ ہے اسکا خدا و پیمبر

(۵) ابد تک رہیگا یہ اسلام زندہ　　کرورون برس اسکا چمکے گا اختر
اسی پر رہین گے فدا صدق دل سے　　ملک جن و انسان و پیر و پیمبر
حیات ابد اور علم و مسرت　　ملین گے اسی دین برحق کے اندر
جوانو! کرو تم نہ اوقات ضائع　　محبت کے چلو ساتھ کمرونکو کس کر

(مثنویات)

امید

ہے نفس کی یہ غلام دنیا　　ہے رنج و خوشی کا نام دنیا
سب شاہ و گدا ہین اسکے بندے　　ہین دام بلا اسی کے پھندے
اس دام سے چھوٹنا ہے مشکل　　جب تک یہ چمن ہے اور یہ دل
ہوتی نہ اگر امید راحت　　کرتا انسان کبھی نہ محنت
قائم مذہب امید پر ہے　　قربان اُمید ہی پہ سر ہے
ہوتی نہ امید عیش و جنت　　کرتا زاہد نہ یہ عبادت

امید وصال یار جب ہے　　پھر موت سے کوئی خوف کب ہے
ہوتا آسان ہے جان دینا　　سر دیکے جہان کا مول لینا
دنیا کی یہی ہے جان اُمید　　پیدا ہوتا ہے اس سے ناپید
امید وصال پر ہین جیتے　　مہجور جو خون دل ہین پیتے
ہوتی نہ اگر امید انعام　　کرتا خادم کبھی نہ پھر کام
امید خطاب و عزت و جاہ　　انجام سے جسکے کم ہین آگاہ
لیتی ہے یہی تو جان انسان　　کرتی ہے بھری گھرون کو ویران
چلتے امید پر ہین سب کام　　معلوم نہین اگرچہ انجام
امید ہے زندگی انسان　　حرمان ہے مردگی انسان

امید سے دل کو رکھ تو خالی
دنیا تو محب ہے سب خیالی

انجام شراب

ہے رات اندھیری ہو کا عالم　　اوڑھی ہے جہان نے چادرِ غم
ہے سقفِ سیاہ چرخِ ہفتم　　بجھتے ہوئے کوئلے ہین انجم
یہ برج نہین فلک کے اوپر　　انبار ذغال مین ہین اخگر
ہوتا ہے گمان کہکشان پر　　ہے دود سفید آسمان پر
کمل کا ہے فرش سبزۂ باغ　　لالہ ہے تمام صورت داغ
ہر سرو ستون سنگ موسیٰ　　ہر چشمۂ آب مردم آسا
صحرا گلشن پہاڑ بستی　　ظلمت مین ہے نیست سب کی ہستی
اس ظلمت شب مین ایک عورت　　ہے چاند سے بڑھکے جسکی صورت

بیٹھی ہے مکان مین اکیلی
اوڑھے ہوئے چادر ایک میلی
آنکھون سے برس رہے ہین آنسو
ہے ماہ کی سطح پر روان جو
ہر سمت اگرچہ ہے اندھیرا
چہرے مین مگر ہے کچھ اُجالا
چھوٹا سا بچھونا اک بچھا ہے
بچہ کوئی اس پہ سو رہا ہے
بیٹھی مردے کے پاس مان ہے
دریا آنکھون سے اک روان ہے
کہتی ہے کہ دیگئے دغا تم
لتنے ہوئے ہاے بیوفا تم
غربت مین اکیلا مجھکو چھوڑا
افلاس مین مجھ سے منہ کو موڑا
فاقون نے نہ چھوڑا ہاے جیتا
ہوتا گر دود ہی تو یہ پیتا
واری نہ ہوئی دوا میسر
افلاس سے ہو سکا نہ جان بر
مین بھی تو ہون تین دن سے بھوکی
کھائی ہون قسم ترے لہو کی
اسمین نہین کچھ قصور میرا
بے بس مجبور ہون مین دکھیا
خاوند ملا ہے وہ شرابی
ہے جسکے سبب سے یہ خرابی
اُڑجاے شراب یہ جہان سے
آفت آئی ہے یہ کہان سے
غارت ہون شراب کی دکانین
جاتی ان سے ہین اب تو جانین
ملکون سے شراب بھر کے لائین
مردونکو ہمارے پھر پلائین
اللہ مٹے شراب خواری
ہوجاے تباہ آپ کاری
جل جائین یہ سیندہین خدایا
دنیا مین رہے نہ نام ان کا
سرکار کو رحم ہم پہ آئے
محصول شراب پہ بڑھائے
سیندہی کی بھی کاشت بند کردے
محصول ہر اک دکان سے لے
یورپ کی شرابین پھر نہ آئین
بھاری ٹیکس ان پہ گر لگائین
افلاس کی کیا کرون شکایت
ڈھائی ہے خدا نے ہم پہ آفت

صنعت حرفت تجارتین سب   برباد ہوئین رہا ہے کیا اب
اب گیا ہے معاش کا ذریعا   قلاش نہین ہے کوئی ہم سا
مردے کو کفن نہین میسر   افلاس نہ ہوگا اس سے بڑھکر"
یہ کہکے لگی وہ خوب رونے   سر پیٹنے اور جان کھونے
اتنے مین سنی کسی کی آہٹ   آہستہ کھلے کواڑ کے پٹ
شوہر کو جو آتے اس نے دیکھا   منہ پھیر کے یہ کہا خدایا
آتی نہین مجکو موت کمبخت   پتھر سے بھی جان ہے مری سخت
کلثوم مرے رہون مین جیتی   کیا زور ہے اس مین تیری مرضی
تم چین سے اب شراب اوڑاؤ   سیندھی پیو اور کباب کھاؤ
ہم بھی ہین کوئی دنون کے مہمان   کیا کیجیے سخت ہے مری جان
رونے لگا سن کے اس کا شوہر   آنکھون سے رواں ہوا سمندر
بولی رُونے سے فائدہ کیا   قسمت مین جو تھا ہوا گلا کیا
مردے کو کفن کہان سے لاؤن   زیور نہین جو گرو رکھاؤن
کرتا گوٹے کا ایک اس کا   پہنا نہین اسنے ہے وہ کورا
بازار سے اسکو بیچ لاؤ   قیمت جو ملے کفن منگاؤ"
یہ کہکے اُٹھی وہ دکھ کی ماری   لائی کرتا اور ایک ساری
یہ دیکے کہا کہ جلد جاؤ   میت ہے پڑی کفن منگاؤ
لیکر کرتے کو وہ دل افگار   آیا مغموم سوئے بازار
رستے مین ملا کلال خانہ   دل کو ہاتھ آیا اک بہانہ
جی نے کہا پی شراب پہلے   کچھ آئے تو دل مین تاب پہلے
عادت مین خرد مین پھر ہوئی جنگ   تھا شاپ کے در پہ وہ کھڑا دنگ

عادت ہوئی عقل پہ جو غالب ساقی سے ہوا وہ مے کا طالب
دیکھا جو شراب کا پیالہ آنکھون مین بھرا چمن کا لالہ
کرتا مبیت کا اس نے دیکر پی خوب شراب مول لیکر
جب پی چکا خوب جام پر جام ثابت ہوا اسکو مے کا انجام
امنڈا دریا سے شرم اکبار آئے نظر اسکو اپنے کردار
لعنت کرتا تھا اپنے اوپر کہتا تھا یہ دل مین اپنے رو کر
کمبخت شراب تو نے مارا سر پر ترے خون ہے ہمارا
برباد کیا مرا بھرا گھر فاقون سے ہوئے نہ طفل جانبر
ذلت رسوائی اور خواری نکبت افلاس دلفگاری
سب مجھکو ملی تری بدولت حیوان سے بدتر اب ہے حالت
بے گور و کفن وہان ہے مردہ پیتا ہون یہان شراب بیٹھا
کس منہ سے مین جاؤن ہائے گھر مین ہون خوار مین اپنی ہی نظر مین
صورت اسکو مین کیا دکھاؤن بہتر ہے کہ مین بھی مر ہی جاؤن
یہ کہکے اُٹھا وہ جی سے بیزار گرتا تھا قدم قدم پہ ہر بار
گرتا پڑتا چلا بمشکل آخر ہوئی طے بقا کی منزل
دریا کے قریب جب وہ آیا کپڑون کو اُتار کر نہایا
پھر کرکے وضو نماز پڑھ کے مانگی یہ دعا خدا کے آگے
یارب یہ شراب بند کر دے محصول ہزار چند کر دے
ٹھیکا نہ شراب کا دیا جائے نذرانہ بھی اب نہ کچھ لیا جائے
بستی سے دکانین بھی اٹھا دین میخانون پہ پاسبان بٹھا دین
کم عمر کو دی نہ جائے سیندھی برباد نہ عمر ہو کسی کی

توبہ کرتا ہون مے سے مین اب	تو بخش گناہ میرا یارب"
یہ کر کے دعا اٹھا وہ ناشاد	تھی آہ لبون پہ اور فریاد
کودا دریا مین پھر وہ ناکام	میخوار کا خودکشی ہے انجام
ڈوبا ایسا کہ پھر نہ ابھرا	پینے کا یہی تو تھا نتیجہ

کر تو یہ دعا محب خدا سے
اللہ بچائے اس بلا سے

قانون

عجب مضبوط ہے عالم کی فطرت	بدلتا ہی نہین قانون قدرت
گدا ہو شاہ ہو یا صاحبِ زر	سمجھتی ہے قضا سب کو برابر
نہین ممکن اجل سے ہو رہائی	مدد پر بھی ہو گر ساری خدائی
نیاز و نذر پیرون کی دعائین	اجل آئے تو پھر وہ کیا بنائین
بغیر ابر کیا برسا ہے پانی	چلی بے وقت کب باد دخانی
بغیر تخم کب کوئی شجر ہے	کہین بے گل کے بھی آیا ثمر ہے
اصول و نظم ہے جان خدائی	انہین سے ہے عیان شان خدائی
نہین جس ملک مین قانون و آئین	ترقی پر وہان دنیا نہ ہے دین
برائے نام قانون سے حاصل	رعایت پر اگر حاکم ہے مائل
نہ ہو گا انتظام ملک اس جا	رعایت کا جہان ہووے گا چرچا
رعایت ہے خلاف عدل لیکن	محب چھوٹے یہ ہم سے ہے یہ ممکن؟

دوستون کی ملاقات

اکبر ۔ لائیے لائیے یہان تشریف   خیریت آپ کا مزاج شریف
نادر ۔ پوچھتے کیا مزاج ہو صاحب   عقل گم ہے حواس ہین غائب
اکبر ۔ کیا بلا آئی کیا غضب ٹوٹا   گھر کسی نے ہے آپ کا لوٹا
کچھ کہو تو زبان سے بہر خدا   گر مرض ہے کرینگے اُسکی دوا
نادر ۔ کیا کہین کچھ کہا نہین جاتا   اور چپ بھی رہا نہین جاتا
درد ہے وہ نہین ہے جسکا علاج   کیا کہین تم سے کیون بڑا ہے مزاج
اکبر ۔ خیر سمجھا مین آپ ہین عاشق   اور ہین اپنی زندگی سے دق
نادر ۔ مین نہ فرہاد ہون نہ مجنون ہون   اپنی حالت پر آپ محزون ہون
قوم کی دیکھتا ہون جب حالت   اور اسکی جہالت و غفلت
سب خوشی اپنی بھولجاتا ہون   غم ہم قوم دل مین پاتا ہون

اکبر آپ بھی کچھ عجیب احمق ہین   دیتے لوگون پہ جان ناحق ہین
دوسرون کے لئے اٹھاے ضرر   کوئی اُس سے بھی بڑھکے ہوگا خر
دوست ہوتا ہے قوم کا دشمن   اسکو دیتے ہین لوگ رنج و محن
جتنے گزرے ہین مصلحان قوم   سمجھے جاتے تھے دشمنانِ قوم
آپکی بھی کچھ آئی ہے شامت   کی نصیحت تو پھر بنے گی گت
نادر یہ خیالات آپ کے ہین پست   آپ اپنی غرض مین ہین سرمست
مین تو انسان ہون اور صاحب درد   کچھ زنانہ نہین ہون مین ہون مرد
درد قومی ہے نعمت باری   آدمی کا شرف ہے غم خواری
انس جس مین نہین نہین انسان   سگ ہے بہتر اگرچہ ہے حیوان
فرض ہمپر ہے قوم کی خدمت   اس سے بڑھ کر نہین کوئی عزت

بے امید صلہ ہو خدمت قوم
عین عزت ہے اپنی عزت قوم
قوم کی گر ذلیل ہے حالت
تو نہین شاہ کی بھی کچھ عزت
قوم ہے گر کسی کی آسودہ
تو گدا بھی نہین ہے افسردہ
قوم پر ہے اگر کہین ادبار
گل بھی نظرون مین اسجگہ ہین خار
اکبر مین نے مانا کہ آپ سچے ہین
عقل مین لیکن آپ بچے ہین
مل کر جب سب کرین تو ہو کچھ کام
ایک ہوتا ہے کر کے خود بدنام
کوئی کرتا نہین ہے اسکی مدد
اور کرتے ہین سب خلاف مین کد
جانتے ہم خیال کو ہین ولی
اور مخالف کو دشمن ازلی
اسکو دیتے ہین سو طرح کے عذاب
اسکی تکلیف جانتے ہین ثواب
کسکو جرات ہے جو کرے اصلاح
خواہ نکبت انہین ہو خواہ فلاح
نادر ـ ہم نے مانا کہ قوم ہے غافل
ان مین کچھ تو ضرور ہین عاقل
وہ سمجھتے ہین اپنا نفع و ضرر
اور کرتے ہین قدر علم وہنر
ایسے لوگون پہ گر اثر ہو جاے
جنگ اصلاح پھر تو سر ہو جاے
اور یہ بھی اگر نہ ہون قائل
تو بھی ہونا نہ چاہیے بزدل
مدد خیر فرض ہے ہمپر
جان کا بھی اگر ہو خوف وخطر
جان دیتے نہ مصلحان قوم
بڑہتی پھر کسطرح سے شان قوم
کرتے گر رہبری نہ یہ رہبر
ہوتے ہم آج خر سے بھی بدتر
ہم نتیجے ہین اپنے اگلون کے
رہنما آنے والی نسلون کے
دین ہم پر ہے اپنے آبا کا
نکرین ہم ادا تو ہے بیجا
گر کرینگے نہ ہم ادا یہ ادھار
ہونگے دنیا مین ہم ذلیل اور خوار
آنے والے برا کہین گے ہمین
وحشی پر خطا کہین گے ہمین

گورے کالے کا ازدواج

ایک یورپین جوان خوش رو   صاحب علم و خوش بیان خوش خو
تھا وہ سونے کی کان کا مالک   کالے گوروں کی جان کا مالک
تھا وہ نیٹال مین مقیم جوان   گنج قارون تھا ہر قدم پہ جہان
اسکے خدام مین تھی اک عورت   مشرقی حسن کی تھی وہ مورت
تھا غضب کا تناسبِ اعضا   جسم سانچے مین تھا ڈھلا گویا
کالی رنگت پہ تھا خدا کا نور   گل سوسن مین حسن کا تھا ظہور
اس خدا داد حسن پردہ پری   عیب ناز و غرور سے تھی بری
دل سے کرتی تھی خدمتِ آقا   اور آقا بھی اس پہ تھا شیدا
چاہتا تھا ہزار جان سے اُسے   جانے دیتا نہ تھا مکان سے اُسے
دونون باہم تھے عاشق و معشوق   کالے گورے تھے گرچہ وہ مخلوق
دل مین کہتا تھا وہ جوان ہر دم   کس طرح اس کی ہو محبت کم
دل پہ قابو نہین محبت مین   بے بسی ہے غضب کی الفت مین
عقد بھی اس سے کر نہین سکتا   کسطرح لاؤن سر پہ اپنے بلا
کیا کرون اپنی قوم کا مین گلا   ہے تعصب تو اس مین سب سے سوا
کالے گورے کا فرق ہے بیجا   حسن مین دونون رنگ ہین یکتا
غیر قومون سے ازدواج نہین   وسعت قوم کا رواج نہین

یہ تعصب یہ کبر یہ نفرت
کہہ رہے ہین کہ ہے ابھی وحشت

* * *

ترکیب بند اور ترجیع بند

قوتِ علم

جہان مین علم سے بڑھکر نہین کوئی قوت   ہزار دیو کی ہے اسکے جسم مین طاقت
اسی کے زور سے کرتا ہے فیل مست کو زیر   وہ آدمی کہ ہے مور ضعیف کی صورت
اسی نے حرب کے آلات وہ کئے ایجاد   کہ لشکرون کی برابر ہے قلت و کثرت
اوڑا ہی دیتا ہے دم مین پہاڑ ڈانا میٹ   اسی کی ذرۂ بارود مین ہے یہ حدت
خدا کے ہاتھ کی طاقت ہے اسکے بازو مین
جہان کے ملک و سلاطین ہین اسکے قابو مین

بنایا علم نے اقوام پست کو اعلےٰ   زمین مصر نے پایا اسی سے اوج سما
اسی کے خطیۂ یونان کی بھی ہوئی شہرت   اسی سے روم کا بیٹھا جہان پہ سکا
اسی سے اہل عرب کو ہوا شرف حاصل   اسی سے آج ہے یورپ کا اوج پر تارا
اسی سے آج ہے جاپان روس پر غالب   ذرا سی فوج نے لاکھون کو کر دیا پسپا
بغیر علم کے قومین ہین بھیڑون کے گلے
چھری جو ایک ہے قصاب کی تو لاکھ گلے

ہمیشہ جہل پہ غالب رہا ہے علم و ہنر   نہین دماغ تو انسان خر سے ہے بدتر
غذائے علم دماغون کو بھی ضروری ہے   کہ بے غذا کے وہ ہوتے نہین ہین طاقتور
ملے غذا نہ بدن کو تو مضمحل ہو جائے   دماغ علم نہ پائے تو وہ جئے کیونکر
قیام جسم کو لازم ہے چار وقت غذا   غذا دماغ کی ہے کسب علم آٹھ پہر
اگرچہ زور و زر و جاہ و مال ہے طاقت

جہان مین سب سے ہے اعلےٰ دماغ کی قوت

کردنی خویش آمدنی پیش

ہے جہان کا راز گرچہ گو مگو　　ہین مگر پاتے وہی بوتے ہین جو
ان مین آتی ہے کہان نیکی کی خو　　کسب جو کرتے نہین خلق نیکو
دیکھتے حالت کو اپنی تم رہو
از مکافات عمل غافل مشو

نشۂ دولت مین ہو جاتے ہین مست　　لب پہ لاتے ہین انا الحق والست
جانتے وہ یہ نہین ہے نیست ہست　　منتقم کا ہے جہان مین بندوبست
پاؤگے اکدن وہی کرتے ہو جو
از مکافات عمل غافل مشو

ہے برائی کا نتیجہ بھی برا　　ہر عمل کی ہے جزا بھی اور سزا
ظالمون کو چھوڑتا ہے کب خدا　　اور مظلون کو ملتی ہے جزا
دشمنون کو بھی نہ تم تکلیف دو
از مکافات عمل غافل مشو

سچائی

کیجیے سچ کی عزت افزائی　　ملک کی ہے اسی سے زیبائی
صدق مین ہے عجب مسیحائی　　مردے پاتے ہین اس سے گویائی
ہے تمدن کی جان سچائی

سچ سے موتی نے آبرو پائی
جھوٹ کا جب رواج ہوتا ہے   ملک پھر اعتبار کھوتا ہے
آبرو اپنی سب ڈبوتا ہے   صحن گلشن مین خار بوتا ہے
ہے تمدن کی جان سچائی
سچ سے موتی نے آبرو پائی
صادقون کی زبان مین ہے اثر   بات کرتی ہے ان کی دل مین گھر
نکتہ چینون کا کیا اسے ہے خطر   اور کندن دمکتا ہے تپ کر
ہے تمدن کی جان سچائی
سچ سے موتی نے آبرو پائی
سچ کہے جاؤ کچھ نہ گھبراؤ   آفتون مین نہ سچ سے باز آؤ
نہ پھرو راستی سے مر جاؤ   جھوٹ بولو نہ تم قسم کھاؤ
ہے تمدن کی جان سچائی
سچ سے موتی نے آبرو پائی
کاذبون کی اگر ہے قدر کہین   اور ہین راست باز گوشہ نشین
ہے وہین تو خرابیون کا یقین   اور لازم زوال ملت و دین
ہے تمدن کی جان سچائی
سچ سے موتی نے آبرو پائی
سچ مین پنہان ہے زور دست خدا   ہے پہاڑ اسکے سامنے تنکا
گر ہون دنیا کی قوتین یکجا   تو بھی جنبش نہ ہوگی سچ کو ذرا
ہے تمدن کی جان سچائی
سچ سے موتی نے آبرو پائی

ہمارے مزدورون اور کسانون کی حالت

دکھائین کسکو یہ اپنی حالت نہین کسیکو بھی درد ملت
پڑی ہے ان پر عجب مصیبت فلک کی کرتے ہین شکایت
نہ تن کو کپڑا نہ سر کو ٹوپی نہ پیٹ بھر کر انھین ہے روٹی
لباس ان کا ہے اک لنگوٹی کہ جس سے ظاہر ہے انکی عسرت
ڈنر" ہے انکا اُبالے چاول کری" ہے انکی ذرا سی چٹنی
نمک بھی جبکو نہین میسر کہ اسکی ارزان نہین ہے قیمت
چنے بھی ملتے نہین ہین انکو کہ کھوئین روزہ فجر کو اٹھکر
اوڑائے میزون پہ چاے بسکوٹ کہان ہر مزدور کی یہ قسمت
نہ انکو مکھن نہ ان کو روٹی نہ ان کو میوہ نہ انکو بوٹی
جوار بیجھڑ کی دو یہ روٹی سمجھتے اپنے لئے ہین نعمت
ہمارے مزدور ہین وہ مفلس کہ ان سے بہتر تو یہ گدا ہین
یہ عیش کرتے ہین بے مشقت وہ اپنی محنت سے بے نوا ہین

* * *

میان کے تن پر ہے اک لنگوٹا پھٹا سا بیوی کے بر مین لھنگا
گزی کے چھترے کا ہے ڈوپٹا برہنہ بچے ہین سر تا پا
پھٹی سی چادر ہے اوڑھنے کو زمین کا ہی فرش انکا بستر
ملے جو جاڑے مین کہنہ کمل تو اسکو سمجھین نیا دوشالا
نہ سر پہ ٹوپی نہ بر مین کرتا نہ انکے پاؤن مین کوئی جوتا
جہان مین ڈھونڈو نہ پاؤ گے تم کہین یہ افلاس کا نمونہ

کسان یورپ کے ہین پہنتے ہمیشہ پتلون اور جاکٹ
جو پاؤن مین بوٹ پاے تابلے تو ہیٹ کا انکے سر پہ سایا
بدن مین بچون کے گرم کپڑے تو عورتون کے بدن مین سائے
عجب کسانون کی بیویان ہین کہ ان پہ دھوکا ہے لیڈیون کا
کسان یورپ کے باہنر ہین ہمارے مزدور بے ہنر ہین
نہ اپنے پیشون سے باخبر ہین نہ اپنی محنت سے بارور ہین

۱۰

مکان ڈربے ہین مرغیون کے کہ جن مین رہتے نہین ہین انسان
لحد مین جیسے پڑے ہون مردے کسان ہین انمین ایسے پنہان
نہ ان مین بیڈ رنگ نہ انمین لنگ ہگ نہ ان مین بیڈنگ کا کوئی کمرا
اسی مین رہنا اسی مین سونا اسی مین کھانا اسی مین سامان
دھرے ہین مٹی کے چند برتن توا کڑاہی کٹورہ لوٹا
یہی ہے اسباب خانہ داری کہ جس سے افلاس ہے نمایان
کسان یورپ کے آدمی ہین کہ جنکے گھر مین ہے میز کرسی
مگر تمدن مین جانور ہین ہمارے ہندوستان کے دہقان
کسان مزدور کی یہ حالت ہے جہل مطلق کا یہ نتیجہ
اگر نہین یہ تو پھر بتائین کہ ان کے افلاس کا سبب کیا

۱۱

نہ ان مین تعلیم و تربیت ہے نہ ان مین صنعت نہ مدنیت ہی
نہ انکو دنیا کی کچھ خبر ہے نہ اپنے حرفون کی علمیت ہے
نہ ان کی خاطر فری مدارس نہ ان کو ترغیب علم و فن کی

نہ انکو تعلیم دستکاری نہ ان کو کامون کی تربیت ہے
غریب بچون کے واسطے ہے جہان ہین تعلیم مفت ہر جا
مگر یہان تو ہین فیس لیتے عجیب الٹی ہماری مت ہے
حقوق اپنے نہین سمجھتے ہزار تکلیف ہین اٹھاتے
زبان سے کرتے نہین شکایت ملے جو تھوڑا انہین بہت ہے
وبا جو آئے تو انکو کھائے جو قحط آئے تو انکو مارے
انہین پہ بھر مار ٹیکس کی ہے بری انہین کی جہان مین گت ہے
فلک زمین سب انہین کے دشمن انہین پہ حکام کے مظالم
انہین کے کاندھے پہ وزن خلقت انہین کے سر پہ ہے بار حاکم

یہی کمائین تو کھائین روٹی انہین کے محتاج ہین یہان سب
نہین ہے بیجا کوئی کہے گر کہ بعد خالق یہی تو ہین رب
انہین سے قایم ہے قصر شاہی انہین سے محلونکی رونقین ہین
انہین سے آباد مسجدین ہین انہین کے دم سے ہی قوم و مذہب
انہین سے دربار کی ہے عظمت انہین سے حکام کی ہے شوکت
انہین کے اہل قلم ہین خادم انہین کے نوکر سوار و اشہب
انہین کے دم سے ہے یہ امارت انہین کے قدمونسے ہے یہ ثروت
رہین گے باقی نہ یہ زمین پر تو جاہ و منصب رہیگی یہ کب
یہی ہین اولادِ شاہ و قیصر یہی کماؤ ہین پوت انکے
انہین کی تعلیم ہے مقدم انہین کی اصلاح چاہیے اب
جو ہوگی ان کی خراب حالت تو پھر نہ ہوگی کسیکو عزت

رہیگی قائم ہمیشہ عسرت کہ جس سے ہر قوم کو ہے ذلت

سچی دوستی اور دلی محبت

بقا ہے ایک محبت کو اور سب کو فنا   اسی کے جذب سے قایم ہی ارض اور سما
کشش سے عشق کی باہم جو مل گئے ذرے   ہوے زمین و فلک اور جسم سب پیدا
ملایا جذب محبت نے پھر بسائط کو   عدم سے ہو گئے موجود دم مین آب وہوا
بڑہی جو عشق کی سوزش کشش عناصر مین   توان کے میل سے ذی روح کا وجود ہوا
ہوئی جو آدمیون مین محبت والفت   تو حسن وعشق سے آباد ہو گئی دنیا

کسیکہ یار وفادار ومہربان دارد
سعادت ابد وعمر جاودان دارد

یہ دوستی ہی تو دو دل کو ایک کرتی ہے   اسی سے عمر بڑے عیش سے گزرتی ہے
طلا کی طرح سے ہوتی ہے صاف ہجر سے جان   جلے جو عشق مین ہر بار وہ نکھرتی ہے
جو ہجر موت ہے عاشق کی اور وصل حیات   تو جان اسی کی فنا ہو کے پھر ابھرتی ہے
عجیب لطف ہے تیغ ادا کی زخمون مین   کہ جان بعد فنا دم اسی کا بھرتی ہے
ملے نہ دوست جہان مین تو زیست ہے بے لطف   بغیر عشق کے انسان کی روح مرتی ہے

کسیکہ یار وفادار ومہربان دارد
سعادت ابد وعمر جاودان دارد

جہان مین دوست سے بہتر نہین کوئی نعمت   کہ اسکی جان سے بھی بڑھکے ہے گران قیمت
ہزار قیصر وکسریٰ سے وہ گدا ہے امیر   کہ جسکے پاس ہے گنج محبت والفت
خدا ملے تو ملے آشنا نہین ملتا   ملے کسیکو تو سمجھو وہی ہے خوش قسمت

ہر ایک چیز یہان زور و زر سے ملتی ہے   خریدے عشق تو دیکھین حکومت و دولت
نہ زور و زر سے نہ جاہ سے یار ملتا ہے   خدا ہی دے تو ملے آدمی کو یہ نعمت

کسیکہ یار وفادار و مہربان دارد
سعادت ابد و عمر جاودان دارد

خوشی و شادی و عشرت کا یار سے ہے مزا   جو یہ نہین تو ہے پھر ہیچ نعمت دنیا
غم و الم بھی تو یارون کے دم سے شادی ہے   خوشی ہے رنج سے بدتر جو کوئی ہو تنہا
مزیل رنج مقوی روح فرحت قلب   یہ ایک دوست ہے دنیا مین ہر مرض کی دوا
عجیب عشق و محبت مین ہے مسیحائی   کہ اس کے فیض سے ہوتے ہین مردے بھی زندا
ہوئی کسیکو میسر کبھی نہ صحت قلب   بغیر صحبت یاران پاکباز اصلا

کسیکہ یار وفادار و مہربان دارد
سعادت ابد و عمر جاودان دارد

نہ ہو کسی کا الٰہی کبھی حبیب جدا   فراق یار سے بڑھکر نہین کوئی صدما
عذاب نار جہنم ہے ہجر کی تکلیف   تب فراق سے پھکتا ہے جسم سر تا پا
جگر مین درد کبھی لب پہ آہ سرد کبھی   چھپا کے منہ کبھی خاموش لیٹنا رونا
جو بعد ہجر کے ہو جائے وصل یار نصیب   تو پھر بہشت کی حورون کی کسکو ہو پروا
جہان مین گرچہ ہے محبوب حسن و دولت و جاہ   نہین جہان کی نعمت مین دوستی کا مزا

کسیکہ یار وفادار و مہربان دارد
سعادت ابد و عمر جاودان دارد

مضرت شراب

زہر قاتل کا پیالہ ہے نہین جام شراب   خودکشی مفلسی و ضعف ہے انجام شراب

کوئی چھٹتا ہی نہین جس سے وہ ہے دام شراب   سخت ناقابلِ برداشت ہین آلام شراب
پی کے ہو جاتے ہین مجنون جو ہنگام شراب
عقل رکھتا ہے تو لینا نہ کبھی نام شراب
دام دے دے کے خریدے جو کوئی خود آزار   ہے سمجھ بوجھ پہ اس شخص کی افسوس ہزار
نور سمجھے ہین جسے وہ تو حقیقت مین ہے نار   آتش مے سے نہین بچتا ہے قلب میخوار
شعلۂ نار جہنم ہے یہی جام شراب
عقل رکھتا ہے تو لینا نہ کبھی نام شراب
ہے جو بدمست کی مجنون کی حالت یکسان   فرق ان دونون مین کرنا نہین ہرگز آسان
عقل و ادراک کا دونو مین نہین نام و نشان   اور دونون کے دماغون مین غضب کا طوفان
سخت ناقابل تعمیل ہین احکام شراب
عقل رکھتا ہے تو لینا نہ کبھی نام شراب
دشمن عقل ہے مے دشمن جان دشمن مال   دوستی دشمن جانی سے تو ہونا ہے محال
قابل رنج و تاسف ہے جو میخوار کا حال   چاہیے اسکی مضرت کا ہر اک آن خیال
جز تباہی نہین دیکھا کوئی انجام شراب
عقل رکھتا ہے تو لینا نہ کبھی نام شراب

صنعت و حرفت

علم روزی پڑھائیے ہمکو   کار آمد بنائیے ہمکو
کسب زر کچھ بتائیے ہمکو   راہ دولت دکھائیے ہمکو
کچھ تو صنعت سکھائیے ہمکو
مفلسی سے چھوڑائیے ہمکو

خوب تعلیم پہ ہماری ہے   پڑھ چکے تو امیدواری ہے
عمر دفتر مین سب گزاری ہے   بے وسیلہ کے سخت خواری ہے
کچھ تو صنعت سکھایئے ہمکو
مفلسی سے چھوڑایئے ہمکو

ایک خدمت جو ہو کہین خالی   جسکی ہو ماہوار دس حالی
ہین نصیب اسکے جسنے وہ پائی   گرچہ پاتا ہے پندرہ حالی
کچھ تو صنعت سکھایئے ہمکو
مفلسی سے چھوڑایئے ہمکو

ایم اے بی اے جو ہو گئے بھی تو کیا   نہ ملی نوکری تو پھر ہین گدا
دفترون مین نہین جگہ اصلا   نوکری ہو گئی ہے اب عنقا
کچھ تو صنعت سکھایئے ہمکو
مفلسی سے چھوڑایئے ہمکو

جب کوئی شے نہ ہم سے بنوائین   تو کہان مزدور کام ہم پائین
بھیک مانگین نہ ہم تو کیا کھائین   نہ ملے بھیک بھی تو مر جائین
کچھ تو صنعت سکھایئے ہمکو
مفلسی سے چھوڑایئے ہمکو

تھے کبھی ہم بھی صاحب صنعت   دست کاری مین تھی ہمین شہرت
خاک مین مل گئی وہ سب حرفت   نہ وہ دولت ہے اور نہ وہ عزت
کچھ تو صنعت سکھایئے ہمکو
مفلسی سے چھوڑایئے ہمکو

جب نہ صنعت کا ہو کوئی چرچا   کیون نہ ہو جائین اہل ملک گدا

مول لیتے ہین مال غیرون کا   کھچکے جاتا ہے ملک سے پیسا
کچھہ تو صنعت سکھائیے ہمکو
مفلسی سے چھوڑائیے ہمکو
گر بنائین یہین سوئی دہاگا   پیٹ کچھہ تو بھرے غریبون کا
بھیک دینے سے فائدہ ہے کیا   اور بڑھتے ہین ملک مین فقرا
کچھہ تو صنعت سکھائیے ہمکو
مفلسی سے چھوڑائیے ہمکو
ان مدارس سے فائدہ کیا ہے   امتحانات کے سوا کیا ہے
آخر ان سب کا مدعا کیا ہے   پاس ہو جائین پھر صلا کیا ہے
کچھہ تو صنعت سکھائیے ہمکو
مفلسی سے چھوڑائیے ہمکو
طرز تعلیم یہ نہین اچھا   اس سے ہوگا نہ ملک آسودہ
پڑھ کے ہو جائینگے ہم اور گدا   نہ ملیگا ہمین کہین پیسا
کچھہ تو صنعت سکھائیے ہمکو
مفلسی سے چھوڑائیے ہمکو
ہے محب کی یہی صدا ہر بار   ملت و ملک پر ہو جان سے نثار
مل کے باہم کرین یہی گفتار   اور ہم سب کہین پکار پکار
کچھہ تو صنعت سکھائیے ہمکو
مفلسی سے چھوڑائیے ہمکو

دولت عشق

مذہب و ملت ہے زیبا اُن کو جو ہین دین شعار   ہو مبارک قوم کے مصلح کو قومی یادگار
دولت دنیا ملے ان کو جو ہین زر پر نثار   ہو نصیب اہل تقوی حور و جنت کی بہار

عاشقِ یارم مرا با کفر و با ایمان چہ کار
تشنۂ دردم مرا با وصل با ہجران چہ کار

ذکرِ جانان لب پہ ہے دل مین ہے تصویرِ صنم   ہے بتون کی دید سے یاد خدا بھی دم بدم
سنگِ در اُس کا ہے اسود اور گھر اس کا حرم   سجدہ گاہ عاشق سرمست ہے نقش قدم

عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چہ کار
تشنۂ دردم مرا با وصل با ہجران چہ کار

ہیچ ہے دنیا و دین جاہ و حشم حور و جنان   عشق مین اسکے جو لذت ہے وہ ہمین کہان
راحت و آرام سے خالی ہین یہ دونو جہان   ساتھ اسکے گوشۂ دل ہے فقط جائے امان

عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چہ کار
تشنۂ دردم مرا با وصل با ہجران چہ کار

دولت و دنیا ملے بھی گر تو کب مٹتے ہین رنج   مار سے خالی نہین دنیا مین ہرگز کوئی گنج
بات ہے یہ بال سے باریک سمجھین نکتہ سنج   ہے کھلاڑی کی تماشا گاہ یہ کاخ سپنج

عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چہ کار
تشنۂ دردم مرا با وصل با ہجران چہ کار

عشق ہے دونو جہان کی جان اسمین شک نہین   جسکو یہ دولت ملے پھر ہیچ ہے دنیا و دین
ہے محب تیرا بزیر سایۂ عرش برین   اور سب آخر کو بعد مرگ ہین خاک زمین

عاشق یارم مرا با کفر با یمان چہ کار

تشنۂ دردم مرا با وصل و با ہجران چہ کار

ہجر اور وصل

دستِ وحشت مین جو گھبرا کے نکل جاتا تھا
ہر طرف مجھکو نظر آتا تھا عالم ہو کا
بولتے تھے نہ چرندے نہ چہکتے تھے پرند
شیر خاموش تھے ساکت تھے مویشی ہر جا
چادرون کے کہین گرنے کا نہ تھا شور کوئی
بولتے تھے کہین میڈک بھی نہ جھیلون مین ذرا
آب مین تھی نہ روانی نہ ہوا مین تیزی
مرغ آبی بھی تھے چپ چاپ برنگِ مینا
آتی ہی تھی نہ مرے کان مین کوئی آواز
میرے ہی دل کے دھڑکنے کی فقط تھی آواز
بیٹھ جاتا تھا کبھی تھک کے مین زیرِ اشجار
کھینچتا تھا کبھی تلوون سے ببولون کے خار
کبھی سایہ کو درختون کے مین تکتا تھا کھڑا
دن جو گھٹتا تھا تو بڑھتا تھا یہ سایہ ہر بار
بڑھ گئی مجھ سے کئی بانس مری پرچھائین
آدمی زاد پہ تھے دیو کے طاری آثار
اضطرابی وہ خموشی وہ مری تنہائی
اور سنسان وہ جنگل وہ پہاڑون کی قطار
آتی ہی تھی نہ مرے کان مین کوئی آواز
میرے ہی دل کے دھڑکنے کی فقط تھی آواز
شام ہوتے ہی اُٹھا لیلیٔ شب کا پردا
بامِ افلاک سے انجم نے زمین کو جھانکا
دیکھتا تھا مین سوے چرخ بڑی حسرت سے
کہ ہوئی رات نہ آیا وہ مرا ماہ لقا
پوچھتا تھا کبھی گھبرا کے ستارون سے یہی
چاند میرا ہے کہان کچھ تو کہو بہرِ خدا
چپکے سنتے تھے نہ دیتا تھا کوئی مجھکو جواب
ایک سناٹے کا عالم تھا فلک پہ چھایا
آتی ہی تھی نہ مرے کان مین کوئی آواز
میرے ہی دل کے دھڑکنے کی فقط تھی آواز

پھر تو آنکھون سے ہوا اشک کا دریا جاری
انتظاری مین ہر اک لحظہ تھا مجھ پر بھاری
ہاتھ گردن مین مری آکے کسینے ڈالا
جسطرح پیار سے کرتا ہے کوئی غمخواری
دستِ نازک نے مجھے اپنی طرف جب کھینچا
پھر تو سمجھا مین محبؔ ہے وہی میری پیاری
وہ اُدھر چپ تھی ادہر مین بھی تھا خاموش کھڑا
ایک سکتے کا تھا ہم دونو پہ عالم طاری
آتی ہی تھی نہ مرے کان مین کوئی آواز
میرے ہی دل کے دھڑکنے کی فقط تھی آواز

* * *

سہرا بتقریب رسم تسمیہ خوانی مرزا بہادر علی بیگ ولد نواب نادر جنگ بہادر مرحوم پسر کرنل نواب سر افسر الملک بہادر کے سی آئی ای ایم ڈی سی او - اے ڈی سی - کمانڈران چیف افواج سرکار عالی واقعہ ۱۸ شعبان سنہ ۲۸ھ

تسمیہ خوانی کا سبب ہے یہ بہتر سہرا
اور ہر علم و ہنر کا ہو ترے سر سہرا
افسر الملک نے باندہا ہے ترے سر پہ اسے
ہو مبارک یہ بہادر تجھے افسر سہرا
تیرے چہرے سے ترے سہرے کی ہین دون کس سے مثال
رخ خورشید پہ ہے مجمع اختر سہرا
آب معنی کی ہے یہ موتیے کے پھولون مین
کہ مسلسل رخ انور پہ ہے گوہر سہرا
رُخ پہ سہرے کی یہ لڑیان ہین کہ سلک اعیان
کشف سے دیکھنے ہے مجمع جوہر سہرا
یادگار ان کی ہے اس صورت نورانی مین
اور ہے کسکے بتاؤ تو یہ سر پہ سہرا
بس خموش اب یہ دعا مانگ خدا سے تو محبؔ
کہ دکھائے ہمین شادی کا بھی خوشتر سہرا

* * *

رباعیات

بدقسمتون کی حالت

لوگون سے ملے دلمین مگر گھر نہ ہوا   آرام کسی جا بھی میسر نہ ہوا
پابوسی دریا سے ہوا کیا حاصل   ساحل کا لب خشک کبھی تر نہ ہوا

عشق کے نتیجے

دل مین ہے خیال یار میرے ہر دم   معشوق تو موجود ہے عاشق ہے عدم
کہتے ہین جسے عشق یہ ہین اسکے ثمر   ناکامی و محرومی و مایوسی و غم

جھوٹ کا رواج

کثرت سے رواج جھوٹ جب پاتا ہی   کاذب نہین پھر کذب سے شرماتا ہی
رہتی نہین سچائی کی عزت باقی   سچون کا بھی اعتبار اُٹھ جاتا ہی

وعدے کے دھنی

جو مرد ہین وہ بات پہ مر جاتے ہین   کہتے ہین زبان سے وہی کر جاتے ہین
نامرد ہے وعدے سی جو پھر جائی محب   سچائی پہ سچون ہی کے سر جاتے ہین

وفاے وعدہ

رندی تو ہے سہل اتقا مشکل ہے   ثابت قدمی اس سے سوا مشکل ہی
دے بیٹھئے جلدی سے کسیکو نہ زبان   وعدہ تو ہے آسان وفا مشکل ہی

حالت تنزل

صنعت مین ترقی ہی نہ حرفت مین کمال   افلاس کا کچھ رنج نہ دولت کا خیال
حیوان کی طرح زیست بسر کرتے ہین   حیرت ہے کسیکو بھی نہین فکر مآل

صنعت و حرفت پر ملک کی ترقی

جاپان کو ہر علم مین حاصل ہے کمال   ہے قوت تعلیم کی یہ ملک مثال
غیرونکی زبان تو انکو جو سیکھا بھی تو کیا   بے صنعت و حرفت کی ترقی ہے محال

اولاد وطن کا وطن پر حق

ہے حب وطن کتابِ فطرت کا سبق   ہر دل ہے اسی جلد مطلاً کا ورق
کیونکر نہ ہون خدماتِ وطن پر مامور   اولاد وطن کا ہے وطن پر یہ حق

انسان مجبور ہے - قادر نہین

رکھتے مین بہت علم و ہنر عقل و شعور   کوشش بھی کیا کرتے ہین حتی المقدور
چلتی نہین تقدیر کے آگے تدبیر   گر غور سے دیکھو تو ہے انسان مجبور

ہجر معشوق کی حالت

رونا ہے کبھی لب پہ کبھی ہے فریاد   ہے رشک کا طوفان کبھی شورش باد
جز دردِ جدائی نہین کوئی مونس   آتا ہے شب ہجر خدا ہمکو یاد

صنعت و حرفت

کرتے نہین جو اپنی صناعت پہ بسر   ہوتے ہین وہی مفلس و قلاش اکثر
غیرون کی ہر اک بات مین ہین دست نگر   محتاج کوئی قوم ہے ان سے بڑھکر؟

تعلیم انسان اور ملک و ملت کی جان ہے

تعلیم سے قومون کو ہے حاصلِ عزت   قایم ہے فن حرب پہ ملکی طاقت
ہے جان تمدن کی زراعت لیکن   آتی نہین بے صنعت و حرفت دولت

قومی عزت قابل فخر ہے نہ شخصی عزت

تہذیب کہان ملک مین جب ہے وحشت   ہے جہل عوام سے وطن کو ذلت
بے کار ہے سب شوکتِ شان شخصی   ہے قابلِ فخر و ناز قومی عزت

اختلاف علما رحمت خدا ہے

یورپ کی ہے آزاد خیالی مشہور دنیا مین مگر ایک ہمین ہین مجبور
رحمت ہے خدا کی اختلاف علما باہم جو ملین رنگ تو ہو پیدا نور

دنیا مین علم سے بہتر کوئی چیز نہین

دنیا کی ہر اک چیز سے بہتر ہے دماغ اور عشق مے طہور دل ہے ایاغ
بے علم و عمل نہین جہان مین رونق یہ عقل تو قندیل ہے اور علم چراغ

پچھلا تمدن نئی تہذیب سے بہتر ہے

تھے میز نہ یہ لمپ نہ کرسی لنتر آسودگی تھی ملک مین اندر باہر
کیا فائدہ اس علم و تمدن سے ہمین پتلون سے گڑگی[1] تھی ہماری بہتر

نمایشی تہذیب

آسودگی ملک نہ حاصل ہو اگر بے شبہ تمدن مین ہے نقصان و ضرر
ہے جسم مین کوٹ اور خالی ہے شکم تہذیب نمایشی سے وحشت بہتر

خیالات کا ظاہر ہونا ہی بہتر ہے

اچھا نہین سر مین ہون خیالات نہان بہتر ہے نکل جائے دماغون سے دھوان
کرتا ہے پہاڑونکو بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے کبھی بند زمین مین جو دخان

تعلیم کی غایت معاد و معاش ہے

خوش حال تھے برآتے تھے ارمان دلی افلاس سے بہتر تھی جہالت اگلی
ہے غائت تعلیم تو دین اور دنیا اس علم سے روٹی بھی تو ہمکو نہ ملی

عشق حقیقی سے ابدی زندگی پیدا ہوتی ہے

الفت مین حیات جاودانی پائی اور مردہ دلون نے زندگانی پائی
اس عشق کی ادنی سی کرامت یہ ہے پیری مین زلیخا نے جوانی پائی

---

[1] گڑگی دکھنی زبان مین پاجامہ کو کہتے ہین ۔

جھوٹ سے سچ ہی بہتر ہے ۔

کیا فائدہ گر جھوٹ سے رتبہ پایا   سچون کا فلک سے بھی ہے برتر پایا
حسرت نہین صادق سے جو کاذب بڑھ جاے   پیچھے ہے جو آفتاب آگے سایا

مصیبت کے بعد راحت ہے

گردش مین ہین ذرات زمین شمس و قمر   ہر آن نئے رنگ نئے ہین منظر
گھبرا نہ مصیبت سے ہے پیام راحت   آتی ہے شب تار کے پیچھے ہی سحر

ارادت اللہ غالب

ہوتے ہین جو اسباب تباہی کامل   امداد سے کوشش سے نہین کچھ حاصل
طوفان پہ نہین زور کسی کا چلتا   چاہے جو خدا دم مین ہے آسان مشکل

عشق ایک مصیبت ہے

پیغام جدائی ہے حسینون کا وصال   دم بھر کی خوشی اور ہے برسون کا ملال
خوشحال ہے جو دام محبت سے بچا   دنیا مین یہی عشق ہے جی کا جنجال

بے تعلیمی کے نتائج

یہ ڈھیٹر یہ مانگ جو ہین دنیا مین حقیر   تھے مالکِ ملک و تاج و اورنگ سریر
تعلیم سے غفلت کا نتیجہ یہ ہوا   ہین آج وہی ذلت و نکبت مین اسیر

رنج کے بعد راحت ہے

ہے گردشِ افلاک کا شکوہ بے جا   دیتا ہے خدا صبر جو آتی ہے بلا
گھبرا نہ مصیبت سے کہ طوفان کے بعد   خود آپ ٹھہر جاتا ہے آب دریا

آفتاب کو حجاب کے پیچھے سی ہی دیکھ سکتی ہین

اُس بت مین خدا کا ہم نے جلوہ دیکھا   پردے مین عجب نور کا لکّا دیکھا
رخسار پہ کب آنکھ ٹھہر سکتی تھی   پانی مین مگر مہر کو پورا دیکھا

معشوق عاشق کے دل مین رہتا ہے

اس عشق مین بندگی خدائی کیسی   پردہ کیسا ہے رونمائی کیسی
ہوتے ہی نہین عاشق و معشوق جدا   جو دل مین رہے اس سے جدائی کیسی

مہمان بہت روز میزبان کے گھر رہنے سے ذلیل ہو جاتا ہے

ہے عمر طویل کی تمنا بیکار   دنیا مین خوشی کم ہے تو ہین رنج ہزار
رہنے سے بہت روز کسی کے گھر مین   ہوتا ہے عزیز بھی نگاہون مین خوار

قومی اخبارون کی ضرورت

جس قوم کا اپنا نہین کوئی اخبار   اظہار خیالات ہے اسکو دشوار
صدمات دلی کر نہین سکتا ظاہر   گونگے کی اسی وجہ سے ہے حالت زار

اخبار محافظ ملک ہین

ہے باغ خیالات کا حافظ اخبار   رہنے نہین دیتا کوئی گلشن مین خار
باغون مین نہ ہوتے جو ہزارون مالی   پھولون کی عوض خار کا ہوتا انبار

اللہ مع الصابرین

انسان بلاؤن مین اگر گھر جائے   صابر رہے وحشت سے نہ کچھ گھبرائے
ہے غم ہی محب غم کا علاج بالمثل   صد شکر جو پیہم کبھی آفت آئے

نکاح سے پہلے دولھا دلہن کا دیکھنا کار آمد ہے اور شادی کے بعد تو یہ جلوہ کی رسم فضول ہے

شادی مین بھی ہمکو نہین کچھ آزادی   اندھون کی طرح کرتے ہین ہم سب شادی
ہے بعد نکاح دیدہ بازی کی رسم   آبادی خانہ ہو کہ ہو بربادی

جسمانی علاج کی طرح روحانی علاج بھی مفت ہونا چاہیے

ہے شاہ و رعایا مین جو نسبت پدری   تعلیم عوام سے ہے کیون بے خبری
ملتی ہین دوائین تو غریبون کو مفت   لیکن نہین تعلیم مدارس مین فری

جبریہ تعلیم ضروری ہے

ہے فرض جوان باپ پہ تعلیم پسر   اس فرض کو چھوڑین تو ہین ملزم یکسر
سرکار رعایا کی ہے اصلی وارث   کیون جبریہ تعلیم نہین فرض اسپر

صنعت اور حرفت کی دستگیری بھی سخاوت ہے

صناع امیرون کے ہین سب دست نگر   ہے انکی امارت پہ غریبون کی گزر
جو ملک کی صنعت سے اٹھاتے ہین عیش   وہ عیش پسند ہین سخی سے بہتر

عذاب کے بعد رحمت کا ظہور ہوتا ہے

ہر آن بدلتے ہین سمین لیل و نہار   ہے شام خزان اور کہین صبح بہار
گھبرا نہ بلاؤن سے کہ آتی ہے سحر   اس پردۂ شب مین ہین نئی رنگ ہزار

انسان کا ارادہ مشیت حق کا تابع ہے

کیا علم ہمارا کیا ہماری قوت   بچون کے ہین کھیل یہ تدبیر حکمت
قابو مین نہین دل تو ارادہ کیسا   ہے غیر ارادی بھی تو دل کی حرکت

غریبی بہت سے صدمون سے خالی ہے اور امارت مین ہزارون خطرے ہین

ہر حال مین کر شکر خدائے ازلی   صابر کو ہے پستی مین بھی آسودہ دلی
دنیا مین امیرون ہی کو خطرے ہین سوا   گرتی ہے بڑی عمارتون پر بجلی

انسان کے دلی خیالات اور جذبات اسکی تحریر اور تقریر سے ظاہر ہوتے ہین

تصنیف دل سرد کو گرماتی ہے   اصلاح عوام خوب ہوجاتی ہے
پکتے ہین خیالات دماغون مین محب   آوے مین نہین آگ نظر آتی ہے

ہر شے خدا کی صورت پر ہے فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ

کل مجلس رندان مین عجب تھی حالت   ساقی نے لنڈھائی تھی شراب وحدت
وہ جوش وہ ولولہ وہ مستی کیا تھی   تھی جام مین کس کی آفتابی صورت

ہر پیشہ اور صنعت کے لیئے تعلیم اور اکتساب ضروری ہے

خودرو کہین شاعر کہین فطری خدام   کرتے ہین مقدر کا گلہ سب یہ مدام
ہر کام کی تعلیم سے ہوتی ہے قدر   ناقابل وقعت ہے اناڑی کا کام

انسان کے جوہر ذاتی تعلیم اور اکتساب سے ظاہر ہوتے ہین

بالطبع ذہین اگر ہوئے بھی تو کیا   بے کار ہے سب بے علم و ہنر ذہن رسا
ہیرا جو نہ ترشا تو رہا وہ پتھر   پتھر جو ہوا صاف بنا آئینہ

پیری جوانی سے افضل ہے

صد شکر کہ طوفان جوانی گزرا   ہر موج فنا کا سر سے پانی گزرا
پیری مین عجب حرص و ہوس سے چھوٹے   زندہ ہوا دل جو عیش فانی گزرا

اسی دنیا ہی مین عالم آخرت موجود ہے

اس زیست مین ہے موت بھی طاری ہم پر   دن بھر تو ہین زندے اور مردے شب بھر
جب بند ہوئی آنکھ کھلا روزن دل   غافل یہی خواب ہے جہان دیگر

ہو الاول ہو الآخر

اک تخم سے ہے اصل گل و شاخ و ثمر   پھر بیج وہی پھل مین جو ہے اصل شجر
ہر جزو ہے گو کل سے بہ نوع دیگر   اول ہے وہی اور وہی آخر ہے مگر

نفس پرستی سے خدا نہین ملتا

گر ہے طلب حق تو اٹھا رنج و محن   از تیغ ورع گردن امارہ بزن
کسطرح ہو مقبول خدا نفس پرست   ہوتا ہے محب یار عدو بھی دشمن

انقلاب زمانہ یہ ہے کہ لوگ روح کے مقابلہ مین جسم کی کچھ قدر نہین کرتے

ہے مادہ بے نور مگر روح ہے بدر   وہ ثقل سے پائین تو لطافت سے یہ صدر
لیکن عجب انقلاب اس دور مین ہے   موتی کی نہین قدر صدف کی ہے قدر

دنیا مین کوئی چیز بغیر روح یا باطن کے موجود نہین۔ مگر بغیر اس مادّے کے بھی روح پائی جاتی ہے

اجسام مکانات ہین ارواح مکین   بے مغز رہے پوست کی حاجت ہی نہین
بے مادہ ہین خواب کے اشکال مگر   بے روح کے پاتے نہین ہم جسم کہین

تصفیہ روح تکلیف اور مصیبت ہی سے ہوتی ہے

ہے روح کو ہر درد و الم سے راحت   لازم ہے مصیبت مین بھی شکر نعمت
کیون تصفیۂ قلب نہ ہو غم سے محب   آتش سے نکھرتی ہے طلا کی رنگت

عورتون کی آزادی کے بغیر لطف سیر و تماشہ نہین

عورت کے بغیر لطف دنیا ہی نہین   بے حور کوئی جنت عقبیٰ ہی نہین
اس حبس سے کم ہو گئی مردون کی خوشی   بے شرکت زن سیر و تماشا ہی نہین

خودی سے چھوٹنا بہت مشکل ہے

ہے مقصدِ تعلیم فقط صیقلِ دل   یہ جس سے نہ حاصل ہو وہ ہے لاطائل
مشکل نہین آزادی ملک و ملت   لیکن ہے خودی سے رستگاری مشکل

ملکی صنعت و حرفت کی قدردانی ضروری ہے

اس لمپ سے سو درجہ وہ ڈیوٹ بہتر   جس سے رہے ہر گھر مین محب تابش زر
آسودگی ملک ہو پیدا دم مین   ملکی ہی صناعت پہ قناعت ہو اگر

خدا اور بت دونون حقیقت مین ایک ہی ہین مگر ان مین فرق بھی موجود ہے

حیران ہو کہ پردے مین نہان کیا دیکھا   اس عشق نے جو کچھ کہ دکھایا دیکھا
تھے اصل مین بت اور خدا دونون ایک   پھر دونون مین فرق عجب تماشا دیکھا

انسان مین قابلیت ہے اور حسب و نسب اعتباری ہین

انسان مین فطرت سے ہے حسب ہے نہ نسب   بیٹے تو شیاطین ہین ولی مادر و اب

ہو کیون نہ وراثت طبیعی بے اصل   ایک شاخ کے دو برگ بھی یکسان نہون جب

قوت برق سے زمین کے ذرات پیدا ہوتے ہین

جوہر ہی پہ اعراض یہان ہین مبنے   ہے جسم فنا روح کو لیکن ہے بقا
کسطرح نہ ہم روح کے قائل ہون محب   جب برق سے ذرات زمین ہون پیدا

آرزوئین اور امیدین بھی خاک مین مل جاتی ہین

وہ مجھ سے ملین کہان یہ قسمت میری   جاتی نہین کوشش سے نحوست میری
اک عمر بسر ہوئی امیدون مین محب   ہو جاے گی خاک بھی حسرت میری

طلب دیدار

وہ مجکو بلاتے ہین نہ خود آتے ہین   تفریح کو باہر تو کبھی جاتے ہین
رستے ہی مین مل جائین تو مشکل کیا ہو   صورت کے دکھانے مین بھی شرماتے ہین

چشم ستمگر سے خدا بچاے

بانکی وہ ادا فتنۂ محشر تیری   نیچی نگۂ ناز وہ نشتر تیری
لڑتے ہی نظر دل ہی نہ تھا پہلو مین   دیکھے نہ کوئی چشم ستمگر تیری

حشر مین دیدار خدا کسی شکل و صورت مین ہوگا۔

تنزیہ کی شان کیا نظر آئے گی   کیا روح کو چشم بشری پائے گی
یہ بت ہی خدا حشر مین آئین گے نظر   تشبیہ جمال اپنا جو دکھلائے گی

خالق و مخلوق کو وہ سمجھنا ہی شرک ہے

زاہد تیری آنکھون مین نہین نور ذرا   بت جنکو سمجھتا ہے وہ ہین عین خدا
گر بت یہ خدا نہین تو پھر کیا ہین   ہوتا ہے دوئی سے شرک باری پیدا

انسان اور کعبہ مین بڑا فرق ہے یہ کامل ہے اور وہ ناقص

زاہد ترے کعبہ مین دھرا ہی کیا ہے   چوکور عمارت کے سوا ہی کیا ہے

اللہ مجسم تو وہ بت ہے گھر مین   محراب مین دیدار خدا ہی کیا ہے

معشوق کی بیماری عین عاشق کی بیماری ہے

دل درد غم ہجر کا آزاری ہے   ہر آن مصیبت کی بڑی بھاری ہے
کٹتے ہین شب و روز تردد مین محب   بیمار نہین وہ مجھے بیماری ہے

شب فرقت

کاٹے سے نہین رات یہ کٹتی یارب   آگے سے نہین بلا یہ ہٹتی یارب
گھٹتی تجھے سرما کی بڑی رات مگر   میری شب فرقت نہین گھٹتی یارب

تدبیر عین تقدیر ہے

ہوگا وہی تدبیر سے قسمت مین جو ہو   پھرتے رہو جستجو مین یا بیٹھہ رہو
پہنچے ترے در تک بھی تو محروم پھرے   کوشش اسے کہتے ہین مقدر اسکو

دوستون سے ملاقات عید کا مزا دیتی ہے

یکسو جو ہوا دل تو ہوئی غیب کی دید   راحت سے ہوا قریب کلفت سے بعید
اک عید کا دن ہے سال بھر مین لیکن   ملتے ہو جو تم مجھ سے تو ہر روز ہے عید

عید قربان سے غرض قربانی نفس ہے

فاقہ سے ہو خود غیر کی مہمانی کر   یارون کے لیے خون کو بھی پانی کر
ہے نفس کا مارنا خدا کو جو پسند   بکرون کی نکر نفس کی قربانی کر

معشوق کے ہاتھ سے مرنا بھی حیات ہے

اس بت کی محبت ہے خدا نے جو دی   نیکی ہے نظر مین میرے ہر اسکی بدی
وہ ذبح کرے ہاتھ سے اپنے جو محب   ہو جاے مجھے موت حیات ابدی

عشق مین مرنا بھی شہادت ہے

اس جسم کو اس عمر کو کیا لیکے کرین   کیون گھر مین جہان کا مال بیکار بھرین

ہے پاک محبت مین شہادت مرنا   پھر عشق مین اس یار کے ہم کیون نہ مرین

منہ چھپانا دلیل نفرت ہے

دیدار کی لے کاش نہ حسرت ہوتی   یا پیش نظر اُسی کی صورت ہوتی
کیونکر ہو محب اسکی محبت کا یقین   وہ منہ نہ چھپاتا جو محبت ہوتی

دور ہی کی ملاقات بہتر ہے

دے اپنی طرف سے یار جو کچھ ہو وہ بس   گرتے ہین مٹھائی پہ پٹانے سی مگس
ملتے ہین پڑے ہی سے لگا ہے ما   بس اس سے زیادہ ہے محب حرص و ہوس

دیدار یار کا وعدہ حشر پہ موقوف ہے

کیا کیجے محرومی قسمت کا گلہ   پھل نخل محبت کا نہ ہم نے چکھا
یہ عمر تو سب ہجر کی سختی مین کٹی   شاید وہ کرین حشر مین وعدہ کو وفا

عشق حقیقی کو عفت اور عصمت لازم ہے

عاشق مین محب دیکھ کمال عصمت   اوباش مین پائی نہین جاتی عفت
وحشی سے بھی بدتر ہین غرض کہ انسان   ہوتی نہین جو پائون مین باہم الفت

عشق و محبت انسانون مین ہوتا ہے نہ کہ بوالہوسون اور حیوانون مین

اوباش کی اک یار سے الفت معلوم   بھونرے کی کسی گل سے محبت معلوم
پوچھے کوئی عاشق سے محبت کے مزے   حیوان کو نہین عشق کی لذت معلوم

جو مراد دنیا مین بر نہین آتی وہ آخرت مین ملتی ہے

وہ دل سے تو نزدیک ہے گو جسم سے دور   اسکی مے الفت سے ہین دائم مخمور
دنیا مین نہین تو آخرت مین تو ضرور   ہو جائینگے ہم وصل سے اسکے مسرور

عاشق کے دل سے کسی ناامیدی مین بھی تمنائے وصال نہین جاتی

دنیا مین تو ممکن نہین ملنا تیرا   عقبےٰ کی امیدون پہ بھروسہ ہے کیا

اسپر بھی ہے پھر دلمین تمنائے وصال   بو ہو نہین سکتی ہے کبھی گل سے جدا

معشوق خیالی معشوق جسمانی سے بہتر ہے

دنیا مین نہو وصل تو پروا کیا ہے   تو دلمین ہے پھر اور تمنا کیا ہے
معشوق مجسم سے خیالی بہتر   ہے لطف لطافت مین کثافت کیا ہے

تصور یار تغیرات جسمانی سے محفوظ ہے

ہے مادہ اسفل تو خیال عالی ہے   وہ حسن تو یہ حجاب حالی ہے
ہے جسم کثیف یار غیرونکے لیے   معشوق تغیر سے مرا خالی ہے

جوانی کا تقوی پیری مین بہت کام آتا ہے

کیا جلد شباب اہل ہوس کھوتے ہین   تا مرگ یہ صحت کے لئے روتے ہین
ہوتے ہین جوانی مین جو تقوے سے ضعیف   پیری مین وہی مرد جوان ہوتے ہین

عیش و آرام سے دماغی قوتین گھٹتی ہین۔

کیا علم و عمل مین ہے سرور و لذت   قربان ہے سب اس پہ جہانکی دولت
پرہیز سے بڑھتے ہین قواے باطن   گھٹتی ہے تعیش سے دماغی قوت

عشق حقیقی مین کوئی غرض شامل نہین ہوتی

اس شوخ سے بے وجہ محبت کیون ہے   یہ جوش یہ ولولہ یہ وحشت کیون ہے
تا زیست جہان مین اس کا ملنا معلوم   پھر اس پہ یہ انتہا کی الفت کیون ہے

عشق حقیقی کبھی دل سے دور نہین ہو سکتا

مٹی مین ملے جسم کہ آتش مین جلے   یا سوز غم ہجر سے رہ رہ کے گلے
تو مجھ سے کبھی چھپے ملے یا نہ ملے   ممکن نہین دل سے تری الفت نکلے

سوزش عشق

افسوس ہے کیون پاس ترے ہم بیٹھے   دل دیکے تجھے گھر مین بصد غم بیٹھے

اُٹھے تو اُٹھا درد ہوئی گھبراہٹ   بیٹھے بھی تو با دیدۂ پرنم بیٹھے

خداوند تعالیٰ کا کوئی فعل عبث نہین

یارب کوئی اس عشق کا انجام بھی ہے   مجھسا کوئی اس دھر مین ناکام بھی ہے
ہوتا نہین قدرت کا کوئی فعل عبث   ساقی ہے جہان وہان مئے و جام بھی ہے

جو کچھہ دیا جاتا ہے وہ میری لیاقت سے بڑہکر ہے

اس شوخ کی الفت کے مین لایق تو نہین   غیرون سے کسی بات مین فایق تو نہین
پھر اسپہ کرم اُسکا زہے قدرت حق   حسرت مری فطرت کے مطابق تو نہین

بوڑہاپے کا عشق

اس دل کو کرون کیا نہین سنتا میری   کیا نزع مین حالت ہے خدایا میری
کہتا ہون کہ بے جوڑ محبت غم ہے   وہ حور جوان کمر خمیدہ میری

جوانون اور بوڑہون کا عشق بے نتیجہ ہے

ناجنس پہ مرتے ہین یہ الفت کیا ہے   پیری مین جوانون سے محبت کیا ہے
عاشق تو ہوئے ہین کچھہ خبر یہ بھی ہے   پہلو سے کمان کے تیر کو نفرت کیا ہے

جوان عورت کے ساتھہ شادی کرنا پیری مین خطرناک ہے

اس شوخ کے وصل کی تمنا بھی نہ کر   حسرت مین تمام عمر گھل گھل کے نہ مر
آتے نہین پہلو مین ضعیفون کے جوان   بیوی ہے کہین اور تو گھر مین شوہر

جوانون اور بوڑہون کی ملاقات بے لطف ہے

ہم عمر سے دل لگی بہت ہوتی ہے   صحبت کی خوشی دلون سے غم دہوتی ہے
بوڑہون کی جوانون کی ملاقات عجب   دل سے ہوس عیش نہین کھوتی ہے

رقیبون کا رشک اور شکایت ملاقات

ملتے ہین رقیب دور جاکر تم سے   ہم گھر مین پڑے مرتے ہین درد و غم سے

غیرونکو تو دیتے ہو ہزارون موقعے   شاید کہ قیامت مین ملوگے ہم سے

چھپا چوری یارون سے ملنا

وہ پاس سے چھپکر جو گزر جاتا ہے   معلوم ہے ہمکو وہ جدھر جاتا ہے
بے ننگ ہے رقیب سے جو وعدہ ٹھہرا   ٹھہرا کے ہمین آپ اُدھر جاتا ہے

مسئلہ وحدت الوجود

ہر رنگ مین اُس شوخ کو دیکھا ہم نے   ہر برگ سے علم اسی کا سیکھا ہم نے
ظاہر مین نہین یہ عاشق و معشوق و رقیب   دیکھا جو انہین خدا ہی سمجھا ہم نے

عالم کے تمام افعال اور صفات خدا کے ہین

پیتا ہے کوئی اور نہ پلاتا ہے کوئی   کھاتا ہے کوئی خود نہ کھلاتا ہے کوئی
افعال و صفات سب خدا کے ہین محب   دیتا ہے کوئی اور نہ دلاتا ہے کوئی

معشوق موہنی صورت کی تعریف

کیا موہنی صورت ہے ادا پیاری ہے   آنکھون مین مے عشق کی سرشاری ہے
کچھ ہمین نہین تجھ پہ ہین عاشق تنہا   ہر شخص کو تیری ہی طلبگاری ہے

حسن صورت

وہ چشم سیہ مست و ادا مستانہ   وہ حسن کہ جسپر ہے جہان پروانہ
چہرہ جو پری کا تو قیامت قامت   پھر کیون نہو ہر شخص ترا دیوانہ

حسن بے پردہ قیامت ہے

بے پردہ جو نکلے گا قیامت ہوگی   سب کو ترے دیکھنے کی حسرت ہوگی
ٹہلے گا سڑک پر جو سر شام کبھی   پروانون کی گرد شمع کثرت ہوگی

معشوق خدا کی عین صورت ہے

صد شکر کہ یار باوفا پایا ہے   بندے مین چھپا ہوا خدا پایا ہے

یہ سب جو ملا ملا کرم سے تیرے   ذرّے نے عجب مہر لقا پایا ہے

خدا اور بندے کے درمیان دوئی کا پردہ حائل ہے

یہ جذبۂ دل کھینچ اُسے لائے گا   گر وہ ہے خدا تو آپ خود آئے گا
مایوس نہ ہو یار کے چھپنے سے محب   پردہ بھی یہ درمیان سے اُٹھ جائے گا

عاشق کی مراد وصال ہے اور معشوق کی مراد جور و جفا ہے

معشوق کو ہر جور و جفا زیبا ہے   عاشق کو مگر صبر و رضا زیبا ہے
آئے نہ کبھی لب پہ شکایت اسکی   تمکو تو محب مہر و وفا زیبا ہے

عشق بے اختیاری ہے کسی کے ارادے سے نہین ہوتا

دکھلا کے مجھے ایک جھلک مارا ہے   تن خار جگر بھی گل صد پارا ہے
مجبور ہے انسان خدا ہے قادر   بجلی جو گرے دل پہ تو کیا چارا ہے

وحدت الوجود

توہی تو ہے معشوق توہی عاشق ہے   زاہد ہے توہی اور توہی فاسق ہے
پہچانتے ہین عارف کامل تجھکو   سامع ہے توئی اور توئی ناطق ہے

نمایش اور شہرت وبال جان ہین

یہ حسن یہ عزت یہ زر و مال و مکان   ہین باعث تکلیف و غم و درد جہان
ہو جائے گا صید تو نمایش سے کبھی   طاؤس کے یہ پر ہی تو ہین دشمن جان

ہو الاول ہو الآخر

دانہ مین درخت تھا زمین کے اندر   پھر پردۂ باطن سے وہ آیا باہر
ظاہر سے وہ باطن کو جو رُخ کرتا ہے   جاتا ہے سما تخم مین پھر آپ شجر

عشق کچھ جوانی ہی پر موقوف نہین

بوڑھون مین جوانون کا نہین عشق ہے کیا   اسکی بھی تو ملتی ہین نظیرین صدہا

پیری و جوانی تو عوارض ہین محب   دل جس سے ملے ہے وہی ہم جنس اپنا

تسلیم و رضا سب سے اعلی مقام ہے

بیداد نئی نئی ہے قاتل تیری   ہوتی نہین زخمون سے مجھے بھی سیری
آتا ہے جو رنج مین سمجھتا ہون خوشی   تیری جو رضا وہی ہے مرضی میری

محبت اور نفرت ان دونون کششون پر عالم کا وجود ہے

دل اہل محبت پہ فدا کیجئے آپ   نفرت جو کسی سے ہو تو رہیئے چپ چاپ
ہین نفرت و الفت کے لوازم یہ محب   نفرت سے علیحدگی محبت سے ملاپ

خلقت آدم علے صورتی

غفلت مین ہے کیا جہل کا پردہ تو اٹھا   اور اپنی حقیقت سے بھی واقف ہو ذرا
تو ڈھونڈتا ہے کسکو فلک پر جا کر   انسان کی شکل مین زمین پر ہے خدا

محبت تو جمال اور نفرت جلال ہے اور یہ دونون ہاتھ خدا کے اس عالم مین کام کر رہے ہین ٭

ظلمت ہے اگر قہر تو ہے مہر بھی نور   ہے رنج عداوت مین تو الفت مین سرور
خالق جو محبت ہے تو نفرت مہلک   ہر جا انہین دونون کا ہے عالم مین ظہور

عاشق معشوق کا بندہ ہے

غیرون کو جو جی چاہے تو سب گھر دیجے   مختار ہین آپ دل جو چاہے کیجے
مین بندہ ہون بندگی مجھے لازم ہے   جو کام کسی سے نہ ہو مجھ سے لیجے

ظہور ارادی کے بغیر محبت نہین ہوتی۔

الفت کا ہر اک راز بتایا تھا ب مجھے   باتون ہی مین دیوانہ بنایا تھا مجھے
ملنا جو نہ تھا آپ کو منظور تو پھر   کیون چہرۂ پرنور دکھایا تھا مجھے

معشوق عاشق ہی سے زیادہ پردہ کرتا ہے

بے درد ہے وہ اسکو مروت کیا ہے   باتین ہین فقط دل مین محبت کیا ہے
مجھ سے تو چھپین غیر سے خود جا کے ملین   الفت ہے اگر یہ تو عداوت کیا ہے

عاشق کو معشوق کی یاد کبھی نہین بھولتی

محرومی قسمت سے بہکتا ہے کبھی   امید وصال سے چہکتا ہے کبھی
سونے مین بھی رہتا ہے اُسی گل کا خیال   دل یاد سے اُسکے نہین تھکتا ہے کبھی

عاشق کو معشوق کی یاد سے ایک خاص لذت حاصل ہوتی ہے

ہردم ہے دعا یہی کہ تو شاد رہے   ہر رنج و بلا و غم سے آزاد رہے
تو مجکو جو بھولے تو نہین اسکا گلا   جب تک ہے یہ دل دل مین تری یاد رہے

کبھی کمزور زور آور پر غالب آتا ہے

ہے گرچہ خداداد یہ سب فتح و ظفر   آتے ہین بہت کام مگر علم و ہنر
جاپان نہ کیون روس پہ غالب آئے   ہے حب وطن کا جوش اُسمین بڑھکر

رعایا کی خوشنودی سلطنت کی مضبوطی ہے

کیا روس کو فوجون سے کوئی قوت ہے   ناراض رعایا ہے تو کم طاقت ہے
جاپان سے خوش ہے جو رعایا اُسکی   اُس ملک کو لشکر کی نہین حاجت ہے

خوشی اور رنج دونون خیالی چیزین ہین

ہے دوست کے ملنے کا کسیکو ارمان   کوئی طلب جاہ مین ہے سرگردان
دونون کا حقیقت مین ہے مقصود خوشی   اور رنج و خوشی دونون خیالی ہین یہان

عشق مال اور دولت سے بھی اعلی ہے

معشوق کی ہر بات مین پایا جو مزا   لاکھون ہی کئے خرچ کہین وہ نہ ملا
دولت سے بھی حاصل نہ ہو جب یہ لذت   پھر کیون نہ ہو عشق مال و زر سے اعلے

عید انہین کی ہے جو اپنے دوستون سے ملتے ہین

بدبخت ازل کے نہین ہوتے ہین سعید   ہے وصل کہان انکو میسر نہین دید
یہ عید بھی ہمکو تو محرم ہے عجب   جو دوست سے ملتے ہین انہین کی ہے عید

یارون کی بے وفائی

گھر غیر کے خود جاکے اُسے شاد کیا   اس خانۂ ویران کو نہ آباد کیا
کیا تجھسا گلا یہی تہا قسمت مین لکھا   الفت نے تیری عمر کو برباد کیا

خدا کی محبت سچی اور خلق کی محبت باطل ہے

ہے عشق خدا مجھے کہ ہے جسکو بقا   فانی کی محبت کا نتیجہ ہے فنا
ہر رنگ مین ہر جا وہی آتا ہے نظر   ہوتا نہین معشوق مرا مجھسے جدا

بڑی آنکھون مین جب مروت نہین تو وہ ہرن کی آنکھون سے بھی بدتر ہین

اس شوخ مین افسوس محبت ہی نہین   ہمدردی عشاق کی عادت ہی نہین
آنکھین تو بڑی بڑی ہین لیکن ان مین   جب غور سے دیکھا تو مروت ہی نہین

حسینون کی محبت ناقابل اعتبار ہے

اس شوخ کی الفت کا یہ پھل ہمکو ملا   شربت مین دیا اس نے ہمین زہر ملا
کھانا نہ حسینون کی محبت کا فریب   سمجھے تھے جسے سیب وہ حنظل نکلا

ایک پاؤن نفس کے سر پر رکھہ دوسرا پاؤن خود خدا کے گھر کے اندر ہوگا

روزے رکھے کہ جو کی روٹی کھائے   یا گیروے کپڑون کی بھڑک دکھلائے
سالک کے لیے نفس کشی ہے اوّل   اس سانپ کو مارے تو خزانہ پائے

یہ موت بھی تو حیات ہے جو یہان سے مرتا ہے وہ عالم آخرت مین پیدا ہوتا ہے

روتا ہے عبث موت کے ہر دم ڈر سے   جائے گا نکل اس قفس خوشتر سے
بچہ بھی تو روتا ہے غلط فہمی سے   آتا ہے جو باہر شکم مادر سے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمر کو بلحاظ امور خلافت فضیلت ہے

اسلام شریعت کے نبی بانی ہین   بعد انکے عمرؓ مظہر ربانی ہین
تکمیلِ رسالت و خلافت ہین محب   بے مثل وہ ہین اور یہ لاثانی ہین

حضرت عمرؓ کا عدل بے مثل تھا

دنیا مین ہین ہر کام کے افراد جدا   لیکن نہ ہوا کوئی عمرؓ سا پیدا
ہر خلق کو اعتدال لازم ہے محب   تھے عدل مجسم آپ سر سے تا پا

ادنیٰ کو اعلیٰ کی محبت بھی ہوتی ہے اگرچہ معشوق کے وصال کے قابل عاشق نہو

یہ بندۂ ناچیز کہان اور وہ حور   پروانہ کہان اور کہان شعلۂ طور
معلوم ہے اُس شوخ سے ملنا لیکن   انسان محبت سے محب ہے مجبور

عشق اور عقل مین باہم تنافر کی نسبت ہے

ہوتا ہے جو انسان مے عشق سے چور   رہتا ہے خیال دلربا مین مسرور
اس عشق و خرد مین کیا تنافر ہے محب   نزدیک وہ آجائے تو ہوجائے یہ دور

بدخلق آدمی سے تو حیوان بہتر ہے

ایمان سے واقف نہ صداقت کی خبر   پابند دیانت نہ امانت کا اثر
ظاہر مین تو کچھ اور ہین باطن مین کچھ اور   ان آدمیون سے تو یہ حیوان بہتر

جس قوم کے اخلاق خراب ہوجاتے ہین وہ ہمیشہ پامال رہتی ہے

ہوجائین اگر قوم کے اخلاق تباہ   دنیا مین ملے گی نہ کہین اُسکو پناہ
پامال رہے گی مثلِ مورِ سرِ راہ   لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بوڑھے اشخاص کا اکثر آسانی سے دم نکلتا ہے

اطفال کا مرتے ہین تو دم اڑتا ہے   اسباب ہلاکت سے جوان لڑتا ہے
بوڑھون کو ہو کیا نزع کی سختی کا خیال   پھل پکتے ہی خود آپ ٹپک پڑتا ہے

بے تجربہ کے انسان کی طبیعت معلوم نہین ہوتی

[illegible]

انسان کی حیوان پہ شرافت معلوم   تعلیم کی اخلاق کی عزت معلوم
حیوان کی تو معلوم ہے انسان کی مگر   ہوتی نہین بے تجربہ فطرت معلوم

انقلاب زمانہ کی بہار قابل دید ہے

کیا رنگ بدلتا ہے شب و روز یہ دہر   ہے مہر کے آثار کبھی شدت قہر
ہے ظلمت و نور مین لڑائی دایم   آلودہ بخون روز نکلتا ہے مہر

عیدی بہ نواب افضل النسا خانم

اس باغ جہان مین رہو دایم خرم   ہر سال ہو تعلیم مین آگے ہی قدم
دیتا ہے محب یہی مبارکبادی   ہو عید مبارک تمھین افضل خانم

آمون کی تعریف جنھین میری شاگرد رشید افضل النسا خانم نے بھیجا تھا

بھیجا مجھے افضل النسا نے تحفہ   ہر آم مین تھا شہد بہشتی کا مزا
تھے زرد یہ آم سرخ کاغذ مین کہ تھے   خورشید صد و بست شفق مین یکجا

نامرادی بھی عین مراد ہے

ہے صبر و رضا خوے نہادی میری   دنیا کا غم و رنج ہے شادی میری
امید وصال خوف ہجران نہ رہا   بہتر ہے محب یہ نامرادی میری

بوڑھے سے نوجوان کی الفت قابل تعجب ہے

نو عمر سے ناجنس سے یاری کیسی   پیری مین محب چاہ تمھاری کیسی
اپنا نہ ہوا کبھی نہ ہوگا وہ شوخ   پھر وحشت دل یہ بیقراری کیسی

عاشق کو صورت دکھانا بھی ناجائز ہے

ناجنس پہ مرنے کا یہ دیکھا انجام   لینا نہ محبت کا محب بھولکے نام
جائز ہے کہ غیرون سے ملے خود جاکر   صورت بھی دکھانا ہے مگر تمکو حرام

وفادار دوست کا ملنا بھی عجیب نعمت ہے

دلدار وفا شعار پایا ہے   الله مراد نامراد برلایا ہے
مدت کی سعی وجہد وکوشش سے محب   صد شکر کسی اور یہ دل آیا ہے

معشوق مین شوخی اور دروغ گوئی بھی ہوتی ہے

ہم نے بھی تو خوب آزمایا اسکو   دمباز دروغ گو ہی پایا اسکو
سمجھین نہ محب سنگدلی صد افسوس   زخم دل صد چاک دکھایا اسکو

عشق کو بیقراری اور اضطراب لازم ہے

کرتے ہین بہت دوست غمگساری دلکی   ہوجائے کسی سے کچھ تو یاری دلکی
کیا کیجیے کچھ بس نہین چلتا ہے محب   ہوتی نہین دور بیقراری دلکی

خدا ہر شخص کو اسکی قابلیت کے لحاظ سے دیتا ہے

افلاس گدا کو تخت شاہی جم کو   حیوان کو حظوظ نفس عشق آدم کو
جو جسکے ہے قابل وہی ملتا ہے اسے   دشمن کو وصال نامرادی ہم کو

معشوق کے جور و جفا ناگفتہ بہ ہین

صدمہ دل عاشق پہ جو گزرا گزرا   اب اسکی شکایت سے محب فائدہ کیا
غیرون کے لیے قتل کیا شیدا کو   دیکھی نہ فلک نے بھی کسی پر یہ جفا

کبھی ایک طرف سے تو محبت اور دوسری طرف سے نفرت ہوتی ہے

ہے دل مین مجھے یار سے الفت ویسی   مجنون کو لیلی سے تھی چاہت جیسی
حیران ہون کہ اسکو تو دلی نفرت ہے   پھر مجکو ہے کیون اس سے محبت ایسی

بعض دوست دشمن سے بدتر ہوتے ہین

جو اہل محبت ہین وفا کرتے ہین   بے درد محب پر بھی جفا کرتے ہین
اب نام نہ دوستی کا لینا ہرگز   یہ دوست ہی دشمن تو ہوا کرتے ہین

معشوق کے نخرون مین نہ آنا چاہیئے

اس شوخ کے فقرون مین نہ آنا ہرگز دھوکا کوئی اور اب نہ کھانا ہرگز
قسمین دے کر بھی وہ بلائے جو کبھی مرجاؤ مگر پاس نہ جانا ہرگز

عشق مین معشوق کی شکایت بیجا ہے

قابل نہین کہنے کے حکایت دل کی جو رنج سہے سب ہے عنایت دل کی
دل آپ پہ آیا یہ خطا اسکی ہے کرتے ہین جو ہم وہ ہے شکایت دل کی

پیری کے عشق کا نتیجہ حسرت و یاس ہے

افسوس عبث دلکو لگایا ہم نے پھل نخل محبت کا نہ کھایا ہم نے
پیری مین ہوا عشق جو ان کا صد حیف جز حسرت و یاس و غم نہ پایا ہم نے

اقتلوا انفسکم قرآن مین آیا ہے

کر ترک خوشی رنج کا چارہ ہے یہی خواہش کو مٹا غم سے کنارہ ہے یہی
کافر ہے یہ نفس اُسپہ لازم ہے جہاد کفّار کے قتل سے اشارہ ہے یہی

محبت کے لیے صورت و سیرت درکار نہین

بدشکل پہ دل آئے تو وہ بھی ہو پری محبوب کی اچھی ہی ہے سیرت بھی بُری
لیکن نہ ہو جس دل مین محبت کا گزر ٭ ڈھونڈے ہے وہی خوش خلقی و حسن قمری

محبت اتفاقی امر ہے کوشش اور صنعت کو اسمین دخل نہین

صد شکر ملی عشق کی مجکو دولت ٭ یہ بھی ہے عطیۂ سخائے فطرت
کوشش سے زر و مال سے ملتے ہین حسین ملتی نہین تدبیر سے سچی الفت

کمال عشق مین معشوق کا جلوہ ہر شے مین نظر آتا ہے

رہتا ہے تصور جو ترا آٹھ پہر مجکو نہین کچھ حال کی اپنی ہی خبر
تو مجھ سے جو چھپتا ہے تو کیا اُس سے حصول آتا ہے مجھے تو ہی تو ہر شے مین نظر

مایوسی مین اُمید کی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے

جو دل پہ گزرتا ہے گزر جائے گا   بیمار یہ اک دن تو شفا پائے گا
اُمید پہ جیتے ہین ترے ملنے کی   چاہے گا خدا وقت بھی وہ آئے گا

عشق تمام امراض روحانی کا علاج ہے

گھبرا نہ تپ ہجر کی سختی سے ذرا   الفت مین ہے بعد رنج راحت بخدا
ہے صحت کامل یہی بیماریٔ عشق   یہ درد ہے ہر درد و مصیبت کی دوا

معشوق کی محبت ہی سب نعمتون سے اعلےٰ ہے

ہے دہر مین کیا الفت جانان کے سوا   پوچھے دل عاشق سے کوئی اس کا مزا
صد شکر دیا خدا نے جو کچھ مانگا   وہ چاہے مجھے تو اور پھر چاہیئے کیا

سب چیزون کی محبت سے خداوند تعالی کی محبت افضل ہے

دولت کی اسی حرص اُسے حشمت کا جنون   اولاد پہ بوالہوس ہے کوئی مفتون
جاتے نہین تا عمر یہ امراض مگر   سودائے محبت ہے شفائے مجنون

خداوند تعالی کی حب ذاتی پر اس عالم کی بنیاد ہے

تخلیق کی دیکھو تو محبت سے بنا   ذرات کے ملنے سے ہی ہر شے پیدا
کیون عشق کو لازوال دولت نہ کہون   عالم کی بنا ہے حب ذاتی بخدا

عاقل آدمی اپنے عیوب پر نظر رکھتا ہے

اعمال کی میرے جو پڑھے کوئی کتاب   پائے گا نہ وہ اس مین کہین حرف ثواب
سمجھا ہے مجھے جتنا بُرا اُس سے بھی   مین تو ہون دوچند بلکہ سہ چند خراب

شکریہ تحفۂ میوہ مرسلہ افضل النسا خانم شاگرد رشید

اللہ نے دی ہے جو انھین دولت و جاہ   ہم پر بھی تو ہے مہر و محبت کی نگاہ
دل سے ہے محب کی یہ دعا شام و پگاہ   افضل پہ رہے سایۂ افضال اله

تہنیت عید و شفائے مرض بہ نواب اکبر الملک بہادر کمشنر پولیس حیدر آباد دکن

ہے آپ سے راحت جو بہت عالم کو   شادی سے بدل دیا خدا نے غم کو
صد شکر ہوئی مرض سے صحت حاصل   اس عید کی وہ چند خوشی ہے ہم کو

شکریہ افضل النسا خانم

خربوزون کا تربوزون کا بھیجا تحفہ   کرتا ہے مرا ذائقہ شکریہ ادا
ہر پھل مین تھی آمیزش قند الفت   بھولون گا نہ جنت مین بھی مین اسکا مزا

عشق حقیقی اور بوالہوسی مین فرق ہے

عشاق ترے حسن کے ہین دیوانے   چگتے ہین حریص مرغ ہر جا دانے
یہ شمع پہ گرتا ہے وہ شیرینی پر   سوز دل پروانہ مگس کیا جانے

—— ۱۰۶ ——

مُسدّس

در تہنیت جشن سالگرہ اعلیحضرت بندگان عالی حضور پرنور ہز ہائینس نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ والی ریاست دکن خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ

مرقومہ سنہ ۱۳۲۱ھ

تخت نیلم پہ ہوا صدر نشین شاہ قمر   شب تاریک مین پیدا ہوے آثار سحر
مطلع شرق ہوا چشمۂ آب گوہر   قلزم نور مین ظاہر ہوا موجون کا اثر
بحر انوار مین شب کوہ و شجر ڈوب گئے
چرخ پر انجم افلاک کے گھر ڈوب گئے

ہر طرف نور برسنے لگا مانند سحاب   فرش گوٹے کا نظر آتا تھا ہر چشمۂ آب
جلوۂ مہر دکھا دیتے تھے اٹھ اٹھ کے حباب   مچھلیان آب مین تھین آگ پہ تھا سیماب
تابش آب سے کیا آنکھ جھپک جاتی تھی
برق سان کوندتی ہر موج نظر آتی تھی

برقعۂ نور مین مستور تھے اجسام جبال   آبشارون مین تھا مقیش کے سہرے کا جمال
سنگ ریزون مین تھا خورشید درخشان کا جلال   گھاٹیان دور سے آتی تھین نظر بدر و ہلال
کہکشان سلسلۂ کوہ نظر آتے تھے
نظم پروین کی جھلک سنگ دکھلاتے تھے

باغ مین تھا شب مہتاب کا وہ عالم نور   رخ اشجار سے تھا صاف عیان جلوۂ طور
سرو تھے باغ مین یا بزم مین شمع کافور   شاخ نازک نظر آتی تھی کہین ساعد حور
حلۂ نور تھا ہر ایک شجر کے بر مین
مجمع حورون کا تھا ہر جا محل اخضر مین

بقعۂ نور تھا اس باغ مین اک قصر جنان   در و دیوار سے تھا عکس رخ حور عیان
قوت برق سے روشن تھی جو قندیل وہان   دوسرے چاند کا ہر ایک کو ہوتا تھا گمان
آبرو ماہ کی نظرون سے گھٹی جاتی تھی
چاندنی شرم سے خود آپ کٹی جاتی تھی

جگمگاتا تھا مکان تھی وہ چراغون کی ضیا   میز پر اور تھا کچھ چرخ چہارم کا سما
لمپ روشن تھے کہ تھا ماہ کا روشن چہرہ   کس قرینہ سے تھا اس میز پہ کھانونکو چنا
میوے تھے عرق تھی ہر قسم کی شیرینی تھی
وہ نہ تھا جس مین کہ بے حرمتی دینی تھی

میز کے گرد تھے سب انجم چرخ عزت   مہ و خورشید کے مانند تھی جنکی شہرت
مجلس علم و عمل کی ہوئی جن سے وقعت   جنکی افلاک سے بڑھ کر ہے زمین پر رفعت
شمس ہین شاہ دکن اور یہ سب تاری ہین
ایک ہی تنظم ممالک کے یہ سیاری ہین

آج اس باغ مین ہے جلسۂ میلاد حضور   بلبلین شاد ہین ہر گل ہے خوشی سے مسرور
لڑکھڑاتی ہوئی پھرتی ہے صبا نشہ مین چور   مئے عشرت سے ہین مدہوش درختون پہ طیور
دم بدم یہ نہین غنچون کے چٹکنے کی صدا
بزم عشرت مین ہی آواز شکست مینا

ساقیا ہمکو بھی دے بہر خدا آج شراب   طپش رنج سے سینہ مین ہی دل جلکر خراب

کیا لکھین شعر کہ جب دل مین نہین طاقت تاب   گردش چرخ سے حالت ہوئی پیری مین خراب
گر کے پستی مین اب امید ذرا اُٹھی ہے
اَبر آیا ہے برستا وہ گھٹا اُٹھی ہے

ساقیا دیر نکر آج ہے وہ فصل بہار   کہ پیئین اور لکھین مدحت شہ مین اشعار
گلِ مضمون وہ نئے رنگ کے ہون بے شمار   جنکے ہر رنگ مین پیدا ہون نئے رنگ ہزار
چمن غیر کی نکہت بھی نہ آنے پائے
باسی پھولونکا کوئی ہار نہ گوندہا جائے

سخت مشکل ہے کہ اوصاف ہون حضرت کے بیان   خوبیان لاکھ دہن مین ہے مگر ایک زبان
ہین بہت وصف جو ہین عام کی نظرون سے نہان   یہ بھی اک خلق ہے ہو اپنی بھلائی نہ عیان
بہاری چھپتے ہین نمایان ہین سبک سر اکثر
خس ہے پانی پہ تو دریا کی ہے تہ مین گوہر

وقت تھوڑا ہے مگر وصف ہین حضرت کے کثیر   بحر کوزے مین بھرا جائے کرین کیا تدبیر
یہی کافی ہے کہ کہدیجئے بے مثل و نظیر   عدل و انصاف کی ہین آپ مجسم تصویر
منحصر اب تو ہے اسلام کی وقعت ان پر
بعد فاروقؓ ہوئی ختم عدالت ان پر

عہد مین آپ کے کیا ملک دکن ہے خوشحال   ہر جگہ امن ہے ہر جا ہے ترقی کا خیال
سر اُٹھائے کوئی سرکش یہ نہین اُسکی مجال   شیر بزغالہ سے ڈرتا ہے یہ ہے رعب جلال
خون زر منع بہانا ہے ہر اک فاسق کو
قتل معشوق بھی کرتے نہین اب عاشق کو

عہد مین آپ کے بازار خیانت کا ہے سرد   مال زوجہ کا بھی بے اذن کے چھوتا نہین مرد
بے اجازت کوئی چوسر سے اُٹھاتا نہین نرد   ڈر سے اب باد صبا بھی تو اُڑاتی نہین گرد

بند مٹھی مین ہے کیا دزد حنائی کا اثر
اور معشوق چراتے نہین عاشق سے نظر
عہد مین آپکے تعلیم کا ہر جا ہے رواج   دولت علم کو کر لیتے ہین حاصل محتاج
وقف تعلیم رعایا کو ہے ہر سال خراج   حیدرآباد کو پھر کیون نہ ترقی ہو آج
درس لندن مین جو اولاد وطن پاتی ہے
جھولیان علم کی بھر بھر کے وہ لے آتی ہے
عہد مین آپ کے ہے قابل تعریف یہ بات   نہ کوئی فرق مذاہب نہ کوئی پرسش ذات
پست ہوتے ہین لیاقت سے رفیع الدرجات   اب تو تعلیم شرافت ہے جہالت ہے حماقت
راہ تعلیم نہین بند کوئی ٹوک نہین
راستہ صاف ترقی کا ہے کچھ روک نہین
یا الٰہی رہے یہ **شاہ دکن** تا بہ ابد   انکے ہر کام مین ہو شاہ ولایت کی مدد
دوست انکے رہین خوشنود خدایا بیحد   اور عدو کو نہ ملے انکے امان تا بہ لحد
خاکسارون پہ رہے دست کرم انکا مدام
اور محب کا بھی کبھی ہاتھ سے لین اپنے سلام

سخن

فضائے گلشن فردوس ہے بہار سخن   ہے رنگ حور مجسم گل عذار سخن
خجل ہے بلبل سدرہ وہ ہے ہزار سخن   بہشت کو ثمر طوبے لئے ہے زیر بار سخن
نیا ہو وقت گزرنے سے وہ کہن ہے یہی
خزان کا دخل نہین جس مین وہ چمن ہے یہی

یہ وہ شجر ہے کہ ہر فصل مین ہے اسپہ بہار   ہر ایک پھول مین جسکے نئے ہین رنگ ہزار
ہزار جان سے بلبل ہے اُن گلون پہ نثار   مہک سے اِن کی ہے یہ باغ طبلہ عطار
یہی وہ پھول ہین پژمردگی نہین جن مین
گلِ ارم سے بھی بڑھکر ہے تازگی اِن مین
بسا ہے گلشن عالم انہین کی خوشبو سے   انہین کی مدح کا دریا بہا لب جو سے
انہین کی بو نکل آئی ہے ناف آہو سے   انہین کے حسن سے جاتا ہے دل بھی قابو سے
انہین کی باغ جہان کو ہے آرزو باقی
ملین جو خاک مین تو بھی ہے انکی بو باقی
بشر ہے جان جہان اور سخن ہے جان بشر   زبان مین تیغ و سنان سے بھی کاٹ ہے بڑھ کر
یہی ہے افسر اعلے تمام دنیا پر   اِسیکے زیر حکومت ہین سب یہ بحر و بر
ہر ایک ملک مین رعب حسام بیٹھا ہے
دلون پہ سکّہ اہل کلام بیٹھا ہے
یہ تیغ وہ ہے کہ جس مین ہے ذوالفقار کا کاٹ   اُتار دیتی ہے دم مین سرون کو ایک ہی گھاٹ
ہر ایک ناب مین ہے قلزم فنا کا پاٹ   عدو کے خون کا دریا وہ دم مین جائے چاٹ
اسی کی ضرب سے ٹکڑے جبال ہوتے ہین
اسی کے زخم نہین اندمال ہوتے ہین
ہزار فوج کی قوت ہے اک سخن مین نہان   رجز کی دیکھئے تاثیر بر سر میدان
بنائے بزدل و نامرد کو وہ شیر ژیان   اسی کے زور سے ہو سرنگون علم بدنشان
ذرا سی بات سے مردون مین جان آتی ہے
شکستہ فوج کی ہمت یہی بندھاتی ہے
یہی ہے بزم کی جان اور رزم کی رونق   خدا جو حق ہے تو اُسکا کلام ہے برحق

دیا تھا اُمّیِ برحق کو حق نے اس کا سبق   اسی کے سننے سے بدباطنون کی منہ تھی فق
کہان وہ ظلمت اصنام اس مکان مین ہے
کلام پاک کی اب روشنی جہان مین ہے

سخن ہے معجزہ اس مین نہین کسی کو کلام   یہ وحی حق ہے صحیفہ یہی یہی الہام
ہوئی ہین زندہ اسی سے مری ہوئی اقوام   کیا ہے نعرۂ قم نے اسی کے حشر مدام
کلام حق سے ہوئے پست آسمان پہ کھڑے
عرب کے مردہ صد سالہ سُنکے چونک پڑے

سخن ہے زندہ جاوید انقلاب سے پاک   اسی کا رنگ مٹاتے نہین کبھی افلاک
فروغ حسن کو اسکے نہین زوال سے پاک   رہا دوام اسی کا شباب حیرت ناک
ہر ایک شے متغیر ہے اور فانی ہے
فقط سخن ہی مگر ایک جاودانی ہے

ہے موت اہل سخن کی حیات سے بہتر   صدف فنا ہو تو ظاہر ہو آب و تاب گہر
مرے غزال تو مشک اے ناف سی باہر   ملے جو خاک مین دانہ تو ہو درخت و ثمر
فدائے گل ہو تو ہو نام بلبل شیدا
گلون کی روح جو نکلے تو عطر ہو پیدا

سخن ہے سحر نہین اور کچھ سخن کے سوا   یہی ہے ٹوٹکا۔ جادو یہی یہی ہے دعا
بنائے گبر کو مومن یہی ہے وہ کلمہ   ہے قصر دین محمدؐ کی یہ سخن ہی بنا
طلسم کفر و نفاق اس سے خاک ہوتا ہے
اسی کے فیض سے ناپاک پاک ہوتا ہے

نہین ہے قدر سخن کوئی اس زمانے مین   تضیع وقت ہے اشعار کے سنانے مین
ہے قدر دُر کوئی نا اہل کو دکھانے مین   نہین تمیز جنھین گوہر اور دانے مین

سخن کی قدر سخندان باصفا جانے
بہائے گوہر نایاب مرغ کیا جانے

گہر کی طرح سے اہل سخن بھی ہین کمیاب   دبے ہوئے کہین مٹی مین ہین در نایاب
وحید عصر ہین ان کا نہین جہان مین جواب   نہان ہین چشم سے مانند مہر زیر سحاب
بہت ہی اہل سخن آپ کو چھپاتے ہین
خزف کے ڈھیر مین ہیرے چمک ہی جاتے ہین

سخن کی ہند مین اب تو ہے سرد بازاری   خزف کی قدر ہے گوہر کی ہر جگہ خواری
عوام فہم سخن سے ہین مطلقاً عاری   خواص مین ہے تعصب کی سخت بیماری
صلہ کا ذکر ہے کیا داد بھی نہین دیتے
سخنورون کا کبھی نام بھی نہین لیتے

ہر ایک فن کی ترقی ہے قدردانی پر   بغیر آب کے بڑھتا نہین ہے کوئی شجر
نہ دین جو کھاد شجر کو تو خاک لائے پھل   کرین جو صرف تو حاصل ہو خاک و سنگ سے زر
بڑے ریاض سے علم و ہنر نکلتے ہین
زر کثیر سے لعل و گوہر نکلتے ہین

سخن کی کان زمین دکن مین ہے پنہان   ملے ہوئے ہین اسی خاک مین در غلطان
یہین سے پائی ہے اردو زبان نے عز و شان   یہین لکھے گئے اردو مین اولاً دیوان
یہین سے شعر و سخن کا رواج نکلا تھا
ولی بھی ایک اسی کان زر کا ہیرا تھا

قصیدۂ جشن جوبلی چہل سالۂ عمر بست سالہ حکومت

اعلیحضرت بندگان عالی حضور پر نور سپہ سالار مظفر الممالک ہز ہائینس نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ

آج نکھرا ہے غضب لیلیٔ شب کا جوبن   کہکشان مانگ ہے تارون سی جبین ہے روشن
مشتری زہرہ ہین کانون مین عجب دُرِ عدن   حلقۂ انجم تابان ہے گلے مین سمرن
یہ نہین گنبد گردون پہ ثوابت کی دمک
کالے برقع پہ ہے سلمے کے ستارونکی چمک

شب تاریک مین کیا آج ہے تارونکی بہار   گنبد چرخ دکھاتا ہے فضاے گلزار
ہر طرف کھیت چنبیلی کے ہین بے حد و شمار   چاندنی کے ہین ہر اک سمت فلک پر انبار
مشتری زہرہ سمان باغ کا دکھلاتے ہین
آسمان پر گل مہتاب نظر آتے ہین

ہین مریخ فلک پر گل لالہ ہے کھلا   مشتری نرگس شہلا کی دکھاتی ہے ادا
چشمۂ آب مین ہے پھول کنول کا زہرا   ہے زحل کا گل نارنج سے بھی حسن سوا
کیاریان باغ کی ہین گنبد مینا ہی کہان
گچھے پھولون کے ہین یہ عقد ثریا ہی کہان

ہے زمین پہ بھی کچھ اس رات عجب بزم فلک   قصر شاہی کے چراغون مین ہی انجم کی چمک
گول لیمون مین کہین ہے مہ تابان کی جھلک   اور ہے قمقمۂ برق مین تارون کی دمک
ہانڈیان سقف مین ہین مہر درخشان کی قطار

ہے یہ زیبا کہ کہیں لیل کو ہم آج نہار

ہر طرف آج زمین پر ہے عجب بارش نور   لگتے بادل کے فضا مین ہین کہ ہین شعلۂ طور
کالی گھنگھور گھٹائین ہین برنگ کافور   تار باران ہین کہ مقیش کی ہے چلمن حور
نجم ثاقب کی نظر آتی ہے بارش مین جھلک
اور ہے اختر تابندہ کی بوندون مین چمک

غرق ہے نور کے دریا مین زمین کوہ و شجر   جلوۂ طور دکھاتا ہے ہر اک سنگ و حجر
سرخ پھل مشعلین پتون کی ہین اندر باہر   شمع ہر شاخ تھی ہے شمع کا شعلہ گل تر
بارش نور کا پہنچا ہے سرون تک پانی
برگ و بار و شجر و شاخ ہین سب نورانی

روشنی کا ہے عجب شہر مین ہر سمت سمان   بقعۂ نور چراغون سے ہے ہر ایک مکان
چارمینار سے ہے جلوۂ معبود عیان   طور سینا سے بھی بڑھ چڑھ کے تجلی ہے یہان
وجد مین طور کا خود شعلۂ آتش آتا
دیکھتے حضرت موسیٰ تو وہین غش آتا

قصر شاہی پہ عجب نور کی ہے جلوہ گری   در و دیوار مین آتا ہے نظر حسن پری
کارچوبی کی ہے چھت فرش پہ ہے کار زری   سقف مین ہیئت شمسی ہے کسی جا قمری
ہے یہی قصر کہ چومحلہ جسے کہتے ہین
حضرت اقدس و اعلیٰ تو یہین رہتے ہین

آج جبلی کی ہے تقریب بھرا ہے دربار   جمع ارکان ریاست ہین بصد شان و وقار
بر مین ملبوس مہذب ہے سر پر دستار   حسن اخلاق و تدبر کی ہے چہرون پہ بہار
شمس ہین شاہ دکن اور یہ سیارے ہین
ایک ہی برج شرافت کے یہ سب تارے ہین

جلوہ افروز سر بزم ہین سلطان دکن   تخت زرین پہ ہے یا مہر فلک جلوہ فگن
رخ تابان کی تجلی سے جہان ہے روشن   مطلع شمس پہ ہے ارض دکن چشمک زن
رات کو مہر برآمد ہو عجب قدرت ہے
یہ سمان دیکھ کے افلاک کو بھی حیرت ہے

وہ شہ ملک دکن حضرت محبوب علی   بیسوین سال حکومت کی ہے جنکی جبلی
جن سے ہر فرد رعایا کو محبت ہے دلی   جن کے اخلاق کا مداح ہے ہر پیر و ولی
آج اس بزم مین خود آپ ہین رونق افروز
عید نوروز سے عشرت مین ہے دہ چند یہ روز
حسن صورت سے بھی بڑھ چڑھ کے ہی حسن سیرت   خلق احمد کی ہے آئینہ دل مین صورت
عدل مین آپ مجسم ہین عمرؓ کی مورت   سر سے تا پا ہین شجاعت مین علیؓ کی ہئیت
حلم و تدبیر مین صدیقؓ نظر آتے ہین
جود عثمانؓ غنی آپ مین سب پاتے ہین
قدردان سخن و قدر شناس جوہر   سرپرست علما حامی تعلیم و ہنر
عادل و باذل و بخشندہ لعل و گوہر   دستگیر غربا اور رعایا پرور
یہ وہ سلطان ہے دیانت کا جو شیدائی ہے
راست بازون کی اسی عہد مین بن آئی ہے
سرکشی خائن و بدکار و جفا کار لئیم   بھاگتے پھرتے ہین دہشت سے سوئے نار جہیم
لینا رشوت کا یہان تک ہے یہان جرم عظیم   کہ اٹھی جاتی ہے دعوت کی بھی اب رسم قدیم
نان جو کھاکے امینان دکن جیتے ہین
گھر کا راشی کے مگر آب نہین پیتے ہین
حاکم افسر اعلےٰ کی کہان ہے یہ مجال   حق ماتحت کو بخشش سے کرے جو پامال

عدل و انصاف کا ہر ایک کو رہتا ہے خیال   کھنچتے رہتے ہین سب اہل قلم بال کی کھال
گرچہ ہر ایک یہان عدل مین لاثانی ہے
پھر بھی ہر بات کی تفتیش ہے نگرانی ہے
دور حضرت کا الٰہی رہے تا دور فلک   انکے اقبال مین ہو مہر درخشان کی چمک
حیدرآباد مین ہو لندن و پیرس کی جھلک   گل تہذیب کی ہر پھول مین پیدا ہو مہک
جوش ہمدردی ہم ملک ہو پیدا سب مین
ہو محب دولت و اقبال ہویدا سب مین

قصیدۂ نظامیہ در مدح اعلیحضرت بندگان عالی حضور پرنور نواب میر محبوب علیخان بہادر آصف جاہ نظام الملک والی ریاست حیدرآباد دکن

خورشید عدل وداد کی آمد دکن مین ہے   پھیلی شعاع نور کی ضو انجمن مین ہے
آنکھون مین نور تاب و توان ہر بدن مین ہے   پھر آب وتاب تازہ بہار چمن مین ہے
جوشِ طرب سے چہرۂ گل لال لال ہین
ہے بلبلون کو عید شجر بھی نہال ہین
شاہ دکن کے آنیکی ہر جا ہے دھوم دھام   سڑکون کی دونون طرف ہے خلقت کا اژدہام
ہے جا بجا پولس کے سوارون کا انتظام   فوجین کھڑی ہوئی ہین مسلح پئے سلام
بجتا ہے بینڈ اور سلامی اُترتی ہے
آواز توپ سقف فلک سے گزرتی ہے

حاضر پلیٹ فارم پہ ہین سب معززین   نواب ذی حشم ہین کہین راجگان کہین
رکن رکین ملک کہین حامیان دین   ہر ایک سلطنت کی انگوٹھی کا ہے نگین
انجم ہین گرد بیچ مین ماہ منیر ہے
صف بستہ فوج کاہکشان کی نظیر ہے

چہرہ سے اس قمر کے نمایان ہے برتری   کیا تاب ہے فلک جو کرے اس کی ہمسری
مریخ منھ چھپائے جو دیکھے سپہ گری   پڑتی ہے جسم شیر مین دہشت سے تھرتھری
بہر شکار لیکے تفنگ اپنی گر پھرے
شیر فلک زمین پہ ابھی کانپ کر گرے

اس رعب و داب پر ہے وہ رحم و کرم کی خو   دشمن کا بھی نہین وہ بہاتے کبھی لہو
کرتے ہین اسطرح سے غریبون کی جستجو   جیسے نشیب ڈھونڈتا پھرتا ہے آبجو
عنقا ہے وہ جو آب خنک کو ترستا ہے
باران فیض سب پہ برابر برستا ہے

آباد ملک اور رعایا ہے شادمان   ظالم کو تحت ارض بھی ملتی نہین امان
سنتے تھے نام عدل جہان مین مگر یہان   انسان کی شکل مین ہے وہ خود آپ حکمران
ہنگامہ ہے نہ شر ہے نہ کوئی فساد ہے
سب ملتون مین ایک یہان اتحاد ہے

محبوب خلق ہے مرا ممدوح لاکلام   آصف کے نام نامی سے واقف ہین خاص و عام
لے نام گر زبان سے تو شیرین ہو تلخ کام   عظمت پکارتی ہے ادب کا ہے یہ مقام
ان کی وفا کا خط یہ ہماری جبین پہ ہے
کندہ انہین کا نام تو دل کے نگین پہ ہے

ہر دم فلاح ملک کا اس شہ کو ہے خیال   پیش نظر ہے خواب مین بھی مفلسون کا حال

کاہیدہ جسم فکر سے ہے صورت ہلال   سیر و شکار بھی ہے ترقی کا ایک جال
منظور تجربہ سفر بمبئی سے تھا
راحت سے کچھ غرض تھی نہ مطلب خوشی سے تھا
مقصد یہ تھا سفر سے کہ دیکھین جہان کا رنگ   ہوتے ہین کیا اصول تمدن کی رنگ ڈھنگ
گوشہ مین بیٹھنے سے تو آتی نہین ہی جنگ   جب کان سے نکلتا ہے ہوتا ہے لعل سنگ
اہل دول کو سیر و سیاحت ضرور ہے
آتا اسی سے چشم بصیرت مین نور ہے
شاہان غربی مین سیاحت کا ہے رواج   مشہور ہے تمدن و دولت مین جنکا راج
لاکھون ہی خرچ کر کے وہ آتے یہان ہین آج   ہے تجربہ مشاہدہ دنیا کا اک خراج
سیر و سفر سے دانش و تدبیر آتی ہے
بیٹھے رہین جو گھر مین تو عقل اور جاتی ہے
سب جانتے ہین سیر و سیاحت کا فائدہ   ہوتی ہے صاف جاتی ہے جب دور تک ہوا
گدلا ہو آب گر نہ بہے ایک دن ذرا   ہے مہر و ماہ سا کوئی سیاح دوسرا
گردش مین رات دن ہین کہاں وہ حضر مین ہین
دیکھو تو آسمان و زمین سب سفر مین ہین
یہ بمبئی تو ہند کا لندن ہے آج کل   ہر چیز کے بنانے کی قایم یہان ہی کل
دولت کا اور صنعت و حرفت کا ہی محل   تعلیم علم اور ہے پھر علم پر عمل
پانی پہ ہین جہاز دہوان بھی ہوا پہ ہے
خشکی تری کی سیر غرض ایک جا پہ ہے
دیکھے بغور حضرت اقدس نے سب مقام   وہ بار بردہ بحر جہازون کا وہ قیام
وہ مد و جزر اور وہ بندر کا اہتمام   وہ جا بجا محیط مین انسان کا انتظام

قبضہ مین بر و بحر ہین مالک ہوا کا ہے
انسان اس زمین پہ خلیفہ خدا کا ہے
وہ انتظام ملک وہ طرز معاشرت وہ درسگاہ علم وہ قومی مجالست
وہ صنعت و تجارت و تہذیب عافیت وہ اسپتال اور یتیمون کی منزلت
ان سب مفید کامونکو حضرت نے دیکھا ہے
باریکیون کو چشم بصیرت نے دیکھا ہے
اللہ رے وسعتِ نظر آسمان جناب ذرّون مین دیکھتے ہین وہ تنویر آفتاب
عالم ہے انکے سامنے فطرت کی اک کتاب کرتے ہین اس سے کام کی باتین وہ انتخاب
سیر و سفر جہان کے شایان انہین کو ہین
مشکل ہین جو علوم وہ آسان انہین کو ہین
ہے یہ دعا کہ حضرتِ اقدس ہین مدام جب تک کہ نظم عالم ہستی کا ہے قیام
ہون فیضیاب تجربون سے آپکے غلام تعلیم تربیت کا ہو ہر جا رواج عام
گل وہ کھلین کہ بلبلین شادی سے پھول جائین
باغ دکن کو دیکھ کے جنت کو بھولجائین
قایم کلین ہون شہر مین لندن کا ہو سمان جاری ہر ایک فن کے مدارس بھی ہو یہان
قایل یہان کی صنعت و حرفت کا ہو جہان ہو گرد شغل علم سے معمور ہر مکان
دولت ہو اتفاق بھی ہو علم فن بھی ہو
دل مین ہر ایک شخص کے حب وطن بھی ہو
حضرت کو اپنے ملک کا ہر وقت ہے خیال اب دیکھنا تجارب عالی کا بھی کمال
ہوئے گا اس سفر کا کوئی نیک ہی مآل خود دے رہے ہین ہم کو خبر واقعات حال
پھیرے خدا نے ملک کی آسودگی کے دن

غائب ہوئے وہ خرچ کے بیہودگی کے دن

لیکن ابھی ہے قوم کی حالت بہت خراب   امراض صعب اور بدن مین نہین سنے تاب
حاذق طبیب زیست کو بھی دیچکے جواب   ہان کچھ کھلا ہوا ہے دعا کا بس ایک باب
ہوگی شفا جناب کی کچھ التفات سے
وابستہ اب امید ہے حضرت کی ذات سے

مہلک مرض ہین سستی و غفلت کی عادتین   کرتی ہین سیم و زر کو بھی مٹی یہ خصلتین
بدتر ہین ڈاکون سے بھی کاہل طبیعتین   جنکے سبب سے ملک پہ آتی ہین آفتین
نام کرم جہان مین سب کو عزیز ہے
بےجا کرم مین ظلم مین مشکل تمیز ہے

اللہ ہے کریم تو قہار بھی تو ہے   بندہ نواز اور وہ جبار بھی تو ہے
فردوس کے مقابلہ مین نار بھی تو ہے   انعام ہے ادہر تو ادہر مار بھی تو ہے
پرواز مہر و قہر کے ہون پر تلے ہوئے
میزان عدل مین ہون برابر تلے ہوئے

ہو باغبان اگر کہین خارون پہ مہربان   ہو خار زار اسکے ترحم سے گلستان
گل کا پتہ کہین ہو نہ غنچہ کا ہو نشان   بلبل کے آشیانہ مین ہو زاغ کا مکان
ہن موذیون کا رشک جنان بوستان بنے
ویران ہو باغ بوم کا پھر آشیان بنے

جراح کاٹ دیتا ہے سڑتا ہے عضو جب   بیجا کرے جو رحم تو سڑ جائے جسم سب
قاتل پہ رحم کرتا ہے عادل بتاؤ کب   شاخون کو کاٹ دیتے ہین سڑتے ہین عنب
انجام گر بھلا ہے تو ہر قہر مہر ہے
جسکا نتیجہ بد ہے محبت وہ زہر ہے

بے جا سفارشین ہین تو بے جا رعایتین   ہر کام مین ہین اپنی ہی ملحوظ غایتین
ہر پھر کے اپنون ہی پہ ہین ساری عنایتین   ان فائدون پہ اور غضب ہین خیانتین
ظالم ہین اور بانی جور و ستم بھی ہین
طرّہ ہے یہ کہ قابل رحم و کرم بھی ہین

ہان قابل کرم ہین وہ اشخاص خوشخصال   رکھتے ہین جو دیانت و ایمان مین بھی کمال
ہر دم جنھین رفاہ خلایق کا ہے خیال   کھاتے نہین حرام کی روٹی بجز حلال
تازہ بہار گلشن عالم انہین سے ہے
ہر ملک کی ترقی پیہم انہین سے ہے

بے کار مفت خورون کی ہے پرورش جہان   بڑھتی ہے روز مفلسی و کاہلی وہان
ہوتا ہے کاہلی سے تو ویران ہر مکان   ہے محنتون سے دشت و بیابان بھی بوستان
سمجھین تو مسئلہ یہ ذرا بھی ادق نہین
اہل جہان پہ کاہلون کا کوئی حق نہین

لیکن ہے فرض قوم پہ ان کی معاونت   رکھتے ہین جن سے چرخ زمین سب مخالفت
بے دست و پا ہین اور ہین بے امن و عافیت   اہل جہان کو انپہ نہین کوئی عاطفت
قسمت عدو ہے اور مخالف زمانہ ہے
رہنے کو ہے مکان نہ کھانیکو دانہ ہے

لیکن بڑا سخاوت بیجا کا ہے ضرر   رہتے ہین مفت پانے سے انسان بے ہنر
ہوتے نہین ہین کسب معیشت سے بہرہ ور   آخر کو بار ہوتے ہین وہ ملک و قوم پر
محنت سے کچھ غرض نہین ہے شغل نوم کا
ہر وقت چوستے ہین لہو جسم قوم کا

پھیلا ہوا ہے زہر خوشامد کا جا بجا   ہے چاپلوس واقعی مکار و بے وفا

بس ہو چکی رذالت انسان کی انتہا   رکھدین قدم پہ سر جو ہو ادنی سا فائدہ
وہ نفس کی شرافت و عزت کدھر گئی
شرم و حیا بھی قوم سے اب کوچ کر گئی

آتی ہین خوش امیرون کو یہ چاپلوسیان   کرتے ہین چاپلوسون پہ کیا مہربانیان
ہوتی ہین روز ان کی بڑی مہمانیان   خلعت مین روز پاتے ہین یہ جبادانیان
لاکھون فتوح کے تو کھلے ان پہ باب ہین
ہر کام مین یہی تو فقط کامیاب ہین

لیکن نہین ہے قوم مین سچون کی کوئی قدر   پھر کیون نہ ہو ہلال وہ گھٹ کر مثال بدر
زیبا ہے ان کے واسطے ہر جا مقام صدر   افسوس ہے کہ صدر نشین ہون جو اہل عذر
جھوٹون کو جب عروج یہ خود آسمان دے
پھر کیا غرض ہے کوئی صداقت پہ جان دے

بڑھتے ہین قدر دانیون سے قوم مین ہنر   ہوتے ہین پھر کمال کے مہتاب جلوہ گر
روشن ہر ایک مکان کا ہوتا ہے بام و در   ہوتے بروج شمس ہین تاریکیون کے گھر
مٹی ہے زر تو لعل بھی پتھر ہے کان مین
ہے آفتاب علم کی رونق جہان مین

امید ہے کہ حضرت اقدس فلک رکاب   اصلاح قوم و ملک مین ہوینگے کامیاب
ہوئے گا ایک لخت جہالت کا سد باب   جاہل رہین گے تا بہ ابد مورد عتاب
پستی قوم آپ ہی خود دور ہوئے گی
ظلمت شعاع عدل سے کافور ہوئگی

بد خلقیون کی آئی ہے ان پر بلائے سخت   اصلاح قوم مین ہے مصروف تاج و تخت
اُترے ریا و زور کا جسمون سے اُنکے رخت   تائید جہل و کذب کی ہرگز کرے نہ بخت

زیر علاج قوم کا ہر اک مرض رہے
مقہور اور دور ہر اک خود غرض رہے
جب تک نظام شمس کا یارب رہے قیام   جب تک کہ گرد شمس ہون سیارے خوشخرام
اطراف ارض ماہ ہو جب تک کہ تیز گام   جب تک کہ ہو زمین پہ مخلوق یہ تمام
اقبال و جاہ حضرت اقدس بلند ہو
اس آفتاب دین کی تجلی دو چند ہو
ذرّون مین ہو یہان کے مہ و مہر کی چمک   علم و عمل کی سب یہ دکھائین چمک دمک
پھولون مین اس چمن کے ہو تہذیب کی مہک   رکھین یہ یاد تا بہ ابد شاہ کا نمک
عاشق ہزار جان سے حب وطن پہ ہون
قربان محب یہ جان سے شاہ دکن پہ ہون

تارک الدنیا

جلوۂ قدرت خلاق سے جنگل کا سمان   رفعت کوہ سے ہے عظمت معبود عیان
تہ بہ تہ سنگ مین حکمت کے ہین اسرار نہان   چشم بینا مین ہر اک ذرّہ ہے مہر تابان
آنکھ بے علم و ہنر کور ہے نابینا ہے
دل جو ہو صاف تو پھر سنگ بھی آئینا ہے
لب دریا ہے عجب شان کا اک کوہ بلند   جسکی چوٹی پہ پہنچتے ہین بصد رنج پرند
قصد چڑھنے کا جو کرتے ہین کبھی اس پہ چرند   تھککے ہر گام پہ گرتے ہین اٹھاتے ہین گزند
اس بلندی پہ تو انسان کا گزر مشکل ہے
گر گزر بھی ہو تو پھر اس پہ بسر مشکل ہے

ہے تعجب کہ سر کوہ ہے اک خورد مکان   مسکن راحت و آسودگی و امن و امان
رنج و تکلیف تمدن کا نہین جس مین نشان   قدرتی لطف و مسرت کا ہر سمت سمان
فرش مخمل نہین مینا نہین گلفام نہین
اور بے کار تکلف کا یہان نام نہین
قصر شاہی سے بھی بہتر ہے یہ کنج عزلت   ڈر تغیر کا نہ افواج عدو کی وہشت
پاسبانون کی نہ دربانون کی کوئی حاجت   غیر کی روک نہ اپنے سے خیال کلفت
اس بلندی پہ دنائت کا اثر مشکل ہے
حسد و بغض و عداوت کا گزر مشکل ہے
گوشۂ امن مین بیٹھا ہے وہان ایک جوان   مردم چشم مین جسطرح بصارت ہو نہان
رخ سے مایوسی و حسرت کے ہین آثار عیان   زرد چہرہ ہے بدن مین بھی نہین تاب و توان
اس نے دنیا کی ہر اک چیز سے منہ موڑا ہے
غم نے اس پر بھی مگر دل کو نہین چھوڑا ہے
نام اس تارک دنیا کا ہے انوار نبی   عزلت و زہد سے مشہور ہے لوگون مین ولی
اس کو ہمدردی انسان سے محبت تھی دلی   ہے یہ زیبا جو کہین اسکو سعید ازلی
مبدء فیض نے سب کچھ اسے نعمت دی ہے
صفت رحم و کرم اسکو عنایت کی ہے
ہاتھ آئی تھی بزرگون کی جو اسکو دولت   جانتا ہی نہ تھا دنیا کی کوئی وہ زحمت
عہد طفلی سے تھی اخلاق کی اسکے شہرت   خاطر و رحم و تواضع کی تھی اسکی عادت
بذل و احسان سے وہ ہر شخص سے پیش آتا تھا
در سے سائل کبھی محروم نہین جاتا تھا
جان سے مال سے ہر شخص کے کام آتا تھا   اہل حاجت کی بہت حاجتین برلاتا تھا

آپ بھی دیتا تھا اورون سے بھی دلواتا تھا   اپنے احسان پہ خود آپ ہی شرماتا تھا
چھپکے محتاج شریفون کو یہ زر دیتا تھا
دور افلاس کو دم بھر مین یہ کر دیتا تھا

چند ہی سال مین جو کچھ تھا لٹایا اسنے   آپکو مفلس و قلاش بنایا اس نے
خلق بیجا کا اثر سب کو دکھایا اسنے   اس کرم پر بھی کوئی دوست نہ پایا اس نے
زر جو تھا پاس تو ہر شخص تھا طالب اسکا
جان نکلی تو تہی ہو گیا قالب اسکا

غربت آتے ہی ہوے دوست بھی اسکے سب ہوا   اپنے بیگانے سمجھنے لگے سب اسکو بُرا
مُنہ چھپانے لگے راہون مین جلیس و رفقا   مفلسی آئی تو بھائی بھی ہوے اس سے خفا
منزلت اسکی نگاہون سے گری جاتی تھی
ہر طرف ذلت و تحقیر نظر آتی تھی

پوچھتا ہی نہ تھا آکر کوئی حال مغموم   جسکی غمخواری و الفت کی کسی وقت تھی دھوم
دل مین کہتا تھا وہ رو رو کے کہ دنیا ہی یہ شوم   اب حقیقت ہوئی ان اہل غرض کی معلوم
اپنے مطلب کے ہین یا لطف و عطا کے بندے
بندۂ زر ہین نہین یہ تو خدا کے بندے

ان کا معبود حقیقی ہے جہان مین دولت   ان کی تہذیب و تمدن سے ہے بہتر وحشت
اور حیوانون سے انسان کی ہے بدتر فطرت   قتل و خون بغض و عداوت ہے انہی کی عادت
یہ نہ ہوتا تو جرائم بھی نہ پائے جاتے
کوہ ہرگز نہ مصیبت کے اُٹھائے جاتے

درد انسان سے ہے نہ بوے محبت انمین   بے غرض رحم و کرم کی نہین عادت انمین
نفس انسان کی نہین کوئی شرافت ان مین   چاپلوسی ہے خوشامد ہے لجاجت ان مین

بے غرض بند تواضع کا یہ ور رکھتے ہین
اپنے مطلب کے لیے پاؤن پہ سر رکھتے ہین

آدمی سے نہین دنیا مین کوئی بڑھکے خراب   دونون عالم مین نہین اسکی شرارت کا جواب
خوف سے اسکے فرشتون کا بھی ہے زہرہ آب   دیو کی اسکے مقابل مین ہے کیا طاقت و تاب
ہے نیا ظلم کی ایجاد دغا کی اس سے
تنگ مین جان ہے مخلوق خدا کی اس سے

یہ نہوتا تو نہوتے یہ کہین جرم و ستم   قتل ہوتا نہ کہین خون نہ لٹنے کا الم
ڈاکے پڑتے نہ کہین جنگ مین لڑتی باہم   فوج ہوتی نہ کہین اور نہ سبے کار حشم
زر کے لالچ سے نہ ملکون پہ چڑھائی ہوتی
دست انسان سے نہ انسان کی صفائی ہوتی

اس سے بڑھکر کوئی دنیا مین نہین ہی سفاک   دم مین اللہ کی جانونکو یہ کرتا ہے ہلاک
ظلم سے اسکے لرزتے ہین زمین و افلاک   فتنہ و شر مین نہین کوئی بھی اس سا چالاک
اپنے ہم جنس سے بھی باز نہین آتا ہے
اور حیوانون کو یہ مار کے کھا جاتا ہے

اپنی فطرت پہ تو مخلوق خدا ہے قایم   یہ بدلتا ہے مگر اپنی طبیعت دائم
پینے کھانے کا کبھی شوق کبھی ہے صایم   خوش و بشاش جرائم پہ کبھی ہے نادم
سیرت بد مین کبھی دیو سے بھی بدتر ہے
خلق مین گاہ فرشتہ سے بھی یہ بڑھ کر ہے

خود غرض اس سا جہان مین نہین کوئی حیوان   جان کرتا ہے یہ اغراض پہ اپنی قربان
جانتا ہی نہین ہستی کو یہ اپنی نادان   اور رکھتا ہے خدائی کا یہ دل مین ارمان
عمر بھر راحت و آرام نہین پاتا ہے

حسرت و یاس و تمنا ہی مین مرجاتا ہے

دل مین آئے جو یہ انسان سے تنفر کی خیال   شہر کو چھوڑ کے آیا وہ سوے دشت و جبال
اس بلندی پہ جہان تک کہ رسائی ہے محال   غار مین کوہ کے بیٹھا ہے یہ فرخندہ خصال

فکر عقبیٰ ہے نہ دنیا کی تمنا اسکو
موت کا خوف نہ ہے زیست کی پروا اسکو

ان خیالون سے پسند آئی ہے عزلت اسکو   آدمی زاد کی صحبت سے ہے نفرت اسکو
نام تہذیب و تمدن سے ہے وحشت اسکو   خود غرض اہل جہان سے ہے عداوت اسکو

اہل دنیا سے وہی کون ہے انسانون مین
نوع سافل ہے فقط ایک یہ حیوانون مین

بھوک لگتی ہے تو کھاتا ہے درختون کے پھل   باغ فردوس ہے اسکے لیے خودرو جنگل
میوے وہ سامنے جنکے ہین سفرجل خنظل   آبشارون کے مقابل ہین نہین شہر کی نل

پیاس لگتی ہے تو وہ آب خنک پیتا ہے
اور قدرت کی غذاؤن پہ فقط جیتا ہے

حاجتین کم ہوئین دنیا سے فراغت پائی   پیروی نفس کی چھوڑی تو ہدایت پائی
کنج عزلت مین عجب روح نے راحت پائی   کس ریاضت سے یہ ویرانہ مین دولت پائی

اب تکلف نہ تکبر کا ہے سامان باقی
جو ضروری ہے وہ ہے حاجت انسان باقی

رات دن فکر مین مشغول تھا وہ نیک سیر   دیکھتا تھا کبھی قدرت کے تماشے دن بھر
حسن آتا تھا خدائی کا جو ہر سمت نظر   وجد مین جھوم کے کہتا تھا کہ اف ری منظر

اس پہ قربان گلستان و پرستان کیجیے
یان سے جائیگا نہ اب نام بھی ہرگز لیجیے

دل مین کہتا تھا کہ ہر چیز مین ہی حسن و جمال   ذرّے ذرّے مین ہے اللہ کی قدرتکا جلال
اپنی حالت مین ہین مخلوق خدا سب خوشحال   عندکسی کو نہ کسی سے نہ کہین رنج و ملال
شاد ہین گل کہین بلبل کی نوا سنجی ہے
رنج کا نام نہین چرخ بھی نارنجی ہے
جتنے مخلوق ہین سب کرتے ہین راحت سے بسر   ہے مگر بانیٔ شر ایک یہ دنیا مین بشر
اسکے اعمال سے یہ باغ ہے تکلیف کا گھر   اسکو ہے ذات سے انسان کی نقصان و ضرر
یہ نہوتا تو عداوت نہ شرارت ہوتی
ہر جگہ امن ہر اک سمت مسرت ہوتی
حیف مین بھی تو ہون اس نوعِ بشر مین داخل   آدمی زاد ہون فطرت مین بڑی ہے مشکل
ترک دنیا سے بدلتا نہین انسان کا دل   کشتیٔ عمر پہنچ جاے بس اب تا ساحل
زیست کا لطف ہے کیا عالم تنہائی مین
گر پڑون کوہ سے خود آپ مین اس کھائی مین
کہکے یہ چاہتا تھا خود کو کرے آپ ہلاک   کہ ہوئی غیب سے تائید خداے افلاک
آئی آواز کہ بس روک قدم او بیباک   اور کر دل کو سب اوہام و خیالات سے پاک
عقل کیا سرِ حقیقت کو سمجھ سکتی ہے
پاؤن کب وادیِ حیرت مین وہ رکھ سکتی ہے
سنکے آواز یہ حیرت مین کھڑا تھا خاموش   نگران چشم تھی ہر سمت بر آواز تھے گوش
جی مین کہتا تھا یہان کوئی ہے بیشک روپوش   دل مین اس شخص کے ہمدردیٔ انسان کا ہے جوش
خود غرض چھوڑ کے آفت مین چلے جاتے ہین
مرد جو ہین وہ مصیبت ہی مین کام آتے ہین
تھا اسی سوچ مین اتنے مین سنی کچھ آہٹ   بوٹ پہنے ہوے لیڈی کوئی آئی کھٹ کھٹ

بر مین ساری تھی بدن مین تھی ہمذب جاکٹ   رخ زیبا پہ نہ مقنع نہ کوئی تھا گھونگٹ
گندمی رنگ بڑی آنکھ مناسب اعضا
سر سے پا تک تھا بدن نور کی سانچے مین ڈھلا

کچھ عجب ناز سے اس شوخ نے دیکھا اسکو   جلوۂ حق نے کیا محو تماشہ اسکو
ہوش بر جا نہ رہے ہو گیا سکتا اسکو   دشمن جان ہوا افسوس مسیحا اسکو
گرچہ ہر چیز سے انسان نے منھ موڑا ہے
عشق نے تارک الدنیا کو بھی کب چھوڑا ہے

دیکھکر حسن خداداد اورلے ہوش و حواس   عقل رخصت ہوئی جب حضرت عشق آئی پاس
بولا وہ شرم سے لے ثانی خضر و الیاس   ترے آنے سے ہوئی زیست کی کچھ مجکو آس
تو نہ آتی تو مین دنیا سے سفر کر جاتا
گر کے اس کوہ سے خود آپ ہی مین مر جاتا

بولی وہ ہنس کے کہ کیون جانکو کرتا ہے ہلاک   عیش دنیا کا عبث چھوڑ کے تو ہی غمناک
تجکو اسرار جہان کا نہین مطلق ادراک   کیا یہ سب بے کار ہین مخلوق زمین و افلاک
ذرے ذرے مین ہین اسرار حقیقت پنہان
دل کی آنکھین جو کھلین راز ہو قدرتکا عیان

تجکو انسان کی صحبت سے ہی ناحق نفرت   سب کی ہوتی نہین انسانون مین یکسان فطرت
ہے تاسف نہ ملی کوئی بھی تجکو عورت   جانتا ہی نہین تو کیا ہے محبت الفت
انس انسان مین ہے سب خلق خدا سے بڑھکر
گر محبت نہین دنیا ہے کھنڈر سے بدتر

خیر چل ساتھ مرے تجکو دکھاؤن وہ جہان   فتنہ و شر کا نہین نام و نشان تک بھی جہان
ہر طرف پائے گا تو راحت قلب امن و امان   حسد و بغض و عداوت کا نہین وان امکان

تیری حالت پہ جو اللہ کو رحم آیا ہے
تجھکو لیجانے کو اسجا مجھے بھجوایا ہے
کھکے یہ جیب سے پھر اسنے نکالا رومال   جسکی خوشبو سے مہکنے لگے صحرا و جبال
بولی وہ دیکھے یہ رومال کہ اے نیک خصال   ہو گی اس عطر سے دلکو ترے تسکین کمال
نیند آجائے گی اور روح کو راحت ہو گی
رنج دنیا و غم دین سے فراغت ہو گی
لے کے رومال جو اُس تارک دنیا نے ذرا   رکھکے آنکھون پہ بڑے شوق سی اسکو سونگھا
غش وہ آیا نہ رہی اپنی خبر بھی اصلا   بند آنکھین جو ہوئین چشم ہوئی دل کی وا
خواب نے سیر کوئی اور دکھائی اسکو
غم دنیا سے ہوئی خوب رہائی اسکو
بند ہوتے ہی کھلی آنکھ تو اس نے دیکھا   ہے عجب اور نئے رنگ کا ہر سمت سمان
چیل کوّون کی پرندون کی ہی کثرت ہر جا   بھاگتے وہ نہین انسان سی نہ ڈرتے ہین ذرا
کچھ عجب طرز کی انسانون کی آبادی ہے
بزم ماتم نہ کہین اور نہ کہین شادی ہے
یہ سمان دیکھکے حیرت ہوئی اسپر طاری   بولی وہ ہنسکے پری یہ ہے طلسم باری
یان کے ہر شخص مین ہے رحم و کرم غمخواری   حسد و بغض کی مطلق نہین یان بیماری
جانور کو بھی ستاتا نہین کوئی انسان
قتل و خون ظلم و تعدی کا نہین نام و نشان
سب نیکوکار یہان ہین نہین کوئی بدکار   گرم ہر سمت ہے الفت کا وفا کا بازار
کوئی بھی ایک نہین حرص و ہوس کا بیمار   ہے قناعت پہ ہر اک شخص کا یہان دار و مدار
فرض فطرت کی جو ہین انکو بجا لاتے ہین

بے ضرورت نہ یہ پیتی ہین نہ کچھ کھاتی ہین

جسکی خواہش تھی تجھے ہے یہ وہی پاک جہان گر پسند آئے تو رہنے کی اجازت ہے یہان
زیر اشجار بنا لے کوئی چھوٹا سا مکان ہے تکلف کوئی درکار نہ کوئی سامان
کاٹ دے زیست کے دن راحت و آسایش سے
شکر کر خوب چھٹا دہر کی آلایش سے

ہے مناسب کہ رہون ساتھ مین تیرے ہر دم تاکہ تنہائی کا گذرے نہ ترے دل پہ الم
اجنبی ملک ہے راہون مین بھی ہے پیچ و خم کچھ درندون کی وہان سے نہین یان دہشت کم
گرچہ ہر شخص یہان نیک ہے آسودہ ہے
تو تو لیکن ابھی خود آپ سے آزردہ ہے

سن کے یہ تارک دنیا ہوا مسرور کمال بولا جنت ہے یہی اور ہے سب وہم و خیال
ہے تعجب کہ یہ انسان ہین سب نیک خصال ہے نہ شیطان یہان اور نہ کوئی دجال
اس سے بہتر کوئی جا اور کہان پاؤن گا
مین نہ جاؤن گا کہین اب یہین رہ جاؤن گا

بولی وہ دیکھ ہر اک چیز کو تو غور سے اب اور پھر مجھ سے بیان کر کہ بتاؤن مین سب
بولا اس ملک کی حالت نظر آتی ہے عجب نہ کہین باغ نہ گلشن نہ درختان عنب
نظر آتے نہین آثار تمدن اس مین
کیا کسی کو نہین افکار تمدن اس مین

بولی اس ملک کے اشخاص بہت ہین ہشیار وہ سمجھتے ہین عمارات کو بالکل بے کار
وہ لگاتے نہین اینٹون کا کسی جا انبار چھوڑ جاتے نہین وہ بعد فنا یہ آثار
رہنے سہنے کو تو چھوٹا سا مکان کافی ہے
قصر قیصر ہے نہ کسرا کا محل باقی ہے

بولا افسوس درندے ہین یہان بھی موجود   ان کا اس پاک جگہہ مین نہین زیبا تھا وجود
بولی خالق کی نظر مین تو نہین یہ مردود   ان کا خلاق وہی ہے کہ جو تیرا معبود

کس مین ہے رحم و کرم کی جو صفت اُنمین ہے
لطف ہمدردی مخلوق بہت اُس مین ہے

ان درندون سے بھی دنیا کو فوائد ہین کثیر   یہ نہ ظالم ہین نہ بدنفس نہ مکار و شریر
حد سے زاید نہ بڑھے کوئی یہ ہے حکم قدیر   عدل کی اس سے کوئی اور ہے بہتر تدبیر

آکل لحم جو مردود جہان مین ہوتے
اتنے حیوان نہ موجود جہان مین ہوتے

بولا کیا قابل نفرت ہے وہ اس سمت سمان   بھاگتے پھرتے ہین کتنون سی ہزارون انسان
کتنے بزدل ہین شجاعت کا نہین ان مین نشان   ایسے انسانون سے سو درجہ ہین بہتر حیوان

نام کے مرد ہین کتنون سے بھی ڈر جاتی ہین
کیون نہین ڈوب کے پانی مین یہ مر جاتے ہین

بولی دیتے ہین کہین نیک کسی کو تکلیف   بد سے بچتے ہین نہین کرتے ہین تکرار شریف
صبر کرتے ہین اذیت پہ جو دیتا ہے حریف   یہ مروت ہے کہ کرتے نہین اسکو بھی خفیف

صاحب خلق ہین سرکش نہین مغرور نہین
ان کو حیوانون کی تکلیف بھی منظور نہین

اس کرم کا یہ نتیجہ ہے کہ کتنے بھی ہین شیر   جتنے ڈرپوک ہین حیوان وہ یہان سب ہین دلیر
حکمران یہ ہین تو محکوم ہین یان اہل خیر   وان بھی دیکھی تھی کبھی تو نے مروت کی یہ سیر

زور کو کام مین یہ مرد نہین لاتے ہین
ہین سلیمان مگر مور سے دب جاتے ہین

بولا انسانون کی غفلت کے نتیجے ہین یہ سب   کیون نہ غارت کیا ان سب کو بتاؤ تو سبب

بولی وہ ہنسکے کہ بھدّی ہے تری عقل عجب   نیک کرتے ہین بدون پر بھی کہین قہر و غضب
بولا یہ رحم تو واللہ نہین مجھکو پسند
جس سے پہنچے کوئی انسان کو اسدرجہ گزند

بولی وہ ہنسکے ابھی اور تھا کچھ تیرا خیال   صفت رحم کو انسان کا سمجھتا تھا کمال
تجھکو معلوم نہ تھی خاصیت غیض و جلال   گر ضرورت ہو کسی وقت تو غصہ ہے حلال
بولا وہ سچ ہے کہ میری یہ غلط فہمی تھی
بولی وہ ہنسکے تری عقل کی یہ خامی تھی

بولا اس شہر مین ہین عالم و فاضل بھی کہین   بولی یان علم و ہنر کی تو ضرورت ہی نہین
بولا وہ فلسفہ دنیا کی ہے ہر شئے سے بہین   بولی جس چیز کی حاجت نہین وہ تو ہی نہین
فیلسوفی سے غرض نیک نہادونکو نہین
حرص شیطان کوئی ان آدمی زادونمین نہین

علم و حکمت کی غرض یہ ہے کہ جانے انسان   اپنے اور غیر کے فرضون کو بحد امکان
یان فرائض کے ادا کرنے کی حاجت ہی کہان   نہ کوئی اہل غرض ہے نہ کوئی ہے احسان
فلسفہ ہیچ ہے بیکار یہان حکمت ہے
دخل صنعت کو نہین ہیئت یہان فطرت ہی

بولا وہ دیکھہ رہا ہون کہ یہان آدم زاد   رشتۂ مہر و محبت سے ہین بالکل آزاد
لطف صحبت نہین ان لوگون مین یہ تو ہین جماد   آگ پانی کی طرح رکھتے ہین باہم یہ عناد
مجلسین ہین نہ کلب ہین نہ کہین میلے ہین
سب یہ بیراگیون کے جوگیون کے چیلے ہین

بولی ملنے کی بہم ان کو نہین کچھ حاجت   ڈر نہ اپنون کا نہ غیرون کی کوئی ہی دہشت
نہ حکومت کی طلب ان مین نہ شوق حشمت   اور بےکار سمجھتے ہین یہ شہرت عزت

ایسے لوگون کو غرض کیا ہی ہم ملنے سے
گوشۂ امن مین راحت ملی کم ملنے سے
بولا افسوس ہنر ہے نہ یہان میل ملاپ   ناچ گانے کے نہ جلسے ہین کہین اور نہ شتاپ
بولی بیٹا ہے نہ کھانا نہ یہان لعب نہ پاپ   چھوڑ دیتے ہین انھین صاحب اور اک خود آپ
بولا رہتا ہون مگر دوست کی حاجت ہی یہان
بولی وان کی نہ خوشامد نہ لجاجت ہی یہان
بولا احباب بہم کرتے ہین اظہار خیال   اور اک دوسرےکے سنتے ہین دل کا احوال
دور ہوتا ہے بیان کرنے سے سب رنج و ملال   اور ہمدردی احباب مین ہے لطف کمال
شہر مین دوست نہ ہو کوئی تو وہ جنگل ہے
دوست گر پاس ہو جنگل مین تو پھر منگل ہے
بولی احباب کی خواہش تو یہان ہی بیکار   نہ یہان مجلس شادی نہ کوئی ہے دربار
جلسۂ رقص کسی جا نہ کوئی ہے میخوار   اور یارون کی خوشامد پہ نہین دارومدار
شان و شوکت کی نمایش کا یہان نام نہین
چاپلوسی کا خوشامد کا یہان کام نہین
بولا یہ تو ہے عجب راحت و آرام کی جا   ڈر کسی کا نہ کسیکو نہ کسی کی پروا
اپنی حاجت سے زیادہ نہین رکھتی پیسا   زر کی انبار نہین چھوڑکے کوئی جاتا
رائیگان عمر حماقت مین نہین کرتی ہین
ہاتھ ملتے نہین افسوس سی جب مرتی ہین
ان مین ہمدردی انسان کا بہت ہوگا خیال   بولی وہ چلکے ذرا دیکھہ تو اس شخص کا حال
تپ کہنہ کی حرارت سی جو ہی سخت نڈھال   اپنے مرنے کی خوشی جسکو ہی جینے کا ملال
بیکسی پاس ہے نزدیک کوئی یار نہین

ناامیدی کے سوا کوئی بھی غمخوار نہین

اور یہ اُس پہ مصیبت کہ غذا ہے نہ دوا   بر سر راہ پڑا رہتا ہے جیسے مردہ
بولا ہمدردی انسان نہین کیا اُنہین ذرا   بولی رکھتے ہی نہین حاجتون سے اپنی سوا
منہ سے بچتا ہی نہین کوئی نوالا نکلے
آئے کیا پاس کوئی مانگنے والا نکلے

پاس کوڑی ہی نہ ہو جس کے وہ کرے کیا خیرات   مال و دولت ہو تو بر لائے کسی کے حاجات
خالی ہمدردی انسان نہین کچھ فخر کی بات   بیش قیمت ہین جواہر کی طرح نیک صفات
منحصر زر پہ ہر ایک خیر ہے ہمدردی ہے
مفلسی مفسد اخلاق ہے نامردی ہے

بولا وہ حب وطن ان مین تو ہوئیگی ضرور   بولی وہ عقل مین ادراک مین تیرے ہے فتور
اپنے بیگانے کی تفریق ہے انصاف سے دور   ایک کنبے سے خدا کے یہ زمین ہے معمور
ایک جب سب ہین تو پھر اپنا پرایا کیسا
گورے کالون کا ہم ملک پہ لڑنا کیسا

بولا وہ یہان تو محبت ہے نہ ہمدردی ہے   نہ تمدن نہ سخاوت ہے نہ کچھ مردمی ہے
جوش کا نام طبیعت مین نہین سردی ہے   زیست حیوانون کی بس انکو غذا ہی دی ہے
لطف صحبت نہین جلسے نہین احباب نہین
کیا مزہ زیست کا جب عیش کے اسباب نہین

بولی وہ تو تو سمجھتا تھا کہ زر ہے بیکار   بولا وہ اپنی خطا پہ نہین مجھکو اصرار
بولی دنیا کی ہر اک بات مین پہلو ہین ہزار   ذرے ذرے مین خدائی کی بھری ہین اسرار
کامیابی ہے کہان عقل مین جب خامی ہے
ترک دنیا جسے کہتے ہین وہ ناکامی ہے

بولا اس شہر مین رہنا تو نہین مجھکو پسند   ہین یہان بھی تو وہی چرخ کے آزار وگزند
جسکو دیکھو وہ یہان گوشۂ عزلت مین ہی بند   نہ وہ جلسے ہین نہ میلے نہ وہ ہاتھی نہ سمند
ایسے نیکون کی مین صحبت مین نہین رہنے کا
کوفت دن رات کی واللہ نہین سہنے کا
مجھکو لے چل کے وہین چھوڑ دی تو بہر خدا   ہے جہان میرے بزرگون کا وطن اور میرا
بولی کیون ہوگیا اسدرجہ یہان سے تو خفا   بولا سمجھا نہ تھا دنیا کی حقیقت مین ذرا
بولی لینا نہ کبھی ترک جہان کا پھر نام
بولا کیا گوشہ نشینی سے ہی مجھکو اب کام
بولا یہ تارک دنیا تو ہین سب بے کار وفضول   بولی روٹی کے لئے کرتے ہین یہ مکر جہول
بولا بے کاری وسستی سے انھین کیا ہی حصول   بولی کرتے ہین جو محنت تو یہ ہوتے ہین ملول
بولا غیرون کی کمائی کو یہ کیون کہاتے ہین
بولی بے رنج و تعب مفت کا زر پاتے ہین
بولا وہ مفت کا کہانا تو ہے مذہب مین حرام   بولی اب زہد وریاضت تو اسی کا ہے نام
بولا تلبیس وریا یہ تو ہے شیطان کا کام   بولی اللہ کو معلوم ہے سب کا انجام
بولا مین اپنے گناہون سی تو اب تائب ہون
بولی نظرون سی تری دیکھ مین اب غائب ہون
آنکھ کھلتے ہی نہ وہ شہر نہ تھا وہ ہمدم   پھر وہی کوہ تھا سناٹے کا جیبر عالم
دلمین کہتا تھا خدایا یہ ہوا مجھپہ ستم   پہلے بے فکر تھا اب عشق کا ہے درد والم
بیٹھے بٹھلائے یہ کیون عشق کا آزار ہوا
اب تو رہنا مجھے اس کوہ پہ دشوار ہوا
رات دن اس کے تصور مین یہ کرتا ہی بسر   ایسا بیخود ہے کہ اپنی بھی نہین اسکو خبر

موت کی مانگتا ہے روز دعا آٹھ پہر   اور مر جانے کی کرتا ہے یہ فکرین اکثر
ہجر کے غم سے نہ کھاتا ہے نہ کچھ پیتا ہے
اسکے پھر ملنے کی امید پہ یہ جیتا ہے
لوگ سب اسکو سمجھتے ہین ولی کامل   کوئی کہتا ہے یہ درویش بڑا ہے عاقل
معتقد اسکے ہین سب عالم و فاضل جاہل   یہ نہین جانتے ہے تیغ نگہ کا گائل
یہ تو عاشق ہے محب عشق ہی معبود اسکا
بت خدا اسکا ہے معشوق ہی مسجود اسکا

داستان عشق

ایک تاریخی واقعہ

تلسی بائی اور عباس خان

پہنچکے اوج پہ جب مہر کو زوال ہوا   گھٹاؤ بڑھنے لگا ختم جب کمال ہوا
رہی نہ تاب و توان ضعف سے نڈھال ہوا   خزان سے حسن ضیا بار پائمال ہوا
فضا مین نور جو ہر بار مہر کھوتا تھا
گمان شمس پہ سورج مکھی کا ہوتا تھا
زمین پہ مہر کی ترچھی شعاعین پڑھنے لگین   جبال و دشت مین باہم سنانین لڑنے لگین
سرون پہ کوہ کے نیزون کی بھالین گڑنے لگین   شعاعین برگ مین الماس خورد جڑنے لگین
ستارے آب روان پر کہین چمکتے تھے
حباب کرمک شب تاب سے دمکتے تھے

روان تھے دُفت طلائی مین کچھ سوا مبہم   سنان و خود چمکتے تھے دھوپ مین پیہم
ستارے بھالونکی نوکون سے تھے عیان ہردم   دکھاتے تھے رخ مہتاب و مہ بدم پرچم
جلا مین صورت آئینہ چار آئینہ تھا
چمک وہ تیز کہ دیکھا تو کور بینا تھا

پرا جمائے عجب شان سے روان تھی سوار   جو ہر سوار تھا رستم تو تھا پری رہوار
دلون مین جوش نبرد آزمائی و پیکار   عروس فتح کا ہر ایک طالب دیدار
عزیز جان سے ان سب کو جانثاری تھی
بجائے خون رگون مین وفاشعاری تھی

جوان ایک تھا ان سب مین خوشنما خوشرو   بلند قامت و خوش وضع خوش بیان خوش خو
رگون مین رستم و سہراب کا بھرا تھا لہو   شراب شوق وغا کے دل و جگر تھے سبو
جبین سے صاف عیان شوکت شجاعت تھی
جلال و رعب مین آمیزش محبت تھی

مغل تھا قوم کا عباس خان تھا نام اسکا   لڑے تھے ہند مین اسکے لڑائیان آبا
انھین کی تیغ سے دنیا ہوئی تہ و بالا   انھین کے زور سے بابر نے ملک تھا پایا
انھین کے نام سے لرزان تھی مشرق و مغرب
جہان کے شاہون کی تقدیر کی تھی یہ کاتب

وہ رعب و داب شہنشاہِ اکبر اعظم   وہ اسکا عدل وہ نظم و نسق وہ خلق و کرم
وہ اس کے عالم و فاضل وہ اسکا جاہ و حشم   وہ اہل سیف و مدبر وہ اسکے اہل قلم
جہان مین ان کے برابر نہ کوئی جوہر تھا
ہر ایک قدر مین انمول اس کا گوہر تھا

اسی کی فوج کا عباس خان تھا اک افسر   دئے تھے جس کے بزرگون نے نذر اپنے سر

ہر ایک جنگ مین شہ پر تھا یہ بھی سینہ سپر   کیٔے تھے اسنے بھی مفتوح صوبجات اکثر
وغا کے شوق مین گجرات کو وہ جاتا تھا
خوشی سے جامے مین اپنے نہین سماتا تھا

برات ایک اسی سمت جا رہی تھی وہان   عروس بند محافہ مین اسطرح تھی روان
کہ جیسے لاش ہو صندوق مین کوئی پنہان   کہ بچپن کے جنازے کا سامنے تھا سمان
شعاع مہر خلاؤن مین آ نہ سکتی تھی
ہوا بھی تیز محافہ مین جا نہ سکتی تھی

غلاف سرخ وہ بانات کا محافہ پر   کہ جس سے لوٹ کے جاتی نہین شعاع اکثر
تنور گرم مین بیٹھی تھی وہ عروس اندر   تپش سے حبس سے پھکتے تھے دونون قلب و جگر
ہوا جو بند تھی ہر بار غش سا آتا تھا
غشی کے ساتھ ہی دل اور بیٹھا جاتا تھا

پسینا آتا تو گھبرا کے پونچھتی تھی لباس   زبان تھی خشک حرارت سے اور ہر دم پیاس
ہوا نہ آنے سے گھٹنے کا دم کے خوف و ہراس   ہوئی تھی جان کے بچنے سے بھی اسے اب یاس
لباس سرخ کی گرمی سے اور پھکتی تھی
ہوا نہ آنے سے ہر لحظہ سانس رکتی تھی

رکی جو سانس تو پردے کو چاک کر ڈالا   شگاف خورد سے آئی ہوائے روح افزا
بدن مین جان جو آئی خدا کا شکر کیا   فضائے دشت کا کرنے لگی وہ نظارہ
جبال و دشت کا پر لطف وہ سمان دیکھا
یہین زمین کو ہم آغوش آسمان دیکھا

ادھر محافہ مین دلہن روان ادھر دولھا   عروس سے جو سن و سال مین بہت کم تھا
نحیف جسم کے سب اعضا ضعیف جسکے قوا   خجل تھا زردی رخسار خشک سے گیندا

بدن مین خون نہ تھا شش خراب تھا اسکا
تمام چہرہ تو پیلا گلاب تھا اس کا
برات والے کچھ آگے تھے اور کچھ پیچھے　　سرون پہ پگڑیان رنگین دھوتیان باندہے
بشکل صور ترہیون کی چیخ وہ آگے　　کریہہ صوت وہ بھونپو کی بھون بھون پے درپے
بجنتری جو انھین زور سے بجاتے تھے
وحوش ڈر کے پہاڑون مین بھاگ جاتے تھے
کبھی وہ ڈہولکی دھون دھون وہ تاشون کی تڑتڑ　　کبھی وہ دفلون کی ڈھب ڈھب کبھی کبھی دھڑ دھڑ
جوان کے سننے سے جاتے تھے اسپ تیز بگڑ　　تو پھر برات مین پڑتی تھی ہر طرف بھاگڑ
بدکتے گھوڑون کو روکین کہان یہ جرات تھی
فقط زبان سے لڑنے کی انکو عادت تھی
برات والے تھے سب قوم و ذات کے ہندو　　رگون مین ان کے تھا بودھ اور کرشن جی کا لہو
دلون کے نرم اطاعت گذار اور خوش خو　　مہاتماؤن کے سبب ان مین خلق اور خو بو
یہ قتل و خون کو برہمن برا سمجھتے تھے
صفات رحم و کرم کو خدا سمجھتے تھے
ہوئے نظر سے جو عباس خان کی یہ اوجھل　　تو ایک شور سا انمین اٹھا پڑی ہل چل
لگے وہ بھاگنے ہر سمت جس طرح چیتل　　اسد کو دیکھکے جاتے ہین دشت سے بھی نکل
برات والون مین ہر جا غضب کی بھاگڑ تھی
نہ ڈھول تاشون کی تڑتڑ تھی اور نہ دھڑ دھڑ تھی
گرے تھے ٹوٹ کے ڈاکو برات پر اس جا　　دولھن کی ڈولی کے اطراف تھا ہجوم ان کا
مہیب صورتین ان کی وہ ان کے سخت اعضا　　ہزار پشت سے انکا تھا قتل و خون پیشہ
خوشی مناتے تھے لوگون کو قتل کر کرکے

خدا نے دل ہی بنائے تھے انکے پتھر کے

غلاف پھاڑ کے کھینچا عروس کو باصر   جو شل بید لرزتی تھی خوف سے تھر تھر
قریب تھا کہ گرے خاک پر وہ غش کھا کر   کہ اتنے مین ہوئی تائید خالق اکبر
سوار غیب سے گھوڑے اڑا کے آ پہنچے
مدد کو اک زن بیکس کی مرد جا پہنچے

نظر پڑی جو سوارون پہ راہ زن بھاگے   اسد سے دشت مین ہر سمت کو ہرن بھاگے
جو پیچھے ان کے سواران صف شکن بھاگے   تو جھاڑیون مین پہاڑون مین بد چلن بھاگے
چوہون کی طرح سے رہزن درون مین چھپنے لگے
لڑے نہ پھر کے لڑائی گھرون مین چھپنے لگے

پھرا بھگا کے لٹیرون کو جلد تر عباس   اتر کے گھوڑے سے آیا وہ پھر عروس کے پاس
عجیب چہرے پہ تھا جسکے خوف و رنج و ہراس   جسے تھی جان سے عزت سوا اپنی پوری پاس
کھڑی تھی دشت مین تنہا عجیب ہیئت سے
بدن تمام لرزتا تھا اسکا دہشت سے

ہر ایک سمت وہ گھبرا کے ڈالتی تھی نظر   نہ تن کا ہوش تھا اپنے نہ جان کی تھی خبر
پڑے تھے خاک پہ رومال و مقنع و چادر   کھلا ہوا تھا رخ آفتاب و سینہ و سر
بدن تمام ڈھکا تھا جڑاؤ زیور سے
نگاہ خیرہ تھی الماس و لعل و گوہر سے

وہ اسکا گول بدن اور وہ گندمی رنگت   خجل تھا سرو و صنوبر وہ خوشنما قامت
تمام جسم کے اعضا مین باہمی نسبت   دہان و ابرو و بینی و چشم سب آفت
دراز بال وہ اسکے بلا کے کالے تھے
وہ اسکے گیسوئے مشکین تھے یا کہ کالے تھے

جڑاؤ چاند وہ جھمکے وہ بجٹے وہ بالے   گلے مین ست لڑا موتی کا وہ جوبن مالے
طلائی بالے تھے یا چاند کے تھے وہ ہالے   کہ جن سے الجھے تھے نزدیک گوش دو کالے
ہر ایک پاؤن مین سونے کی چھاگل اور پازیب
کہ جن سے اٹھتے تھے فتنے زمین پر لاریب
عجب لباس کی سج دھج تھی خوشنما پیاری   کریب کا وہ شلوکا وہ ریشمی ساری
کہ جس پہ دست صناعت نے کی تھی گلکاری   جڑاؤ اس پہ کمربند سونے کا بھاری
کھڑی تھی دشت مین پہنے ہوئے زری کا لباس
کہ جس کے سامنے تھا گرد سب پری کا لباس
جھجک کے رہ گئی عباس خان کو جو دیکھا   نظر پڑی تو ہوئی دل سے اس پہ وہ شیدا
ادھر بھی بھا گئی عباس خان کو اوسکی ادا   لگی وہ عشق کی برچھی کہ دل ہوا پارا
نظر پھرا کے محبت کو ضبط کرنے لگا
زبان تھی بند مگر دل مین آہ بھرنے لگا
کہا یہ نفس نے قابو مین ہے تری یہ پری   کہان ملے گا یہ معشوق پھر یہ بے خطری
نہ ہاتھ آئے گا موقع یہ دیر کی جو ڈری   یہ حسن و عیش و جوانی ہین سب بقا سے بری
نہ چھوڑ اسکو رہے گا ہمیشہ رنج تجھے
دیا خدا نے ہے ویرانہ مین یہ گنج تجھے
کہا یہ عقل نے کر پہلے سوچکر ہر کام   خطا ہے گر کوئی سوچے نہ کام کا انجام
نہ ہو جہان مین عورت کیواسطے بدنام   نہین ہے عشق و محبت مین راحت و آرام
عتاب شاہ سے بچنے کا تو جہان مین نہین
غضب سے اسکے مفر جنگل و مکان مین نہین
تمام عمر نہ دیکھے گا صورت عزت   چھپانا منہ کو پڑے گا وہ ہوئے گی ذلت

وہ مرد ہی نہین عورت کی جو کرے عفت   خراب اس سے تو بڑھکر نہین کوئی حرکت
شریف وہ ہین جو رکھتے ہین نفس پر قابو
سمجھتے اپنی ہین غیرون کی بیٹی ہو کہ بہو
یہ تیرے بس مین ہے چاہے جدہر کو لیجاؤ   مگر خدا سے مناسب ہے تو کہ شرمائے
کہ تا بدی کی نہ کوئی بُری سزا پائے   دلاوری ہے یہی اس کو گھر مین پہنچائے
دکھا نہ اپنی غرض کے لئے کسیکا دل
کرم سے ہاتھ مین لا اپنے تو پرایا دل
ذراسی دیر کی اس نفس کی خوشی کیا ہے   نہ سمجھے بات کی تہ کو وہ آدمی کیا ہے
بغیر زیور تعلیم پدمنی کیا ہے   نہ دل مین جس کے محبت ہو وہ پری کیا ہے
یہ چند روزہ جوانی ہے حسن صورت ہے
نہین خزان ہی جسے وہ تو حسن سیرت ہے
سنی جو عقل و خرد کی یہ پر اثر تقریر   کھڑا رہا وہ کئی لحظے صورت تصویر
عروس نو سے کہا اس نے پھر بصد توقیر   کہ اب نہ خوف ہے باقی نہ کوئی امر خطیر
تمہارے گھر مین تمہین جلد لیکے جاتا ہون
کہار اور براتیون کو بلاتا ہون
یہ کہکے اُس نے روانہ کئے جو چار سوار   ذراسی دیر مین آ پہنچے پالکی کے کہار
پلٹ کے آؤ ہوئی پھر براتیون مین پکار   پھرے تو باندہ لی پھر زر دولون نے ایک قطار
چلے عروس کو ہمراہ اپنے وہ لیکر
بچانے والے کو اپنے دعائین دیدیکر
چلا محافہ کے ہمراہ پھر وہ نیک صفات   پر اسوارون کا پیچھے تھا اور آگے برات
لگی تھی سینہ مین برچھی جو عشق کی ہیہات   تڑپ رہا تھا دل بیقرار سو سو ہات

قدم قدم پہ جدائی کا درد اٹھتا تھا
ہجوم یاس سے سینہ مین دم سا گھٹتا تھا
بھڑک رہی تھی جو سینہ مین آتش الفت   تو آہ گرم کی اوسکے لبون پہ تھی کثرت
جگر مین درد حرارت کی دلمین تھی شدت   روان تھے چشم سے آنسو غضب کی تھی رقت

فغان کے ضبط سے بڑھتی تھی اور بے تابی
جو روکتا تھا تو کرتا تھا عشق سر تابی
چھپا کے پونچھتا جاتا تھا اشک وہ پیہم   کہ کھل نہ جائے کہین ساتھیون پہ اپنا غم
کبھی یہ کہتا تھا دل مین کہ کیا ہوا یہ ستم   کہ مجھ پہ ٹوٹ پڑا آسمان رنج والم

یہ اضطراب ہے کیا اور رنج و غم کیا ہے
کشش یہ دلمین ہی کیا اور یہ الم کیا ہے
ادہر یہ سوچتا جاتا تھا دل مین وہ ناکام   ادہر محافہ مین تلسی کو بھی نہ تھا آرام
کلیجا تھام کے کہتی تھی وہ بدم ای رام   رہے گا رنج جدائی کا اس کی مجھکو مدام

بھلا تھا چورون کے ہاتھونسے ماری جاتی مین
فراق یار کا صدمہ نہ پھر اٹھاتی مین
شگاف پردہ سے تکتی تھی صورت دلدار   جو آیا پاس مکان پھر رہا نہ دل کو قرار
محافہ کر کے کھڑا منہ کو کھولکر اکبار   بلا کے پاس یہ شیدا سے اپنے کی گفتار

مین تیری لونڈی ہون احسان ہی ترا سر پر
نہ مجھ پہ بلکہ مرے باپ مان پہ گھر بھر پر
مرے بھی دلمین محبت تمہاری ہے پنہان   ملون مین تم سے پھر اب یہ نہین مرا امکان
کرون گی یاد تمہین عمر بھر رہون گی جہان   سمجھنا مجھکو کنیز ایک گاؤن مین ہی یہان

پھرو ادھر سے تو اس راہ سے گذر جانا

ذرا سی دیر مرے گھر پہ تم ٹھر جانا
پھر اس نے اپنی انگوٹھی اتار کر جلدی   عجیب لطف و عنایت سے جوان کو دی
کہا پھر آنکھون مین اشک اپنی بھر کے مین واری   ہماری آئے گی یاد اسکے دیکھنے سے کبھی
ملینگے حشر مین جاتے ہین لو خدا حافظ
پہاڑ غم کا اٹھاتے ہین لو خدا حافظ
یہ کہکے چھپ گئی پردے مین وہ پری پیکر   روانہ لے کے محافہ ہوئے کہار اُدہر
زمین پہ گر پڑا عباس خان بھی غش کھا کر   سوار تھم گئے رہوار بھی ہوئے ششدر
اتر کے گھوڑون سے ہمراہیون نے یہ دیکھا
کہ خاک پر ہے پڑا ان کا افسر اعلے
اٹھا کے خاک سے پانی چھڑک کے منہ پہ ذرا   لگے وہ دامنون سے اپنے دینے اسکو ہوا
سنبھل کے بیٹھ گیا ہوش اسکو جب آیا   کہا کہ آج تو گرمی نے کر دیا مردہ
عجیب دھوپ کی تیزی مین آج شدت ہے
دماغ تک مرے پہنچی ہوئی حرارت ہے
بنا کے بات وہ گھوڑے پہ پھر سوار ہوا   چلا ادھر کو جدھر اسکو حکم تھا شہ کا
جو دیکھا دل کو تو سینہ مین پایا کچھ نہ پتا   پری کے ساتھ گیا دل رہا جدا تنہا
پھنسا کے دام محبت مین لے گئی دلکو
نہ رحم آیا مسافر پہ کچھ بھی قاتل کو
کبھی جدا نہ ہو یارب کوئی کسی کا حبیب   فراق یار کا صدمہ نہ ہو کسیکو نصیب
بلائے ہجر کی صورت ہی موت سی بھی مہیب   عذاب روح پہ ہوتے ہین عاشقونکی عجیب
قرار دل کو نہین جس سے درد ہے وہ یہی
بچے نہ گُرد بھی جس مین نبرد ہے وہ یہی

خدا نہ دے کسی انسان کو عشق کا آزار   جو ایک وصل کی راحت تو رنج ہجر ہزار
بغیر یار تو ہوتی ہے زیست بھی دشوار   نہین ہے عشق مین عاشق کے دلکو صبر و قرار
بلاے ہجر کسی روز جان لیتی ہے
مریض عشق کو تسکین موت دیتی ہے
عجیب ہجر مین عباس خان کی تھی حالت   نظر مین پھرتی تھی تلسی کی رات دن صورت
کبھی جو بڑھتی تھی اس کے مزاج مین وحشت   تو گھر مین اسکو ٹھہرنے سے ہوتی تھی نفرت
شکار و سیر کے حیلے سے جا کے میدان مین
وہ بحر اشک بہاتا تھا جاے پنہان مین
پھنچکے گوشۂ جنگل مین خوب روتا تھا   غبار وحشت سے چہرے کو اپنے دھوتا تھا
جو بیقرار بہت ہجر مین وہ ہوتا تھا   تو اور نالہ و افغان سے جان کھوتا تھا
کلیجا پھکتا تھا پہلو مین دل بھی جلتا تھا
دھوان بھی آہ شرربار سے نکلتا تھا
زبان پہ نام تھا تلسی کا اور لب پہ فغان   ہوا سے کہتا تھا جاتی ہے تو کبھی تو وہان
کہ میری جان ہے جس گاؤن جس مکانمین نہان   ملے تو کہنا کہ عباس خان ہے اب بیجان
ملون گا تجھ سے یہہ امید تو نہین مجھکو
نظر نہ آئے گی صورت تری کہین مجھکو
یہ کہنا اس سے کہ دنرات ہی ترا ہی خیال   نظر کے سامنے پھرتا ہے تیرا حسن و جمال
لگانا دل کا کسی کام مین ہے اب تو محال   سرود و نغمہ سے ہوتا ہے اور رنج و ملال
غزل کے سننے سے رقت عجیب ہوتی ہے
کرون جو ضبط تو حالت عجیب ہوتی ہے
کبھی یہ ابر سے کہتا تھا گر ادھر جانا   پیام اتنا مرا اس پری کو پہنچانا

کہ تیرے عشق مین مین تو ہوا ہون دیوانہ   جو ہوسکے تو میری قبر پر کبھی آنا
تمہارے ہجر کی آفت گزر ہی جائے گی
بھٹکتی روح میری تیرے در پہ آئے گی
عجیب حال تھا عباس خان کا فرقت مین   وحید عصر تھا جو جنگ مین شجاعت مین
بجائے رونے کے ہنستا تھا جو مصیبت مین   سکون قلب تھا حاصل جسے ہر آفت مین
کڑی وہ عشق کی چوٹین مگر اٹھا نہ سکا
نگاہ ناز کی برچھی جگر پہ کھا نہ سکا
یہ عشق وہ ہے کہ جس کے ہین تابع فرمان   جہان کے سرکش وخونریز و رستم دوران
اسی کی ضرب سے دیو قوی بھی ہین بیجان   اسی کے خوف سے جن و ملک ہین سب لرزان
کنوئین جھکائے فرشتون کو چاہ نے آخر
ملائی خاک مین عصمت گناہ نے آخر
نگاہ ناز ہے تیر و سنان سے بھی بڑھکر   کہ اس کے وار سے ہوتے نہین جوان جانبر
بہادرون کے بھی اس سے بچے نہ قلب و جگر   درآئے کوہ کے سینے مین گر بنے وہ سپر
فلک کے سینے مین پیکان تیر ہین اب تک
نہین نجوم یہ داغ منیر ہین اب تک
گذر گئے جو کئی ماہ بیقراری مین   گھٹاؤ بڑھنے لگا اسکی آہ وزاری مین
سکون ہوگیا یک لخت اشکباری مین   ملا نہ جز غم فرقت حسین کی یاری مین
گھٹا جو سیل محبت تو عقل پھرنے لگی
خمار عشق کی پستی بھی اب اترنے لگی
قرار دل کو جو آیا تو کام کرنے لگا   امنگ فتح کی پھر دل مین ہو گئی پیدا
روان ہوا سوئے گجرات وہ بقصد ذرا   لڑائی چھڑ گئی فرصت ملی نہ اسکو ذرا

پلٹ کے رن سے جو خیمہ مین اپنے آتا تھا
تو پھر خیال بھی تلسی کے پاس جاتا تھا
کبھی جو ملتی تھی کچھ کارزار سے فرصت   تو دل مین آتی تھی فوراً ہی یار کی صورت
رہی یہ اس کے تعشق کی سال بھر حالت   بڑھے جو کام تو گھٹنے لگی یہ کیفیت
جدال و جنگ کی فکرون نے دل کو گھیر لیا
محب خیال کو ان آفتون نے پھیر لیا

کھیت کی رکھوالی

تھا اک مزارع رحم دل جسکی تھی کھیتی پر گذر   تھا خلق کا پتلا مگر دنیا سے تھا وہ بے خبر
گرتی تھین چڑیان کھیت پہ دیتا نہ تھا ان کو ضرر   تھا رحم گو حیوان پر انسان پہ فاقہ تھا مگر
کرتا جو رکھوالی اگر پاتا وہ محنت کا ثمر
بے جا کرم سے اپنے پہ کرتا تھا عسرت مین بسر
اسکا پڑوسی ایک تھا رکھتا تھا جو فکر رسا   آنے نہ دیتا تھا ذرا چڑیون کو دیتا تھا ڈرا
کانٹے دیے تھے کچھ لگا باندہی تھین باڑھین جابجا   کچھ کام اور اسکو نہ تھا حفظ زراعت کے سوا
آتا جو کوئی جانور کرتا نظر وہ تیز تر
کرتا نہ رحم اس پہ ذرا کھاتا تھا اسکو مار کر
پوچھا کسی نے اس سے یہ کرتا ہے کیون جور و جفا   چڑیون پہ تو مروے خدا بچ ظلم سے ہے وہ بُرا
کھا لینگی وہ دانہ اگر برباد ہوگا کھیت کیا   بولا وہ ہنس کے ظلم کیا اپنون پہ کرنا ہے روا
چڑیون کو گر روکین نہ ہم ہے ظلم یہ گھر بار پر
چر جائین سارا کھیت وہ فاقون مرین ہم عمر بھر

جاپان اور حب وطن

(یہ ایک واقعہ نظم کیا گیا ہے جو جاپان اور روس کے اثنائے جنگ مین واقع ہوا تھا)

شب خون کے بعد چرخ پہ برپا جو رن ہوا   انجم کے قتل عام کو حکم بزن ہوا
مریخ اپنی جان سے ڈر کر ہرن ہوا   دہشت سے ماہتاب کا سب زرد تن ہوا
زخمون سے لالہ زار تن آفتاب تھا
ڈوبا ہوا لہو مین اُفق کا سحاب تھا

ہوتے ہی صبح چھڑ جو گئی جنگ آرتھر   ہر جا صدائے توپ سے پھٹنے لگے جگر
برسا وہ خون لال ہوئے دونو بحر و بر   اولون کی طرح گرنے لگے سر زمین پر
دریا تھا خون سرخ ہر اک سمت موج تھی
پانی مین سر تھے یا کہ حبابون کی فوج تھی

اڑنا وہ تارپیڈو کا دریا مین جا بجا   وہ ٹوٹنا جہازون کا پر شور وہ ہوا
وہ کشتیون کا ڈوبنا توپون کی وہ صدا   طوفان نوح چین کے دریا مین تھا بپا
شعلون سے کارزار کی حدت دو چند تھی
طرفہ یہ تھا کہ آب مین آتش بلند تھی

اڑتے تھے بم کے گولون سے جب روس کے جہاز   کرتا تھا اپنے شست پہ جاپان فخر و ناز
گرتا تھا روسیون پہ جو ٹوٹ کر مثال باز   آنکھون سے دیکھتے تھے وہ انجام حرص و آز
چھینا تھا گھر جو چین کا اس مین بلا ملی
ظالم کو اپنے ظلم کی اچھی سزا ملی

اچھا نہین ہے چھیننا لوگون کا ملک و مال   پڑتا ہے سلطنت ہی پہ اسکا کبھی وبال
گھٹتا نہین دباؤ سے مظلوم دلکا حال   ہوتا ہے اہل ملک کو لیکن غضب کمال

غاصب کی دلین سب کی عداوت جو پڑتی ہی
خلقت تمام اٹھکے حکومت سے لڑتی ہے
آیا اسی خیال سے جاپانکے دلین جوش   حب وطن سے جان کا باقی رہا نہ ہوش
اٹھا تمام ملک مین الحرب کا خروش   عورات بھی تو اپنے گھرونمین نتھین خموش
مردون سے رخ کو پھیر کے کہتی تھین یہ کہ جاؤ
ہمکو بغیر فتح کے اپنا نہ منہ دکھاؤ
رہتی تھی جھونپڑی مین کہین ایک پیرزال   کمزور دلین جس کے تھی حب وطن کمال
بولی جوان بیٹے سے ای طفل خوشخصال   اپنے وطن کا تجھکو نہین کوئی بھی خیال
رن پڑ رہا ہے ملک مین تشویش عام ہی
خلقت کا در پہ شہ کے پڑا اژدہام ہے
تجھکو خبر نہین کہ مصیبت ہے ملک پر   کرتا ہے نذر شاہ کے ہر شخص اپنا سر
دولت ہے جن کی پاس لٹاتی ہین آج گھر   بزدل بھی ایسے وقت مین ہوتی ہین شیر نر
پالا تھا تجھکو مین نے اسی دنکے واسطے
جرات بہادری ہے اسی سن کیواسطے
سر کو کٹا کے جنگ مین حب وطن دکھاؤ   زخمون سے مجھکو چور یہ نازک بدن دکھاؤ
سیکھے ہین آج تک جو لڑائی کے فن دکھاؤ   مغرب کو آج شرق کے شیرونکے رن دکھاؤ
قامت مین گرچہ روس سے جاپان پست ہی
لیکن اسد کے سامنے کیا فیل مست ہی
ہمدردی وطن ہے سب اہل وطن پہ قرض   ہر شخص پر ہے سب سے مقدم ادای قرض
کہتی ہے طفل سے یہ ولادت کی وقت ارض   کرتی ہون آج تجھہ سے بصد عجز ایک عرض
ہمدردی وطن مین ہر آفت کو جھیلیو

مجھہ پر پڑے جو وقت تو پھر جان پہ کھیلیو

آزادی وطن سے ہماری ہین عزتین   دیکھی نہین ہین تو نے غلامی کے ذلتین
نابود ہو گئی ہین وہ افسوس ملتین   جن پر ہوئی ہین غیر کی قایم حکومتین
ہوتے فنا ہین ملک کی اولاد کے حقوق
ملتے نہین غلامون کو آزاد کے حقوق

بولا وہ مان سے مین بھی ہون یہ خوب جانتا   ڈرتا نہین ہون جان سے آگاہ ہے خدا
ہوتا کوئی جو بھائی تو رہتا یہان مین کیا   فاقون سے مارنا بھی تو مان کا نہین روا
لعنت کریگی روح مجھے میرے باپ کی
خدمت کریگا کون بوڑھاپے مین آپکی

ہر اک پسر پہ خدمت مادر ہے فرض عین   ممکن نہین کہ آپ کو کلفت ہو مجھکو چین
ہے فرض گرچہ مجھہ پہ وطن کا ادای دین   لیکن مقدم اس پہ بھی ہی فرض والدین
دنیا کا بے ثبات یہ سب زیب زشت ہے
قدمون تلے جناب کی میری بہشت ہے

بولی وہ مجھہ سے بڑھکے ہے وہ مادر وطن   جس کے زوال کا ہے نتیجہ غم و محن
مجھہ سے ترا وجود ہے اس سے ترا بدن   ہے زندگی اسی سے وہی جان وہی ہی تن
دیتی ہے رزق اور وہ دولت بھی دیتی ہی
تعلیم اور عزت و حشمت بھی دیتی ہے

مر جاؤن مین تو اس سے نہین تجھکو کچھ ضرر   لیکن وطن کے صدمہ سے ہے جان کا خطر
قومون کی ٹوٹ جاتی ہے اس رنج سے کمر   دم سے اسی کے جان تو آباد اپنا گھر
آزادی و عروج اسی دم کے ساتھ ہے
گر یہ نہین تو زیست بھی پھر غم کے ساتھ ہی

اولاد ناخلف ہے جو اس پر نہ ہو فدا   ناشکریون کی دیتا ہے اللہ پھر سزا
عسرت کی ان پہ کرتا ہے نازل بڑی بلا   رکھتا ہے ان کو رنج غلامی مین مبتلا
ان سے ہر ایک چیز کو وہ چھین لیتا ہے
غیرون کو ان کی دولت و عزت کو دیتا ہے
محکوم کو سمجھتے ہین روسی یہ جانور   دیتے ہین لاد ٹیکس کے انبار پشت پر
لاکھون طرح سے کھینچتے ہین انسے مال و زر   روکھی انھین کھلاتے ہین کھاتے ہین آپ تر
کہتے ہین قوم پست کو شایان نہین حقوق
آزاد کے غلام کے یکسان نہین حقوق
بس کہہ چکی جو کہنا تھا اب رن کو جا نہ جا   کچھ شرم ہے تو ملک کی خاطر گلا کٹا
پالے گا مجھ کو میرا بھی رزاق ہے خدا   جینے سے میرے ملک کو اب فائدہ ہی کیا
بے کار ہون فضول ہون دنیا پہ بار ہون
مین آپ اپنی موت کی اب خواستگار ہون
یہ کہکے وہ چلی گئی سونے کو پیرزال   جینے کا اپنے جسکو بہت سخت تھا ملال
مرجاؤن زہر کھا کے یہ آیا اسے خیال   یہ زندگی ہے میری بس اب ملک پر وبال
بیزار جان سے ہوئی اور سوت بہا گئی
گولی بنا کے زہر کی خود آپ کھا گئی
سوتے ہی مین عدم کو سدھاری وہ نیک ذات   وہ مر گئی پہ رہ گئی دنیا مین اسکی بات
مرنے سے آدمی کے تو مرتے نہین صفات   سب شئے فنا ہے علم و عمل کو ہے پر ثبات
نادان ہین کور دل ہین جنھین حرص مال ہے
دانا وہی ہین قوم کا جن کو خیال ہے
وہ دل ہی کیا ہے جسمین یہ حب وطن نہو   بے بلبلون کے کوئی الٰہی چمن نہ ہو

الفت بغیر کوئی بھی دولہا دلہن نہ ہو　　جھوٹی خوشامدون کا کسی جا چلن نہ ہو
خود غرضیون سے قوم کو یارب بچائیو
بگڑے ہوؤن کو قوم کا یاور بنائیو

عدل فاروقی

الٹی ہے آج بزم مین کس نے نقاب ذہن　　نکلا ہے شرق جسم سے یا ماہتاب ذہن
ہے ماند جس سے شمس وہ ہے آفتاب ذہن　　روشن ہے جس سے دہر وہ ہے آب تاب ذہن
پھیلی ضیا سے روح حجاب تراب سے
جسطرح نکلے مہر درخشان سحاب سے
الفاظ ہین کہ شمس فلک پر ہین جلوہ گر　　نقطے ہین یا کہ صفحۂ کاغذ پہ ہین قمر
کششین بھی کہکشان کی مقابل ہین سربسر　　سطرین شعاع مہر سے بھی ضو مین تیز تر
یہ دائرے ہین یا کہ مسلسل ہلال ہین
حلقون سے بھی زحل[لہ] کی منور کمال ہین
قرطاس پر حروف ہین یا انجم فلک　　ظاہر مین ہین سیاہ تو باطن مین ہے چمک
منہ فق ہے آفتاب کا وہ ہے چمک دمک　　تارے چھپین سحاب مین دیکھین اگر جھلک
ہر بیت پر بروج فلک کا گمان ہے
مصرعے ہین دو کہ شمس و قمر کا قران ہے
ہر بند مین ہے بندش اعلیٰ نظام شمس　　الفاظ کی کشش سے ہویدا ہے حسام شمس
حرفون کے دائرے ہین کہ کاغذ پہ جام شمس　　معنی ہین وہ سرور کہ گویا کلام شمس
معنی و مہر دونون کے انوار خوب ہین

[لہ] جدید تحقیقات سے
زحل کے اطراف
ایک نورانی حلقہ
دریافت ہوا ہے

روشن ہے اس سے ارض تو اس سے فلک مبین

مضمون ہے وہ بلند کہ ہے پست آسمان   طبع رسا کی جست ہے تا عرش و لامکان
کیا کیجئے خیال کی وسعت یہان بیان   ہے تنگ جس کے سامنے یہ عرصۂ جہان
دلمین تمام ظاہر و باطن کا زنگ ہے
ذہن صفا کے روبرو آئینہ دنگ ہے

فکر رسا کا وصف ہو انسان سے کیا بیان   کرتا ہے اسکی مدح تو خود خالق جہان
کہتے ہین اسکی شان مین سرور مرسلان   ہے فکر بہترین عبادات بے گمان
معراج بام عرش یہی غور و فکر ہے
گر یہ نہین تو ہیچ ہر اک شغل و ذکر ہے

جائے فلک پہ اور نہ دم بھر کی دیر ہو   چھانے تمام روئے زمین کو نہ سیر ہو
گر وہ ہو دستگیر تو روباہ شیر ہو   شیر فلک بھی گر یہ مسکین سے زیر ہو
پشہ اسی کے زور سے پیل دمان بنے
قوت سے اسکی مور سلیمان نشان بنے

حلال مشکلات ہے عقدہ کشا ہے یہ   کشاف راز فطرت ارض و سما ہے یہ
سحر و فسون کرشمۂ معجز نما ہے یہ   الہام۔ کشف وحی پیام خدا ہے یہ
اس کا مقام عرش و علا سے بلند ہے
جبریل پا سکے نہ جسے وہ پرند ہے

ہان اے عروس فکر اٹھا پردۂ حجاب   جلوہ دکھا الٹ رخ روشن سے اب نقاب
مدت سے ذہن کند ہے پی ساغر شراب   اس بزم مین بھی آج چلے دور آفتاب
پھیلے ضیا دکن سے ہماری کلام کی
شہرت ہو ہر دیار مین ملک نظام کی

ملک دکن سلف سے ہے مشہور روزگار   جنت نظیر رشک ارم داغ لالہ زار
آب و ہوا ہے روح فزا اور خوشگوار   زرخیز ہے زمین کہ دفینے ہین بے شمار
سارے پہاڑ نقرہ و زر و گوہر کی کان ہین
معدن کے اعتبار سے دنیا کی جان ہین
ہیرے کی کان اور وہ الماس کوہ نور   شرمندہ آب و تاب سے جس کی ضیائے طور
شہرت سلف سے جنکی ہے دنیا مین دور دور   یورپ مین جنکی وجہ سے دولت کا ہے وفور
اس خاک پر بہت کرم بو تراب ہین
ذرے بھی اس زمین کے رشک آفتاب ہین
الماس و لعل سنگ یشب نقرہ و طلا   نیلم عقیق سنگ سیہ اور کوئیلا
پکھراج سنگ مرمر و یاقوت پر ضیا   بلور مس حدید نمک جست سنکھیا
کانین ہین ان کی ارض دکن مین گڑی ہوئین
یہ دولتین ہین پاؤن کے نیچے پڑی ہوئین
خالق نے اس زمین کو بنایا ہے کان زر   بخشا ہے اسکی خاک کو اکسیر کا اثر
واقف ہین وہ جنھین ہے معادن کی کچھ خبر   قارون کے گنج دفن ہین ہر ایک گام پر
زرخیزیون کی اسکی کوئی انتہا نہین
پر ان سے اہل ملک کو کچھ فائدہ نہین
قدرت نے کی ہے دولت فطری انھین عطا   ان کو ہے کیا تمول ارضی سے فائدہ
وہ جانتے نہین کہ معادن ہے چیز کیا   یہ سنڈیکیٹ اور یہ کانین ہین کیا بلا
پردہ پڑا ہے جہل کا چشم بصیر پر
لٹتا ہے گھر وہ سوتے ہین تخت سریر پر
صد شکر تو فلک سے ہے رتبہ مین بلند مطلع ثانی   ہے اوج پر ستارۂ اقبال برومند

سنڈیکیٹ ۱۲
یعنی تجارت
معدنیات

طالع عروج مین ہے مہ و مہر سے دو چند   پھینکی ہے بام عرش پہ اب بخت نے کمند
باہم فلک نما پہ کہ چرخ برین پہ ہون
ثابت ہوا کہ عرش کی ہین شہ نشین پہ ہون

قصر فلک نما کی بلندی ہو کیا بیان   افلاک جس کے بام کی ہین سات سیڑھیان
گردون ہے جسکی منزل اول کا سائبان   جسکے برآمدے کی ہے اک سقف آسمان
اس وضع کا مکان نہین سارے جہان مین
رفعت مین بے نظیر تو بے مثل شان مین

کیا جانب شمال ہے دلچسپ وہ مکان   ہوتا ہے جس پہ گلشن فردوس کا گمان
ساری زمین ہے تا بہ افق تختۂ جنان   باغ بہشت مین بھی لطافت ہے یہ کہان
اشجار سایہ دار کا ہر جا ہجوم ہے
طوبے کا بن ہے ارض دکن مین یہ دھوم ہے

گنجان وہ درخت وہ سرسبز مرغزار   وہ لہلہاتی گھاس کے تختے وہ آبشار
شاداب کھیت اور وہ اشجار باروار   وہ باغ وہ چمن وہ گلستان پر بہار
وہ کیوڑے کے بن ہین وہ جنگل گلاب کے
وہ حوض آب کے کہ پیالے شراب کے

چشمے ہین جابجا کہین جھیلون کی ہے قطار   تالاب مثل دیدۂ عاشق ہین تین چار
پل کھا کے آب نہر رواں ہے مثال مار   موسی بھی لہرین لیلیکے بہتی ہے بار بار
گرنا وہ چادرون کا غضب ماہتاب مین
عالم دکھا رہا ہے تجلی کا آب مین

کوسون وہ سبزہ زار وہ صحراے پر فضا   جنگل کا وہ سمان وہ پہاڑون کا سلسلہ
گنبد وہ اونچے اونچے وہ مینار جابجا   وہ بیچ مین درختون کے مسجد محل سرا

چھایا ہوا وہان ہے کہ عالم ہے نور کا
جلوہ ہر ایک کوہ مین ہے کوہ طور کا

وہ سامنے شمال کی جانب افق کے پاس   کم کم جہان شفق کا سنہرہ ہے انعکاس
جس جا وفور نور ہے بے حد و بے قیاس   وہ دیکھو دکھائی دیتا ہے کوہ بلند راس
اس پر نشان پائے جناب امیر ہے
ہر ذرہ اس پہاڑ کا مہر منیر ہے

کوہ شریف کہتے ہین سب اسکو خاص و عام   مولا علی کا کوہ اسی کا ہے ایک نام
نام علی سے چونکہ ہے موسوم یہ مقام   اسکے بلند مرتبہ ہونے مین کیا کلام
درگاہ خاص حضرت شیر الاہ ہے
جبکی زمین فلک سے ہے یہ وہ بارگاہ ہے

تالاب ایک سامنے آتا ہے وہ نظر   یا ہے زمین پہ چشمۂ خورشید جلوہ گر
پانی ہے اس کا نہر لبن سے بھی خوب تر   آب حیات مین بھی نہین خاک یہ اثر
بے آبرو ہو چشمۂ کوثر وہ آب ہے
آب گہر سے اس مین فزون آب و تاب ہے

پانی ہے اسکا صاف سبک ہاضم غذا   پاکیزہ خوشگوار خنک اور جانفزا
شفاف اسقدر کہ خجل جس سے آئینہ   دکھلا رہا ہے جھیل مین افلاک کا سما
اجزائے معدنی و نباتی سے پاک ہے
آب حیات اسکے مقابل مین خاک ہے

ساگر حسین کا اسے کہتے ہین خاص و عام   چادر ہے اسکی پختہ تو رشتہ ہے اسکا خام
ہے عرض و طول اسکا کئی میل لا کلام   جاری ہے اسکا آب تلون مین علی الدوام
سیراب اسکے آب سے سب عام خاص ہین

پانی مین اسکے آب بقا کے خواص ہین

اشجار سے بلند ہین کچھ جابجا مکان   سر اپنا جن کے در پہ جھکاتا ہے آسمان
مسجد ہے ایک کعبۂ ثانی فلک نشان   روح یروشلم ہے کہ بیت الحرم کی جان
یہ خانۂ خدا ہے مقدس مقام ہے
اسکی زمین فلک ہے تو عرش اسکا بام ہے

کہتے ہین اسکو مسجد مکہ جو خاص و عام   تعظیم اسکی فرض ہے واجب ہے احترام
ہوتے ہین پانچ وقت نمازون کے اہتمام   ہین مقتدی ملائکہ جبریل ہین امام
پر نور مثل مسجد اقصیٰ تمام ہے
روح روانِ مسجد خیر الانام ہے

مسجد مین وہ نمازیون کا صبحدم ہجوم   شرمائین جنکے داغ جبین سے مہ و نجوم
تکبیر کا وہ شور وہ صلّے علٰے کی دھوم   وہ ہر طرف نماز کی نیت علٰے العموم
کوئی رکوع مین ہے تو کوئی سجود مین
کوئی قیام مین ہے تو کوئی قعود مین

وہ فرش صاف اور وہ پاکیزہ صحن دور   ششدر ہے آئینہ بھی صفا جسکی دیکھکر
محراب ہے کہ تیغ ہلالی ہے چرخ پر   جھکتے ہین اسکے سامنے سب سرکشون کے سر
ہے اسکا عکس قوس قزح آسمان پر
ابروئے مہوشان ہین فدا اس کمان پر

مسجد کے صحن پاک مین ہین اک طرف قبور   پھولون کی چادرین ہین کے چھایا ہے اُنپہ نور
سوتے ہین انمین وہ کہ جو تھے آسمان قصور   دارا حشم سکندر ثانی سخی غیور
شیرانہ جراتین یہ دکھاتے تھے جنگ مین
بجتے تھے ان کی فتح کے ڈنکے تلنگ مین

عبرت کی یہ جگہہ ہے تاسف کا ہے مقام   خواب و خیال تھا وہ تجمل وہ احتشام
تعظیم اب ہے انکی نہ تکریم و احترام   اعمال نیک قبر مین آتے ہین انکے کام
دولت گئی نہ ساتھ نہ ملک و حشم گیا
دنیا مین جو کیا تھا وہ رحم و کرم گیا

مینار چار سامنے آتے ہین وہ نظر   گویا ستون بام فلک ہین زمین پر
احرام مصر روبروان کے ہین پست تر   کوہ ہمالیہ کی بلندی کا کیا اثر
ایسا مکان روئے زمین پر کہین نہین
مضبوط اسقدر کوئی حصن حصین نہین

مغرب کی سمت اور ہے پر لطف کچھ سمان   تالاب ہین کہین تو کہین ہین پہاڑیان
وہ سامنے درختون کے اوپر ہی کچھ دھوان   اسمین سے ایک قلعہ کے آثار ہین عیان
شاہان قطبیہ کا دکن مین نشان ہے یہ
جنت نظیر تھا جو کبھی وہ مکان ہے یہ

جس جا تھا شامیانہ زربفت و پرنیان   آج اس جگہ ہے بوم کا افسوس آشیان
دن رات جس مکان مین ہوتی تھین شادیان   چلتا تھا دور ساغر مے ہر گھڑی جہان
آج اس جگہہ سکونت گرگ و پلنگ ہے
یہ انقلاب دہر ہے دنیا کا رنگ ہے

اس قلعہ کے قریب ہین گنجان کچھ درخت   کھائے ہوئے ہین زہر کے دہائی ہین انکی رخت
سایہ مین ان کے دفن ہین وہ صاحبان تخت   اقبال جن کا یار تھا یاور تھا جن کا بخت
سوتے تھے وہ تو مخمل و کمخواب پر مدام
آج انکا فرش خاک ہے بالین ہے خشت خام

گنبد انھین کے دور سے آتے ہین وہ نظر   کس شان سے فراین اٹھائی ہوئی ہین سر

ہے شامیانہ چرخ تو قندیل ہے قمر   روشن چراغہاے کواکب ہین تا سحر
خواب عدم کی دیکھیے کب صبح ہوتی ہے
ان بیکسون کے حال پہ شبنم بھی روتی ہے

ان کے یہ مقبرے ہین جو گردون مقام تھے   خوش خلق خوش نصیب سخی نیکنام تھے
عادل تھے علم دوست تھے قوت مین سام تھے   تلوار کے دھنے تھے ذو الاحتشام تھے
آباد ان سے خطۂ ملک دکن ہوا
جنگل انھین کے فیض قدم سے چمن ہوا

چلنے لگی تلنگ مین پھر مغربی ہوا   اٹھی شمال و غرب سے اک جھومتی گھٹا
ابر کرم نے دشت کو گلشن بنا دیا   آئی بہار کھلنے لگے گل ہزار ہا
ہو ہو کے شاد مرغ چمن بولنے لگے
غنچے بھی مسکرا کے دہن کھولنے لگے

اللہ رے فیض چشمۂ خورشید دین پاک   اکسیر دم مین ہوگئی ملک دکن کی خاک
پیدا ہوے زقوم سے کیا خوشہ ہاے تاک   رشک چمن بنا یہ بیابان ہولناک
ہر سنگ ریزہ مورد فضل خدا ہوا
خالی بتون کے ظلم سے یہ بتکدہ ہوا

پہنچا جو قطبیون کا سر اوج پر عروج   آیا زوال چھپ گئے اقبال کے بروج
کرنے لگے علوم معارف سے وہ خروج   گرنے لگے عروج سے وہ جسطرح شرج[۱]   [۱] آبشار
دن رات مہوشون سے انھین ارتباط تھا
رقص و سرود و نغمۂ عیش و نشاط تھا

آتی ہے مال و جاہ کے ہمراہ کاہلی   ہے ہمرکاب عیش و طرب جہل بزدلی
غفلت بگاڑ دیتی ہے سب نظم داخلی   دولت اسی سے قطبیون کی خاک مین ملی

روما کی سلطنت کے اسی سے ستون گرے
یونان کے عز و شان کے نشان سرنگون گرے
غفلت سے آیا روم پہ ایران پر زوال   سستی سے اہل ہند کا آخر ہوا یہ حال
افراط عیش سے ہوئے اہل عرب نڈھال   اسلامیون کے ملک اسی سے ہین پائمال
عیاش قوم جو ہے وہ دنیا مین پست ہے
جو محنتی ہے تا بہ فلک اسکی جست ہے
کرتے ہین جو مطالعہ احوال روزگار   ان کی نظر مین ایسی مثالین ہین بے شمار
ہوتا ہے انقلاب دول سے یہ آشکار   جز ذات پاک اور کسی کو نہین قرار
دائم کسی کی فتح کا ڈنکا بجا نہین
قبضے مین ملک و مال ہمیشہ رہا نہین
اسلامیون کا اوج و ترقی ہی کل کی بات   دن انکا عید رات تھی ان کی شب برات
معمور ان کے فیض قدم سے تھی شش جہات   اب تک جہان مین انکے ہین آثار صالحات
کھنڈرون مین انکی عظمت و شوکت کو دیکھیے
دیوار و در شکستہ مین رفعت کو دیکھیے
وہ قرطبہ کی مسجد جامع وہ مدرسہ   یورپ مین جسنے علم کا روشن کیا دیا
پھیلی یہین سے غرب مین وہ نور کی ضیا   جس نے دکھائے علم کے رستے ہزارہا
ملک فرانس فیض سے اسکے چمن ہوا
تعلیم تربیت کا ہر اک جا چلن ہوا
اخلاق و کیمیا و ریاضی و طب نجوم   ماء و ہوا نبات معادن کے سب علوم
دیتے تھے درس انکے مسلمان علی العموم   آزادیٔ خیال مین بھی تھی انھین کی دھوم
مرکز علوم و فضل کا جب قرطبہ ہوا

یورپ کے حال زار پہ فضل خدا ہوا

مروانیون کے عہد حکومت مین قرطبہ   رکھتا تھا علم و فن کے مدارس ہزارہا
دار الشفا تھے اور تھی بے دام ہر دوا   سڑکین تھین بے شمار سرائین تھین جابجا
کاریگرون کا تاجرون کا کیا شمار تھا
ہر شخص قرطبہ کا غرض مالدار تھا

ریشم کے کارگاہ تھے ہر جا ہزارہا   مشہور گرز و تیغ و سپر اور خود تھا
زیور یہین کا جاتا تھا یورپ مین جابجا   اسپین کی ترقیون کی تھی نہ انتہا
یورپ کو اس نے خطۂ یونان بنا دیا
ہر وحشی سفید کو انسان بنا دیا

ہوتے ہین وحشیون پہ مہذب جو حکمران   ان کے اثر سے پھیلتی ہین اُن مین نیکیان
تاثیر میل جول کی کالشمس ہے عیان   ہمرنگ گل ہین پھولون مین کپڑے جو ہین نہان
دم بھر صبا گلون کی جو صحبت مین آتی ہے
پھولون مین پھر بسی ہوئی گلشن سے جاتی ہے

صحبت کا دل پہ پڑتا ہے اس طرح سے اثر   آئینہ مین در آتی ہے جس طرح سے نظر
ہوتا ہے انعکاس خیالات سر بسر   جیسے ضیائے شمس سے ہے بہرہ ور قمر
خاکے مصاحبون کے دلون مین اترتے ہین
انسان صحبتون سے بگڑتے سنورتے ہین

صحبت ہی آدمی کو فرشتہ بناتی ہے   صحبت ہی آسمان سے زمین پر گراتی ہے
صحبت ہی سب گناہون کے رستے بتاتی ہے   صحبت ہی نیک و بد کے نمونے دکھاتی ہے
اصحاب کہف کی جو رفاقت مین سگ رہا
پھر تا بہ زیست صحبت بد سے الگ رہا

مردانیون کے فیض قدم کی ہین برکتین   یورپ کو جو نصیب ہوئی ہین یہ دولتین
بھولی نہین زمانہ کو وہ ان کی حکمتین   پائی ہین جنکی وجہ سے قومون نے عزتین
ہمت مین وہ جوان تھے تو حکمت مین پیر تھے
ہر بات مین خدا کی قسم بے نظیر تھے

اسلامیون کا عدل تھا بے مثل و بے عدیل   سرکش تھے زیر اور زبردست تھے ذلیل
مور ضعیف پر بھی نہ چلتا تھا زور فیل   گرگ و پلنگ بچۂ آہو کے تھے کفیل
جلاد چرخ ان کی عدالت سے ڈرتا تھا
پیر فلک بھی ظلم کسی پر نہ کرتا تھا

انصاف و عدل ہے صفت رب دو جہان   بندہ سے وصف خالق اکبر ہو کیا بیان
سب نیکیون کی ایک عدالت ہی ہے جان   خیر البشر ہین اسکے دل و جان سے مدح خوان
آیا ہے حکم عدل خدا کی زبان مین
نازل ہوئی ہے رحمت حق اسکی شان مین

عادل کا مرتبہ ہے ملائک سے بھی بلند   دنیا مین سربلند ہے عقبیٰ مین بہرہ مند
اجر اسکا عابدون کی عبادت سے ہے دو چند   سب نیکیون مین ہے عمل عدل دل پسند
پلہ اسی کی عدل کا میزان مین بھاری ہے
دونو جہان مین فیض عدالت ہی جاری ہے

شاہان دہر کا ہے یہی عدل فرض عین   لازم ہے بادشاہ کو دنیا یہ اپنا دین
سنتا ہے بیکسون کے خدا آسمان پہ بین   ملتا نہین ہے خاک مین بھی ظالمون کو چین
شاہون سے بھی تو پرسش اعمال ہوتی ہے
سارے گناہ ان کے عدالت ہی دھوتی ہے

بیدار مغز ہے جو شہنشاہ خوش نژاد   دیتا ہے آپ اپنی رعایا کی روز داد

پاتا ہے داد خواہ اسی شاہ سے مراد   اللہ اس سے خوش تو پیمبر ہے اس سے شاد
عادل کی ہر زمانہ مین توقیر ہوتی ہے
اسکی ہر ایک بات مین تاثیر ہوتی ہے

وہ حضرت عمر کی عدالت وہ اعتدال   کرتا ہے جس کے وصف بیان رب ذو الجلال
تعریف اسکی مجھ سے بیان ہو یہ ہے محال   ہے بند ناطقہ تو زبان قلم ہے لال
وصف عمرؓ خدا و پیمبر سے پوچھیے
اوصاف عدل عادل اکبر سے پوچھیے

کرتا ہون عدل حضرت فاروق اب رقم   مجرے کو خامہ جھکتا ہے کاغذ پہ دمبدم
سطرین بھی پیشوائی کو صف بستہ ہین بہم   غوج حروف بہر سلامی ہے ہر قدم
تیغ الف علم ہے جو تعظیم کے لئے
خم نیزہ ہے قلم بھی تسلیم کے لئے

عہد عمرؓ مین تھا یہ عدالت کا زور و شور   پیل وہان کو ہیچ سمجھتا تھا دل مین مور
چلتا نہ تھا ضعیفون پہ زور آورونکا زور   تھی مفسدون کے واسطے اک جائے امن گور
دزد حناؤ دزد نگہہ کے خطر نہ تھے
معشوق عاشقون سے چراتے نظر نہ تھے

راہی ہوئے تھے ملک عدم کو جو راہزن   سونا اوچھالتے ہوئے پھرتے تھے مرد و زن
رعب عمرؓ سے کانپتے تھے سرکشونکے تن   شیر ژیان بھی ہو گئے تھے خوف سے ہرن
ہر پیر زال رستم ثانی تھی زور مین
بہرام خوف عدل سے لرزان تھا گور مین

ہر مفتری کا خوف عمرؓ سے جگر تھا آب   ظالم کو زیر خاک بھی آتا نہین تھا خواب
چھایا تھا مفسدون کے دلون پر وہ رعب و داب   فاسد مواد بھی نہین کرتا تھا تن خراب

ہر خلط اعتدال کی حد سے نہ بڑھتی تھی
ہر گز و باغ و بر مین گرمی نہ چڑھتی تھی
ہر حاکم بلاد تھا وہ عادل زمان   نوشیروان بھی گو رہین تھا جسکا مدح خوان
عدل عمرؓ سے دشت و بیابان تھا گلستان   سر سبز کشت زار تھے باغ ارم کی جان
رشک جنان تھے مزرعہ شاداب ہر طرف
کوثر کے حوض پاک تھے تالاب ہر طرف
دن رات تھی ترقی آبادی بلاد   خوش حال اہل حرفہ تو سب کاشتکار شاد
ہر جا تھا ظلم و جور و تعدی کا انسداد   رشوت کا نام بھی تو کسیکو نہین تھا یاد
رہزن مسافرون کے نگہبان تھے راہ مین
منزل مین راہ رو تھے کہ آرام گاہ مین
اللہ رے عدل حضرت فاروق نیک ذات   تعزیر دی پسر کو کسیکی سنی نہ بات
بیٹا موا تو حد زنا سے نہ دی نجات   درے لگائے لاش پہ اسکی پس ممات
پھر ہو کے خوش جنازۂ فرزند پر گئے
بس خاتمہ جہان مین عدالت کا کر گئے
صدمہ پسر کے مرنے کا دل پر جو تھا کمال   رویا کلیجہ تھام کے وہ شاہ خوش خصال
کی عرض یہ خدا سے کہ اے رب ذو الجلال   بندے سے تیرا شکر ادا ہو یہ ہے محال
بخشندۂ خطا ہے خدائے کریم ہے
ستار عیب تو ہے غفور الرحیم ہے
کر عفو جرم اس کا خداوند دو جہان   قہر و غضب سے تیرے کسیکو نہین امان
لرزان ہین تیرے ڈر سے سلاطین ہر زمان   وحشت سے کانپتے ہین زمین اور آسمان
چاہے تو پل مین کھود کے دنیا کو گاڑ دے

عالم کے انتظام کا نقشہ بگاڑ دے

کس سے بیان ہو تیری بزرگی و عز و شان   عاجز ہے فہم کنہ سے ہر عاقل زمان
اہل نظر کو طاقت نظارہ ہے کہان   حیران ہے آئینہ کی طرح دیدۂ نہان
ششدر ہے عقل جلوۂ قدرت کو دیکھکر
افلاک سر بسجدہ ہین رفعت کو دیکھکر

ذرہ ہے تیری صنعت کامل کا آفتاب   خال سیہ ہے چہرۂ قدرت کا ماہتاب
دریائے کن کا قطرۂ ناچیز ہے سحاب   افلاک بحر علم الٰہی کے ہین حباب
خردل سے خورد تر کرۂ ارض و باد ہے
کیا خلقت خدا مین زمین کی نہاد ہے

نسبت زمین کی شمس سے کیا کیجئے بیان   ہے خال ایک مہر کے رخسار پر عیان
اتنا بڑا ہے کرۂ خورشید بے گمان   لاکھون زمینین مہر کے داغون مین ہون نہان
ٹکرا کرے جو نیر اعظم کا کوٹ کر
ہو چور مثل شیشہ زمین ٹوٹ پھوٹ کر

اس عظمت و جلال پہ تو ہے وہ مہربان   ہے مہر مادری تری الفت کا اک نشان
خلاق و مہر ماہ ہے تو رب دو جہان   ماہی سے تا بہ ماہ ہے تیرا کرم عیان
خورشید پر ہو قہر تو وہ آب آب ہو
ذرے پہ گر ہو مہر تو وہ آفتاب ہو

رحم و کرم کی تیرے نہین کوئی انتہا   ہر ذرہ تیرے مہر کا کرتا ہے شکر ادا
رحمت سے تیری کون ہے محروم اے خدا   تیری نظر مین ایک ہین سلطان ہو یا گدا
شیطان بھی تیرے فضل کا امیدوار ہے
تو ہی تو سب جہان کا پروردگار ہے

تیرے کرم سے قطرۂ ناچیز ہے سحاب   تیری نگاہ مہر سے ذرّہ ہے آفتاب
ناکام تیرے فضل سے ہوتا ہے کامیاب   رحمت سے تیری خاک نشین ہے فلک جناب
باغ جنان کرم کی تری اک مثال ہے
بخشش سے تیری گلشن عالم نہال ہے
جاری تھی یہ زبان مبارک پہ حمد رب   خوف خدا سے کانپتے تھے ہاتھ پاؤن سب
رنگت تھی زرد چہرے کی ہلتے تھے صرف لب   روتا تھا زار زار وہ شاہنشہ عرب
فرماتے تھے کہ تیرا خطاوار ہے عمرؓ
غفّار تو ہے اور گنہگار ہے عمرؓ
صلے علے جہان مین ہے یہ عدل یادگار   انصاف حق اسی سے ہے لاریب آشکار
عادل کوئی عمرؓ سا نہ ہوئے گا زینہار   بے مثل و بے عدیل تھا وہ شاہ نامدار
حق نے کیا نبی پہ رسالت کا خاتمہ
ہے حضرت عمرؓ پہ عدالت کا خاتمہ
خوف خدا جنھین ہے وہ ہین عادل کریم   آراستہ ہے ان کے لئے جنت النعیم
ہر وقت ظالمون کو ہے روز جزا کا بیم   دل ہی مین ان کے گرم ہے کیا آتش جحیم
جو کچھ کرے گا ظلم سزا اسکی پائے گا
تخم عمل ضرور کوئی بار لائے گا
کرتا ہون اس زمانہ کے حالات اب رقم   اسپین مین جب آئے تھے اسلام کے قدم
یورپ مین تھا عروج جہالت وہ دمبدم   انسان کا خون آب سے بھی قدر مین تھا کم
جور و جفا کا چارطرف زور و شور تھا
جنگ و جدال و جہل و تعصب کا زور تھا
گرجا مین پوجتے تھے صلیبون کو برملا   مریم کے بت کی ہوتی تھی تعظیم جابجا

ہر صومعہ بتون کی نجاست سے تھا بھرا   بت خانہاے چین تھے کہ تھے خانۂ خدا
عیسیٰ کرشن جی کی طرح پوجے جاتے تھے
مورت پہ ان کے زیور و گوہر چڑہاتے تھے

یورپ مین راھبون کو وہ حاصل تھا کروفر   جھکتے تھے ان کے سامنے سب قیصر و کسر
یہ چاہتے تھے جسکو بٹھاتے تھے تخت پر   دونو جہان مین ان کے غضب سے نہ تھی مفر
قبضہ تھا ان کا جان و دل و ملک و مال پر
دوزخ بہشت بیچتے تھے اک ریال پر

زر پر نجات اور سعادت کا تھا مدار   جنت کو مول لیتے تھے راھب سے مالدار
دیتا تھا اسکو دولت دنیا جو بے شمار   کلفت عبادتون کی تھی اس کو نہ خوف نار
ارض جنان قلیل رقم مین جو آتی تھی
بڑھیا بھی اس مین جھونپڑا اپنا بناتی تھی

کہتے تھے پادری کہ ہے دنیا بڑی بلا   کرتی ہے بیوا ہی اللہ سے جدا
کرتا ہے اسکا عشق گناہون مین مبتلا   ڈستی ہے سانپ بن کے یہ دوزخ مین جا بجا
عاشق کو اس کے چین جہان مین ملا نہین
خامی ہے اُس کے فہم کی اس کا گلا نہین

چھوڑو خیال عزت دنیا و سیم و زر   اُنکے حصول سے نہین کچھ نفع جز ضرر
دنیائے بے ثبات سے جب جاؤ گے گذر   رہ جائیگا یہین کا یہین سب یہ بار خر
وقت سفر مین کم ہے جو سامان قلیل ہے
بانگ جرس کے ساتھ روانہ رحیل ہے

تحصیل زر کی فکر جنھین ہے شبانہ روز   دنیا کے مکر و زور سے غافل ہین وہ ہنوز
سمجھے ہین وہ کہ چہرہ زر ہے یہ دل فروز   آتش کہین تو نار جہنم ہے سینہ سوز

سرخ و سفید آگ ہے یہ سیم و زر نہین
نار سقر مین پھکنے کی کچھ بھی خبر نہین

تھے بر زبان مذمت دنیا کے یہ کلام   لیکن وہ خود ڈکارتے تھے سیم و زر تمام
دولت کے جمع کرنے کا تھا انکو اذن عام   مال و متاع دوسرون کو تھا اگر حرام
ان کے لیے حلال سبھون کی کمائی تھی
دنیا فقط انھین کی کنیزی مین آئی تھی

یورپ مین راہبون کے تمول کا تھا یہ حال   کرتے تھے ان سے قرض کا اہل دول سوال
ان کے مقابلہ مین ہے کیا راس چائلڈ مال   قارون کی کیا بساط جو دون اس سے مین مثال
ہم پلہ انکا اہل غنی مین کوئی نہ تھا
ہم عصر ان کا اہل جفا مین کوئی نہ تھا

دنیا پہ حکمران تھے یہی پوپ پادری   شاہان دہر کر نہین سکتے تھے ہمسری
طاقت تھی قیصرون کی جو کرتے برابری   ہوتے تھے ان کے حکم بھی احکام نادری
یہ چاہتے تھے جسکو بٹھاتے تھے تخت پر
نافذ تھا ان کا حکم قضا اور بخت پر

سمجھا تھا پوپ روم مین مثل خدائے پاک   حکم اسکا تھا قضا و قدر سے بھی خوفناک
انسان کا خون اس کو بہانے مین تھا نہ باک   کرتا تھا بستیون کو جلا کر وہ دم مین خاک
بندے خدا کے حکم سے اوسکے فنا ہوئے
افسوس ہے صلیب پہ لاکھون فدا ہوئے

کہتا تھا پوپ مین ہون دو عالم کا بادشاہ   میرے غضب سے دونو جہان مین نہین پناہ
پڑتی ہے میری مہر کی ذرے پہ جب نگاہ   ہوتا ہے وہ سپہر شرافت کا مہر و ماہ
میرا عتاب قہر خدا کی دلیل ہے

شیطان کی طرح میرا عدو بھی ذلیل ہے

عیسیٰ خداکا بیٹا ہے مین اسکا جانشین   وارث خداکا مین ہون کوئی دوسرا نہین
قبضے مین میرے آج ہین سب آسمان زمین   احکام میرے دین مسیحی ہین بالیقین
بے اون میرے کب کوئی جنت مین جائیگا
اعمال نیک بھی ہون تو کب اجر پائے گا

سنئے اصول دین مسیحی بغور اب   تثلیث اسکی اصل ہے باقی ہے فرع سب
اہل صلیب کا یہ عقیدہ ہے کچھ عجب   عالم کا ایک رب ہے تو انکے ہین تین رب
روح القدس مسیح خدا ملکے ایک ہین
عبد ضعیف رب سے چلے ملکے ایک ہین

عیسیٰ خداکا بیٹا ہے یہ بات ہے عجب   روح القدس مسیح خدا ملکے سب ہین رب
کہتے ہین پھر نجات کا عیسیٰ ہوا سبب   دھوئے ہین اسنے اپنے لہو سے گناہ سب
جب یہ اصول ہین تو کوئی بھی خطر نہین
آزاد ہین جو چاہے کرین کچھ ضرر نہین

بس اے محب دعا پہ کر اب ختم یہ کلام   توحید کی جہان مین ترقی ہو صبح و شام
پھولین پھلین ریاض محمدؐ کے لالہ فام   شاداب و سبز گلشن ایمان رہے مدام
فصل بہار آئے موحد نہال ہون
سبزو کی طرح دشمن حق پائمال ہون

مرثیہ شہادت امیر المومنین امام المتقین حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم رسول اللہ صلعم

ہے ذوالفقار حیدر صفدر قلم مرا   برپا ہے کارزار سخن مین علم مرا
منشی چرخ دیکھے تو جاہ و حشم مرا   بھرتا ہے ہر فصیح فصاحت مین دم مرا
مداحی عمرؓ کا مجھے افتخار ہے
برتر فلک سے بھی مرا عز و وقار ہے

مداح اُس کا ہون کہ جو تھا ناصر نبی   محکم بنائے قلعۂ اسلام جسنے کی
بعد از رسول جسنے خلافت کی داد دی   تسلیم جس کے عدل کو کرتے تھے خود علی
ممکن نہین عمرؓ کی فضیلت بیان ہو
ہر موئے تن بتاؤ تو کیونکر زبان ہو

کرتا ہے خود خدائے جہان مدحت عمرؓ   قرآن مین انکی شدت و رحمت کی ہی خبر
ان کی فضیلتون کو بیان کیا کرے بشر   بعد از نبی بزرگ یہی قصہ مختصر
ہوتی اگر نہ ختم رسالت جہان مین
آتا خطاب ختم رسل ان کی شان مین

یہ وہ ہین جن کے زور سے قایم ہوا ہے دین   یہ وہ ہین جنکے رعب سے چھپتے تھے اہل کین
یہ وہ ہین جن کے خوف سے لرزان تھے مشرکین   یہ وہ ہین جنکے قبضۂ قدرت مین تھی زمین
ڈنکا انھین کی فتح کا دنیا مین بجتا تھا
سر پر انھین کے تاج خلافت کا سجتا تھا

رکن رکین دین تھا وہ بازوئے مصطفےٰ   پائے ثبات اُن کا تھا اسلام کی بنا
تھا پائدار ان سے در منزل ہدیٰ   اِن کے قدم سے گلشن ایمان ہوا ہرا
کوشش سے ان کی قصر خلافت بلند تھا

دہشت سے ان کی کفر کا دروازہ بند تھا

پشت و پناہ دین محمد تھا وہ امام   لرزان تھے جن کے خوف سی شاہان روم و شام
قیصر بھی کانپ جاتا تھا سنتے ہی ان کا نام   خاقانِ چین بھی انکا تھا ادنیٰ سا اک غلام
کسریٰ کو ان کے فرش بچھانیکا فخر تھا
دارا کو ان کی کفش اٹھانے کا فخر تھا

خورشید عدل و داد تھا وہ آسمان پناہ   عرش ان کا آستان تھا فلک انکی بارگاہ
رکھتے تھے سر اسی پہ سلاطین کج کلاہ   دربان تھا ان کے در کا سکندر سا بادشاہ
وہ رعب تھا عمرؓ کا کہ سب تھرتھراتے تھے
انسان تو کیا ملک بھی یہان سر جھکاتے تھے

کیا منکسر مزاج تھے فاروق نیک ذات   لرزان تھے جنکے رعب عدالت سی شش جہات
جن کے غضب سے اہل جفا کو نہ تھی نجات   وہ جانتے تھے علم سیاست کی سب نکات
گردون بھی انکی ہمت عالی سی پست تھا
دنیا کا ان کے ہاتھ مین کل بندوبست تھا

سوتا تھا فرش خاک پہ وہ آسمان جناب   رکھتا تھا ایک خشت سرہانی بوقت خواب
پھرتا تھا پاپیادہ وہ عزت کا آفتاب   گھوڑے نہ تھے جلو مین نہ پیدل تھی ہمرکاب
مطلب نہ جاہ سے تھا نہ مقصود مال تھا
ہر دم فقط رضائے خدا کا خیال تھا

آیا سفیر روم مدینہ مین ایک بار   رکھتا تھا اپنے ساتھ ہدایا وہ بے شمار
لوگون سے پوچھتا تھا وہ با عجز و انکسار   کس جا ہے قصر حضرت فاروق باوقار
ہے وہ مکان کہان جو فلک سی بلند ہے
برجون مین جس کے نور قمر سے دوچند ہے

ہنس کر کہا یہ اہل مدینہ نے اے سفیر   ہان تو نہ کوئی قصرِ خلافت نہ ہے سریر
دیبا کا فرش ہے نہ کوئی جامہ حریر   گھر مین عمرؓ کے ایک پرانا سا ہے حصیر
تکیہ فقیر کا ہے کہ ڈیوڑہی امام کی
دربار مین پہنچ ہے ہر اک خاص و عام کی

کیا پوچھتا ہے حالِ شہنشاہ بحر و بر   کرتا ہے عسر و فاقہ مین وہ زندگی بسر
بھر کر وہ پیٹ جو بھی تو کھاتا نہین مگر   روزے پہ روزہ رکھتا ہی یہ ہے خدا کا ڈر
کمل ہے بر مین سر پہ پرانی کلاہ ہے
زینت کا کچھ خیال نہ کچھ حُبِ جاہ ہے

زیرِ درخت رہتا ہے وہ سایۂ خدا   رکھتا نہین وہ قصر نہ کوئی محل سرا
آرام کا خیال نہین کام کے سوا   سوتا نہین ہے شب کو بھی وہ شاہِ باصفا
دن بھر تو عدل و داد مین مصروف رہتا ہے
راتون کو پاسبانی کی تکلیف سہتا ہے

انصاف و عدل و داد کا اس درجہ ہی خیال   چھپ چھپ کے دیکھتا ہی وہ خلقِ خدا کا حال
تکلیف مین ہے کون کسے ہی غم و ملال   تفتیش واقعات وہ کرتا ہے خوشخصال
ڈر ہے کہین کسی پہ جفا و ستم نہ ہو
امرِ خدا سے حکم کوئی بیش و کم نہ ہو

سنتے ہی یہ لرز گیا دل مین سفیرِ روم   کہنے لگا عمرؓ کی جہان مین پڑی ہی دھوم
جاری ہے ان کا فیض عدالت علی العموم   چومے نہ پاؤن انکے جو قیصر وہی ہی شوم
لے چلیے مجھکو جلد عمرؓ کی جناب مین
حلیہ لکھا ہے ان کا خدا کی کتاب مین

سنتا ہون راہبون سے مکرر یہ جابجا   ہوگا عرب مین کوئی شہنشاہِ باصفا
عادل۔ خلیق۔ متقی۔ و عاشقِ خدا   سردارِ اولیاء و مددگارِ مصطفےٰ

پھیلائے گا وہ دین محمدؐ جہان مین
توڑے گا باب کفر وہی ایک آن مین
روما کی سلطنت کو گرائے گا وہ ستون　　ہوگا اُسی سے پھر علم کفر سرنگون
دم بھر مین وہ بہائیگا سب ظالمونکا خون　　بھولے گا اسکے عدل کو ہرگز نہ چرخ دون
جھنڈا گڑے گا اسکی عدالت کا شام مین
ہوگا ہمائے فتح و ظفر اوس کے دام مین
دارا کی عز و شان کے مٹائیگا وہ نشان　　ایران اور مصر کو دے گا وہی امان
عظمت بھلائے گا وہ سکندر کی بیگمان　　یونان مین کرے گا وہی دین حق عیان
بیٹھے گا اس کے عدل کا سکہ جہان مین
آئے گی بیکسون کی صدا پھر نہ کان مین
یہ کہکے وہ روان ہوا سوئے عمرؓ شتاب　　پہنچا حضور سرور گیتی باضطراب
دیکھا پڑا ہے خاک پہ وہ آسمان جناب　　چہرے کی وہ ضیا کہ خجل جس سے آفتاب
پڑتا تھا عکس روئے منور جو خاک پر
ہر ذرہ خندہ زن تھا سہل و سماک پر
روئے عمرؓ کی ٹھیک نہین شمس سے مثال　　وہ نار کا کرہ ہے یہ ہے نور ذو الجلال
داغ سیاہ اُس مین تو اسمین نہین ہے خال　　وہ مورد زوال تو اس کا فزون کمال
وہ شعلہ آگ کا ہے یہ جلوہ خدا کا ہے
وہ سنگ ہے یہ آئینہ صدق و صفا کا ہے
پیشانیٔ حضور کو نسبت قمر سے کیا　　پر نور یہ ہے اور وہ بے نور ہے کرا
اس مین سیاہ داغ یہ آئینہ خدا　　ضو سے اسی کے شمع و کواکب مین ہے ضیا
پڑتا اگر نہ عکس جبین آفتاب پر

ہوتا کبھی نہ نورِ رخِ ماہتاب پر

ابرو کو کیا ہلالِ فلک سے دین مثال   ناقص ہے وہ یہ قدرتِ کامل کا ہی کمال
اس مین کہان یہ حسنِ خداداد یہ جمال   گھٹ جائے اور شرم سے دیکھے جو ایک بال
تیوری چڑہے تو شیرِ فلک کو بھی بیم ہو
ابرو پہ بل پڑے تو مہِ نو دو نیم ہو

تشبیہ چشمِ حضرتِ فاروق سے ہے محال   یہ عینِ ذات اور جہان صورتِ مثال
نرگس کہون تو اس مین نہین نورِ ذوالجلال   حیوان نہین جو اسکو کہون دیدۂ غزال
ہون کورِ مغز آنکھہ کو بادام گر کہون
چشمِ عمرؓ کو مردمِ عقلِ بشر کہون

لفظِ الہٰ مین ہے وہ چشمی جو ایک ہے   چشمِ عمرؓ کو اس سے مُبصِّر مثال دے
واصل نبی خدا سے عمرؓ ہین رسول سے   اللہ سے ملے گا نہ جب تک عمرؓ ملے
چشمِ عمرؓ نظارۂ حسنِ الٰہ ہے
مصنوعِ صانعِ ازلی پر گواہ ہے

پلکین ہین یا کہ فوجِ ملائک کی ہین پرے   کفار جن سے قتل ہوئے مشرکین مرے
جنبش سے جن کی لشکرِ شر کے علم گرے   برپا ہوا انقلاب جدہر کو نظر پھرے
چشمِ عمرؓ سے قہر اگر آشکار ہو
شیرِ فلک سنانِ مژہ کا شکار ہو

اللہ کا الف ہی کہ ہے بینیِ حضور   روشن ہے یا کہ طاقِ حرم مین چراغِ طور
موسیٰ نے اپنی آنکھہ سے دیکھا یہی تھا نور   یہ شمع وہ ہے جس پہ کہ پروانہ جانِ حور
پرتو اسی کی لو کا چراغِ قمر مین ہے
جلوہ اسی کے نور کا دیکھو سحر مین ہے

درج دہن ہے گنج زرِ لفظ معرفت   لب ہین صدف تو دانت درِ بحرِ عینیت
منھہ مین زبان ہے ماہی دریائی ماہیت   موجِ محیط ذات مین ہے جس کو محویت
لب ریز وصاف چشمۂ قرآن اسی سے ہے
شاداب و سبز گلشنِ ایمان اسی سے ہے

حیرت زدہ تھا دیکھکے یہ حسن یہ جما ل   شکلِ بشر مین خود متجلی تھا ذو الجلال
انسانیت کا دیکھہ لیا اُس نے جب کمال   آیا پھر اُس کے ذہن مین ایمان کا خیال
دل نے کہا کہ پاے مبارک کو چوم لے
چشمے سے مہرِ خلق کے فیضِ عموم لے

اتنے مین خواب سے ہوئی بیدار شاہِ دین   دیکھا کوئی سجود مین ہے آپ کے قرین
فرمایا اس نیاز کی حاجت یہان نہین   جھکر سلام بھی نہین کرتے ہین مسلمین
جز حق کسی کے سامنے جھکتے نہین ہین وہ
دوزخ مین نارِ شرک سے پھکتے نہین ہین وہ

توحید ایک ہے یہی اسلام کی بنا   اللہ کے سوا نہین معبود دوسرا
فانی ہر ایک شئے ہی مگر اُس کو ہے بقا   اسکی نہ ابتدا ہے نہ ہے کوئی انتہا
موجود ہر جگہ بھی ہے اور بے مکان بھی ہے
سب جانتے ہین اُس کو مگر بے نشان بھی ہے

مثلِ نظر ہے چشم مین اور چشم سے نہان   دل ہے مکان اور ہے پھر اس لامکان
بو کی طرح سے گل مین ہے لیکن نہین نشان   ذرہ مین اور مہر مین وہ تو نہین ہی عیان
دریا بھی اور موج بھی ہے اور حباب بھی
باران بھی اور برف بھی ہے اور سحاب بھی
عالم کی جان ہے وہی اک ذات باکمال   ظاہر کہین جمال ہے اُس کا کہین جلال

گاہے بشکل بدر کبھی صورتِ ہلال   عاشق کہین ہے اور کہین ہے پری جمال

بلبل وہی ہے گل ہے وہی خار خس وہی
یہ سب تعینات ہین جو کچھ ہے بس وہی

ہے ذات ایک اور ہین کثرت سے یہ صفات   اسما کے اختلاف سے باطل نہین ہے ذات
زیور نہین ہزار پہ سونا ہے ایک دہات   خارج نہین ہین جڑ کی حقیقت سے ڈال پات

اعداد بے حساب ہین پر سب مین ایک ہے
پر بھی وہی ہے اصل مین اپنی جو ایک ہے

توحید ہے یہی یہی اسلام کا اصول   لیکن اسی اصول سے واقف نہین جہول
امداد غیر حق سے طلب کی تو کیا حصول   کیا جانیے کہ ان کی دعا رد ہو یا قبول

بت کو خدا بنائین خجالت نہین کوئی
مردے ہین سب کسی مین بھی طاقت نہین کوئی

پیر و شہید و قطب و مجاذیب اور ولی   شاہ و امیر و حاکم و پیغمبر و نبی
اسکے بغیر حکم ہین سب مردم رگلی   ان کی کرامتون مین ہے اسرار کن خفی

خاصانِ حق کے دل مین کوئی جز خدا نہین
فاعل خدا ہے اور کوئی دوسرا نہین

جو کچھ کہا رسول نے تھا وہ کلام رب   اُمی تھے آپ اور نہ تھا علم مکتب
پھر اس پہ اس بیان و فصاحت کا کیا سبب   ممکن نہین کہ مصلح ادیان ہو اک عرب

احمد احد سے ظاہر و باطن جدا نہ تھا
پردہ مین خود خدا تھا کوئی دوسرا نہ تھا

تھا امر رب رسول کا ہر فعل ہر سخن   جز نور حق زبان نہ تھی گویا نہ تھا دہن
دل آفتاب مطلعِ مہرِ مبین وہ تن   روشن اسی کے نور سے ہین خانہائے تن

خورشید علم گرچہ بزیر زمین گیا
قرآن بھی نور حق ہے وہ ہمسے نہین گیا

قرآن کلامِ حق ہے نہین اسمین کچھ کلام   پڑھتے ہین اور اس کو سمجھتے نہین انام
گر علم بھی ہوا تو عمل سے نہین ہے کام   اللہ منہ سے کہتے ہین دلمین ہے بت کا نام

اسلام مین نفاق ہین ہے دشمنی بہم
ہوتے نہیں کہین بھی شریف دوئی بہم

بعد اس کے حبِّ قوم بھی ہے ایک فرض عین   خیرات ہے خدائے تعالیٰ کا قرض دین
انجل امیر کو نہین دونون جہان مین چین   دولت خود اس کیواسطے کرتی ہی شور و شین

کیا ہے بقائے نام جو پختہ لحد ملے
زر ہے وہی کہ جس سے حیاتِ ابد ملے

کب خدمتِ وطن سی ہین افضل عبادتین   بندون پہ حق کے چاہیئے کرنین عنایتین
دی ہین خدا نے رحم کی خاطر یہ ثروتین   ہوتی نہین ہین بخل کی مومن مین عادتین

معیار مسلمین یہی ایثار نفس ہے
ہے بخل کفر اور سم مار نفس ہے

مومن رہِ خدا مین لٹاتا ہے مال و زر   دل مین عباد حق کے بناتا ہے اپنا گھر
اس قصر کو حوادث عالم سے کیا ضرر   محکم مثال گنبدِ گردون ہے سر بسر

سب جانتے ہین خیر کو ہرگز فنا نہین
لیکن جو اپنے پاس ہے اُس کو بقا نہین

ہمدردی بشر ہی ہے اسلام کا شعار   کافر وہی ہے جس مین نہین درد سوگوار
کھاتے نہین ہین رحم یتیمون پہ اہل نار   کرتے ہین مال و زر بھی غریبون کا زہر مار
گو آج قوم و ملک کا وہ زر اوڑائینگے

کل غیر اُن کے گوہر و زیور اوڑا ئینگے
ہے مسلمین پہ فرض مسلمان کی مدد تا ہووے عوام مین اُنکو ہے جد و کد
کرتے نہین سوال اعانت کبھی بد وہ جانتے ہین خلق مین ہی جلوہ گر احد
دیتے نہین ہین غیر کو خالق کو دیتے ہین
اور اس پہ ایک دیتے ہین اور دس کو لیتے ہین
کسبِ حلال صنعتِ حرفت ہی اصل دین کاسب کی عزتین بھی کرتے ہین مسلمین
حرفون کو اور پیشون کو بد جانتے نہین ہادی ہمارے اہل تجارت تھے بالیقین
دنیا مین اتقاؤ عبادت ہی کام ہے
کسبِ حلال اور قناعت ہی کام ہے
اسلام مین ہے کفر مغلظ گداگری جز حق کسی سے مانگنا ہے شرک داوری
مومن گداگری کی مذلت سے ہے بری وہ دیکھتا ہے کسبِ قناعت مین برتری
دستِ طلب سے مشرک رزاق ہوتے ہین
یہ بھیک مانگتے نہین اسلام کھوتے ہین
خالق نے ہاتھ پاؤن دئے ہین کہ کسب کر عقل و ہنر سے اور مشقت سی پیٹ بھر
کرتے ہین مالِ مفت پہ جو زندگی بسر وہ ہین خدا و خلق سے محجوب سر بسر
ناشکر ہین قوا سے نہین کام لیتے ہین
بے مزد دوسرون سی مگر دام لیتے ہین
جب عقل ہے تو کیون نہ تعقل سی کام لین کسب و معاش ہی مین توکل سی کام لین
آفت مین صبر اور تحمل سے کام لین محنت سے پست ہو نہ کمال سی کام لین
سمجھین عطا خدا کی جو محنت سی کچھ ملے
پھل ہے وہی جو اپنی ریاضت سی کچھ ملے

ہین عورتون کی دین محمدؐ مین عزتین   بیٹی ہین اس نے نوع مقدس کی دولتین
تھین ان کو کم سمجھنے کی مردون مین عادتین   بدتر وحوش سے تھین کئی اُن مین خصلتین
عورت کو گائے بھینس سے بھی جانتے تھے کم
احسان والدہ کا بہت مانتے تھے کم

اسلام ہی نے زن کو ہلاکت سے دی نجات   دخترکشی اُٹھی تو فنا کو ملی حیات
جاتی رہی عرب سے غلامی کی سخت رات   دن عید عورتون کو ہے اور شب شب برات
ممنون کیون نہ ہون کہ بلا سر سے ٹالی ہے
اسلام نے بھنور سے یہ کشتی نکالی ہے

زن کے حقوق کم نہین مردونسے دین مین ہین   حرہ کہین بھی لونڈیان شرع متین مین ہین
غض نظر کے حکم کلامِ مبین مین ہین   پھر وسوسے حرام دلِ مومنین مین ہین
زیبا نہین ہے مرد کو عورت سی سوئے ظن
آتی نفاق وکفر سے لیکن ہی بوئے ظن

تعلیم عورتون کی ہے اس دین مین فرض عین   لازم ہے والدین کو اول ادائے دین
بے علم ومعرفت نہین انسان کو دلکو چین   جہل نسا پہ کرتے ہین افلاک شور وشین
جیتی ہین طوطیون کی طرح اور مرتی ہین
تازیست اپنے حال پہ افسوس کرتی ہین

عورت مین بھی خدا کی تجلی ہے جلوہ گر   وہ بھی کمال قدرتِ خالق ہے سر بسر
مردون کی طرح اس مین بھی ہے سر دل وجگر   اسکو بھی نفع علم سے ہے جہل سے ضرر
اُس کا بھی دل ہے علم وریاضت کیواسطے
وہ بھی ہوئی ہے خلق عبادت کیواسطے

بے علم عورتون کو خداسی نہین ہے کام   افسوس کام ان کا کیا جہل نے تمام

جس دل مین نورِ حق نہ ہو مردہ ہی لاکلام   بے معرفت حیاتِ بشر ہے برائے نام
انسان بغیر علم کے انسان ہی نہین
مردے ہین سب بدن ہی مگر جان ہی نہین

فرما چکے کلامِ فصاحت نظام جب   تقسیم کر دئے وہ ہدایا وہین پہ سب
رخصت کیا سفیر کو دے کر یہ حکم رب   اسلام ہے رضائے خدا کا بڑا سبب
قیصر ترا خدا پہ جو ایمان لائے گا
سچی نجات دو نو جہان مین وہ پائے گا

چھبیسوین کی رات قیامت کی وہ سحر   مطلع وحشت بھی جس کے خوف سے کہتے تھی الحذر
تھا صبح مین سیاہی دیجور کا اثر   الٹا توا تھا چرخ پہ خورشید سر بسر
ہر تار تھا شعاع کا یا تیرِ آہ تھا
وہ نور تھا افق مین کہ دودِ سیاہ تھا

اس صبح کی شفق مین یہ وحشت کا تھا اثر   گویا دھوئین سے اٹھتے تھی شعلے اِدھر اُدھر
موجِ سیاہ خون کی تھین آسمان پر   بدلی کے ٹکڑے ماہیِ بریان تھی سر بسر
جو جرم تھا فلک کا وہ ظلمت نشان تھا
کالے لہو کا ایک محیط آسمان تھا

تھا ظلمتِ فلک کا زمین پر یہ انعکاس   چہرہ سحر کا مثلِ سرِ شام تھا اوداس
اس انقلابِ نو سے زمانہ کو تھا ہراس   پہنا تھا غم سے ارض نے بھی ماتمی لباس
کالی بلا سحر کو فلک سے جو آئی تھی
روئے زمین پہ ایک اوداسی سی چھائی تھی

صحرا و دشت و کوہ و گلستان تھی سب اوداس   ساکت تھے سب طیور دلون مین تھا ہراس
ثنا خوان پہ خوفِ صبح سے بیٹھے تھی پاس پاس   کالی بلا کو دیکھ کے جینے کی تھی نہ آس

چلتی تھی جب ہوا تو کلیجا دھڑکتا تھا
گرتے تھے پھڑپھڑا کے جو پتّا کھڑکتا تھا

غنچے خموش اور گلون کے اُوداس رنگ   پژمردگی یہ دیکھ کے تھین بلبلین بھی دنگ
وہ چہچہے نہ اُن مین طبیعت کی وہ اُمنگ   فرطِ الم سے بھول تھے نظرون مین اُنکی سنگ
ڈوبا ہوا جو دل تھا سحر غم کی چاہ مین
زخم دہن تھا خندۂ گل بھی نگاہ مین

سکتے مین سرو تھا لب جو صورتِ الم   یا ہو سے قمریون کی ہویدا تھا درد و غم
پڑتا تھا عکس سرو جو پانی پہ دمبدم   تھی ماتمی لباس مین گویا کہ حور یم
آنکھون نے سطح آب پہ دریا بہائے تھے
موج و حباب دودِ فغان نے دکھائے تھے

روزِ نشور کی تھی یہی صبح لا کلام   مسجد مین اس سحر کو ہوا قتل وہ امام
جس نے کیا تھا دین محمّد کا انصرام   جس نے کئے تھے زیر سلاطین روم و شام
بعد از نبی عمرؓ کی فضیلت مین شک نہین
انکی لیاقتون مین خلافت مین شک نہین

لکھا ہے یہ کہ ایک مدینہ مین تھا غلام   فارس وطن تھا اور تھا فیروز اُسکا نام
گمنام کا تھا عرف ابو لولو نمک حرام   بد اصل و بدمزاج و بد اطوار و بد لجام
دیوانہ سگ تھا غیظ مین گم کردہ راہ تھا
کینہ مین انتقام مین مارِ سیاہ تھا

تھا آدمی کی شکل مین شیطان نابکار   بے رحم و بد سرشت و بد اخلاق و بد شعار
مردودِ بارگاہِ خداوندِ کردگار   لعنت کا تھا اسی کے گلے مین ازل سے ہار
ہر مکر و ہر فریب مین شیلطان سی دونا تھا

بدخلقیون کا ایک مجسم نمونا تھا

دل کی جگہہ پہ سینہ مین تھا نفس کینہ ور   بندہ تھا خواہشون کا نہ تھا کچھ خدا کا ڈر
بہتر تھا اس پلید سے حیوانیت مین خر   دنیا کے نیک و بد کی نہ تھی اوسکو کچھ خبر
آنکھین تھین دل کی کور تو کچھ سوجھتا نہ تھا
اور جسم بھی تھا گور تو کچھ سوجھتا نہ تھا

یہ روسیاہ گبر مغیرہ کا تھا غلام   صنعت کو جانتا تھا کماتا تھا زر مدام
دیتا تھا اپنے آقا کو پیسے مین وہ چھ دام   تھا بے وفا دروغ کا پتلہ نمک حرام
غیض و غضب کا اوسمین جہالت کا زور تھا
خائن بھی تھا بخیل بھی تھا گھر کا چور تھا

اک روز آیا خدمت اقدس مین بے حیا   کرنے لگا شکایت آقا وہ برملا
کی عرض مجھ پہ ظلم مغیرہ کا ہے بڑا   بھاری ہی وہ کر ہے ہو نہین سکتی ہی جو ادا
دیتے مجھے کمائی آقا کو خود زہر کھائی
جو اٹھ سکے نہ بار وہ کیونکر اٹھائی

پوچھا امام وقت نے کیا جانتا ہی کام   کی عرض کتنے کام سے واقف ہی یہ غلام
نجار ہون لوہار ہون نقاش لاکلام   فرمایا تینون کامون کی ہر جا ہی قدر عام
ان صنعتون کی دہر مین ہر وقت قدر ہے
چرخ معاشرت کا تو صناع بدر ہے

فرمایا روز دیتا ہے آقا کو کیا رقم   بولا کہ سات آنے بڑا مجھ پہ ہے ستم
فرمایا تیری آمد روزانہ سے ہے کم   خست ہے تیری اور ہے پھر اس پہ یہ الم
تجھکو تو استغاثہ کا کوئی سبب نہین
آقا کو گر ہو تجھ سے شکایت عجب نہین

یہ سُن کے وہ غلام گھر آیا بہت اُداس   غیض و غضب سے صورتِ مخبوط بد حواس
سر پر تھا بھوت اور تھا شیطان بھی لگی پاس   خنّاس قلبِ نجس مین سینہ مین شرِ ناس
جوشِ غضب سے وہ سگِ دیوانہ بن گیا
قتلِ عُمرؓ کا دل مین ارادہ ہی ٹھن گیا

مسجد مین رات کو وہ چھپا دشمنِ خدا   جسطرح دل کے کونے مین شیطان ہو چھپا
وقتِ سحر جو آیا جماعت ہوئی بپا   پڑھنے لگا نماز امامت کا پیشوا
صف بستہ سب تھے آگے عُمرؓ خود امام تھے
حاضر خدا کے پاس نمازی تمام تھے

مسجد مین جب گیا وہ محمدؐ کا جانشین   خنجر کا وار چل گیا کانپا تن زمین
کاری لگے تھے زخم پر اُٹھے امامِ دین   تھے ابن عوف پشت شہنشاہ کی قرین
اپنی جگہہ پر اُن کو کھڑا کر کے گر پڑے
حق ثبات و صبر ادا کر کے گر پڑے

گھرا ہے زخمِ خنجرِ خونخوار الغیاث   رووے شکم جگر بھی ہین افگار الغیاث
سب خونِ جسم بہگیا اکبار الغیاث   غش مین پڑا ہے دین کا سردار الغیاث
فریاد ہے کہ شہر مدینہ اُجڑتا ہے
دنیا پہ آج غم کا فلک ٹوٹ پڑتا ہے

فرمایا غش سے چونکے قاتل کا کیا ہے نام   کی عرض دوستون نے کہ فیروز بدلجام
ہے قاتلِ جناب مغیرہ کا وہ غلام   دوزخ مین تا ابد وہ پھکیگا نمک حرام
فرمایا حق کے دین پر ایمان تو نہین
قاتل ہے میرا گبر مسلمان تو نہین

بعد اس کے تین دن رہی بیمار شاہِ دین   کاری تھا زخم موت کا تھا آپ کو یقین

اس پر بھی تھا خیالِ ترقیِ مسلمین   فرمایا انتخاب سے میرا ہو جانشین
یہ سلطنت نہین کہ وراثت کا پاس ہو
زیبا ہے امر دین مین لیاقت کا پاس ہو

وارث نبی کا کون ہے جز اُمتِ نبی   امت مین بھی وہی ہے جو ہے مردِ متقی
اور اتقا کے ساتھ لیاقت بھی ہو بڑی   واضح ہوا اس پہ سرِ خلافت خفی جلی
ہر بات مین بڑا ہوا جو تم مین آج ہے
زیبا اسی کے سر کو خلافت کا تاج ہے

فرما چکے تو بند ہوئے چشم اور لب   رونے لگے یہ دیکھ کے خویش و قریب سب
کلثوم بنت فاطمہ کا حال تھا عجب   سر پیٹ کر علی یہ پکارے کہ ہے غضب
حسنین سینہ کوٹتے تھے اور روتے تھے
سب اہل بیت اشک سے چہرہ کو دھوتے تھے

واحسرتا جہان سے رخصت ہوئے عمرؓ   برپا ہوئی قیامت صغرا زمین پر
شہر مدینہ ہو گیا اندوہ غم کا گھر   دشمن بھی اور دوست بھی ہر جا تھے نوحہ گر
روتے تھے اور عدل عمرؓ یاد کرتے تھے
سب اہل عدل نالہ و فریاد کرتے تھے

تاریخ پہلی تھی وہ محرم کی حسرتا   جب مہر عدل و داد بزیر زمین گیا
حاصل ہوا عمرؓ کو شہادت کا مرتبہ   ہر جا ہو یادگار مین اک مجلس عزا
ہر قوم پر ہے فرض جو ہر راہبر کا ذکر
اک دن تو سال بھر مین ہو تازہ عمرؓ کا ذکر

بس اے محب کہ بزم مین رقت کا جوش ہے   ماتم کا اہل بزم مین پیدا خروش ہے
بے ہوش سب ہین کسکو سماعت کا ہوش ہے   دریائے غم مین غرق ہر اک چشم و گوش ہے

اس حادثہ کو سنکے سب انسان روتے ہین
اور اہل عدل دواد تو بس جان کھوتے ہین

مرثیہ شہدائے طغیانی رود موسیٰ

(واقع یکم رمضان سنہ ۱۳۲۶ھ)

جب صبح روز حشر نمودار ہوچکی   اونچی شعاع مہر کی تلوار ہوچکی
تیر بلا کی چرخ سے بوچھار ہوچکی   موسی خدا کے حکم پہ تیار ہوچکی
سیلاب رود نیل کا سر سے گزر گیا
غفلت سے اہل کبر کو بیدار کر گیا

وہ صبح واقعی شب دیجور کی تھی شام   چہرہ تھا آفتاب کا غم سے سیاہ فام
خون سیاہ رنگ شفق بھی تھا لاکلام   دریائے قہر مطلع خورشید تھا تمام
ظلمت نے بڑھ کے شمع فلک کو بجھا دیا
ابر سیہ نے نور سحر کو چھپا دیا

صحرا و باغ و دشت مین وحشت کا تھا سمان   ڈر سے طیور صبح درختون مین تھے نہان
سکتہ مین گل تھے بند تھی بلبل کی بھی زبان   جانکاہ خوف چشم سے نرگس کی تھا عیان
سنبل کے بال غم سے پریشان تھے دوش پر
ششدر تھے سرو بارش باران کے جوش پر

وہ خوفناک رات قیامت کی وہ سحر   پھٹتے تھے جسکے ڈر سے فرشتون کے بھی جگر
کہتے تھے کانپ کر ملک الموت الحذر   جبریل زیر عرش کھڑے تھے برہنہ سر
جنبش تھی عرش حق کو یہ قہر الہ تھا
کروبیان کی چشم مین عالم سیاہ تھا

بلدہ پہ قہر حق کا نمایاں ہوا اثر　ندی چڑھی تو ہوش اُڑے سب کے سر بسر
طوفان نوح آگیا ہر شخص کو نظر　تھا ڈوبنے کا شہر کے ہر ایک کو خطر
ڈوبے جو پل تو شور قیامت بپا ہوا
بھاگڑ پڑی تو جان کا خطرہ سوا ہوا

بھاگے گھرون کو چھوڑ کے ہمت مرد و زن　تھا کوئی ننگے پاؤن کوئی تھا برہنہ تن
بیٹے کو مان پکارتی تھی بھائی کو بہن　دولہ کہین تھا اور کہین اک رات کی دلہن
بھاگڑ مین عورتون پہ مصیبت سوا ہوئی
سر ڈھانکنے کو بھی نہ میسر ردا ہوئی

اتنے مین سیل آب گھرون مین ہوا سوا　گرنے لگے مکان دھڑا دھڑ ہر ایک جا
سامان گھرون کا سیل مین بہ کے سب چلا　لاکھون ہی آدمی بھی بہے وا مصیبتا
اسباب و جاندار تو تھی کس حساب مین
انسان مچھلیان نظر آتے تھے آب مین

چمٹا تھا کوئی ناٹ[1] سے کوئی درخت سے　کوئی لپٹ کے بہ رہا تھا چوب سخت سے
صندوق سے تھا وصل کوئی کوئی تخت سے　پہنچا شجر کی شاخ پہ تھا کوئی بخت سے
ڈھانچے پہ کوئی سقف کے حیران بیٹھا تھا
بہتے ہوئے درخت پہ انسان بیٹھا تھا

بچہ چلا ہے بہکے کھڑی دیکھتی ہے مان　تکتی بہن ہے پیٹ کے سر اے بھائی جان
بیوی میان کے سامنے پانی مین ہے روان　شوہر کی لاش سے کوئی لپٹی ہے نیم جان
پانی مین کوئی مان کے بچانیکو گرتا ہے
بیٹے کو باپ کھینچ کے لانے کو گرتا ہے

کچھ چڑھ گئے تھے اونچے درختون پہ جابجا　جڑ سے وہی اکھڑ کے بہے وا مصیبتا

---

[1] ناٹ اس ملک کی زبان مین شہتیر یا بڑی کڑی کو کہتے ہین۔

پانی مین اُن درختون کا تھا کچھ عجب سما   شاخون مین پھل تھے آدمِ زندہ ہزار ہا
آئی جو موج غرق تہِ آب ہو گئے
دم مین وہ سب شجر شجرِ خواب ہو گئے

کچھ دور سے ہندُون کا تھا مٹہ ایک پائدار   دیوار و در سے جسکے بلندی تھی آشکار
سنگین مثالِ قلعہ تھا جس کا کہ سب حصار   ندی کو جانتا تھا وہ پانی کی ایک دھار
طوفان و سیل اس نے کئی بار دیکھے تھے
کچے مکان غریبون کے مسمار دیکھے تھے

اس مٹہ کی سقف پر تھا زن و مرد کا ہجوم   ندی نے بڑھ کے چوم لئے اسکے بھی قدوم
ڈوبا حصار جب تو پڑی ڈوبنے کی دھوم   بچتے کہان کہ سر پہ اجل تھی مثالِ بوم
دم بھر مین مٹہ کے سب در و دیوار بھگئے
سو آدمی اجل کے گرفتار بھگئے

طغیانیٔ عجیب کا کیا کیجئے بیان   پانی بلند ہو کے فصیلون سے تھا روان
دروازہائے شہر کے محراب تھی نہان   پانی پہ ہاتھ بھر تھین منڈیرین فقط عیان
سر سے پلون کے آب سہ نیزہ بلند تھا
ڈھیلا عمارتون کا ہر اک جوڑ بند تھا

بحرِ محیط پاٹ تھا ندی کا لاکلام   ہر سمت زیر آب بلندی کے تھی مقام
ڈوبا ہوا تھا ہر در و دیوار سقف و بام   خشکی کا دور تک نہ نشان تھا کہین نہ نام
پتھر گھٹی سے گوشہ محل تک جو آب تھا
موسی کا پاٹ گنگ و جمن کا جواب تھا

گوشہ محل کے حوض تک آیا تھا سیل آب   تھا توپ خانہ سیل سے سب منہدم خراب
ڈوبا جو فیل خانہ بڑھا اور اضطراب   فیلانِ مست آب مین کھاتے تھے پیچ و تاب

چنگھاڑ ہاتھیون کی فلک تک بلند تھی
پھکتے تھے صور وحشت مردم دوچند تھی

ہاتھی ڈباؤ آب تھا سڑکون پہ بھی رواں   راہین تھین بند چار طرف جائین اب کہان
سقفون پہ چڑھ گئے کہ ملیگی وہان امان   آئی جو موج بہ گئے سب سقف و سائبان
دو نو طرف سڑک پہ در و بام گرتے تھے
پختہ مکان مثلِ درِ خام گرتے تھے

تھا جانب جنوب بھی سیلاب پُرخطر   تھا برج پیشلہ تہِ امواج سربسر
بازار گھاسی کا نہ پتا تھا گیا کدہر   جز سطحِ آبِ سیل نہ آتا تھا کچھ نظر
چارون طرف فصیل کے موجونکا شور تھا
سیلاب مین نہین تو قیامت کا زور تھا

سنگ فصیل زور سے پانی کے بہ گئے   پتھر بڑے بڑے کہین گر گر کے رہ گئے
موجون کے جو مکان تھپیڑون کو سہ گئے   وہ بعد جزر کان مین زندون کی کہ گئے
سنگین عمارتون پہ تکبر نہ کیجیو
دامن مین نام حق کے امان جا کی لیجیو

وہ زور آب تھا کہ نئے پل بھی ٹوٹ کر   دیوارین نذرِ آب ہوئین رہ گئے تھے در
سُننے جدید پل کی بھی اب حالتِ بتر   محراب اور ستون گر ہی جا کے دور پر
بحری جدال مین قدم اُس کا جو گڑ گیا
بنیادِ پل اکھڑ گئی اور غار پڑ گیا

ہے کہنہ پل کا حال بھی کچھ قابل بیان   پانی مین ڈوب کر ہوا آنکھون سے وہ نہان
دیوارین بہ گئی و در گرین رہ گئین کمان   اس پر بھی پختگی تھی ہر اک سنگ سے عیان
باقی رہا جو اتنا تھا منہدم ہوا

ثابت پلوں سے خوب حدوث قدم ہوا

چادر کے گھاٹ کا جو ہے پل اک بہت بڑا   پانی کے زور و شور سے یہ بھی بہت لڑا
البرز کی طرح ہی پانی میں تھا کھڑا   غار عمیق ایک طرف اسمیں بھی پڑا
آخر کو زور آب نے کس بل دکھا دیا
غارت گری کا اس پہ بھی سکہ بٹھا دیا

پوچھو نہ واقعہ پلِ مسلم کی جنگ کا   طوفانِ آب سے یہ لڑائی لڑا اسوا
دیواریں بھگئیں تو عجب پل کا تھا سما   تھا دور تک ستونوں کمانوں کا سلسلہ
پل کی سڑک ہی تو خمیدہ ابھار تھے
تو دے برنگِ پشت جمل بے شمار تھے

وہ پاٹ وہ بلندی آب اور وہ جوش موج   موجوں کی ہر طرف تھی روانہ ہزار فوج
ندی ہوئی تھی قلزم طوفان زدہ کی زوج   تھا بخت بد سے چرخِ چہارم پہ اسکا اوج
ڈرتا کہ آسمانکی کشتی نہ ڈوب جائے
کروبیان عرش کی بستی نہ ڈوب جائے

موجوں پہ ہر طرف تھے روانہ درخت و در   مثل حباب آب پہ تھے ڈوبتوں کے سر
تخت اور پلنگ کرسی و فرش آتے تھے نظر   دیگیں کہیں تھیں اور کہیں پیپے کہیں سپر
ٹاٹیں کواڑ چوکٹیں کھپریل بہتے تھے
گھوڑے گدھے غنم شتر اور بیل بہتے تھے

کہتے ہیں لوگ فیل بھی دو ایک بہگئے   چوہوں کی طرح ریت میں دب دب کے رہ گئے
موجوں کی سختیاں تہ افلاک سہگئے   جانوں کو دے کے سب یہی بات کہگئے
تھا ناز ہمکو جسم کی قوت پہ زور پر
آئی اجل تو بس نہ چلا کچھ بھی زور پر

مطلع ثانی

غم سے بہت نڈھال ہون ساقی پلا شراب   ہو جام مے مین اُس رُخِ روشن کی آب و تاب
جس کے کمالِ حُسن سے شرمائے آفتاب   جسکی نگاہِ لطف سے عاشق ہی بہرہ یاب
پیشِ نظر ہر آن تصور ہو یار کا
نام آئے خواب مین بھی نہ میرے خمار کا

وہ نشہ ہو کہ دو نو جہان کا نہ غم رہے   خوش ہو کے ہر مصیبت دنیا کو دل سہے
موجِ فنا سے کشتیٔ عالم اگر بہے   اس وقت بھی یہ مست نہ چونکے نہ اُف کہے
محوِ خیالِ یار رہون بعد مرگ بھی
جانان ہی سے دوچار رہون بعد مرگ بھی

ہان اے خیالِ یار مدد دل اُچاٹ ہے   بحرِ غمِ فراق مین قلزم کا پاٹ ہے
سینہ پہ عاشقون کے کئی من کی لاٹ ہے   دریائے عشق کا نہ کنارہ نہ گھاٹ ہے
ندی مین ڈوب کر تو ہزارون سنبھل گئے
غرقابِ عشق دو نو جہان سے نکل گئے

ساقی شرابِ وصل کا اک جام دے مجھے   مدت سے بیقرار ہون آرام دے مجھے
پھر روزِ عید فطر کا پیغام دے مجھے   اس مرثیہ کا ایک یہ انعام دے مجھے
تا عمر پھر نہ خواہشِ دنیا و دین کرون
مایوس وصلِ یار سے ہو کر نہ مین مرون

بجتے ہی چار دن کے یہ طوفان کم ہوا   نظرون مین سیل آب بھی آہوئے رم ہوا
ندی کے زور و شور کا پسپا قدم ہوا   خشکی کا عین نہر مین برپا علم ہوا
اترا جو آب اور بھی وحشت سوا ہوئی
لاشون سے پٹ کے خشک زمین کربلا ہوئی

لاشین پڑی تھین خاک پہ اسطرح جا بجا   جیسے کہ فرشِ برگ ہو زیرِ شجر بچھا

لیٹے تھے ساتھ ریت پہ بیگانے آشنا   تھے ایک دوسرے کے بہم وصل دست و پا
نامحرموں سے بعد فنا یہ ملاپ تھا
پر وہ کہاں کہ غیر بھی اسوقت باپ تھا

لاشہ کسی حسین کا تھا ریت پر پڑا   مردہ کوئی دہانے مین موری کی تھا اڑا
کیچڑ مین کوئی تا کمر و ناف تھا گڑا   کوئی شگاف مین تھا نگین کیطرح جڑا
چمٹا ہوا تھا کوئی تنے سے درخت کے
نازک بدن پہ زخم تھے ٹکڑے تھے رخت کے

تھی خاک پر برہنہ کسی مہ جبین کی لاش   رگڑوں سے موج آب کی سب تن تھا پاش پاش
کانٹوں کا گل سے گالوں پہ تھا جابجا خراش   تھا انقلاب دہر سے گنج نہان بھی فاش
چہرہ جبین و صدر و شکم آشکار تھا
ساری کے بدلے جسم پہ ہلکا غبار تھا

لاشون پہ لاشے مردون پہ مردے تھے جابجا   جو دب گئے مکانون مین انکا نہ تھا پتا
ندی مین بہ گئے تھے جو مردے ہزارہا   وہ کرگس اور زاغ و زغن کی ہوئے غذا
بہ بہ کے مردے ساحل مدراس تک گئے
ساتھ ان کے سب مکانونکے اساس تک گئے

موسی کی دونو سمت سے انبار خشت و سنگ   تھے ریت مین دبے ہوئے سب دار خشت و سنگ [illegible]
مسمار ہو کے بہ گئے بازار خشت و سنگ   باقی تھی نام کو بھی نہ دیوار خشت و سنگ
جو بستی کا پتا نہ کوئی گلو کا نام تھا
در کا نشان نہ کچھ اثر سقف و بام تھا

سامان بہ گیا جو رہا زیر خاک تھا   اس پر بھی ہر مقام مین چورونکا ہاک تھا
مردہ کا کھینچتا کوئی کان اور ناک تھا   ہر عضو لاش قیمتی زیور سے پاک تھا

اترے لباس مردون کے ننگے بدن ہوئے
گرد و غبار جسم پہ ان کے کفن ہوئے

بے رحم لوٹنے لگے مردون کا مال و زر   تھا غم ہر ایک دل مین خوشی تھی انھین مگر
سمجھے نہ یہ کہ ہمکو بھی درپیش ہے سفر   اس حادثہ کا بھی نہ ہوا دل پہ کچھ اثر
سیلاب لطف زیست ہر اک کے لئے ہوگیا
لیکن یہی بُرون کے لئے جشن ہوگیا

کچھ حال اہل درد بھی اب کیجئے بیان   فوجین مدد کے واسطے ہر سمت تھین روان
اٹھتا تھا اہل شہر کی آہون سے بھی دھوان   تھا ہر طرف سکوت کا چھایا ہوا سمان
صدمہ یہ تھا کہ اُف نہ زبان سے نکلتی تھی
سکتہ تھا رنگ صورتِ مردم بدلتی تھی

سب سے سوا تھا حضرتِ اعلیٰ کو رنج و غم   چہرہ تھا زرد لب پہ فغان اور چشم نم
کہتے تھے ہائے ٹوٹ پڑا مجھپہ کیا الم   برباد شہر ہوگیا کیا ہوا ستم
صدیون مین جو بنی تھی وہ بستی بگڑ گئی
دولت ہماری عہد کی ندی مین گر گئی

روئے اِس حادثہ سے بہت دیر تک حضور   صدمہ سے ہوگیا دلِ نازک تھا چور چور
خدّام دست بستہ کھڑے تھے جو دور دور   ششدر تھے دیکھکر غم و اندوہ کا وفور
دل مین دعائین حضرتِ اقدس کو دیتے تھے
ہمدردی بشر کا سبق اُن سے لیتے تھے

رقت کو ضبط کرکے دیا حکم لاجواب   شاہی مکان ہر رعایا ہون انتخاب
کہنہ حویلی اور چو محلے کے کھولو باب   پوچھون گا مین جو میری رعایا ہوئی خراب
تکلیف کوئی ان کو ذرا بھی جو ہوئی گی

شامت سبھون کی آگئی تقدیر رو گئی

ہوتے ہی حکم ہو گیا مجلس کا انعقاد   شورے مین سب کے ساتھ ہوئی خود جناب شاد
دیتا ہر ایک رکن تھا رحم و کرم کی داد   آمادہ تھا مدد پہ کوئی آپ خوش نہاد
حکام وقت ٹوٹ پڑے انتظام پر
ماتحت بھی تھے ساتھ شب و روز کام پر

ہر جا ریلیفِ فنڈ کا اعلےٰ تھا انتظام   پک پک کے روز بٹتا تھا ہر ذات کو طعام
ہر اک مقام پر تھی یہ تقسیم صبح و شام   روزون کا ماہ واقعی شوال تھا تمام
بے خانمان تھے جتنے وہ مہمان شاہ تھے
مہمان نواز خود شہ بیکس پناہ تھے

کپڑے دوپٹے ساڑیان بٹتی تھین جابجا   نقد اور اُدھار ملتا تھا کپڑے کے بھی سوا
تھا وقفِ بیکسون کے لئے گنج عامرہ   صرف مدد تھے سکۂ حالی ہزارہا
آفت زدون کی ہر طرح امداد کرتے تھے
ویران شدہ مقامون کو آباد کرتے تھے

تھی پردہ والیون کی جو حالت بہت خراب   ڈوبین کہین دبین یہی افسوس بے حساب
مانع ہوا تھا جان بچانے کا وہ حجاب   جس کے سبب سے سنگ دلونکا جگر ہے آب
پردے سے ان پہ اور مصیبت سوا ہوئی
باقی بچین تو فاقہ کی نازل بلا ہوئی

ان کی مدد کے واسطے پھرتی تھین لیڈیان   لیکن شہ بیگمون کا تھا نہین کہین نشان
اسوقت بھی یہ اپنے مکانون مین تھین نہان   درد ان مین اپنی جنس کا تنہا وہ تھا کہان
پردے سے سب اخوت اسلام مٹ گئی
نسوان کی قوم جب ہوئی گمنام مٹ گئی

واکر کی اور حیدری صاحب کی بیبیان   اور نائیڈو کی زوجۂ خوش طبع خوش بیان
آئین ریلیف فنڈ کی مجلس مین بے گمان   ہمدردی بشر سے تھین ہر گھر مین وہ روان
محلون مین بیگمات تو مصروف خواب تھین
اقوام غیر طالب خیر و ثواب تھین

بس اے محب خموش زمانہ خلاف ہے   اعمال بد سے بلدۂ آباد صاف ہے
ناحق یہ درد قوم کا لاف و گزاف ہے   خدمت وطن کی سہل نہین کوہ قاف ہے
عزلت مین بیٹھ بند زبان کو کیے ہوئے
مست خیال یار ہو ہر دم پیے ہوئے

نالۂ دردمند

جب پردۂ افق سے برآمد قمر ہوا   پیدا جہان مین شام کو نور سحر ہوا
پرنور چاندنی سے رخ بحر و بر ہوا   پھیلی یہ ضو کہ آئینہ ہر بام و در ہوا
افشان چنی ہوئی تھی فلک کی جبین پر
اک چاندنی کا فرش بچھا تھا زمین پر

جنگل کا وہ سمان وہ شب ماہ کی بہار   چاندی لگی ہوئی تھی کہ جاری تھی ابشار
اوراق نقرئی نظر آتے تھے جوبار   امواج مثل برق چمکتی تھین بار بار
چشمون مین عکس نور رخ ماہتاب تھا
اک چاند تھا فلک پہ تو اک زیر آب تھا

پھیلا تھا آب پر یہ شعاع قمر کا نور   گوٹے کا فرش بچھا تھا جنگل مین دور دور
دریا مین عکس بدر تھا یا غوطہ زن تھی حور   خلاق مہر و ماہ کا پانی مین تھا ظہور
سارا سمان فلک کا غرض زیر آب تھا

ہر موج کہکشان تھی ستارا حباب تھا
پورا وہ چاند اور پہاڑون کی وہ قطار ٹکڑا تھا تمام چاندی کا ہر سنگ کوہسار
تھی بادلے کے رخت پہ ہر کوہ کی بہار شبنم کی ٹوپیون سے مزین سر حصار
بالائے کوہ نور کے لاکھون ہی لگّو تھے
بادل تھے جو افق مین وہ چاندی کی تھکّی تھے
کیا دلفریب تھا یہ شب ماہ کا سمان ہر شاخ و گل سے جلوۂ معبود تھا عیان
پہنے ہوئے درخت تھے سب حلۂ جنان ہر دم مثال برق چمکتی تھین پتیان
سبزے پہ تھا جو عکس صنوبر کھنچا ہوا
زیر شجر تھا فرش شجر بچھا ہوا
شفاف چاندنی وہ درختان سایہ دار پتون سے نور آتا تھا چھن چھن کے بار بار
وہ چاندنی کے پھول چنبیلی کی وہ بہار خوشبو سے جنکی باد صبا بھی تھی عطر بار
چلتی ہوا تو طائر شب بھی چہکتے تھے
جنگل بھی سارے پھولونکی بو سے مہکتے تھے
جھیلون کے گرد تھا کہین اشجار کا ہجوم آتی تھی کان مین کبھی آواز جغد و بوم
جنگل مین گیدڑون نے مچائی تھی ایک دہوم روتے تھے بار بار وہ ملکر علے العموم
مینڈک تھے حوض مین لب دریا چکور تھے
ان سب کے ساتھ چادرین گرنیکے شور تھے
دلچسپ تھا نظارۂ قدرت یہ اسقدر مجھکو نہ تھی ذرا بھی سر و پا کی کچھ خبر
اتنے مین اک مکان پڑا سامنے نظر سقف فلک کو چومتا تھا جو اٹھائے سر
کیا دلفریب اسکی بلندی و پستی تھی
دیوار و در شکستہ پہ حسرت برستی تھی

کچھ رہگیا تھا گرنے سے باقی جو یہ مکان   معلوم اس سے ہوتی تھی اسکے مکین کی شان
ابتک ستون کھڑے تھے نہ تھا سقف کا نشان   برجون سے اسکے عظمتِ تعمیر تھی عیان
موجود کچھ نشان تھا ابھی تک سریر کا
یہ قصر بادشاہ کا تھا یا وزیر کا

پر اس کا ایک جزو ابھی تک تھا پایدار   آواز اس سے آتی تھی رونے کی باربار
حیرت ہوئی یہ مجھکو کہ ہے کون سوگوار   اس درد کی صدا نے کیا دلکو بے قرار
صدمہ ہوا یہ دل کو کہ آنسو نکل پڑے
امنڈا کلیجہ آنکھون سے چشمے ابل پڑے

دل مین کہا یہ مین نے کہ ہے کون خستہ تن   کیون رات کو یہ روتی ہے کیا ہی اسے محن
لاتی ہے لب پہ کسلئے یہ یاس کے سخن   خاوند سر سے اٹھ گیا غالب یہی ہے ظن
مفلس ہے پاس کوئی بھی ہمدرد زن نہین
مردا پڑا ہوا ہے میسر کفن نہین

یا مبتلائے دردِ جگر ہے کوئی غریب   افلاس کے سبب سے میسر نہین طبیب
مفقود ہے علاج دوا بھی نہین نصیب   ظاہر ہے یہ فغان سی کہ اب موت ہے قریب
لیجے خبر جو جان کا خوف و خطر بھی ہو
انسان وہی ہے جسمین کہ دردِ بشر بھی ہو

بے درد آدمی سے تو بڑھکر ہین دام و دد   خونخوار ہین یہ اپنون کے یاور ہین دام و دد
انسان خود غرض کے برابر ہین دام و دد   شہوت پرست قوم سے بہتر ہین دام و دد
اعضا کو دردِ عضو گوارا کبھی نہ ہو
ہمدرد آدمی کا مگر آدمی نہ ہو

افسوس اس زمانہ مین ہمدرد ہین کہان   اپنی غرض سے کام ہے مرجائے سب جہان

گر فائدہ ہو کوئی تو حق کو کرین نہان   باقی نہین ہے نام رفاقت تو اب یہان
لٹ جائے ملک ان کو لٹیرون سے کیا غرض
آباد گھر ہوا اپنا تو اورون سے کیا غرض

دیکھین کسی پہ ظلم تو آنکھین چرائین یہ   کاٹین گلے غریبون کے رشوت اڑائین یہ
جلسون مین لاکھ درد کی باتین بنائین یہ   مشکل مین قوم کے نہ کبھی کام آئین یہ
سنگ حرم کو توڑ کے لاتون سی پھینکدین
کعبہ کو کھود کر انہین ہاتھون سی پھینکدین

یہ سوچتا ہوا جو چلا مین سوئے شمال   آتا تھا ہر قدم پہ مرے دل مین یہ خیال
ہندوستان کی عورتون کا کیا برا ہی حال   آہون سے انکے آیا ہی اس قوم پر وبال
مردون مین اس جگہ کے حمیت کی بو نہین
جس جا کہ عورتون کی کوئی آبرو نہین

پہنچا انہین خیالون مین جب اس مکان کے پاس   دیکھا اوگی ہوئی در و دیوار پر ہے گھاس
گرتے ہوئے ستون سی ٹپکتی ہی ایک یاس   تعمیر نو کی اب نہین باقی ہے کوئی آس
تعمیر کیا ہو کھانے کو دانہ نہین رہا
دولت نہین رہی وہ زمانہ نہین رہا

سننے لگا مین بیٹھ کے آواز دردناک   ہوتا تھا سنگ دل کا کلیجہ بھی جس سی چاک
پیکان آہ توڑتے تھے سینۂ سماک   شور فغان سے چونکتے تھے خفتگانِ خاک
زاری یہ تھی کہ جس سے دلِ یم لرزتا تھا
نالون سے بام عرش معظم لرزتا تھا

کہتی تھی کوئی زن یہی رو رو کے بار بار   تنہا ہے ایک جانِ حزین اور دکھ ہزار
جلتی تپ درون سے ہو مین صورت چنار   مجھ سا نہ ہوگا کوئی زمانہ مین دلفگار

کیا بے بسون کے دُکھہ تجھی بھاتے ہین ای فلک
اتنا نہین کسی کو ستاتے ہین اے فلک
شوہر کا اپنے جا کے کرون کس سے مین گلا   پھر کر بھی دیکھتے نہین صورت مری ذرا
بیوجہ مجھسے ہوتے ہین ہر بات مین خفا   لونڈی کا اور میرا برابر ہے مرتبہ
کاٹا جو دن کہین تو کہین تیر رات کی
مجھسے تو آجتک نہ کبھی ہنس کے بات کی
وہ کسبیون مین خوش ہین تو ہون گھر مین ہین اوداس   اون کے بہت جلیس ہین تنہائی میری پاس
اب تو نہین ہے مجھکو کسی کی بھی کوئی آس   امید جب ہو قطع تو کیونکر نہ ہو ہراس
تقدیر کے لکھے کا کوئی کیا گلا کرے
پیوند مجھکو خاک کا جلدی خدا کرے
شادی سے کون سی ہوئی راحت ہمین نصیب   عزت کہان ہے روز کی ذلت ہمین نصیب
ہر طرح کی ہے اب تو مصیبت ہمین نصیب   شوہر کی بھی ہوئی نہ رفاقت ہمین نصیب
پردیس جائین وہ تو رہین ہائے گھر مین ہم
باہر وہ خوش ہون اور مرین دردسر مین ہم
پردیس مین وہ رہتے ہین گھر مین پڑی ہون مین   گھبرائی صحن مین کبھی در مین کھڑی ہون مین
جیتے ہی جی مکان کے اندر گڑی ہون مین   پتھر سے سخت جانی مین بڑھکر کڑی ہون مین
بیوی نہین ہون مین جو انہین مجھسے کام ہو
موت آئے بھی کہین مرا قصہ تمام ہو
لیتے نہین خبر مری برسون خدا گواہ   جھوٹون بھی پوچھتے نہین وہ حال میرا آہ
جب خود غرض ہون مرد تو گھر کیون نہ ہو تباہ   دنیا مین ایسے لوگون سے ہم کرتے ہین نباہ
لونڈی سے بڑھ کے مرد ہین جانتے نہین

بیوی کا مرتبہ ہی وہ پہچانتے نہین
جانے کا اون کے ساتھ ارادہ کرون اگر   بے شرم مجھکو ہائے بتاتا ہی سارا گھر
کہتی ہے ساس غیظ مین یہ مجھ سے آنکر   مردون کے ساتھ کرتی ہین کیا عورتین سفر
باہر نکلکے ذات مین بٹا لگاؤگی
انگریزنون کی طرح سے کیا ساتھ جاؤگی
لکھی پڑہی جو ہوتی تو لکھتی مین اونکو خط   اظہار حال اپنا تو کرتی کسی نمط
دو حرف لکھہ کے بہیجتی اونکو غلط سلط   ابتو ہے دوسرون کا بھروسہ مجھے فقط
سن لین جو غیر چار طرف بات جاتی ہے
اپنون سے بھی کہون تو مجھے شرم آتی ہے
افسوس باپ مان نے پڑھایا نہ ہمکو کچھ   خاوند نے بھی ہائے سکھایا نہ ہمکو کچھ
سسرال والون نے بھی بتایا نہ ہمکو کچھ   قسمت نے اس چمن مین دکھایا نہ ہمکو کچھ
عزت سے عورتون کو تو انسان رکھتے ہین
ہندوستان مین ہمکو تو حیوان رکھتے ہین
حالت ہماری وحشیون سے بھی ہی پست تر   آزاد وہ ہین قید مین کرتے ہین ہم بسر
اپنی ضرورتون سے ہین آگاہ جانور   دنیا و دین کی ہمکو نہین مطلقا خبر
خالق کو اور عبد کو پہچانتے نہین
اعمال نیک و بد کو بھی ہم جانتے نہین
ہے فرض کیا طریقۂ خیر الوریٰ ہے کیا   بتخانہ کیا ہے کعبہ ہے کیا کربلا ہے کیا
ہے کفر کیا ہدایت دین ہدیٰ ہے کیا   کیا چیز حشر و نشر ہے روز جزا ہے کیا
جاہل کو سنگ اور خدا دونون ایک ہین
راہ ثواب اور خطا دونون ایک ہین

کعبہ نماز و صوم ہے مردون کیواسطے   سب وعظ و پند قوم ہے مردون کیواسطے
تخویف بخل و لوم ہے مردون کیواسطے   ترغیب ترک نوم ہے مردون کیواسطے
ہم مین نہین ہین فہم کے شاید قوا کوئی
نسوان کے واسطے نہین حکم خدا کوئی

جنت مین جائین مرد تو نارِ سقر مین ہم   مسجد مین وہ نماز پڑہین ہائے گھر مین ہم
داخل نہین ہین امتِ خیر البشر مین ہم   کیسے ذلیل و خوار ہین سب کی نظر مین ہم
زینت کا غیر کفو کو دکہانا حرام ہے
کیا عیدگاہ مین ہمین جانا حرام ہے

جاتے ہین مرد مسجد جامع مین ہفتہ وار   پڑہتے ہین ہر نماز جماعت سے دیندار
سنتے ہین وعظ و پند جوانان ہوشیار   محروم ان ثوابون سے پر ہم ہین کردگار
ان مردون کے واسطے ساری خدائی ہے
دوزخ ہمارے ہی لئے تونے بنائی ہے

ہر مرد کے لئے تو ہین جنت مین قصر و حور   کہانے کو میوے پینے کو ہر دم مئے طہور
تفریح کو ہے باغ ارم نغمۂ طیور   دیدار حق جو چاہین تو دیکہین خدا کا نور
لطف بہشت کیونکہ اوٹہائین گی عورتین
جنت بغیر علم نپائینگی عورتین

نادان ہمین سمجہتے ہین کم فہم مرد وے   مغرور اپنی عقل پہ کیسے ہین یہ موئے
پیدا ہمارے پیٹ سے سارے نبی ہوئے   تنہا یہ کہینچ سکتے ہین گاڑے کی دو جوئے
اپنی ترقیون کا تو ہر دم خیال ہے
بے عورتون کے مرد ہین کیا مجال ہے

کہتے ہین مرد عورتین رکہتی نہین دماغ   اس بات کا بتائین ملا کسطرح سراغ

آدم کے ایک نور سے روشن ہین دو چراغ   آباد اک درخت کے پودون سی ہے یہ باغ
نوعیت ثمر کی معرف ہے رنگ و بو
پھولون کا کس شجر کے مخالف ہی رنگ و بو

ہوتے نہ عورتون مین جو عقل و دماغ و سر   علم و ہنر مین کرتین ترقی نہ اسقدر
یورپ مین عورتون کی کتابین ہین معتبر   بیرسٹر ہے کوئی تو کوئی ہے ڈاکٹر
مشق جہاز رانی و کمپاس کرتی ہین
اے مے ۔ بی اے ۔ تو لڑکیان اب پاس کرتی ہین

چکی بھی پیسنی نہین آتی مگر ہمین   واللہ اب تو زیست ہوئی درد سر ہمین
پردے نے کر دیا ہی جو بے بال و پر ہمین   قید فرنگ سے بھی یہ بدتر ہے گھر ہمین
بچون کو کیسے پالین جئین خاک کھا کی ہم
کسطرح مدرسون مین پڑہین ہائی جا کی ہم

کن کن مصیبتونکو کرین اپنی ہم بیان   ہوتا نہین ہے ہم سے تو اب سوز دل نہان
پھکتا ہے تن نکلتا ہے آہون سی بھی دہوان   ڈر ہے کہین نہ نالون سی جل جائی اسمان
دنیا مین اپنے درد کا چارہ نہین ہی اب
اے چارہ ساز ضبط کا یارہ نہین ہی اب

مردون سے اپنے ہمکو تو کچھ بھی نہین ہی آس   انکو غرض نہین ہے کہ ہم خوش ہون یا اداس
مر جائین بھی تو یہ نہ کھڑے ہون ہمارے پاس   بے اعتنائی انکی بڑہاتی ہے اب ہراس
بدخواہ عورتون کا جو ہو نیک خو ہی وہ
ہمدرد جو نسا کا ہے انکا عدو ہے وہ

سچا جو خیر خواہ ہے انکا وہ ہے شریر   دشمن کو اپنے سمجھے ہین یہ اپنا دستگیر
شیطان رہنما تو ضلالت ہے ان کی پیر   مکار کھینچتے ہین انہین سے زر خطیر

گو مفت دو کتاب تو لیتے نہین ہین یہ
کوڑی بھی قوم کے لئے دیتے نہین ہین یہ
ظاہر ہمارا حال ہے سب تجھپہ ایخدا   فاقون سے اب تو جسم مین طاقت نہین ذرا
اوٹھتی ہون جب تو کانپنے لگتے ہین دست و پا   پنکھا سا مارے ضعف کے ہلتا ہے دل مرا
تو جانتا ہے زیست بسر جیسے کرتے ہین
بے آب و دانہ ہمکو تو ہفتے گذرتے ہین
دن بھر کے بعد شام کو ہوتے ہین جو نصیب   چکی مین پیستی ہون انہین آپ مین غریب
دو روٹیان پکاتی ہون مین رات کے قریب   شدت کی اشتہا مین یہ ہین نعمت عجیب
ملتی ہے جب غذا تو ترا شکر کرتی ہون
دوزخ کو ساگ پات سے مین اپنے بھرتی ہون
عریان تنی کا اپنے کرون کس سے مین گلا   سر پہ ہے مارکین کی بوسیدہ سی ردا
ٹانگون مین ٹاپٹی کا ہے پاجامہ اک پھٹا   جوتا نہین نصیب تو پھرتی ہون ننگے پا
سونے کو اس مکان کا بس ایک کونا ہے
بستر ہے خاک فرش زمین کا بچھونا ہے
پردے سے اور بڑھ گیا عسرت کا ہائے دکھ   بے پردگی کا ڈر تو شرافت کا ہائے دکھ
نکلون جو گھر سے مین تو ملامت کا ہائے دکھ   سر پہ ہمارے آیا قیامت کا ہائے دکھ
کٹ جائے ناک کنبے کی باہر جو جاؤن مین
سودا سلف خرید کے کس طرح لاؤن مین
پیسا بھی ہو جو پاس تو بازار جائے کون   کھانے کی چیزین واجبی قیمت سے لائے کون
کپڑے کے دام پھر کے دکانین چکائے کون   تکلیف میرے واسطے اتنی اٹھائے کون
آئے ترس کسی کو تو ہون جو کہین نصیب

ہمکو تو نون تیل بھی ہوتا نہین نصیب

پھرون پڑوسیون سے مین کرتی ہون التجا   تب جاکے کوئی لاتا ہے سودا سلف مرا
کرتی ہون اونکے حق مین شب و روز مین دعا   گروہ کرین نہ کام تو پھر زور میرا کیا
آبا کا عز و جاہ ملا خاک مین ہے اب
پردے کی سختیون سے تو دم ناک مین ہے اب

دنیا مین کوئی ہم سا نہین مبتلائے غم   بیہودہ ریت رسمون کے سہتی ہین ہم ستم
مردون کے ظلم و جور ہین اولاد کے الم   اللہ کا ہے حال پہ اپنے بہت کرم
آتی نہین ہے موت ہمین ہردم مرتے ہین
کیا زندگی ہے جینے کے دن بسر کرتی ہین"

سنکر محب یہ بین ہوا دل جو بے قرار   روکر کہا یہ مین نے کہ اے رب کردگار
یہ باندیان ہین تیری مصیبت سے دلفگار   زندہ برائے نام تو مردون مین ہین شمار
مظلوم ہین غریب ہین مردون مین خوار ہین
رحم و کرم کی تیرے یہ امیدوار ہین

بیوگان ہند کی حالت

کہتی ہے بیوہ رو کے کہ اے خالق کریم   تیرے سوا نہ ہے کوئی والی نہ ہے رحیم
محتاج مین ہون اور ہین بچے مرے یتیم   فاقہ کشی سے حال ہمارا ہے اب سقیم
سوزش سے دل کے زخم نہان اور پکتے ہین
رو دیتی ہون جو بھوک سے بچے بلکتے ہین

کیا بیوگی کا صدمۂ جانکاہ ہو بیان   تجھ سے نہین چھپا ہے دلون مین جو ہے نہان
جز قہر اس بلا سے کہین بھی نہین امان   بہتر ہے یہ کہ تن سے نکل جائے اب تو جان ۔

کیونکر ستی نہ ہون تو بتاوے مین کیا کرون
کب تک مین اس رنڈاپے کے صدمے سہا کرون
کسکو غرض ہے جو کوئی بیوہ کا ہو معین   ہمدرد ہند مین کوئی رانڈون کا اب نہین
کرتے نہین ہین عقد بھی بیوہ سے اب کہین   رنڈوے بھی ڈھونڈتے ہین کوئی باکرہ حسین
معذور عورتین ہون یہی بند و بست ہین
اس ملک مین وہ جانورون سے بھی پست ہین
کس طرح سے پلین یہ یتیمان خورد سال   پردہ نشین ہون کس سے کرون جاکے مین سوال
نکلی نہین ہون گھر سے کبھی مین شکستہ حال   مانع حیا ہے اور ہے پردہ کا بھی خیال
اس درد کی بتاے کوئی کیا دوا کرون
کوئی ہنر بھی یاد نہین ہاے کیا کرون
کس طرح دون مین بچون کو تعلیم ابجدا   قایم نہین یتیمون کا یان کوئی مدرسہ
ان پڑھ رہین گے ہاے مرے اب یہ لقا   آوارہ ہوکے نام مٹائین گے باپ کا
اُستاد پاس ہے نہ میسر کتاب ہے
جاہل رہے اب انکی بھی مٹی خراب ہے
افسوس مین بھی تو نہین ذی علم ذی ہنر   ورنہ مین آپ ان کو پڑھاتی شکستہ پر
مان ہوتی خود و مدرسہ مکتب جو ہوتا گھر   حاجت نہ تھی جو پھرتی انہین لیکے دربدر
ماؤن کی تربیت کے یہ اعلے نتیجے ہین
یہ عورتون کے علم کے اوٹے نتیجے ہین
سوداگری کرون تو کہین گے یہانکے لوگ   بیوہ نے خوب اپنے میان کا لیا ہی جوگ
باطن مین اور بھید ہے ظاہر مین ہی یہ سوگ   باقی نہین رہے گی اب عصمت نہ یہ روگ
بیوپار کرکے عورتین عزت و کھوتی ہین

مردون سے جو ملین وہ کہین پاک ہوتی ہین

چرخا بھی کاتون گر تو نہین اسمین فائدہ   دن بھر تھکاؤن ہاتھ تو پاؤن کہین ٹکا
آنکھون کا پھوڑنا ہے سلائی مین اور کیا   کپڑے کی کل نے خاک مین ہمکو ملا دیا
معلوم ہے خدا کو ہمارا جو حال ہے
مشکل ہے زیست عمر کا کٹنا محال ہے

دو حرف جانتی تو نہ ہوتی مین یون تباہ   ہوتا کسی شریف کے گھر مین مرا نباہ
یا اپنا ہی مکان بناتی مین درسگاہ   پیشہ معلمی کا نہین ہے کوئی گناہ
تعلیم خاص سنت خیر الانام ہے
اس کام کی بزرگی مین کسکو کلام ہے

گر جانتی مین فن طبابت کے کچھ اصول   ہوتی معالجہ ہی سے دولت مجھے حصول
کر لیتی اسپتال کی یا نوکری قبول   راحت سے عمر کٹتی نہ ہوتی کبھی ملول
بچون کو علم کے لئے جرمن کو بھیجتی
اپنی کمائی سے انہین لندن کو بھیجتی

انسان وہی ہے آئے جو دکھ مین کسیکے کام   طب کے شریف ہونے مین ہی قوم کو کلام
وارث ہین انبیا کے طبیبان نیک نام   ہین مستفیض ان کی تجارب سے خاص و عام
پیر و حکیم پیر و غرض ایک فن کے ہین
وہ روح کے طبیب یہ عالم بدن کے ہین

پردے نے کر دیا ہمین بے پر ہی اسقدر   ہم جانتے نہین کہ ہے دنیا کی کیا خبر
کیڑون کی طرح کرتے ہین ہم زندگی بسر   رہتے ہین تا بہ زیست گھرون مین ہم شکستہ پر
مرنے کے بعد قبر مین سب جلکے سوتی ہین
ہم جیتے جی مکانون مین مدفون ہوتی ہین

یہ بیوگی یہ درد یہ تنہائی بے کسی   پردے کی سختی اور یہ افلاس بے بسی
جاؤن کہان کہ رسم کی چکی مین ہون پسی   ناگن رواج کی مجھے ہاے غضب ڈسی
کس سے کہون جو ہند کی رسمون سے حال ہے
پنجے سے ان خبیثون کے چھٹنا محال ہے

اس بیوہ گی مین پردے کی آفت بھی ہے بڑی   دیوار ودر سے کرتی ہون باتین مین ہر گھڑی
سختی کو جھیلتی ہون اوٹھاتی ہون مین کڑی   بستر پہ منھ چھپائے ہوئے رہتی ہون پڑی
وہ اُٹھ گئے جلیس مرا اب کوئی نہین
جز بے کسی انیس مرا اب کوئی نہین

ہوتا ہے رنج وغم کا مرے دل پہ جب ہجوم   پھرتی ہون شب کو صحن مین گنتی ہوئی نجوم
بیدار رات بھر جو مین رہتی ہون مثل بوم   مجھ سا نہ ہوگا کوئی زمانے مین اور شوم
ہم سائیان بھی میری نہین غمگسار آہ!
سائے سے میرے بھاگتے ہین رشتہ دار آہ

جاؤن اگر کسی کے مکان کو مین خستہ تن   ہوتے ہین بدگمان سبھی مجھ سے مرد و زن
دیتی ہے ساس گالیان مان بھی ہے طعنہ زن   ہمجولیان بھی لاتی ہین لب پر برے سخن
اپنون سے کچھ غرض ہے نہ غیرون سے کام ہے
ملنا بھی عورتون سے مجھے اب حرام ہے

انسان فطرتاً ہے جو ہمدرد و ہم جلیس   وحشی بھی ڈھونڈ لیتا ہے اپنا کوئی انیس
دانا کے پاس بیٹھے تو نادان ہو نفیس   تنہا فرشتہ رہتا ہے یا جانور خسیس
دنیا مین پاؤن دھرتے ہی محبوس ہم ہوئے
آپس کے میل جول سے مایوس ہم ہوئے

گر عورتون مین بیٹھین تو ہو دور رنج و غم   دکھ اپنا ہم بیان کرین اُن کا سنین الم

سنتے رہین حوادثِ عالم جو روز ہم   اپنی مصیبتون کا بھی دل پر اثر ہو کم
پر وہ جو حکم رب سے زیادہ نہ کرتے ہم
گھٹ گھٹ کے اسطرح سے گھرون مین نہ مرتے ہم

ٹھنڈی ہوا کو ہاے ترستے ہین گھر مین ہم   گھٹتے ہین کوٹھڑیمین تو آتے ہین در مین ہم
ہین مبتلا بخار مین ضعفِ جگر مین ہم   کرتے ہین زیست اپنی بسر دردِ سر مین ہم
رکھنے سے دم کے سارا بدن سنسناتا ہے
اٹھتا ہے ہول سینہ مین دل تھرتھراتا ہے

صحت کہان ہزار مرض مین ہین مبتلا   کابوس و اختناق و جنون دردِ دست و پا
خفقان دور و گروہ زامراض امتلا   اوہام و تپ۔ گرانی سر۔ قلت غذا
ان آفتون کے دام سے چھٹنا محال ہے
مرنا قبول ہے ہمین جینا وبال ہے

امراض صعب اور یہ پردہ یہ مفلسی   ممکن علاج ہی نہین اللہ ری بے بسی
تیمار دار کون ہے جز یاس و بیکسی   آتی ہے اپنے حال پہ اب تو مجھے ہنسی
پیدل نہ جا سکون جو سواری نہ پاؤن مین
کسطرح عورتون کے شفاخانے جاؤن مین

جز موت اب کوئی نہین یارب مرا علاج   کیا ہو دوا کہ کھانے کو گھر مین نہین اناج
جز تیرے کوئی والی و وارث نہین ہے آج   پیوند ہون زمین کی تو رہ جائے میری لاج
لاؤن جگر کہان سے جو مین بد دعا کرون
بے شرم قوم کا مین بھلا کیا گلا کرون

اے قوم! کچھ تو بیوؤن کی حالت پہ کر نظر   مرتی ہین عورتین نہین اسکی تجھے خبر
غفلت مین کیا پڑی ہے اجڑتا ہے تیرا گھر   ویران ہوا مکان تو پھیرے گی تو در بدر

تیرے محب ہین ترا گلا کر رہے ہین ہم
اپنا جو فرض ہے وہ ادا کر رہے ہین ہم

واسوخت ہند

واہ اے ہند ہے کیا حسن خداداد ترا   رشک جنت ہے ہر اک قریۂ آباد ترا
خوشہ چین تھا چمن دہر مین شداد ترا   کہین طوبے سے سرافراز ہی شمشاد ترا
باغ عالم مین کبھی پھول نہ پھولا ایسا
آسمان نے بھی نہ دیکھا کوئی تارا ایسا

دست قدرت نے عجب کھینچی ہے تیری تصویر   پائی جاتی نہین عالم مین کہین تیری نظیر
رخ خورشید مین ذرہ نہین تیری تنویر   باغ جنت مین نہین رنگ ترا عنبر عبیر
ہے کہان گلشن فردوس مین نکہت تیری
پوچھیے آدم و حوا سے لطافت تیری

ہے یہ زیبا جو کہون تجھکو عروس دنیا   لونڈیان تیری ہین یہ پیرس و لندن بخدا
ہین غلامون مین ترے مصر و بخارا خیوا   سامنے تیرے ہے کیا چین و ختن کا رتبہ
شام و ایران کو بھلا تجھسے کوئی نسبت ہے
حسن فطری کے برابر بھی کہین صنعت ہے

باغ فردوس ہے جسے کہتے ہین اہل اسلام   وہ ترے خطۂ کشمیر کا نقشہ ہے تمام
تیری حورین ہین کنیزین ترے غلمان ہین غلام   گلشن خلد مین تجھہ سا نہین کوئی گلفام
تجھکو ہم چھوڑکے جنت مین نہ جائینگے کبھی
لاکھ حورین ہون حسین منہ نہ لگائینگے کبھی

تو ہی وہ گل کہ جو ہے گلشن ایجاد کی جان   مثل بلبل ہے ہر اک شاہ تجھی پہ قربان
تو ہے وہ شمع کہ جس سے ہی منور یہ جہان   تجھپہ پروانہ ہے ہر قیصر و زار و خاقان

تیرے ہی عشق کا دم شاہ و گدا بھرتے ہین
تجھپہ دنیا کے سلاطین بخدا مرتے ہین
تیرے ہی حسن کے چرچے ہین ابتک ہر سو   تیری ہی زلف معنبر کی ہے پھیلی خوشبو
تیرے ہی دست حنائی نے بہایا ہے لہو   تیرے ہی ابرو خمدار نے کاٹے ہین گلو
ہر ادا پر ترے عشاق کے دل قربان ہین
تیرے ہی عشق سے شاہان زمن حیران ہین
تیرے ہی چشم فسون ساز کا مفتون تہا جہان   لب میگون پہ ترے جم تہا بصد جان قربان
تیرے ہی تیر نگہ سے ہوا نادر بے جان   تیرے ہی در کا تہا محمود سا غازی دربان
تیرے ہی دید کا مشتاق سکندر آیا
سر کے بل تیرے قدم چومنے بابر آیا
پاسبان تہی ترے دروازہ کے دارا فغفور   تیری دربانی کا پرویز کو تہا ناز و غرور
مئے الفت سے تری مست تہا شاہ طیمور   تیری ہی وصل سے تہا قلب ہمایون مسرور
جس نے اکبار بہی تیرا رخ تابان دیکھا
اوسنے پہر کر نہ کبہی مہر درخشان دیکھا
اہل یورپ ترے اوصاف سنا کرتے تہے   غائبانہ تری صورت پہ وہ سب مرتے تہے
تیری ہی عشق و محبت کا وہ دم بہرتے تہے   بے دہڑک بحر ہلاکت مین قدم دہرتے تہے
تیری ہی صدمہ ہجران سے وہ سر دہنتے تہے
تہکے الفت مین تری قیس صفت پہرتے تہے
تیرے عشاق کی حالت کو کوئی کیا جانے   تیری الفت مین کلمبس نے سمندر چھانے
ڈچ ترے شعلہ رخسار کے تہے پروانے   پرتگیزی بہی ترے عشق مین تہے دیوانے
تیری ہی عشق و محبت کا تہا ہیجان سب کو

تیری ہی در کی گدائی کا تھا ارمان سب کو
تھا فرانسا کو تری زلف کا سودا بخدا   اور انگلینڈ بھی تھا ایک ترے در کا گدا
ہم بھی عاشق تھے کبھی تیرے ہی کر یاد و ذرا   جان دیتے تھے تیرے نام پہ ای شہرہ با
جس جگہہ تیرا پسینہ میری جان گرتا تھا
خون سیلاب سا وان اپنا بہا پھرتا تھا
ہمنے تیرے لئی کیا کیا نہ مصیبت جھیلی   تیرے پیچھے مری جان کس پہ نہ تلوار چلی
تجھپہ قربان کئے ہمنے سبھی دوست و ولی   جان نثاری سے کبھی ہمکو تو فرصت نہ ملی
سچے عاشق تھے اداؤن پہ تری مرتے تھے
جان ابرو کے اشارے پہ فدا کرتے تھے
چھوڑ کر ملک عرب ہم تری خاطر آئے   جنگ گجرات مین کیا کیا نہ ہنر دکھلائے
ہمنے تیرے لئے اپنون کی گلے کٹوائے   آب شمشیر پیا برچھیون کے پھل کھائے
سامنے اپنے ہزارون کی بھی کچھ ہستی تھی
سر برس جاتے تھے تلوار جہان کھنچتی تھی
تیرے ہی واسطے ہم سندھ مین ای شوخ لڑے   رن کہین ایسے تو ابتک نہین واللہ پڑے
سر کے انبار لگے پاؤن جہان اپنے گڑے   کوہ ٹل ٹل گئے جب ہم سر میدان اڑے
تیغ تولے ہوئی جب فوج مین ہم چلتے تھے
فیل چنگھاڑتے تھے شیرون کے دل ہلتے تھے
اپنے منہ سے کرین خود آپ صفت اپنی کیا   ہم ہی لڑتے تھے ہزارون سے اکیلے بخدا
زندگی اپنی سمجھتے تھے وفا مین مرنا   نقش پا پہ ترے ہم کرتے تھے سر اپنا فدا
تجھپہ اے ہند ہوے لاکھون ہی قربان افسوس
پر ہوئی تو نہ کسیکی بھی مری جان افسوس

اپنی جان بازیان کیا یاد دلائین تجھکو   قصّے کیا اپنی شجاعت کی سنائین تجھکو
کسطرح چیر کے دل اپنا دکھائین تجھکو   فائدہ کیا جو تعشق بھی جتائین تجھکو
تیری الفت نے کہین کا نہین رکھا ظالم
ہمکو بے موت ادائے تری مارا ظالم
ایک دن وہ تھا کہ تو پاس بلاتی تھی ہمین   اپنے پہلو مین جگہ دیکے بٹھاتی تھی ہمین
روٹھ جاتے تھے کبھی ہم تو مناتی تھی ہمین   دلدہی کرتی تھی چھاتی سی لگاتی تھی ہمین
ہم جو آتے تھے تو تو اٹھ کے قدم لیتی تھی
اپنی محفل سے رقیبون کو اُٹھا دیتی تھی
ہم بھی رکھتے تھے تجھے اپنے دل و جانسی عزیز   تیری ہر بات تھی ہر آیۂ قرآن سے عزیز
ترا کوچہ تھا ہمین روضۂ رضوان سی عزیز   بت پرستی بخدا تیری تھی ایمانسی عزیز
کفر کو دین ہدیٰ بت کو خدا سمجھے تھے
نقش پا کو ترے ہم سجدہ کی جا سمجھے تھے
دین و ایمان کو ترے عشق مین چھوڑا ہمنے   دیر کو رخ کیا منھ کعبہ سے موڑا ہمنے
پہنا زنار کو تسبیح کو توڑا ہمنے   بت کے آگے بخدا ہاتھونکو جوڑا ہمنے
جو کہا تونے اُسے ہمنے مری جان کیا
کفر پر مذہب اسلام کو قربان کیا
ہمنے تیرے لئے تعمیر کئے بت خانے   سب تری ملت و مذہب کی عقیدے مانے
ریت رسمون کے تری ہم ہی تو تھی دیوانے   شمع دیدانت پہ ترے تھے ہم ہی پروانے
ہر پجاری کو ہمین نے تو یہ سب سیرین دی
تری خاطر سے شوالون کو بھی جاگیرین دی
جو نکرنا تھا کیا عشق مین ہمنے تیرے   دین ایمان بھی دیا عشق مین ہمنے تیرے

بت بھی پوجے بخدا عشق میں ہمنے تیرے   نام تیرا ہی جپا عشق میں ہمنے تیرے
تیرے دروازے پہ دھونی جو رمائی ہمنے
چھوڑ دی تیرے لئے ساری خدائی ہمنے

چھوڑا گھر بار وطن سب تری خاطر ہمنے   ایک برتاؤ کیا باطن و ظاہر ہمنے
تیرے ہی کوچہ میں بنوائے مقابر ہمنے   اور مدفون کئے ان میں اکابر ہمنے
جیتے جی تونے ہمیں لاکھ ستمگر چھوڑا
بعد مرنے کے بھی ہمنے نہ ترا در چھوڑا

ہمکو تھا کوئی عرب سے نہ عجم سے مطلب   نہ مدینہ سے تعلق نہ حرم سے مطلب
نہ خلافت سے کسی جاہ و حشم سے مطلب   در سے تیرے ہی غرض اور قدم سی مطلب
بت عیار تھی تو غارت ایمان تھی تو ہا
اپنی تو جان تھی تو روح تھی ارمان تھی تو ہا

جو کمایا وہ ترے ہاتھ پہ ہمنے رکھا   ہاتھ اٹھا کر جو دیا تونے وہی ہمنے لیا
خرچ جو کچھ کیا وہ سب ترے گھر ہی میں رہا   ایک پیسا بھی تو باہر نہ کہیں اور گیا
تو جو دیتی تھی ہمیں وہ بھی لٹا دیتے تھے
تیرے کنبے ہی کو ہر پھر کے کھلا دیتے تھے

تیری اولاد کو کس ناز سے پالا ہمنے   ہم سے جب بگڑے تو ہر بار سنبھالا ہمنے
ملک میں ان کے کبھی ہاتھ نہ ڈالا ہمنے   مرتبہ اور کیا آگے سے بالا ہمنے
کرسی خدمت اعلیٰ پہ بٹھایا ان کو
اپنی افواج کا افسر بھی بنایا انکو

ہمنے ٹوڈر کو کیا اپنا مشیر دربار   مان سنگھ راجہ تھا سب لشکروں کا سالار
ایک تھے اپنی نظر میں جو مسلمان کفار   مالی خدمات پہ تھے سارے برہمن ہشیار

فرض اپنا جو دل و جان سے بجا لاتی تھی
تیری اولاد ہی انعام و صلے پاتی تھی تو
تیرا دل جانتا ہے ہم نے کئے ہیں جو سلوک   اپنے برتاؤ کے شاہد ہیں زمانہ کے ملوک
ایک سے تجھے اپنی لگا ہو نہیں جو مالک مملوک   فرق ہندو و مسلمان کا تھا بالکل متروک
تیری ہر چیز سے اے ہند محبت تھی ہمیں
جو عدو تیرا تھا اس سے تو عداوت تھی ہمیں
اس اطاعت پہ بھی تو نے نہ وفا کی افسوس   ہمسے آخر کو بڑی ہائے دغا کی افسوس
بے سبب ہم پہ بہت جور و جفا کی افسوس   اپنے عاشق کو کیا ذبح خطا کی افسوس
خون ناحق تری گردن پہ رہیگا ظالم
حشر تک تجکو ہر اک شخص کہیگا ظالم
ملگئے خاک میں ہم تجکو خبر ہے کہ نہیں   ہو گئے ہم پہ ستم تجکو خبر ہے کہ نہیں
آگیا ہونٹوں پہ دم تجکو خبر ہے کہ نہیں   جاتے ہیں سوئے عدم تجکو خبر ہے کہ نہیں
بیوفائی کا تری حال کہیں ہم کس سے
کوئی غمخوار نہیں کیجئے بیان غم کس سے
ہجر میں تیرے اوٹھائی ہیں وہ صدمے ظالم   آسمان پر بھی جو پڑتے تو نہ رہتا قائم
اپنا دل دیکے تجھے آپ ہوئے ہیں نادم   اپنے حالات سے واقف ہے خدائے عالم
ہم سا رنجور کوئی اور تو خلقت میں نہیں
کون وہ درد ہے ایسا کہ جو قسمت میں نہیں
ہم سا دنیا میں نہیں کوئی ذلیل و رسوا   دیکھتی ہمکو حقارت سے ہے سب خلق خدا
پھرتے ہی تیری نظر ہم سے زمانہ بھی پھرا   سایہ سے بھاگتے ہیں اپنے تو اب شاہ و گدا
ایسا بدنام جہاں میں تو کوئی اور نہیں

داغ ذلت کے مٹانے کا کوئی طور نہین

اب نہ گھر مین کوئی وقعت ہے نہ باہر عزت   ختم سب ہو چکی اسلاف کے اوپر عزت
کوئی شہرت ہے ہماری نہ ستمگر عزت   تیرے پیچھے ہوئی برباد سراسر عزت
اب نہ وہ بزم طرب اور نہ وہ ساقی ہے
خاک مین ملگئے ہم نام فقط باقی ہے

سب کی نظرون مین کیا تونے بہت ہمکو حقیر   اب نہ تعظیم ہماری ہے نہ کوئی توقیر
سر سے تا پا ہمین مجنون کی ہین پوری تصویر   عبرت انگیز ہے دنیا مین ہماری بھی نظیر
عشق مین تیرے مجسم ہوئی وحشت اپنی
بھاگے وحشی بھی جو دیکھے کہین صورت اپنی

سر پہ ٹوپی ہے پھٹی پاؤن مین ٹوٹا جوتا   میلا کرتا تو انگرکھے مین نہین جان ذرا
دھجیان سارا گریبان تو دامان پھٹا   چیتھڑے تن پہ ہین ٹانگون مین نہین پاجاما
رشک جو کرتے تھے دولت پہ ہماری اعدا
اب وہ روتے ہین حالت پہ ہماری اعدا

زرد رنگت ہے بدن خشک ہے چہرہ ہے اداس   منتشر ذہن تو دل سرد پریشان حواس
ڈبڈبائی ہوئی آنکھون پہ برستی ہے ہراس   رخ سے ظاہر ہے کہ جینے کی نہین کوئی آس
ناتوانی سے کمر چلنے مین بل کھاتی ہے
پسلیان نکلی ہین شہ رگ بھی نظر آتی ہے

ضعف سے جسم مین اٹھنے کی نہین ہے طاقت   روز کے فاقون سے پہنچی ہے غشی کی حالت
مردنی چھائی ہے کیسی ہے بھیانک صورت   اب تو مردون سے بھی بدتر ہے ہماری حالت
کچھ حرارت ابھی باقی ہے پہ بیجان ہین ہم
اب تو دنیا مین کوئی آن کے مہمان ہین ہم

دیکھکر حال ہمارا یہی کہتے ہین طبیب   خاک اچھا ہو دوا بھی تو نہین اسکو نصیب
یہ تو ممکن نہین پہلو مین پھر آئے وہ حبیب   جان بھی جائے تو آنے نہین دیگی رقیب
ایک ہچکی جو لگے سینہ مین دم گھٹ جائے
سانس اوکھڑ جائے تو تکلیف سے یہ چھٹ جائے

کوئی کہتا ہے یہ مردہ ہے نہین دم اسمین   نبض ساقط ہے حرارت ہے بہت کم اسمین
دفن اسکو کرو پھیلا ہے بہت سم اسمین   دیر لازم نہین جلدی ہے مقدم اسمین
جسم بیجان ابھی مٹی مین ملا دو اسکا
اوڑھنا اور بچھونا بھی جلا دو اسکا

کوئی کہتا ہے کہ باقی ہے ابھی جسم مین جان   ضعف سے آیا ہے غش بند ہین لب چشم و زبان
نبض چلتی ہے ذرا خون ہے آہستہ روان   گرمی تن سے ہین کچھ زیست کے آثار عیان
ہو شفا جائے اگر منھ مین دوا پینے کی
سانس جاری ہے تو ہے آس ابھی جینے کی

کوئی کہتا ہے یہ بیمار جہالت ہے غریب   ابھی اچھا ہو جو ہو دارو تعلیم نصیب
مردے جی اٹھتے ہین پاتے ہین جو ہمدرد طبیب   اسکا غمخوار ہے کوئی نہ مددگار و حبیب
تلخ ہوتی ہے تو شکر مین کھلاتے ہین دوا
باپ مان جبر سے نادان کو پلاتے ہین دوا

کوئی کہتا ہے یہ ہے اپنے ہی ہاتھون سے تباہ   کاہلی اور تغافل سے ہوا ہے گمراہ
ایسے ضدی کا کسطرح سے دنیا مین نباہ   خیرخواہون کو سمجھتا ہو جو اپنا بدخواہ
جہل و خودداری و غفلت سے اسے رغبت ہے
عقل کی بات کے سننے سے بڑی نفرت ہے

اس کے اطوار سے عادات سے واقف ہے جہان   عیش و عشرت پہ یہ کمبخت ہے دل سے قربان

غفلت و کاہلی و جہل پہ دیتا ہے یہ جان   آشنا مارِ تعصب کا یہی ہے نادان
گرگِ اسراف کو تن اپنا کھلایا اس نے
گژدمِ رسم کو خون اپنا پلایا اس نے
عیش نے نفس پرستی نے کیا اسکو تباہ   ہے گرفتارِ غرور و حسد و عزت و جاہ
جز خدا اسکی ہے اب دولتِ دنیا پہ نگاہ   اپنے ہی وہم و وساوس سے ہوا ہے گمراہ
اس نے توحید سے قرآن سے منہ پھیرا ہے
شرک اور کفر کی آفت نے اسے گھیرا ہے
دخترِ رز کے پسینے پہ بہاتا ہے لہو   دن کو خم پیتا ہے پھر شب کو لنڈھاتا ہے سبو
چانڈو و افیون مدک بانبو کی ہے خوئے نکو   سیندھی پیتا ہے تو آتی ہے دہن سے بدبو
رخنے تیزاب سے اتنے ہین کہ جالی ہے دماغ
سر مین بھیجا تو ہے پر عقل سے خالی ہے دماغ
اسکی صحبت ہے بری اسکے ہین اعمال خراب   بد کو یہ نیک سمجھتا ہے خطا کو یہ ثواب
دردِ انسان نہو جس مین وہ بشر ہے قصاب   ظلم سے آتا ہے ہر شخص پہ خالق کا عتاب
اچھے افعال کا اچھا ہی صلا ہوتا ہے
آخر انجام برائی کا برا ہوتا ہے
سب پہ ظاہر ہے کہ دنیا ہے مکافات کا گھر   خار بونے سے کہین ملتے ہین گل اور ثمر
پوتھ کے دانے سے ہوتے ہین کہین لعل و گہر   کونسا فعل ہے ایسا کہ نہو جس کا اثر
گوشِ گل مین یہ صبا آکے کہہ جاتی ہے
بات جو منہ سے نکلی ہے وہ رہ جاتی ہے

مسدس نسوان

نہین نوعِ انسان سے خارج ہے عورت   وہ ہے داخلِ حدِّ افراد ملّت
یہ تصدیق ہے کچھ نہین اس مین حجت   کہ ہین مرد و زن دونون خالق کی قدرت
ملائک سے برتر ہے دونون کا رتبا
خدا کی خلافت ہے دونون کو زیبا

جو ہے مرد کبریٰ تو عورت ہے صغریٰ   مگر اک قضیّہ کے دونون ہین اجزا
فقط فرق مابین ہے صنفیت کا   حقیقت مین کوئی بڑا ہے نہ چھوٹا
دلائل ہین یہ کبریائی کے دونو
نتیجے ہین ساری خدائی کے دونو

یہی دو ہین نورِ خداوندِ یکتا   نہین کوئی خلقت مین ثانی ہے انکا
کوئی تیسرا شش جہت مین ہے ان سا   یہی دونو عالم مین سب سے ہین بالا
خدا کے خلیفہ یہی دو ہے باہم
موخر ہے حوّا مقدم ہے آدم

گلستانِ حکمت کے دونو شجر ہین   درختِ صناعت کے دونو ثمر ہین
یہی کانِ عصمت کے لعل و گہر ہین   سپہرِ شرافت کے شمس و قمر ہین
جہان مین ہے رونق انہین دو کے دم سے
یہ آباد ہے گھر انہین کے قدم سے

قوائے دماغی مین دونون ہین یکسان   نہین جسمِ نسوان مین کوئی ہے نقصان
نہ وہ ناقص العقل ہین اور نہ نادان   بنائی گئی ہین جہالت سے حیوان
خدا نے انہین بھی دئیے ہین وہ جوہر
کہ ہے جن سے آدم فرشتون سے برتر

وہ رکھتی ہین دل عقل و ہوش و طبیعت   دماغ و عصب اور ادراک و قوت
ذکاوت ذہانت حمیت شجاعت   تفکر تدبّر محبت مروت
خداداد ہر کام کی ہے لیاقت
امورِ تمدّن ہون یا ہو عبادت
محبت مین محنت مین کچھ کم نہین وہ   تحمّل مین جرارت مین کچھ کم نہین وہ
کرم اور حدت مین کچھ کم نہین وہ   وفا اور عفت مین کچھ کم نہین وہ
دھنی بات کی اور وعدے کی پکی
جلے بے جیتے جی وہ ارادے کی پکی
وہ جھانسی کی رانی کی بڈھب لڑائی   لرزتی تھی ہیبت سے جسکی خدائی
ہلاکر وہ برچھے کو جس رخ پہ آئی   کوئی دم مین کر دی صفون کی صفائی
نبرد آزما جتنے افسر وہان تھے
وہ دہشت سے خیمون مین اپنے نہان تھے
وہ اکبر کی وہ چاندبی کی لڑائی   شجاعت عجب ایک زن نے دکھائی
وہ نورِ جہان کی نبرد آزمائی   رضیّہ کی وہ دشمنون پر چڑھائی
وہ جنگ جمل عائشہؓ کی وہ جرارت
ہے تاریخِ اسلام مین جسکی شہرت
نساءِ عرب کی وہ شیرانہ جرارت   لرزتی تھی جس کے مقابل مین ہیبت
لڑائی مین وہ ان کی مردون پہ نصرت   وہ ان کے بڑھاوے وہ انکی حمیت
لڑی ہین وہ مردون سے جنگون مین اکثر
اگر شک ہو دیکھو تواریخ پڑھکر
وہ وکٹوریہ قیصرِ ہند اعظم   تدبّر کا جس کے مقر سارا عالم

جہان مین ہے جس کی عدالت مسلّم   سلاطین یورپ مین ممتاز و اکرم
کتابون مین پاؤ گے تم یہ مکرر
کہ عورت ہے مردون کے بالکل برابر

ہر اک علم و فن کی ہے یورپ مین عورت   کسی کو ہے علم ادب مین لیاقت
عدالت مین کرتی ہے کوئی وکالت   کسی کی ہے مضمون نگاری مین شہرت
مسیحا صفت ہے طبابت مین کوئی
فلاطون دوران ہے حکمت مین کوئی

علوم تمدن مین ہے کوئی ماہر   کوئی خانہ داری مین بے مثل و نادر
کوئی درس اطفال کے فن پہ قادر   کوئی عالم علم دین و عناصر
کوئی شہسواری مین فرد زمان ہے
کوئی نیزہ بازی مین برق تپان ہے

غرض ہر طرح کی لیاقت ہے ان مین   فصاحت ہے ان مین بلاغت ہے انمین
بہی خواہی ملک و ملت ہے ان مین   قیامت کی قومی حمیت ہے ان مین
مگر اپنی نسوان کے مٹی قوا ہین
ہر اک علم و فن سے وہ ناآشنا ہین

دیے ہین خدا نے وہ انسان کو جوہر   خدائی مین جن کا نہین کوئی ہمسر
مگر تربیت کی ضرورت ہے اکثر   زمین بھی نہ جوتین تو ہوتی ہے بنجر
شجر گرچہ ہے ایک دانہ مین پنہان
نہ بوئین تو ہوتا ہے کب وہ نمایان

زمین مین ہے گو خود اگانے کی قوت   گرے بیج کو پھر جلانے کی قوت
ذرا سے شجر کو بڑہانے کی قوت   بنون کو گلستان بنانے کی قوت

مگر جوتی بوئی نہین جب وہ جاتی
سوا خار و خس کے نہین کچھ اگاتی
یہی ہے دماغِ بشر کی بھی حالت   بڑی جس مین نشو و نما کی ہے قوت
مگر تربیت ہے وہ قلبی زراعت   کہ ثمرے ہین جس کے سعادت شقاوت
لگایا جو باغِ علوم اس زمین مین
تو گویا بنا قصرِ خلدِ برین مین
زمین جب نہین جوتی اور بوئی جاتی   تو ہے گھاس کانٹون کو خود وہ اگاتی
یہ جھاڑی درندون کو ہے خوب بھاتی   یہ گلشن کو بھی ہے نیستان بناتی
نہین دل مین گر تخمِ تعلیم بویا
تو وہ مار و گژدم کا جنگل ہے گویا
یہی اپنی نسوان کی حالت ہے یارو   دماغ اور دل کی بری گت ہے یارو
مکان گو بہت خوبصورت ہے یارو   مکین سے مگر اسکی زینت ہے یارو
نہین زیورِ علم سا کوئی گہنا
غضب ہے نگھارون مین دنرات رہنا
خدا نے تو نسوان کو انسان بنایا   مگر جہل نے ان کو حیوان بنایا
بری ریت رسمون نے بے جان بنایا   انہین ہم نے بیکار و نادان بنایا
کیا ظلم نسوان پہ گو ہم نے لیکن
بچین ہم سزا سے یہ ہے غیر ممکن
وہ کرتی نہین قوم ہرگز ترقی   کہ جس کی ہین سب عورتین نیم وحشی
لحد تک رہے گا اثر ان کا باقی   کہ مائین ہین مردون کی پہلی مربی
مگر ہائے افسوس اے قوم غافل

تمہارے مربی ہون نادان وجاہل

ہے آغوشِ مادر وہ اسکول پہلا   جہان تربیت پاتے ہین سارے اعضا
جہان لوحِ سادہ پہ کھنچتا ہے خاکا   اُترتا ہے مان کے خیالون کا چربا
لکیرین ہین پتھر کی یہ پہلے خاکے
مٹانے سے مٹتی نہین پھر کسی کے

یہ بچون مین بوئے ہوئے بیج مان کے   ہین اسباب نشو ونما جسم وجان کے
اصولِ تمدن ہین پیر وجوان کے   انہین سے ہین سب خار وگل بوستان کے
نہین کوئی بچتا ہے مان کے اثر سے
نہین جاتے اس کے خیالات سر سے

اسی مدرسے مین زبان سیکھتے ہین   یہین روزمرے نہان سیکھتے ہین
بلا درس طرزِ بیان سیکھتے ہین   فصاحت بلاغت یہان سیکھتے ہین
اگر مان ہے اَن پڑھ تو غارت زبان ہی
نہ طرزِ سخن ہے نہ طرزِ بیان ہی

اسی گھر مین پڑتی ہے بنیادِ عادت   کہ بنی ہے جس پر سعادت شقاوت
یہین بوئے جاتے ہین تخمِ شجاعت   یہین سے ہے آغاز عقل وحماقت
اگر عورتین گھر کی سب پارسا ہین
تو بچے بھی باعفت وباحیا ہین

یہی گھر ہین اخلاق کی درسگاہین   دکھاتی ہین مائین بد ونیک راہین
غضب تازیانے ہین مان کی نگاہین   یہ بچون کو لائق بنائین جو چاہین
حکومت ہے عورت کی مردون پہ قائم
رہے گا اثر اس کا تاحشر دائم

ہین افراد قومی یہی مرد و عورت   انہین دو سے بنتی ہے قومی عمارت
اگر عورتون مین ہے پستی جہالت   تو باطل ہے دعوے قومی شرافت
کسوٹی ہے قومون کی تہذیبِ نسوان
جو عورت ہے وحشی تو ہے مرد حیوان
اگر عورتون مین ہے علمی لیاقت   تو وہ جانتی ہین ہدایت ضلالت
سمجھتی ہین معنی پاکی و عفت   زنا کی مضرت حیا کی شرافت
نہین چشم بینا تو گرتے ہین اندھے
بڑی ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین اندھے
یہ سب سے بڑا ہے جہالت کا نقصان   کہ جاہل پہ ہوتا مسلّط ہے شیطان
شب و روز اندھون کو دونو ہین یکسان   برابر ہے داغِ سیہ مہر تابان
نہین خیر کی کچھ امید اس بشر سے
جو واقف نہین نفس کے خیر و شر سے
مگر علم حکمت ہے خیرِ مجسم   فرشتون سے برتر ہوا جس سے آدم
ہوا علم ہی سے تو فخرِ دو عالم   خدا کی خدائی مین ممتاز و اکرم
نہین کوئی عالم مین انسان سے بڑھکر
اور انسان مین ہے عقل ہی سب سے بہتر
یہی علم حیوان کو عاقل بنائے   یہی علم ناقص کو کامل بنائے
یہی علم وحشی کو قابل بنائے   یہی علم جاہل کو فاضل بنائے
اسی علم سے آدمی آدمی ہے
فضیلت یہی اور شرافت یہی ہے
جو اقوام ہین آج دنیا مین نامی   کیا جن کو تعلیم نے ہے گرامی

وہ دل سے ہین تعلیم نسوان کے حامی   نہین ان مین پردہ نہ قیدِ دوامی
وہ رکھتی نہین اپنی نسوان کو جاہل
جو ہین مرد اکمل تو عورات ہے کامل
جہالت سے بڑھکر نہین کوئی آفت   گناہون کی جڑ اور اصلِ شقاوت
بنی نوعِ انسان کی قلبی مصیبت   زمانے کی کلفت ہے اسکی بدولت
مگر ہائے افسوس نسوان ہماری
جہالت کے دریا مین ہین غرق ساری
نہ تعلیم ان کی نہ کچھ تربیت ہے   نہ تہذیب ان مین نہ کچھ اہلیت ہے
وقار و ادب حلم سب خیریت ہے   فقط نام کی ان مین انسانیت ہے
وہ ہین اس قدر علم و فن سے معرا
کہ مٹی کی ہون مورتین جیسے گویا
نہ اولاد کا پالنا جانتی ہین   نہ تاثیر آب و ہوا جانتی ہین
نہ خواب و لباس و غذا جانتی ہین   نہ امراض و صحت دوا جانتی ہین
سکون و ریاضت سے واقف نہین وہ
قوانین صحت سے واقف نہین وہ
پڑین پیڑ گر ایسے مالی کے پالے   جو کھاد اور پانی سمجھکر نہ ڈالے
اصولِ غلط پر درختون کو پالے   کرے جہل و قسمت کے انکو حوالے
تو کیا خاک نشو و نما ان کا ہوگا
کوئی بے ثمر کوئی مرجھایا ہوگا
اگر مائین بے عقل ہین اور جاہل   تو بچون کے حق مین ہین زہرِ ہلاہل
بری پرورش کا اثر بھی ہے قاتل   گھٹے جس سے سب قوم کے جسم جان دل

نہین تربیت ہے شکایت اسی کی
ملے خاک مین ہم بدولت اسی کی

ذرا قوم کی اپنی حالت تو دیکھو   بدن دست وپا زور وقوت تو دیکھو
طبیعت مزاج اور عادت تو دیکھو   خیالات واحساس وہمت تو دیکھو

یہ افسوس ہوگا تمہین اس یقین پر
کہ ہم واجب الرحم ہین اس زمین پر

کوئی عہدِ طفلی سے روگون کا گھر ہے   جوانی مین کوئی خمیدہ کمر ہے
کہین ضعفِ معدہ کہین دردِ سر ہے   کہین ناتوانیِ قلب وجگر ہے

نہین نشوونما کو بھی حاصل ہے صحت
دماغون کی اس سے بھی بدتر ہے حالت

کسی کے ہین سر مین خیالات فاسد   کسی کے دماغون مین باطل عقاید
فقیرون کی قبرین کہین ہین معابد   کہین ہین مساجد سے بڑھکر مشاہد

کوئی شرک وبدعت مین ڈوبا ہوا ہے
کوئی بت پرستی پہ دل سے فدا ہے

کہین شانِ اسلام ہے بت پرستی   کہین ہے مزارون سے آباد بستی
کہین نیستی سے ہے امیدِ ہستی   سمجھ پر حماقت پہ ہے عقل ہنستی

نہین عقل سے اپنی کچھ کام لیتے
عقیدون پہ افسوس ہین جان دیتے

خیالون پہ مبنی ہین اقوالِ انسان   عقیدون کے تابع ہین اعمالِ انسان
نتیجے ہین عادت کے افعالِ انسان   بدلتا ہے صحبت سے احوالِ انسان

وہ ہے ریت رسمون کا پابند ایسا

کہین اسکو عادت کا انجن تو زیبا
یہی عادتین ہین ترقی کے سامان   تنزل کے اسباب پستی کے سامان
ثواب و نجات و معاصی کے سامان   عبودیت و قہر باری کے سامان

کسی قوم پر جب ہے ادبار آتا
بگڑتے ہین اخلاق اس کے سراپا

یہی عادتین ہین وہ جلاّد ظلم   کہ جن کی جفاؤن کا گھائل ہے آدم
لرزتا ہے جن کے مظالم سے عالم   سہے جن کے مخلوق نے جور پیہم
ٹھکانا نہین ان کی خونخواریون کا
ستمگاریون کا جفاکاریون کا

انہین نے بہت خونِ انسان بہایا   بلا جرم نسوان کو زندہ جلایا
معابد کو مقتل انہین نے بنایا   انہین نے بہت شیرخوارون کو کھایا
برہم پتر۔ ساگر۔ جگناتھ۔ گنگا
بتائین گے تم کو نشان قتل و خون کا

ستی اور دختر کشی کی وہ رسمین!   ابھی تک تھا ہندوستان جن کے بس مین
ہزارون ستی ہوتی تھین ہر برس مین   نہ بچتی تھی لڑکی کوئی ایک دس مین
جلاتے تھے زن کو اُدہر بے محابا
ادہر قتل کرتے تھے بچون کو ہرجا

کیا ہند کی قیصرہ نے وہ احسان   بجا لائین ہم شکریہ جس کا ہر آن
اُسی کے کرم سے بچی جانِ نسوان   اُسی نے کیا ان کے دردون کا درمان
انہین موت کے منہ سے چھینا ہے اس نے
بھنور سے نکالا سفینا ہے اس نے

قلم غم سے نم ہے بعد آہ وزاری   اور اسی سے حرفون کی صورت پہ طاری
یہ سطرین ہین صف بستہ ماتم مین ساری   لکھون کیا کہ آنکھون سے آنسو ہین جاری
نہین ضبط غم کی بس اب تاب دل مین
لہو ہو گیا رنج سے آب دل مین
نئے طرز کی اک مصیبت رقم ہے   کہ لکھنے سے جس کے دوپارہ قلم ہے
جگر شق ہے دل پر ہجوم الم ہے   کہ ان عورتون پر بڑا ہی ستم ہے
نصیبون مین ان کی نہین کوئی راحت
یہ دنیا ہے ان کے لیئے دار کلفت
گھرون مین مقید ہین تا زیست نسوان   زمین مین ہون جس طرح سے بیج پنہان
انہین گور - گھر - بطنِ مادر ہے یکسان   نہ مرنے کی وحشت نہ جینے کا ارمان
لحد تک نہین ایک دم بھی رہائی
چھوٹین قید سے جب انہین موت آئی
یہ پردا نہین بلکہ قیدِ گران ہے   مصیبت ہے آفت ہے دردِ نہان ہے
جہالت کا ثمرہ تعصب کی جان ہے   ہمین جس نے پیٹا ہی بے گمان ہے
نہین ایسا پردا کہین بھی روا ہے
اگر ہے تو آنکھون کی شرم و حیا ہے
مکان انکے ہین قیدخانون سے بدتر   احاطے بلند اور پہرے ہین در پر
پرندا نہین مار سکتا جہان پر   گذر روشنی کا نہین جس کے اندر
درندون سے بڑھکر حفاظت ہے انکی
بہائم سے بھی پست فطرت ہے انکی
نہین قید سے سخت کوئی سزا ہے   کہ انسان آزاد پیدا ہوا ہے

ہر اک جانور حریت پر فدا ہے   جو ہے گھر کا پنجرا بھی دام بلا ہے
مگر عورتون کی خدا داد عفت
غضب کی ہے مردون پہ بازو و قوت

عرب۔ شام۔ ایران۔ روم اور ترکا   حجاز اور مصر اور کوفہ بخارا
عراق اور کابل و دمشق اور خیوا   مدینہ یمن اور بغداد و بصرہ
نہین ان مین کوئی بھی عورت مقید
شریعت نے پردے کی باندھی ہے اک حد

مدارس ہین نسوان کے ترکی مین قایم   جہان جا کے پڑھتی ہین عورات باہم
کوئی ہے ادیب اور کوئی معلم   کوئی ہے طبیب اور کوئی ہے ناظم
ترقی ہے تعلیم نسوان کی ہر جا
حلب۔ مصر۔ بیروت۔ بغداد و کوفا

وہ کعبہ جو گھر ہے خدائے جہان کا   کہان ہند کا اس مین ہے سخت پردا
یہان مرد و عورت کا مجمع ہے ہر جا   رگڑتا ہے دونو کا شانہ سے شانا
نہین ستر چہرے کا لازم کہین ہے
مصدق اسی کا کلام مبین ہے

وہ بے روک نسوان کا جنگون مین جانا   نمازون کی خاطر مساجد مین آنا
لڑائی مین مردون کو غیرت دلانا   صف جنگ مین جرأتون کو بڑھانا
وہ جلسون مین برجستہ تقریر ان کی
دلون کو ہلاتی تھی توقیر ان کی

نہین قید نسوان کی تاکید دین مین   نہ قرآن مین ہے اور نہ شرع متین مین
نہ تھا حبس نسوان کبھی مسلمین مین   یہ سختی تھی کچھ ہند کے مشرکین مین

یہان راجپوتون مین یہ رسم بد تھی
انہین عورتون کو چھپانے مین کد تھی
وہ اسلام خیر المذاہب ہمارا　　جو مبنی ہے حکمت پہ فطرت پہ سارا
کئے جس نے قدرت کے راز آشکارا　　ہین ممنون جس کے یہود و نصارا
اسی نے غلامی سے زن کو چھوڑایا
تمدن کا دنیا کو رستہ بتایا
وہ اسلام اور اسکی سچی ہدایت　　مصدق ہین جس کے قوانین فطرت
وہ شیدائے علم اور عدو جہالت　　وہ معقول دین اور خداداد حکمت
یہان آکے اس کی ہوئی یہ خرابی
نشانِ قدم تک نہین جس کا باقی
وہ آزاد مذہب وہ اس کی صفائی　　مسخر ہوئی جس کی ساری خدائی
گنوائی گئی ہند مین وہ کمائی　　رواجون کے بت پر ہمین نے چڑہائی
جلاتے تھے عورت کو ہندو مگر ہم
اسے حبسِ دائم مین رکھتے ہین ہر دم
کسیکو بھی اس کی نہین کوئی پروا　　کہ ہے قوم کا حال ابتر کہ اچھا
نہ ہمدردی قوم کا ہم مین چرچا　　نہ اصلاح ملک اور ملت کا چسکا
نہ قومی حمیت نہ غیرت ہے باقی
سلف کی فقط ایک عزت ہے باقی
جو ان پڑھ ہین نسوان تو اپنی بلا سے　　جو بچے ہین بےجان تو اپنی بلا سے
جو مرتے ہین انسان تو اپنی بلا سے　　جو بیوہ ہے نالان تو اپنی بلا سے
نہین درد قومی ہے دل مین ہمارے

بھری ہے خودی آب و گِل مین ہمارے
سمجھتے نہین قوم کے ہم معانی   کہ ہے قوم سے عزت جاودانی
سکھاتے ہین ہم کو یہ بات کے بانی   رہو قوم کے دل سے تم یار جانی
محب اسکا محبوب رب العلیٰ ہے
عدو اسکا بے شک عدوے خدا ہے
شجر مین گل و شاخ و برگ و ثمر ہین   بڑے فرق صورت مین انکی مگر ہین
ہرے ہین جو پتے تو گل سرخ تر ہین   جو خاکی ہے جڑ زرد پھل سربسر ہین
رگ و ریشہ ہر ان کا باہم ملا ہے
نہین کوئی پتا بھی جڑ سے جدا ہے
جو دیتے ہین تھوڑا سا پانی شجر کو   پہنچتا ہے وہ اصل ہر شاخ تر کو
ہر اک شاخ گل برگ گل اور ثمر کو   ہر اک گل کو اور اسکے داغِ جگر کو
نہین کوئی کونپل بھی بے آب رہتی
نہین پیاس کا دکھ کوئی شاخ سہتی
ہر اک قوم باغِ جہان مین شجر ہے   کہ جس کے لئے آب علم و ہنر ہے
قیامت ہے بے علم عورت اگر ہے   خرابی سے جڑ کی شجر کو خطر ہے
نہ گل برگ پانی سے سیراب ہونگے
نہ پھل خشک پودون کے شاداب ہونگے
نہین کچھ بھی اپنی خبر ہم کو اصلا   کہ ہم کیا تھے اور ہو گئے ہائے اب کیا
کیا ہم سے علم و ہنر نے کنارا   نہین زیست کا کوئی اب تو سہارا
نہ طاقت بدن مین نہ قوت دلون مین
مٹے پر بھی ہے ایک جرأت دلون مین

معطل ہین یکسر قوائے دماغی   کہ گویا نہین سر قوائے دماغی
وہ انمول گوہر قوائے دماغی   ہوئے ہائے پتھر قوائے دماغی
نہ فکر آج کی ہے نہ اندیشہ کل کا
تعیش ہے کام ایک اہلِ دول کا

نہین وقت کی کچھ ہمین قدر و قیمت   عبث دی ہے ہمکو خدا نے یہ نعمت
گھڑی دے رہی ہے خود اسکی شہادت   کہ ہے وقت ہی گنجِ آرام و راحت
مہ و مہر و انجم طیور و بہائم
ہین پابندِ اوقات باکار دائم

نکلتا ہے سورج ہمیشہ سحر کو   سکون ایک ساعت نہین ہے قمر کو
بلا وقت کس نے اگایا شجر کو   بلافصل دیکھا ہے کس نے ثمر کو
بہار و خزان اور گرما و سرما
ہر اک وقت پر اپنے کرتے ہین دورا

نہین کوئی عالم مین بیکار ہم سا   نہین کوئی درماندہ ناچار ہم سا
نہین کوئی غفلت کا بیمار ہم سا   نہین کوئی مجبور و بے یار ہم سا
ہمین ہین جو رستے کو بھولے ہوئے ہین
ضلالت حماقت پہ پھولے ہوئے ہین

نہین ڈھونڈھتے راہِ منزل مگر ہم   گئے کاروان اور جاتے ہین پیہم
چراغون سے نقشِ قدم کچھ نہین کم   نہین گرچہ رہبر نہ ہمراہ و ہمدم
زمین پر ہین نجمِ فلک لانے والے
رکے ہین کسی سے کہین جانے والے

خدا نے دیا ہے وہ مشکل کشا دل   کہ ہم آپ خود حل کرین اپنی مشکل

سہارا نہین ڈھونڈتے مردِ عاقل　　دماغون کو کرتے نہین اپنے عاطل
مگر ہم نہین کام لیتے قوا سے
مصیبت کے شاکی ہین ہر دم خدا سے
نہین اس سے بڑھکر کوئی کفر نعمت　　کہ انسان خدا کی کرے کچھ شکایت
نہ سوچے مرض اور نہ دیکھے علامت　　نہ ڈھونڈے کبھی کوئی اسبابِ صحت
کرے اپنی تقدیر ہی پر بھروسہ
کہ گویا ہین بیکار سب اس کے اعضا
بہائم سے بدتر ہے انسان ایسا　　جو کرتا ہے بیکار سب اپنے اعضا
فراغت نہین جانور کو بھی اصلا　　بڑی جستجو سے وہ پاتا ہے دانا
نہین وہ مقدر پہ کچھ جم کے بیٹھا
بھروسہ خدا کا ہے کوشش کی آسا
مگر عقل سے ہم نہین کام لیتے　　تدبر کا ہرگز نہین نام لیتے
جو کرتے مشقت تو ہم دام لیتے　　اوٹھاتے صعوبت تو آرام لیتے
یہ دنیا مکافات کا اک مکان ہے
ہر اک رنج و راحت کا سامان یہان ہے
ہر اک فعل کا اک نتیجہ یہان ہے　　ہر اک بیج مین ایک پودا نہان ہے
ہر اک شاخ مین ثمرۂ جاودان ہے　　ہر اک پھول پھل مین اثر بے گمان ہے
ہر اک چیز کے جب سبب ہین نتیجے
تو ہر کام مین عقل سے کام لیجے
خدا نے بنایا نہین ہم کو پتھر　　کہ بے حس و حرکت رہین ایک جا پر
جہان چاہین پھینکین ہمین سب اوٹھا کر　　مگر خود نہ ہم ہل سکین ایک جو بھر

نہین ایسا مجبور انسان ہرگز
نہین وہ جماد اور بے جان ہرگز
خدا نے دیا ہے وہ انسان کو جوہر   خدائی مین کوئی نہین جس کا ہمسر
زمین۔ آسمان۔ مہر و مہتاب و اختر   نہین عقلِ انسان کے کوئی برابر
زر و گوہر و لعل و الماس و مرجان
یہ سب ہین مگر سب سے اشرف ہے انسان
ذرا اپنی نسوان کی حالت بھی دیکھو   دماغ و قوا جسم و ہیئت بھی دیکھو
خیالات و افکار و عادت بھی دیکھو   طبیعت مزاج اور خصلت بھی دیکھو
نہین عقل نسوان مین در اصل باقی
کہان ان مین انسان کی ہے فصل باقی
وحوش و بہائم سے بدتر ہے حالت   غرض کر چکی کام اپنا جہالت
فنا کر چکی جسم و جان سب حجابت   مٹا کر رہی دین و ایمان ضلالت
نہ واقف خدا سے نہ آگاہ دین سے
نہ قرآن سے مطلب نہ شرع متین سے
نہین کچھ بھی اسلام کی بو ہے انمین   نہ اسلامیون کی ذرا خو ہے ان مین
نہ پابندئ دین سرمو ہے ان مین   بہت کم ہے خوشخو جو خوشرو ہے انمین
نہین انکو کچھ کام علم و ہنر سے
تمدن سے اخلاق سے خیر و شر سے
نہین جانتین وہ کسی شے کی فطرت   نہ انسان کی خو بو نہ حیوان کی خصلت
انہین ایک ہی سے ہے جہالت بصیرت   فوائد سے مطلب نہ خوفِ مضرت
وہ ہین اس قدر کور دل اور جاہل

سمجھتی ہین امرت کو زہر ہلاہل

نہین ان کو علم شریعت ذرا ہے نبی کون ہے اور اللہ کیا ہے
خدا انکا اور ان کا مذہب جدا ہے غرض شرک و بدعت انہین سب روا ہے
نہین جانتین عورتین کفر و ایمان
فقط گائے کے گوشت سے ہین مسلمان

کوئی زین خان کو سمجھتی ہے قادر کوئی شیخ سدو کی کرتی ہے خاطر
کوئی جانتی ہے ہٹیلے کو قاہر کسی کے ہے دلمین بڑا خوف ساحر
کہان انکو خوف خدا اسقدر ہے
کہ جتنا انہین ان خبیثون کا ڈر ہے

دھڑلے سے کرتی ہین قبرونکو سجدے مقابر مساجد ہین معبود بندے
گلے مین ہین انکے وہ شیطان کی پھندی کہ وزرات ہین انکو نذرون کے دہندے
علم - تعزیے - نال - جھنڈے - مقابر
یہ ہین انکے حاجت روا اور قادر

نہین جانتین وہ کلام خدا کو طریقت کو سنت کو روز جزا کو
فرائض نہ احکام رب العلی کو نہ ارشاد و فرمان خیر الوری کو
خدا ہی سے جب انکو مطلب نہین ہے
تو کیا ان مین ہمدردی اہل دین ہے

عجب عورتون کے عقیدے ہین باطل فقیرون سے اولاد و دولت کی سائل
سمجھتی ہین عالم انہین جو ہین جاہل نہین جانتین وہ فضائل رذائل
انہین عقل و ادراک سے کیا غرض ہے
رواجون کی پابندیون کا مرض ہے

چڑہاتی ہین قبرون پہ وہ جاکے چادر   سمجھتی ہین بندون کو خالق کا ہمسر
نہ ڈر ہے خدا کا نہ خوفِ پیمبر   کہ مانگین مرادین وہ مردون سے جاکر
جو تھے زندگانی مین بے زور و قوت
ہوئی انکو مرتے ہی حاصل حکومت

ہزارون زناکار و مکار و جاہل   ٹھگون کے گرو اور شیطان خصائل
سرون پر عمامے گلون مین حمائل   مگر زر زمین زن پہ سو جان سے مائل
بظاہر تو ہے زال دنیا سے نفرت
مگر دل مین ہے نوجوانون سے الفت

وہ ریشِ دراز اور وہ تہہ بند جبا   بسنتی عمامہ ملاگیری کرتا
وہ پیری مریدی وہ ہفتون کا چلاّ   وہ تعویذ گنڈے دعا وہ فلیتا
وہ تحلیل و تسبیح ورود و وظائف
عمل پڑہین ایسے کہ شیطان ہو خائف

وہ کرتے ہین عیش عورتون کی بدولت   خدا ہی بچائے تو بچتی ہے عصمت
سعادت سمجھتی ہین جو ان کی خدمت   نہین ان کو دنیا کی کوئی بصیرت
جہالت سے ایسے اٹھاتی ہین نقصان
تدارک کا ان کے نہین کوئی امکان

اگر گھر مین ہو جائے بیمار بچا   یقین اس پہ سایہ کا ہوتا ہے ہر جا
طلب ہوتے ہی جلد آتا ہے ملاّ   بتاتا ہے وہ کوئی صدقہ اُتارا
نہین عورتون کو غرض کچھ دوا سے
فقط کام ہے فال نقش و دعا سے

کوئی فال کھلواتی ہے یہ سمجھکر   کہ معلوم ہو کون ہے اس کے سر پر

یہ کہتا ہے ملّا نہ ہووے گا جان بر   کہ بچے کو ہے سایۂ جن مقرر
نکالا تھا بچے کو جب تم نے باہر
تو اسوقت اوڑتا تھا اک جن ہوا پر
قضارا زمین کی طرف اس نے دیکھا   نظر آیا آغوش مادر مین تارا
جو مدت سے فرزند کی تھی تمنّا   ہوا تیرے بچے پہ وہ دل سے شیدا
نہین دی تھی خالق نے اولاد اسکو
بنایا تھا گلشن مین شمشاد اوسکو
اتارو بہت جلد جا کر نظر تم   تصدق کرو کچھ ابھی سیم و زر تم
کھلاؤ فقیرون کو حلوائے تر تم   پلانا یہ تعویذ وقت سحر تم
دوا کا نہ لینا مگر نام ہرگز
نہ ہوگا اسے اس سے آرام ہرگز
نجومی کو گھر مین بلاتی ہے کوئی   ستارے کی گردش بتاتی ہے کوئی
کھڑے ماش جو تیل لاتی ہے کوئی   برہمن کو صدقہ دلاتی ہے کوئی
کوئی پوچھتی ہے نجومی سے آکر
برے ہین کہ بچے کے طالع ہین بہتر
وہ پوتھی مین یہ دیکھکر ہے بتاتا   کہ اب ہے قمر برج عقرب مین آتا
کٹھن ہے گھڑی پر کرے سہل داتا   کرو دان پُن اس سے ہے روگ جاتا
سنیچر متھن راس مین آگیا ہے
اسی سے ترا چاند گہنا گیا ہے
ابھی ڈیڑھ دن ہے سنیچر کا پھیرا   کہ ہے جان کا جس مین بچے کی دھوکا
اتارا فقط ہے یہی اس بلا کا   کہ جلدی سے دو تم برہمن کو صدقا

کپڑے باسن۔ جو۔ تیل۔ کچھ سونا روپا
کرو گر تصدق تو بچہ ہو چنگا
ادہر تو اترتے ہین صدقے برابر   اُدہر شاہ صاحب کی آمد ہے اندر
کوئی چومتی ہے قدم ان کے آکر   کوئی پاؤن پر رکھے ہی دیتی ہے سر
کوئی ہاتھ جوڑے کھڑی ہے مؤدب
کہ گویا وہ بر لائین گے دل کے مطلب
کوئی شاہ صاحب سے کہتی ہے رو رو   خدا کے فقیرون کے قائل ہین ہم تو
نہین رکھتے دل مین عقیدہ ذرا جو   انہین فائدہ پھر دعاؤن سے کیا ہو
ہمین تو تمہارا ہی بس آسرا ہے
کہ نیچے ہو تم اور اوپر خدا ہے
جو چاہو تو مردے کو زندہ کرو تم   قضا و قدر سے نہ ہرگز ڈرو تم
پہاڑون کو جھولی مین اپنی بھرو تم   قدم آسمانون پہ اوڑ کر دھرو تم
زمین سے فلک تک تمہارا عمل ہے
تمہین ہے خبر اُسکی ہونا جو کل ہے
یہ ہے عقلِ نسوان کی افسوس حالت   ٹپکتی ہے ہر فعل سے اُنکے وحشت
نہین ان سے مردون کو کوئی بھی راحت   نہ گھر کی صفائی نہ حفظانِ صحت
سلیقہ نہین خانہ داری کا ان کو
نہ کچھ یاد گر غمگساری کا ان کو
نہ علمی مشاغل نہ کچھ شغلِ صنعت   لڑائی کی یا پان کھانے کی عادت
کوئی دم نہ بیکار باتون سے فرصت   نہ دنیا کا کھٹکا نہ عقبے کی دہشت
نہین کوئی بے کار مخلوقِ عالم

رذال ہے لیکن یہ اک صنف آدم

مکان ان کے تاریک بند اور بھرے   غلاظت نجاست کثافت کے تودے
نہ پھولون کے گملے نہ میوونکے پودے   جو سبزہ کہین ہے سو وہ بے ارادے
زمین پر گل لالہ پانون کی پیکین
کہین شاخ مرجان ہین جھاڑو کی سیکین
پڑا ہے کہین منتشر گھر کا سامان   کہین دست بنچہ کہین جیب و دامان
کہین پاندان عطردان اور قلمدان   کہین میلے کپڑے کہین کہنہ و زرپان
غرض ہر طرف جہل و وحشت عیان ہے
بتاؤ تو ترتیب سامان کہان ہے
لباس اونکا رنگین باریک بھاری   مگر سر سے تا پا متانت سے عاری
لگا ہے بہت جس مین گوٹا کناری   نہین وہ بھی عورت کی کچھ دستکاری
لباس ایسے ہوتے نہین جلوتون کے
حقیقت مین کپڑے ہین یہ خلوتون کے
پرانے زمانے کے سارے ہین زیور   وہی بالیان پتّے نتھ اور جھومر
کٹے بوجھ سے کان اور ناک اکثر   چھدانے کی تکلیف اللہ اکبر
مکانون مین جھنکار ہے وہ چھڑون کی
کہ محبس مین ہے بیڑیون کی کڑکونکی
ادہر ناک زخمی ادہر کان چھلنی   بگاڑا تکلف نے سب حسن فطری
بلاق اور لٹکن سے ناپاک بینی   ہے زیبا کہے کوئی اٹنی کی پھبتی
یہ زیور بتاتے ہین تہذیب وحشت
ہمارے مذاق اور تنزل کی حالت

کہان تک لکھون مین جہالت کی رسمین   حقیقت مین ہین سب یہ وحشت کی رسمین
عرب کی نہ ہیجی شریعت کی رسمین   نہ انسانیت آدمیت کی رسمین
انھین ریت رسمون نے میٹا ہے ہمکو
خوشی کو نکالا بلایا ہے غم کو

غرض عورتین اہل یورپ کی ساری   معطل نہین ہین کہ جیسی ہماری
کوئی بجبر تعلیم کرتی ہے جاری   سکھاتی ہے مذہب کوئی دستکاری
غریبون کی خدمت مین مصروف کوئی
سخاوت مین مشہور و معروف کوئی

کوئی پند دیتی ہے سڑکون پہ جاکر   کوئی بزم مین آکے دیتی ہے لکچر
گدا کی طرح کوئی پھرتی ہی گھر گھر   کہ بنوائے چندے سے مکتب کہین پر
کوئی مانگتی پھرتی ہے اس غرض سے
کہ بیمار جان بر ہو مہلک مرض سے

کوئی آپ اپنی مدد کر رہی ہے   مشقت مین محنت مین کد کر رہی ہے
کوئی وعظ باشد و مد کر رہی ہے   کلیسا مین حمد احد کر رہی ہے
نہین رائیگان وقت کرتی ہین اپنا
خزانہ کمائی سے بھرتی ہین اپنا

وہ ہین اپنے شوہر کی مونس سفر مین   پہاڑون مین میدان مین بحر و بر مین
رفیق اور غمخوار خوف و خطر مین   معلم ہین وہ اس کے بچون کی گھر مین
مصیبت مین کام آئین مردون سے بڑھکر
غریبون کا غم کھائین مردون سے بڑھکر
بٹاتی ہین وہ اپنے مردون کی محنت   گھرون کو بناتی ہین وہ رشک جنت

انھین سے ہے مردون کو آرام و راحت   قدم دھرتے ہی گھر مین جاتی ہے کلفت
لباس مکلّف ہین سب کے بدن مین
نہین لیڈیان ہین یہ حورین گھرون مین
مکان ان کے دنیا کے جنت ہین گویا   لطافت نزاکت نفاست سے ہے ہر جا
کہین بج رہا ہے خوش آواز باجا   کسی کی ہے آواز جیسی پپیہا
گلون کی وہ گتیاین وہ پھولون کی بیلین
وہ دلچسپ تختے وہ اون کی کلیلین
ہوا دار کمرے تو سامان مکلّف   ہر اک چیز پاکیزہ نادر مالُف
کہین آئینے وہ محدب مجوّف   نظر جن مین آتی ہین شکلین مخوف
لگی ہے قرینہ سے میز اور کرسی
تپائی پہ ہین کچھ کتابین بھی درسی
لباس ان کے سادہ ہین اور وضع پیاری   فدا جس پہ قدرت کی ہے دستکاری
تکلف بناوٹ سجاوٹ سے عاری   بنت ہے نہ جس مین نہ گوٹا کناری
عجب سادگی ہے سنگارون مین انکے
قیامت ہے لیکن نکھارون مین ان کے
وہ ڈفرن کی لیڈی کے کار نمایان   کیا عورتون پر بڑا جس نے احسان
مہیا کیا جس نے درد و دکھ کا درمان   مرض کی دوا تندرستی کا سامان
بلا سے چھڑایا ہے بیچاریون کو
اجل سے بچایا ہے آزاریون کو
بہت ہین وہان ایسی ہمدرد نسوان   جو ہین قوم کا اپنی سو جان سے قربان
سمجھتی ہین قومی ضرر نفع و نقصان   عمومی ترقی کی ہین دل سے خواہان

وہ ہین اسقدر ملک پر اپنے شیدا
کہ ہے اسکی خاطر انہین دکھ گوارا
ہین امداد کے ڈھنگ بھی کچھ نرالے   جو گرتے ہین دیتی ہین ان کو سنبھالے
وہ پالین انھین جن کو مان بھی نہ پالے   کھلاتی یتیمون کو ہین خود نوالے
سمجھتی ہین تکلیف کو عین راحت
اگر قوم کو ان کی ہو اس سے عزت
وہ ہین اسپتالون مین غیرونکی مونس   لڑائی مین زخمی دلیرون کی مونس
مصیبت مین مجبور شہرون کی مونس   غریبی مین موچی کسیرون کی مونس
غرض اپنے اہل وطن پر فدا ہین
عمومی خیانت سے نا آشنا ہین
یہ دنیا ہے اصلی کتاب حقیقت   کہ ہے جس مین منقوش ہر شی کی فطرت
نہان ذرے ذرے مین اسرار حکمت   جو آنکھون کو کھولین تو پائین یہ دولت
غلط علم پڑھتے ہین لڑتے ہین ناحق
کہے سچ جو کوئی بگڑتے ہین ناحق
خدا نے ہمین دی ہین آنکھین کہ دیکھین   دیا دل کہ دیکھین جسے خوب سمجھین
جو اسون سے اپنے خواصونکو سیکھین   جو سیکھین اسے خوب محفوظ رکھین
تجارب سے جو علم آتا ہے ہم کو
وہی سیدھا رستہ بتاتا ہے ہمکو
اگر کوئی بچہ مقید ہو گھر مین   نہ دیکھے کوئی چیز وہ عمر بھر مین
رہے اسطرح جیسے کیڑا حجر مین   نہان تخم ہو جسطرح سے ثمر مین
تو کیا عقل و ادراک کا حال ہوگا

وحوش و بہائم کا احوال ہوگا

وہ انسان کی سچی خوشی اور فرحت   وہ قدرت کا نظارہ اور وہ مسرت
وہ دلچسپ بے حد تماشائے فطرت   وہ دنیا کا ناٹک کہ ہو جس سے عبرت

نہین اپنی عورات کی قسمت مین
مقید ہین رسمون مین اور وحشتون مین

غرض واجب الرحم حالت ہی ان کی   توجہ کے قابل ہلاکت ہے ان کی
ہمین جس نے میٹا جہالت ہی ان کی   نہین فرض کیا کچھ ہدایت ہے ان کی

خدارا ذرا اپنے دل سے تو پوچھو
یہ انصاف ہے ان کو حیوان رکھو

یہ تاکید ہے اہل قرآن کو دین مین   کہ با علم ہون عورتین مسلمین مین
کرین علم حاصل جو ہو ملک چین مین   اگر شک ہو دیکھو حدیث متین مین

فریضہ پیمبر نے جسکو بتایا
اسے ہم نے افسوس دل سے بھلایا

محب مانگ اب یہ دعا تو خدا سے   رہائی ہو نسوان کی دام بلا سے
تعصب کے پھندے سے حرص و ہوا سے   جہالت سے مردون کی جور و جفا سے

جو مشکل ہمین ہے وہ آسان خدا کو
وہ چاہے کرے مستجاب اس دعا کو

مقدس شرابخوری

گذشتہ زمانہ کے مذہبی لوگون کی حالت اور ایک گرجا کی شرابخوری اور ٹھٹھہ بازی

جب آفتاب خون شفق مین نہا چکا   دن کے لہو کا چرخ بھی دریا بہا چکا
شب کا سمان جو گنبد گردون پہ چھا چکا   رومی روز زیر زمین منھ چھپا چکا
ظلمت بڑھی تو نور نے چھوڑا اخیام کو
شاہ حبش نے چھین لیا ملک شام کو

زنگی شب کے تحت مین آیا جو ملک روم   ڈوبا زمین مین مہر برآمد ہوے نجوم
انجم کا بام چرخ پہ ہر جا ہوا ہجوم   ہیرے چمک رہے تھے فلک پر علی العموم
تارون کا آسمان پہ عجب اژدحام تھا
کیا مخمل سیاہ پہ سلمے کا کام تھا

بام فلک پہ غرب مین زہرہ تھی جلوہ گر   تابندہ اس قدر کہ خجل جس سے تھا قمر
غالب تھی اوسکی ضو جو ستارونکے نور پر   اختر بھی پاس پاس کے آتے تھے کم نظر
پرتو جو ماہتاب کا زہرہ دکھاتی تھی
کچھ چاندنی فلک سے زمین پر بھی آتی تھی

کیا مشتری کا شرق مین بازار گرم تھا   مریخ سرخ جامہ سے نوشاہ تھا بنا
سر پر زحل تھا گوشۂ مغرب مین تھا سہا   چھوٹے بڑے ستارونکی کثرت تھی جابجا
گو منتشر نجوم فلک بے شمار تھے
پر چشم اہل نجم مین ترتیب وار تھے

تابندہ کچھ جنوب مین تھے اختر کلان   گویا جڑی تھین تختۂ نیلم مین چنیان
قوس قزح کے رنگ چمکنے مین تھے عیان   نیرنگیان دکھاتا تھا ہر آن آسمان
تیر قضا سے کون سا محفوظ گھر ہوا
تارون کے ٹوٹنے سے یہ ثابت مگر ہوا

جلوے تھے حق کے نور کے بالائے آسمان   غافل بہت تھی اور تھے بیدار بھی یہان

دن کے پرند اونچے درختون مین تھے نہان   شب کے طیور اپنے مکانون سے تھے روان
ظلمات و نور ایک سے تھے حیرت کی بات تھی
دن تھا کسیکو اور کسیکو یہ رات تھی

ٹوٹی عمارتون سے اوڑی پھڑپھڑا کے بوم   چمگادڑون نے سقف فلک پر کیا ہجوم
جنگل مین جھینگرون نے مچائی تھی ایک دھوم   شاخون پہ چیختا ہوا پھرتا تھا چغد شوم
میڈک جو بولتے تھے تو مرچنگ بجتے تھے
پانی مین جل ترنگ کے سو رنگ بجتے تھے

کتون کے بھونکنے کی وہ آواز جان گزا   وہ شب کے پاسبانون کی اونچی کڑی صدا
ان سب پہ پر بلند تھا مستون کا قہقہا   گھر مین خدا کے نعرۂ ہو حق کا شور تھا
پیتے تھے جب شراب تو مے گدگداتی تھی
ہر قہقہے کی چرخ پر آواز جاتی تھی

اس رات کچھ عجیب کلیسا مین تھی بہار   تھی بیچ مین بچھی ہوئی اک میز زرنگار
تثلیث پر جو سارے عقیدون کا تھا مدار   اس میز سے بھی شکل صلیبی تھی آشکار
عیسیٰ کو حق نے چرخ پہ زندہ اٹھایا تھا
شیطان نے صلیب کو لا کر بچھایا تھا

بیٹھے تھے گرد میز کے جو ساٹھ پادری   کرتے تھے جو مسیح سے ہر دم برابری
ڈرتے نہ تھے خدا سے یہ تھی انکی خودسری   گھر مین تھی ان کے دولت کسریٰ و قیصری
قارون کی کیا بساط تھی یہ وہ غریب تھے
دنیا کے سارے عیش انھین کو نصیب تھے

روشن تھے ان کے سامنے کافور شمعدان   تھا مشک اور عود کا پھیلا ہوا دھوان
سرخ و سفید چہرون سے انکے یہ تھا عیان   دنیا کا سارا عیش انھین کو ہے بیگمان

آسودگی تھی لطف بھی دونون جہان کا تھا
کچھ خوف تھا یہان کا نہ کھٹکا وہان کا تھا

کھا کھا کے مال مفت وہ موٹے تھے اسقدر — بھینسے تھے یا کہ گینڈے تھے کرسی پہ جلوہ گر
سب فربہی سے دیو سفید آتے تھے نظر — نقارے پیٹ ہو گئے تھے انکے پھولکر
دین مسیح پاک سے زر ہاتھ آیا تھا
دنیا کو ترک کر کے عجب عیش پایا تھا

بیٹھا مقام صدر پہ تھا پیر پادری — دنیا و دین کی فکر سے تھا مطلقاً بری
عیسیٰ کے دین کی کرتا تھا یہ سست رہبری — اس کے ستم سے کانپتے تھے ظلم نادری
عیسیٰ تو کیا خدا کے غضب سے نہ ڈرتا تھا
لاکھون کو ایک آن مین یہ قتل کرتا تھا

بیٹھا تھا اس کے سامنے اک اور بادہ خوار — کہتا تھا جھوم جھوم کے نشہ مین بار بار
اے اتو وا پیو کہ نہین ہم کو خوف نار — گر جرم بھی کروگے نہ ہوگے گناہ گار
مین رند ہون نہ قائل روز الست ہون
وہ غسل مجھکو دے کہ مین مے پرست ہون

ایبٹ[1] سے پھر وہ بولا کہ فادر[2] شراب دے — اے میرے باپ خوک کے لاکر کباب دے
عیسیٰ کے واسطے قدح آفتاب دے — ساقی جواب دے مرے فادر جواب دے
اٹھون کبھی صلیب کے اوپر کبھی گرون
وہ تیز مے پلا دے کہ مین ناچتا پھرون

سجدے مین اسقدر مین جھکاؤن پھر اپنا سر — ماتھا کوئین کی تہ مین لگے جا کے سر بسر
اٹھون تو پہنچون لے کے صلیب آسمان پر — چھلک کر پیون شراب مقدس خدا کے گھر
مے سے بچے فلک پہ کوئی جب مین جاؤنگا

[1] ایبٹ پادریون کا افسر
[2] فادر باپ جس خطاب ہے
[3] پادری کو خطاب کرتے
چرچ

عیسی کو بن پلائے ہوئے مین نہ مانونگا

مانگون گا یہ دعا کہ مرا حلق ہو دراز پہنچے سما سے تا بہ سمک بڑھ کے بے نیاز
ہو پیٹ میرا کوہ ہمالہ سا کارزار دریا شراب کے مین پیون کرکے منھ کو باز

برسے فلک سے روز یہ باران شراب کا

برپا جہان بھر مین ہو طوفان شراب کا

یہ کہہ کے اس حریص نے پھر جام مے بھرا کانپے جو ہاتھ رعشہ سے لب تک نہ وہ گیا
جبہ پہ سب شراب گری جام جب ہلا دامن سے فرش تک عرق آتشین بہا

چنگاریان سی آتش مے کی چمکتی تھین

بنت عنب کے خون کی بوندین ٹپکتی تھین

امرس کا حال دیکھ کے اک منک نے کہا بیٹھا تھا اس کے سامنے کرسی پہ جو ڈٹا
دیکھو تو پادری کو بھی کیا نشہ چڑھا کرتا نہین وہ فرق کوئی بت ہو یا خدا

پیتے ہین جب شراب تو سب تنگ لاتی ہین

انسان فرشتے دونون یہان سر جھکاتی ہین

امرس نے سن کے تلخ سخن یہ دیا جواب بیٹا یہ مے ہے حضرت ہارون کا خضاب
ڈاڑھی مین اپنی ملتے تھے یہ تیل وہ جناب کپڑون پہ اون کے گرتا تھا یہ پاک سرخ آب

خطرے ہمین نہین ہین عذاب و ثواب کے

بندے ہین ہم تو مست خدائے شراب کے

بیٹا پیو شراب کرو رات دن خوشی دولت جہان کی ہمکو خداوند نے ہے دی
قربانی مسیح ہمین پاک کر چکی پھر کس لئے اوڑائین نہ ہم چین جیتے جی

ہم تو اسی پری کے سہارے سے جیتے ہین

بابا ہمارا پیتا ہے اور ہم بھی پیتے ہین

غصے سے آگ ہو کے یہ ایبٹ نے تب کہا   امرس شراب کرتا ہے برباد ہے یہ کیا
خون مسیح پاک گراتا ہے بے حیا   پی تھوڑی تھوڑی حرص سے جاتا ہے کیون مرا
آتش نگل رہا ہے غٹا غٹ نہین وہلون
یہ پیٹ ہے کہ دیگ ہے پیپا ہے یا کنوان

سن اب گرا زمین پہ اگر قطرۂ شراب   نازل کرے گا تجھپہ خداوند پھر عذاب
جوتون کا تیرے سر پہ برس جائیگا سحاب   عیسی کا باپ تجھکو کرے گا بہت خراب
مے کے عوض اب آگ تری منہ مین ڈالونگا
گردن پکڑ کے چرچ سے باہر نکالونگا

گرجا

کبڑی کو ڈال کر تری گردن مین او شقی   مینڈھے کی طرح کھینچتا لیجاؤنگا ابھی
لو لو کہین گے پیچھے ترے سب یہ پادری   سر سے ترے اتار دون کیا سایہ پری
بگڑون گا مین تو ارض و سما کانپ جائینگے
روح القدس مسیح نہ پھر کام آئینگے

امرس نے مسکرا کے بعجز یہ کہا   پاپا کوئی بھی ہوتا ہے بچون سے یون خفا
میری تو ہے شراب ہی دن رات کی غذا   مین شیر دختِ رز ہی کو پی پی کے ہون پلا
خالق نے روح خمر سے یہ جان بنائی ہے
گھٹی مین میری مان نے مجھے مے پلائی ہے

پاپا وہ لال لال چمکتی ہوئی شراب   ہے جام مے کہ ہاتھ مین ساقی کے ہے گلاب
نکلا ہے آج ارض کلیسا سے آفتاب   جاتی ہے تا بہ چرخ ضیائے رُخ تراب
گھر مین خدا کے رحمتِ حق کا ورود ہے
ہے صبح تو فلک پہ یہان دن نمود ہے

پاپا! مین جب مرون مجھے دینا نہ تو کفن   ہو بعد مرگ تاک کے پتون کا پیرہن

پہلے شراب ناب سے دھونا مرا بدن   انگور کے گلون سے بنانا مجھے دلہن
کافور ہو نہ پھول نہ خوشبو سی بُرادہ ہو
تابوت میرا تاک کے تختون کا بنا ہو
پاپا مری لحد ہو تہ دار بیت تاک   انگور بن کے تا کہ ہو پھر بادہ میری خاک
خوش ہون گے اس شراب کو پیکر جو پیئے چاک   دونو جہان کی فکر سے ہو جائینگے وہ پاک
دنیا و دین کے غم سے دلاؤنگا مین نجات
زاہد کی زندگی سے تو بہتر ہے یہ ممات
مرنے کے بعد لاش مری دفن ہو وہان   شاداب کوئی تختۂ انگور ہو جہان
مین خاک مین بھی ملکے پیون آب ارغوان   ہو قبر مین بھی روح مری مست و شادمان
برزخ مین جا کے میکدہ پاپا بناؤن مین
قبل از نشور مردون کو مے سے جلاؤن مین
پاپا مجھے بنا کوئی پھر پیر یا ولی   ہو مست شاہ نام مرا بعد مرگ بھی
ہر سال میری قبر پہ ہو عرس پیر جی   بنت عنب کے ساتھ کرین رقص پادری
عیسیٰ پلائین گے جو پیالہ شراب کا
مستون کو خوف ہوگا نہ روز حساب کا
پاپا پسند طبع نہ ہو یہ اگر سخن   رنگنا مرا شراب ہی سے سُرخ پھر کفن
دولہا بنا کے گاڑنا خم مین یہ میرا تن   بھٹی مین مے کی یا کہ جلانا مرا بدن
مر کر بھی روح میری یہ پیر مغان بنے
مٹی سے میری جام مے ارغوان بنے
تھی پیر پادری کی عبث ڈانٹ اور ڈپٹ   چت کوئی تھا کلیسا مین کوئی پڑا تھا پٹ
دیتا تھا ایک دوسرے کو زور سے الٹ   جاتا تھا کوئی نشہ مین خود آپ ہی پلٹ

بندر کی شکل کودتے پھرتے تھے کچھ الگ
دبکا تھا کوئی میز کے نیچے مثال سگ

گرتے تھے کرسیون سے دہادہم جو بادہ خوار　　شیشون کے ٹوٹنے کی تھی جھنکار بار بار
گر گر کے چور ہوتے تھے ساغر جو بیشمار　　فرش زمین پہ انجم تابان کی تھی بہار
مستی مین منہ کھلے تھے مگر کان بند تھے
ہپ ہپ کا شور ہرّون کی نعرے بلند تھے

ٹوپی اچھالتا تھا کوئی مست بار بار　　اتری تھی زیر ران کسی ہوش کی ازار
پتلون کوٹ ایک نے ڈالا تھا سب اُتار　　کرتا تھا کوئی جیب و گریبان کو تار تار
ڈگ چلتے تھے کہین کوئی روتا تھا ہنستا تھا
سر پر کسی کے جوتیون کا مینہ برستا تھا

حد سے سوا جو بڑھ گیا طوفان انتشار　　ایبٹ کو خر سکوت نہ تھا کوئی چارہ کار
نزدیک تھا کہ اوسکو بھی پیٹین یہ بادہ خوار　　عیسی کا خر سمجھ کے ہون پھر اسپہ بھی سوار
خوف خدائے پاک تو دل سے مٹایا تھا
آمرس کا رعب و داب مگر سب پہ چھایا تھا

قوت مین ڈیل ڈول مین تھا سبسے وہ زیاد　　انسان نہ تھا یہ فیل تھا یا کوئی دیو زاد
طفلی ہی سے جو مشق ستم مین تھا اوستاد　　کرتا تھا بات بات مین یہ فتنہ و فساد
خونخوار دل تھا اسکی تھی گو چال بھیڑ کی
پہنی تھی بھیڑیے نے مگر کھال بھیڑ کی

غرّایا صوت سخت سے وہ گرگ مثل سگ　　آواز سے بیٹھی تھی پھولی تھی شاہ رگ
ہیبت سے اسکی ہٹ گئی پشت ورسی لگ　　کونون مین دبکے جا کے کئی پادری الگ
ہوتا ہے سنگ آگ اگر گرم ہوتا ہے

لوہا تو گھن کی ضرب ہی سے نرم ہوتا ہے

بولا وہ اپنا پیٹ ہے یہ مسجد حرام   قربانیان چڑہاتے ہین سب جسپہ صبح و شام
بیت الحرم یہی یہی جبرئیل کا مقام   روح القدس مسیح تو ہین پیٹ ہی کی نام
پیتا نہین شراب کا مین خون بہاتا ہون
قربان گھہ پہ بنت عنب کو چڑہاتا ہون

قربان جان و دل سے ہون نام مسیح پہ   مجھہ سا شہید دین مسیحا ہی کون خر
یہ جام مے ہے جام شہادت کرو نظر   کرتی ہے دخت رز مجھے ہر دم لہو مین تر
ٹکرے کلیجہ جس سے ہو وہ زہر پیتا ہون
سو بار قتل ہوتا ہون سو بار جیتا ہون

یہ سن کے قہقہون کا ہوا شور پھر بلند   رینکے گدہے تو گونج اٹھی سقف سنگ بند
گرجا مین ہن ہنانے لگے ہر طرف سمند   حیوان تھے سارے دین مسیحی کی ہوشمند
ایبٹ وزا جوان کے تمسخر کو روکتا
یہ مست پادری اسے پھر خوب ٹھوکتا

چڑہتا ہے بھوت خمر کا سر پر کسی کے جب   کرتے ہین کوچ ہوش و خرد عقل و فکر سب
روکے خدا بھی آکے تو وہ باز آئی کب   رہتی نہین ہے شرم و حیا پھر نہ خوف رب
نشہ مین عقل و دین کی کہان مانتا ہے وہ
ناصح کو اپنے دشمن جان جانتا ہے وہ

آخر بس شراب پی کے جو ہوتا تھا بدحواس   عیسی کے باپ کا بھی نہ تھا کوئی اسکو پاس
ڈاڑہی کو پوپ کی وہ سمجھتا تھا خشک گھاس   نرم و سفید بال تھے گویا نئی کپاس
چپتین گھٹے سرون پہ کبھی مار جاتا تھا
ریش دراز پوپ مین آتش لگاتا تھا

پھر کر سو پیر ے سے کیا اوسنے یہ کلام   میری حسب نسب سی تو واقف ہین خاص عام
بیٹا ہون بادشاہ کا ہے فخر کا مقام   اورون کی طرح مین نہین کم ذات یا غلام
راہب ہوا ہون مین نہ امیری کیواسطے
چھوڑا ہے سلطنت کو فقیری کیواسطے

ثروت کو مین نے ترک کیا لی گداگری   عیسی کے انکسار پہ قربان ہے قیصری
کرتی ہے دور راہ خدا سے جو خودسری   دولت عدو ہے میری تو ہی وحشت بیزری
پیمان خدا سے ترک امیری کا باندہ ہے
عیسی سے مین نے عہد فقیری کا باندہ ہے

تو جانتا ہے نفس کشی کا ہے مجھکو شوق   ہے ذکر و شغل و زہد و ورع کا بھی دلکو ذوق
گردن مین میری بندگی حق کا ہی جو طوق   شیطان میرے تحت ہی روح القدس ہی فوق
واقف ہین سب کہ نصف شکم جو مین کہاتا ہون
خود آپ اپنے جسم پہ کوڑے لگاتا ہون

فاقون سے دیکھہ جسم ہے کیسا مرا نحیف   سبکی مین تن ہے وزن پرکاہ ہی خفیف
مین مارتا ہون نفس لعین کو جو ہے حریف   رکھتا ہون مین ربیع سے روزے بھی تا خریف
مطلق لہو نہین ہے تو اطراف سرد ہین
مردہ ہون مین یہ گال مرے زرد زرد ہین

دبلے نحیف لوگ جو موجود ہین یہان   ضعف بدن سے جنکی نمایان ہین ہڈیان
زردی رخ سے جنکی ہے فاقہ کشی عیان   روزے پہ روزہ رکھنے سے یہ سب ہین نیم جان
میری طرح جو خوف خدائے زمن کرین
پھر جیتے جی یہ پیراہن اپنا کفن کرین

بیٹھے ہین یہ جو تارک الدنیا خدا نما   دیتے ہین یہ فریب خدا کو بھی برملا

کھاتے ہین مال مفت کماتے نہین ٹکا   یہ زہد یہ ورع یہ عبادت ہی سب ریا
سولی پہ چڑھ کے قہر خدا سے امان دی
ناحق خرون کیواسطے عیسیٰ نے جان دی

مکر و فریب و کذب و دغا مین ہین سب طاق   ابلیس ان سے سیکھے ابھی کینہ و نفاق
نیکی مین سست اور بدی مین ہین چست و چاق   ہر امر مین حسد ہے تو ہر بات مین شقاق
عقبیٰ فروش قاتل عیسیٰ یہی تو ہین
کتے ہین پیٹ کے سگ دنیا یہی تو ہین

انکا خدا ہے زر تو تعیش ہے انکا دین   گھر مین خدا کے بھی یہ جرایم کرین لعین
اطفال کے لہو سے ہے معبد کی تزئین   انسان کا خون ہوتا ہے کفارہ بھی کہین
دنیا کا چھوڑنا بھی حصول جہان ہے یہ
کہتے ہین ترک نفس جسے وہ کہان ہے یہ

امرس یہ بک رہا تھا کہ تھرّایا آسمان   سوئے زمین غضب کے فرشتے ہوئے روان
دوزخ ہوا کلیسۂ روما کا سب مکان   دم بھر مین قہر حق کا نظر آگیا سمان
دشمن اگر جہان ہو تو کوئی ضرر نہین
لیکن کہین بھی قہر خدا سے مفر نہین

اٹھا شمال و شرق کیجانب سے ابر تار   بادل نہ تھا فلک پہ پہاڑون کی تھی قطار
دم بھر مین سقف گنبد نیلی تھی کوہسار   تارون کی جا تھے سنگ کے انبار بے شمار
کوسون کہین فلک پہ نہ اختر نہ ماہ تھا
یہ شیشۂ بلور تو سنگ سیاہ تھا

ابر سیہ مین برق چمکتی تھی دم بدم   کرتا تھا چرخ تیغ شرربار کو علم
بادل جو جھوم جھوم کے بڑھتی تھی ہر قدم   فیلان مست مارتے تھے ٹکرین باہم

کڑکے تھے رعد و برق کی آغاز ہر طرف
زنجیرین ٹوٹنے کی تھی آواز ہر طرف
جنگ و جدالِ فوج عناصر تو تھی اُدھر   تھا اسطرف کلیسہ مین مستون کا شور و شر
غافل نزولِ قہر خدا سے تھے بے خبر   بجلی گری تو رہ گئے سب سہم سہم کر
جوش و خروش قلزم مستی گذر گیا
دم بھر مین بھوت خم کا سر سے اتر گیا
بجلی صلیب پر جو تڑپ کر گری وہان   گرجا یہ رعد گونج گئی سقف آسمان
سکان روم چونک پڑے کہکے الامان   دیوار شق ہوئی تو لرزنے لگا مکان
اکبارگی صلیب زمین پر جو گر گئی
تصویر مرگ سامنے آنکھون کی پھر گئی
اسوقت سومعہ مین قیامت کا تھا سمان   ہر پادری کے تن مین نہ تھی خوف حق سے جان
سجدے مین کوئی کوئی پس پشت ورنہان   اوندھا پڑا تھا روئے زمین پر کوئی وہان
آنکھون سے اپنی شعلہ دوزخ جو دیکھا تھا
ہاتھون سے منہ چھپائے ہوئے کوئی بیٹھا تھا
خاموش مثل بت کوئی کونے مین تھا کھڑا   بے ہوش کوئی میز کے نیچے ہی تھا پڑا
تختے کی طرح کوئی تھا دیوار مین جڑا   کوئی خم شراب مین تھا تا کمر گڑا
کرسی سے سر کے بل کوئی نیچے الٹ گیا
ڈر کر کسی کی پیٹھ سے کوئی چمٹ گیا
قہر خدا کو دیکھ لیا جبکہ روبرو   بولی قضا عبث ہے امان کی جستجو
نار جہنم آتش دوزخ ہے دوبدو   اس آگ مین پیوگے بس اب پیپ اور لہو
دیکھو محب شراب کو دراصل آگ ہے

شرب خمر سے آتش دوزخ کو لاگ ہے

ہمارے زمانہ کی شاعری

کیا لکھین شعر کہ دلمین نہین کچھ جوش و خروش   اب نہ شادی کی خوشی ہی نہ کسی جشن کا ہوش
درد ہم قوم سے ہے اب تو یہ دل ہم آغوش   کنج عزلت مین پڑے رہتے ہین ہم خاموش
ہجو لکھین کہ محامد کے جریدے لکھین
مرثئے قوم کے لکھین کہ قصیدے لکھین
اب تو کانون کو بری لگتی ہی جھوٹی تعریف   اس سے ممدوح بھی ہوتا ہی بہت دلمین خفیف
وہ سمجھتا ہے بناتا ہے کوئی مجھکو ظریف   پر وہ مدح مین یہ تو ہے مری ہجو لطیف
قد ہے چھوٹا مرا اور ضعف سے ہی جسم نڈال
زور مین ہین تو نہ رستم ہون نہ سہراب نہ زال
کچھ عجب بگڑا ہے اب مدح سرائی کا بھی رنگ   ہجو اور مدح کے لکھنے کا ہی بس ایک ہی ڈھنگ
جس نے دیکھی نہ ہو آنکھون سے کبھی توپ تفنگ   اور نہ مرغون کی لڑائی نہ بٹیرون کی جنگ
کرتے ہین اوس کی جو تعریف ہمارے شاعر
کہتے ہین رستم و سہراب اُسے سارے شاعر
ایک مفلس کی جو آجاتے ہین مداحی پر   اُسکو کر دیتے ہین قارون کا دم مین ہمسر
جم و دارا کو بنا دیتے ہین اوس کا چاکر   کہتے ہین اُس کے یہ دربان کو کہ ہے اسکندر

اپنے ممدوح سے گر ایک درم لیتی ہین
سلطنت دونو جہان کی اوسے دیدیتی ہین

کرتے ہین جاہل و نادان کی جو تعریف بیان   کہتے ہین اس کو خوشامد سے کہ ہے یہ لقمان
سامنے اس کے ارسطو بھی ہے طفل نادان   اور سقراط و فلاطون مین یہ دانش ہے کہان
علم گر ہو تو کوئی مدح کی حد مین ہو تمیز
خود ہی جاہل ہون تو کیون جہل و خرد مین ہو تمیز

ایک ظالم کی جو تعریف پہ آجائین کبھی   تو کہین شمر بداختر کو حسین ابن علے
ذم پہ آجائین تو عاصم کو کہین یہ عاصی   اور شیطان کو خوشامد سے بنائین یہ ولی
مٹ گیا قوم سے فرقِ حق و باطل دونو
ایک ہین شاعرون کو فضل و رذائل دونو

خاین و مرتشی و فاسق و فاجر میخوار   ان کے ممدوح و معرف ہین یہی سب بدکار
عابد و زاہد و واعظ جو ہین انکے اغیار   ان پہ کیا پھبتیون کی ہوتی ہے ہر دم بوچھار
مدحت دختر رز و صفِ کمر ہوتے ہین
عیب سب شعر ہی مین آکے ہنر ہوتی ہین

فحش و بدکاری و ہذیان و جنون عشاق   ہین یہ موضوع سخن جن مین ہو شاعر مشتاق
عشق مین شہرۂ آفاق جنون مین ہو طاق   شوخی و ہزل و تمسخر سے بھی ہو اسکو مذاق
کس کی شامت ہے جو ان باتون مین ماہر ہو کوئی
آج کل ہون یہ کمالات تو شاعر ہو کوئی

[illegible]

پاک شہدا ہو کوئی تب ہو تغزل مین کمال   قابل داد ہے ہر رنگ کا ناپاک خیال
لب پہ تہذیب کے جن باتون کا آنا ہی محال   وہ نہ ہون پھر تو نہین شعر مین کچھ حسن و جمال
وہ خواہش کہ کبیر ان سے کبھی بڑھ نہ سکے

بے حیا بھی انھین محفل مین کوئی پڑھ نہ سکی
تختۂ مشق جفا ان کی فقط ہین عورات   جن کی تذلیل مین باقی نہین انکو کوئی بات
ان کی اعضا کی وہ تشریح کہ جراح ہی مات   کوئی سرجن بھی نہین کرتا ہے یون بدعات
شعر مین ان کے رخ و کاکل و پیچان ہین بندھے
زلف و چشم و کمر و ابرو و پستان ہین بندھے
قیس و فرہاد کا ہر ایک ہی شاگرد رشید   کوئی وامق کا ہے اور کوئی ہے مجنون کا مرید
ان کی دیوانگی اشعار مین ہے قابل دید   تیغ ابرو کا ہے گھایل کوئی اور کوئی شہید
کہین پھرتا ہے ہتیلی پہ لئے سر کوئی
زہر کھائے ہوئے ہے سبزۂ خط پر کوئی
چیر کر سینہ دکھاتا ہے کوئی زخم جگر   پس دیوار کوئی پھوڑتا ہے اپنا سر
دشت و کہسار کا ہے کوئی لگاتا چکر   کوچۂ یار مین پھرتا ہے کوئی آٹھ پہر
روزن در سے کھڑا آنکھ لڑاتا ہے کوئی
دھجیان جیب و گریبان کی اڑاتا ہے کوئی
تیغ ابرو سے کوئی کاٹتا ہے اپنا گلا   کھینچتا دل سے کوئی تیر مژہ ہے خستہ
مرغ بسمل ہے کوئی کشتۂ انداز و ادا   دمبدم کرتا ہے مہجور کوئی آہ و بکاہ
ہجر جانان مین کھڑا کرتا ہے ماتم کوئی
بستر غم پہ پڑا توڑتا ہے دم کوئی
کچھ درندون سے بھی بڑھکر ہو مگر رشک و حسد   رشک عاشق کو جو لازم ہے تو معشوق کو کد
عشق کی راہ مین حایل ہو رقابت کی بھی سد   لطف ہے عشق مین جتنا ہو رقیبونکا عدو
رشک کو جانتے ہین جان سے گذرنیوالے
ایک معشوق کے ہون لاکھونہی مرنیوالے

کیا حیا ہے کہ ہون اک پردہ نشین پر عاشق   سیکڑون نفس پرست عیش طلب اور فاسق
چار دیواری مین گھٹنے سی ہوئی اسکو دق   گھر سے پردے مین رقابت کی ہے کیسی شق
سخت پردے سے بھی گو خوف رقابت نہ گیا
دست نسوان سے مگر دامن عفت نہ گیا

وہی شاعر ہے جو عاشق ہو کسی کسبی پر   یاد واسوخت امانت کا ہو جس کو ازبر
رند و مومن کی دواوین پڑھی ہون اکثر   لذت عشق کے بڑہنے مین ہو یا عمر بسر
گو ہر اک علم و معارف سے معرا یہ ہے
پر سخن سنج ہے اور شاعر غرا یہ ہے

علم و حکمت سے تو اذہان ہین انکے خالی   شان مین ان کے یہ فرماتا ہی شاعر حالی
"لاتے ہین باغ سے اورون کی لگا کر ڈالی   قحبہ چون پیر شود پیشہ کند دلالی"
اب نہ دولت ہے نہ شمشیر و سپر ہی اپنی
شاعری بھی تو عجب پوچ لچر ہے اپنی

آیینۂ قوم

(جولائی نقیب) بلائے جہل مین یارب نہ مبتلا ہو قوم   نہ پھوٹین قلب کے آنکھین نہ بیحیا ہو قوم
ذلیل و خوار نہ مفلس نہ بے نوا ہو قوم   نہ کبر و عجب و تعلی سے آشنا ہو قوم
دنائت و حسد و بغض کی نہ عادت ہو
یہ خصلتین ہون تو پھر قوم ہی وہ غارت ہو
بچا تو جہل و تعصب سے اے خدائے کریم   کہ ان کے سامنے کیا چیز ہے عذاب الیم
یہ آگ وہ ہے کہ دوزخ کو بھی ہے اسکا بیم   اسی کو جانتے ہین اہل علم نار جحیم

جلاؤ۔ گاڑو پس ازمرگ جسم بیحس ہے
عذاب روح پہ ہے جسم خاک یابس ہے

قیام روح کے قایل ہین اہل حکمت ودین　　عذاب روح پہ ہوگا یہی ہے سب کو یقین
بتاؤ جہل سے بڑھ کر بھی ہے عذاب کہین　　نجات جسکی نہین۔ ہے وہ جاہل بدبین

جو شک ہو دیکھہ لو قرآن مین کیا ہدایت ہے
ثنا ہے علم کی اور جہل کی مذمت ہے

حسد۔ نفاق و غرور و تعلی و نخوت　　فریب کذب و خوشامد و دنائت و وحشت
شقاوت۔ ازلی۔ بزدلی۔ عبودیت　　فساد نیت و خود مطلبی انانیت

ہر ایک شئے کی جہان مین سبب نتیجے ہین
یہ ایک جہل و تعصب کی سب نتیجے ہین

عہ عتاب عذاب

عہ زوال قوم مسلمان کے ہین یہی اسباب　　یہ اپنے جہل و تعصب سے ہین جہان مین خراب
خدا نے بھیجا ہے انپر عبودیت کا عذاب　　یہودیون پہ جو نازل کبھی ہوا تھا عتاب

مثال سنگ سوئے غار جہل گرتے ہین
جہان مین مارے ہوئے در بدر یہ پھرتے ہین

عہ انھین خوف خدا ہے نہ پاس ملت و دین　　دہرا ہے طاق مین بت کی طرح کلام مبین
عمل کیواسطے اتری تھی یہ کتاب نہین　　مرے جو کوئی تو پڑھنے کی نوبت آئی کہین

عہ اس عتاب کا
سبب خدا کی
کتاب پہ عمل
سے ہے بیزاری

سبب عقوبت و ذکر نجات یہ نہ سنین
عتاب کیون نہ ہو جب حق کی بات یہ نہ سنین

قریب تر ہے کہ یہ قوم ہو جہان سے فنا　　کہ اسمین باقی ہے غیرت نہ عبرت اور نہ حیا
غرور قوم ہے دلمین نہ حب ملک ذرا　　غرض سے کام ہے اپنی کسی سے مطلب کیا

یہ اپنے عیش مین مست ہین جہان مرجائے

بلائے قحط ہو نازل کہ قہر طاعون آئے

سنین اب اہل نظر ایک قوم کی روداد   کہ جسکی عظمت و شوکت ہے سبکو ابتک یاد
کہ جسکی ڈھائی ہے طوفان جہل نے بنیاد   ملایا خاک مین غفلت نے جسکو ہی فریاد
جگر خراش بیان واقعات ہوئین گے
سنین گے حال جو اوسکا وہ خوب روئین گے

پر مفلسی
پیر و ولی ۔

گذر ہوا جو مرا ملک ہند مین یک بار   تو دیکھا قوم مسلمان کا ہر طرف ادبار
بلائے جہل و تعصب کے ہر جگہہ آثار   ہر ایک سمت گدائی و فقر کا بازار
اٹھا ہے ہند سے یہ غیرت و حیا کا خیال
کہ بھیک مانگ کے کہانا ہہین ہے کسب حلال

ہر ایک جا ہین ہزارون ہی شیخ و پیر و ولی   جو مفت خواری کو سمجھے ہین پیشۂ ازلی
کمائی اورون کی ان کو بغیر کسب ملی   فریب دیتے ہین دنیا کو یہ خفی و جلی
ملے شکار تو پھر اوس کے پیچھے لگتے ہین
ہزارون طرح سے یہ احمقون کو ٹھگتے ہین

سبق فریب کا شیطان کو دین وہ ہین گیاد   فنون مکر و حیل کے ہین وہ بڑے استاد
خدا رسول سے کب چوکتے ہین یہ آزاد   خدا پرستی کی در اصل ڈہاتے ہین بنیاد
خدا سے پھیر کے بندون کو گھیر لاتے ہین
یہ اپنے آپ کو انکا خدا بناتے ہین

پر قبر پرستی

یہ دین پاک کو توحید پر تھا فخر و ناز   کہ لاشریک لہ کی ہوئی بلند آواز
بتایا خلق کو توحید کا نبی نے جو راز   تو بت پرستی کے کاٹے گئے پر پرواز
نبی نہ ہوتے بتون کا عمل ہی سب رہتا
خدا کا نام بھی بندون کو یاد کب رہتا

ہزار حیف وہ شیخ وہندو رو مکار دراز ریش ہے جس کی ستارہ اک دمدار
ہے جس کے فرقِ مبارک پہ گنبدِ دستار ہے جس کا جبہ تو نیچا مگر اٹنگی ازار
موحدون کو وہ بت پوجنا سکھاتا ہے
جہان سے نام وہ توحید کا مٹاتا ہے

سمجھتا پیر کو اپنے نہین خدا سے کم کہ اس کی قبر کو وہ جانتا ہے بیت حرم
سرِ نیاز کو کرتا ہے اس کے در پر خم سجود کرکے بصد عجز چومتا ہے قدم
مٹا کے نام احد بتکدہ بناتا ہے
وہ راہِ شرک پہ سب قوم کو چلاتا ہے

ہوا ہے ہند مین تعلیم کا یہ اس کی اثر کہ لاکھون مین نہین آتا موحد ایک نظر
مزار پجتے ہین دیکھو نظر اٹھا کے جدہر طواف کرتے ہین قبرون کا سجدے بھی اکثر
ہے دین حق سے تو اسلام اہل ہند جدا
مزار کعبے ہین ان کے ولی ہین انکے خدا

یہ حال و
قال ہے

وہ ہر مزار کی تعظیم اور وہ عرس و نیاز وہ حال قال کی مجلس وہ گانے کی آواز
وہ رقص شیخ وہ مستانہ چال وہ انداز ہزار جان سے جس پر نثار ہو خود ناز
تھرکنا ڈھول کی تھاپون پہ وہ ہر احمق کا
وہ عاشقانہ غزل اور وہ شور ہو حق کا

[illegible]

جو اہل دل ہین نہین ناچتے وہ ڈھولک پہ سرور وجد کا ہوتا ہے اون کے دل پر اثر
جو حال آئے تو کرتے ہین ضبط وہ اکثر حدود شرع سے رکھتے نہین قدم باہر
تصوف اب تو ہے بس روٹیان کمانے کو
یہ ناچ کود ہے سارا فقط دکھانے کو

عجیب تارک دنیا ہین یہ گدا صورت کہ ان کے گھر مین ہے قارون کی بھری دولت

وظیفہ۔ منصب و جاگیر اور ملکیت   محل سرا و عماری۔ خدم۔ حشم۔ نوبت
یہ نعمتین ہین میسر تو اہل جاہ ہین یہ
گدا تو نام کو در اصل بادشاہ ہین یہ

غرور و نخوت و کبر و ریا نہین کچھ کم   جو بادشاہ بھی آئے تو بڑھ کے چومے قدم
وہ بارگاہ رفیع اور وہ اون کا جاہ و حشم   کہ جس مین باندھ کے دست ادب کھڑا ہو جم
حضور شاہ کھڑی ہین صفین امیرون کی
پہنچ نہین ہے وہان تک مگر فقیرون کی

نیاز[1] و عرس مین پہلے ہو دعوت امرا   جنہین کھلانے سے ہوتا ہی شاد انکا خدا
ملے جو زر تو یہی ہے ثواب عقبے کا   کھلائین بھوکون کو تو اسمین فائدہ ہے کیا
پھر اس کے بعد کھلاتے ہین یہ فقیرونکو
بچے جو اپنون کی جھوٹن تو دین غریبونکو

خدا کا قہر ہو گر ملک پر کبھی نازل   پلیگ قحط سے ساری خدائی ہو بسمل
گران اناج ہوا ایسا کہ زیست ہو مشکل   بہائے دانۂ گندم ہو گل رخون کا تل
تڑپ کے قوم مصیبت سے ساری مرجائے
ہمارے شاہون کے دلمین ذرا نہ رحم آئے

یہ درد قوم یہ پیرو ولی ہزار افسوس   یہ حب جاہ خفی و جلی ہزار افسوس
یہ دعوے جہد کا یہ کاہلی ہزار افسوس   علیؑ کے شیرون کی یہ بزدلی ہزار افسوس
دراز ریش ہے۔ تسبیح ہے۔ مصلے ہے
یہ اس زمانے کے پیرون کا زہد و تقوی ہے

عجیب[2] واقعہ کرتا ہون اک یہان یہ رقم   کہ جس کے لکھنے سے تھرا رہا ہی جسم قلم
کھڑی ہے حرفون کی قرطاس پر صف ماتم   سیاہ پوش ہین سطرین یہ قوم کا ہے الم

[1] لہ ان کی نشانی پیہروی

[2] عہ عبرت کا نہایت ہی برا مرقع

ہین سوز غم سے یہ نقطے سپند کاغذ پر
الف ہین آہ کے نعرے بلند کاغذ پر
بھرآئی ایک مسلمان نے شیخ کی جب دیگ پلاؤ اور مزعفر سے پُر ہوئی سب دیگ
نیاز ہو چکی جب لوٹ لی گئی تب دیگ بھڑون کا چھتا فقیرون سی تھی بنی اب دیگ
حیا کا شرم کا غیرت کا خون تھا اسپر
بلند آدمیون کا ستون تھا اس پر
گدون کی طرح سے وہ اونکا ٹوٹ کر گرنا زمین پر اونچے سے وہ دیگ لوٹ کر گرنا
وہ اضطرابی مین رومال چھوٹ کر گرنا وہ ان کے کاسون کا ٹکرا کے پھوٹ کر گرنا
لڑائین آدمیون کو یہی حمیت ہے
یہ اپنی قوم کی خیرات ہی کہ وحشت ہے
وہ گرم گرم پلاؤ وہ دیگ آتش پر وہ اُن کا کودنا اس مین بغیر خوف وخطر
وہ ہاتھون پاؤن مین گدڑی بندھی ہوئی یکسر وہ چڈیان و برہنہ بدن وہ ننگا سر
وہ ریل پیل غضب کی وہ خوگھٹ پٹکا
جماو بھوتون کا ہے اور سما ہے مرگھٹ کا
کھڑے ہین دیگ کے چارونطرف مسلمان سب کہ جن پہ آیا ہے اللہ کا یہ قہر وغضب
کیا یہ جہل وتعصب نے انکو اندھا اب کہ وہ سمجھتے ہین اک بندۂ خدا کو رب
کیا ہے پیر پرستی نے جاہلون کو خراب
ثواب ایسی نیازون کا قوم پر ہے عذاب
اودھر یہ مردون کی تعظیم نذر اور نیاز ادھر غریبون کا یاور کوئی نہ ہے دمساز
وہ اون کے ہڈیان وہ پست ضعف سے آواز وہ اون کا مانگنا ہر شخص سے دست دراز
یہ بھوکے مرتے ہین اور قوم خوب سوتی ہے

[illegible] حالت۔

اب ان کے حال پہ خود بیکسی ہی روتی ہے

پڑے ہوئے ہین سر راہ مثل سگ محتاج   بٹورتے ہین زمین سے کہین گرے جو اناج
یتیم بچون کی حالت کو کوئی دیکھے آج   کیا قضا ہی نے انکی گرسنگی کا علاج
یتیمون کو بھی نہین ہائے یہ کھلاتے ہین
ملین جو لڑکیان تو لونڈیان بناتے ہین

کہین ہین سڑکون پہ بیٹھے اِدہر اُدہر بیمار   کسی کو ضیق کسی کو جذام کا آزار
کسی کے پاؤن ہین مفلوج ہاتھ ہین بیکار   برہنہ پھرتے ہین مجنون بھی کہین دو چار
ٹٹولتے ہوئے راہون کو پھرتی ہین اندھے
ہر ایک گام پہ اٹھ اٹھ کے گرتی ہین اندھے

یہ یتیم بچون کی حالت ہے

یتیم بچون کا کیا کیجئے بیان احوال   نہین ہے قوم مین کوئی جو انکا پوچھے حال
پڑا ہے غیرت و شرم و حیا کا اب تو کال   مرین جو قوم کے بچے نہ ہو کسی کو ملال
یتیم نزع مین ہون اور یہ خواب مستی مین
مرین یہ ڈوب کے اب ایک چلو پانی مین

نہ بھولین گے کبھی عیسائیون کا ہم احسان   دلون مین جن کے ہے ہمدردئی بشر پنہان
ہر ایک فعل سے انسانیت ہی جنکے عیان   بنایا رحم و کرم کو جنہون نے ہے ایمان
وہی تو جان یتیمون کی اب بچاتے ہین
مرض مین ہاتھ سے اپنے دوا پلاتے ہین

وہ پالتے ہین یتیمون کو اور پڑھاتے ہین   پڑھا لکھا کے انھین کام پر لگاتے ہین
وہ اپنا مذہب و ملت انھین سکھاتے ہین   اور اپنی قوم کی تعداد کو بڑھاتے ہین
ہے جان رحم و کرم دین ایک قالب ہے
یہی وہ گر ہے کہ جس سے یہ قوم غالب ہے

یتیم لڑکیان وہ جنکی ہے بری قسمت   ازل سے جن کے نصیبون مین ہی لکھی ذلت   عہ یتیم لڑکیون
ہے جن کے ثبت مقدر مین جلبس کی آفت   وہ رسم پردہ جہل وتعصب و وحشت سے   کی حالت
وہ بدنصیب مسلمان کے ہاتھ آئی ہین
عدد وہ لونڈیون کا قوم مین بڑھاتی ہین

ہوئی جو انمین سے کوئی حسین خوش صورت   ملی خواصی کی پھر تو اُسے بڑی عزت
سیاہ بختی سے کوئی ہوئی جو بدہیئت   تو اُس کے واسطے ماماگری کی ہی خدمت
چھوٹین نہ تا دم آخر پھنسین یہ پھندے مین
شریک یہ بھی ہوئین بکریونکی منڈے مین

زیادہ ان سے بھی وہ لڑکیان ہین بدقسمت   جنہین نصیب ہے دونون جہانکی ذلت
جو بیچتین سر بازار اپنی ہین عفت   خریدتے ہین مسلمان جسے بصد عزت
مزار و محفل و دربار بے ضیا کب ہے
کہ ان کی شمع شب افروز کسبیان سب ہین

ہزار حیف یہ اسلام اور یہ بدکاری   یتیم لڑکیان ہون ہائے کسبیان ساری
گئی ہے قوم کی اللہ کیسی مت ماری   کہ ہے حیا و شرافت سے اب تو وہ عاری
زمین سے اس کے ہین اسباب یہ اٹھا نیکلے
وہ قابل اب نہین دنیا مین منھ دکھانیکے

ہزار حیف یہ لاکھون امیر اور نواب   شراب پیتے ہین جو رات دن بجائے آب   عہ مخلوع بیوہ عورتون کی حالت
گھرون مین جن کے مہیا ہین عیش کے اسباب   کھلے ہین جن کے لئے مفت مال کے ابواب
یتیم خانہ کوئی بھی نہین بناتے ہین
حرام کاری مین سب مال و زر لٹاتے ہین

یتیم لڑکیون سے بڑھ کے اور ہین بدبخت   کہ جن کو سر پہ پڑی بیوگی کی آفت سخت

ہوئے ہین رزق کے در بند جن پہ اب یک لخت   نہ جن کے پیٹ کو روٹی نہ جن کے تن پہ رخت
وہ حبس دائمی پردے مین بھوکی مرتی ہین
جہان سے بیکس و مظلوم وہ گزرتی ہین

بتاؤ قوم مین ہے کوئی فنڈ بیوہ کا   کہ جس سے پردہ نشینون کی کچھ مدد ہو ذرا
اگر گرانی کا پڑتا ہے ان پہ سب سے سوا   تمہین خبر ہے کہ پردے مین مرگئی بیوہ
وہ بھیک مانگنے باہر نہین نکلتی ہین
قفس مین رنجون سے دن رات آپ جلتی ہین

ادھر یہ مستحق خیر اور ادھر وہ گدا[له]   ہے سات پشت سے جنکا گداگری پیشہ
وہ تندرست بدن انکا وہ قوی اعضا   بنایا مفت کے کہانے نے جن کو ہے بھینسا
وہ صوت سخت کہ جس سے مکان بھی گرتے ہین
صدائین دیتے ہوئے دربدر یہ پھرتے ہین

کریہہ صوت وہ ان کی وہ بولیان اونکی   وہ بیچ راہ مین صف بستہ ٹولیان اونکی
بھرین وہ مفت کے پیسے سے جھولیان انکی   نہ دے جو بھیک کوئی پھر وہ گالیان انکی
بلائین سر سے ٹلین پھر یہ آدمی نہ ٹلین
اڑین پہاڑ سے ایسے کہ پھر کبھی نہ ٹلین

وہ ناگوار صدائین کہ جن سے پھوٹین کان   درست معنی نہ جن کے نہ جنکی ٹھیک زبان
وہ لغو شعر وہ مہمل عجب طرح کا بیان   بڑین ہین پاگلون کی یا مریض کا ہذیان
گلی مین کوچون مین ہر جا کڑکتے پھرتے ہین
ہر ایک در پہ خرافات بکتے پھرتے ہین

ہر ایک جا انھین سنڈون[۵۲] کو ملتی ہے خیرات   انھین کے پانچون ہین گھی مین اگر کہین ہو ممات
غمی کہین ہو تو شادی انھین کو ہو ہیہات   امیر کا یہ جنازہ سمجھتے ہین برات

[له] موٹے تازے ہٹے کٹے فقیر

[۵۲] غمی کی تقریب میں [illegible]

پلاؤ کھاتے ہین یہ کوئی گر امیر مرے
دعائین مانگتے ہین روز ہر امیر مرے
وہ ساتھ ساتھ جنازے[1] کے مجمع فقرا   وہ گرد ہاتھیون کے انکا شور اور غوغا
وہ انکی بانس مین جھولی وہ بھیک دینکی صدا   وہ ان کا ٹکڑون پہ روٹی کے ٹوٹکر گرنا
نمود و نام کی خیرات سے خطا یہ ہے
کمال وحشت و ادبار کا سمایہ ہے

[2] یہ طرز خیر وہی ہے نتیجہ جسکا ہے شر   ہوا ہے قوم کو محسوس اب تو اسکا ضرر
اگرچہ کرتے ہین خیرات اہل قوم اکثر   وہی ہے اسمین بھی جہل و تعصب انکا مگر
ہر ایک بات مین رسم و رواج عادت ہے
ہمارے ملک کو تعلیم کی ضرورت ہے

یہ خیر کرتے ہین پر کچھ نہین ثواب انھین   ملا ہے قوم کے ادبار کا عذاب انھین
فقیر ہونگے ابھی اور پیچ و تاب انھین   کرے گی طرز یہ خیرات کی خراب انھین
رہِ مشقت و محنت سے سب کو موڑے گی
یہ ساری قوم کو محتاج کر کے چھوڑے گی

[3] ہوا ہے قوم پر اس طرز خیر کا یہ اثر   کہ بھیک مانگ کے کھانا ہوا ہے اب تو ہنر
ہر اک لباس مین ملتے فقیر ہین اکثر   پہن کے جبہ و دستار پھرتے ہین در در
حسب نسب پہ بزرگون کے کوئی تنتا ہے
رسول پاک کی اولاد کوئی بنتا ہے

کسی کو فخر ہے اسپر کہ ہون شریف نجیب   کسی کو ناز ہے پردادا پر کہ تھا وہ خطیب
کوئی یہ کہتا ہے تھا جد اعلے امیر ادیب   ہوا ہون گردش افلاک سے مین اب تو غریب
ملا نہ علم و ہنر ان کو کچھ وراثت مین

[1] جنازے کے ساتھ روٹیاں لٹانا۔

[2] یہ بری طرح خیرات کا نتیجہ بھی قوم کے لئے ضرر ہے۔

[3] یہ مفید نتیجہ خیرات

جوان گداؤن کے کام آتا اس مصیبت مین
شریف چہرے ہین پوشاک بھی ہے پاکیزہ   مگر حرام کے کہانے کا ہے پڑا چسکا
ہوئی ہے قوم بہت ان کی ذات سے رسوا   ہے اپنی قوم کا ان کا نہین ہی کوئی گلا
درست خیر کے بد ہوتے کب نتیجے ہین
فضول داد و دہش کے یہ سب نتیجے ہین
محب خموش کہ سنتا ہے کون تیری صدا   نہ تو امیر نہ حاکم نہ واعظ و ملا
بنا ہے قوم کا ناصح ہوا ہے تجھکو کیا   کھری کہے جو کوئی اوس کو جانتی ہین برا
عبث یہ گالیان کھاتا ہے رنج سہتا ہے
سنے نہ قوم تو کیون حق کی بات کہتا ہے

عروج وزوال سلطنت مغلیہ

زمانہ روز نیا روز انقلاب نیا   زمین و چرخ نئے خاک و باد و آب نیا
چمن نیا نئی فصل خزان سحاب نیا   بڑہاپا لورِ گیتی کا ہے شباب نیا
جو شاد کل تھا وہی آج ہاتھ ملتا ہے
فلک کا رنگ یہان دم بدم بدلتا ہے
کبھی خزان ہے چمن مین کبھی ہے فصل بہار   بچھے ہین خار وہان گل کے تھے جہان انبار
کھڑے تھے قصر سلاطین جہان بعز و وقار   وہان کھنڈر کے بھی باقی نہین کوئی آثار
سمان خرابہ کا فصل خزان دکھاتی ہے
صدائے بوم ہر اک سمت سے آتی ہے
وہ شہر کل جو تھا آباد آج ہے ویران   محل سرا کا پتہ ہے نہ مقبرون کا نشان

بجائے باغ وچمن جابجا ہین خارستان   زمین مین دفن ہین سب قصرہائے عالیشان
وہ شان بلدۂ اکبر تو اب ذرا بھی نہین
رہِ عدم کے مسافر کا نقش پا بھی نہین
یہ آگرہ ہے وہی تھا کبھی عروس بلاد   عمارتون مین یہین تھی نئی نئی ایجاد
خطائے چین وختن جس کی لونڈیان آزاد   یہ روم ولندن وپیرس تھی جس کے خانہ زاد
ہر ایک شاہ وگدا تھا اسی کا دیوانہ
یہ شمع بزم جہان اور خلق پروانہ
وہ تاج گنج کہ جسکی نہین جہان مین نظیر   ہر ایک سنگ ہے جس کا ضیا مین بدر منیر
نہ دیکھی پیر فلک نے بھی یہ کبھی تعمیر   یہی زمین پہ ہے باغ بہشت کی تصویر
لب چمن یہ عمارت ہے کوہ طور کوئی
کھڑی ہے نور کا جوڑا پہنکے حور کوئی
اسی مین دفن ہے شاہ جہان کی وہ بیگم   کہ جس کے در کے گداؤن مین تھی سکندر جم
فروغ حسن سے جسکے ضیائے مہر تھی کم   حیا وحلم وبزرگی مین ثانی مریم
یہ خوش سلیقہ تھی نظم جہان وہ کرلیتی
وہ عاقلہ تھی ارسطو کو بھی سبق دیتی
جو عورتون کو سمجھتے ہین عقل مین کمتر   انھین نہین ہے خواتین مغلیہ کی خبر
جو ڈالتے کبھی تاریخ پر وسیع نظر   تو حال کھلتا کہ پردے مین تھی چھپے جوہر
اگرچہ مثل گہر وہ صدف مین نہان تھین
مگر وہ علم ولیاقت مین مہ تابان تھین
جہان کے اہل خرد جانتے ہین سب یہ بات   کہ زن کے ہاتھ مین ہے قوم کی حیات وممات
کہین اُگی بھی ہے بنجر زمین مین کوئی نبات   شجر وہ خاک پھلین گے کہ جن کی خشک ہین پات

جو مائین پست ہین اولاد بھی ہی پست ضرور
کسی نے کھائے ہین جھبریونسے بھی انگور

عروج پر جو تھا یونان و ہند و ملک عرب   تو ان کی عورتین بھی بام اوج پر تھین سب
وہ سیکھتی تھین علوم و فنون علم ادب   وہ جان بزم تھین اور رزم مین بھی جنگ طلب
زوال آیا مقید قفس مین ہین نسوان
کہان ہین خولہ و اسما کہان ہین نورجہان

کہان ہے آج وہ ساقی فیض و جام شراب   کہ دل ہوا ہے مرا ضبط غم سے جلکے کباب
وہ آیا رحمت باری کا آسمان پہ سحاب   زمین ہند ہوئی علم و فضل سے سیراب
خدا کا شکر ہے وہ دور امن آیا ہے
کہ مے کشون کو نہین محتسب کا کھٹکا ہے

ہے یہ حکومت انگریز رحمت باری   زمین ہند ہوئی گلشن ارم ساری
تمام ملک مین نہرین ہین ہر طرف جاری   ہوئی ہے ریل سے راحت سفر کی دشواری
خیال صحت و تعلیم ہند دائم ہے
ہر ایک گاؤنمین بھی اسپتال قایم ہے

اب اس زمانہ کے کیا سامنے ہی عہد قدیم   یہ جیتی عدل کی تصویر کہنہ وہ تقویم
مگر ہے خاطر احباب کیجیے ترقیم   عروج سلطنت مغلیہ بصد تعظیم
فلک عروج ہمین اور کچھ دکھائیگا
ترقیون کا زمانہ کبھی تو آئے گا

وہ عہد اکبر اعظم نہ تھا عروج مین کم   کہ اس کے دور حکومت مین ہند تھا خرم
گدا بھی اس کے زمانہ کے تھے سکندر و جم   نہ دیکھا چشم فلک نے بھی یہ خدم یہ حشم
ہر ایک شخص تھا خوش حال تھی نہ فکر معاش

تونگرون سے بھی برتر تھے ہند کے قلاش

جہان مین ہند کی دولت کی تھی کہین بھی نظیر   ثواب خیر کو ملتا نہین تھا کوئی فقیر
گدا وہ تھے کہ جو کرتے تھے مسجدین تعمیر   نجوم کی طرح تعداد چاہ و پل تھی کثیر
جو کار خیر مین کرتا تھا کوئی صرف اک دن
وہ آج ملکے ہزارون سے بھی نہین ممکن

عروج سلطنتِ مغلیہ کا تھا یہ سبب   کہ ذات اکبر اعظم مین وہ صفات تھی سب
کہ جن سے ملک مین تھے جمع اہل علم و ادب   وہ علم دوست عدوے تعصبِ مذہب
مصاحب اس کے تھے نصرانی و مجوس و یہود
جو سیدھی آنکھہ مسلمان تو بائین آنکھہ ہنود

یہی تعصب مذہب تو ہے بنائے فساد   کہ جس سے بعض ممالک ہین آج کل برباد
بلائے عقل و خرد کشت و خون کی بنیاد   مدرس عمل زشت۔ ظلم کا استاد
نفاق اور تعصب کا جب قدم آیا
تو ان کے پیچھے تنزل کا پھر علم آیا

جلال دین تھا بڑا عادل و وسیع خیال   یہ چاہتا تھا کہ ہو ملک ہند سب خوشحال
نہ آئے تا بہ ابد اس کی سلطنت مین زوال   نہ جائے ملک سے اسکے کوئی بھی اہل کمال
جہان سے فرق مذاہب اگر یہ اٹھ جائے
تو اتحاد کا نوع بشر مزا پائے

وہ اہل ملک کو دیتا تھا عہدہائے جلیل   یہی کمال تدبر کی واقعی ہے دلیل
کوئی کہے تو سمجھتا تھا ہندوؤن کو ذلیل   اسی کی سیف و قلم کے تھے اہل ہند کفیل
نہ ہوتی ہند مین یہ ہندوؤن کی آبادی
خدا پرستون مین ہوتی اگر نہ آزادی

یہ جاہلون مین ہے بیشک تعصب مذہب — بری ہین جہل و تعصب سے اہل علم تو سب
اصول مذہب اسلام مین ہے جہل یہ کب — وہی سکھاتا ہے ادیان غیر کا بھی ادب
خدا کے دین کو تو کافر بھلا نہین کہتے
مگر کسی کو مسلمان برا نہین کہتے
دیا اسی نے ہے دنیا کو حرّیت کا سبق — اسی کو کرتے ہین بدنام مدعی ناحق
تعصب اسمین نہین نام کو بھی ہے مطلق — سند نہین جو مسلمان کوئی ہو احمق
خدا پرست ہین سب خیرخواہ انسان کے
محب ہین تو ہین ہر کافر و مسلمان کے

ڈراما

نکاح بیوہ سے کر گرچہ وہ چوڑیل ہی

پہلا پردہ فاطمہ ایک بیاہی عورت اور بدر النسا بیگم ایک بیوہ عورت دالان مین بیٹھی ہوئین آپسمین باتین کر رہی ہین

(فاطمہ) مزاج اچھا ہے؟ خیریت ہے بہن کہو تو یہ کیا ہے حالت — بدن تمہارا ہوا ہے کانٹا ہے گل سے گالونکی زرد رنگت
وہ گوری گوری کلائیان اب کہ جنمین چڑہتی تھین پھنسکے چوڑیاں — ہوئی ہین پتیل کے تار ہے ہے یہ پہنچی ضعف بدنکی نوبت
بھرے بھرے وہ تمہارے بازو کہ جنمین پڑتی تھی نقش جوشن — اب انمین آتی ہین چوڑیان بھی غضب کی افسوس ہے نقاحت
بہن خدا کے لئے تو بولو کہ کیون یہ چپ تم کو لگ گئی ہے — نہ وہ ہنسی ہے نہ وہ خوشی ہی ہوئی ہے باتونسے تمکو نفرت
(بدر النسا بیگم) نہ پوچھو ہم سے ہماری حالت بیانکی کس مین رہی ہے طاقت — جگر بھی پتھر کا ہوگا پانی سنے گا اپنی اگر مصیبت
کہون مین کیا درد بیوگی کو کہ جس سے راحت نہین ہے جی کو — جگر مین سوزش زبان پہ نالہ ہجوم اندوہ غم کی شدت
کہان کی رنگت کہانکی صورت جوانی اپنی تھی خواب آیا — ہے کسکو جینے کی آرزو اب جو موت آئے تو ہو فراغت

ہماری قسمت مین یہ لکھا تھا کہ جائین حسرت بھرے جہان سے
نہ نکلے کوئی بھی ہائے ارمان کرون خدا کی مین کیا شکایت
(فاطمہ) بہن خدا نے تو یہ کہا ہے کہ کرو بیوہون کا عقد ثانی
جو رکھے بیوہ کو اپنے گھر مین پیو نہ اسکے مکانکا پانی
ہوئے ہین حضرت کی بیٹیون کے نکاح ثانی نکاح ثالث
مگر یہان تو حدیث و قرآن پرانے قصے ہین یا کہانی
نہ اس مین دین کا قصور ہے کچھ نہ اسمین الزام ہے خدا پر
نبی کرین کیا ولی کرین کیا کہ جب ہون اپنی ہی خصم جانی
(بدرالنسا بیگم) بہن کرین کیا نکاح ثانی کہ اب جوانی بھی ڈھل چلی ہے
وفور غم سے نڈھال جی ہے بدن کی رنگت بدل چلی ہے
شباب اپنا تھا اک مصیبت کہ جس کو کاٹا ہے ہمنے رو کر
رہی ہے آنکھونکی اک سوئی اب بہن سو وہ بھی نکل چلی ہے
مثال شمع کی جل رہے ہین ہم اس بہا مین جو سر سے تا پا
ہر ایک ہڈی ہمارے تن کی تپ درونسے پگھل چلی ہے
بخار جی کا نکل چکا ہے یہی ہے آنکھونسے خونکی ندی
ہوئی ہے اب تو ذرا تسلی طبیعت اپنی سنبھل چلی ہے
بہن نہ چھیڑو ہمین خدارا کہ یاد آتے ہین گذرے صدمے
تھمے گا ہم سے نہ جوش رقت کہ غم کی ہانڈی ابل چلی ہے
(فاطمہ) خدا رواجون سے یا نکلے بچے جنہون نے غارت کیا ہے ہمکو
کبھی تو مارا کبھی جلایا کبھی ہے پردے مین گھونٹا دم کو
تمام دنیا کی نعمتین تو ازل سے مردونکو مل چکی ہین
خدا نے پیدا کیا ہے ہمکو کہ جھیلین رسمونکے ہم ستم کو
مرے جو بیوی اگر کسی کی تو بعد چہلم کرے وہ شادی
نکاح ثانی کو گر کہین ہم تو مان ملا دے غذا مین سم کو
(بدرالنسا بیگم) بہن نصیبون کو اپنے کوسو کرو نہ مردون کا کچھ گلا تم
مرض تو مہلک ہین اپنے سارے نہ ڈھونڈو انکی کوئی دوا تم
ہماری حالت کو دیکھ کر اب بہن کڑھو کچھ نہ اپنے جی مین
چھٹین کہین درد بیوگی سے کرو ہمارے لئے دعا تم
نہ شب کو سوتی ہون دو گھڑی مین نہ دن کو لگتا ہے جی کسی مین
چھپائین کیا دل کا حال تم سے بہن ہو بچپن کی آشنا تم

دوسرا پردہ سین ایک دالان

صغری بیگم اور آبادی بیگم آتی ہین۔

صغری بیگم) بہن! بدرا کا حال اچھا نہین ہے
سدا غم کا آل اچھا نہین ہے
تپ دق ہی ہوئی آخر کو اسکو
جیئے وہ خاک جو جینے سے دق ہو
آبادی بیگم) بچاری کا ابھی سن بھی نہ تھا کچھ
نہ چکھا ہائے دنیا کا مزا کچھ

یہ جان لیوا ہے دکھ اسکی دوا کیا   کوئی دیکھا ہے تمنے اس سے بچتا
صغری) میان تو مر گئے یہ بھی ہے مہمان   نہ نکلا ہائے کوئی اس کا ارمان
ہوا ہے بیوہ گی کا اسکو صدمہ   نہین اس درد کی دارو ہے پیدا
مصیبت اس پہ ہے یہ سخت پردہ   ذرا سا غم بھی ہے جس مین زیادہ
خدا حافظ ہے اب بدرا کے جی کا   بھروسہ کیا ہے ایسی زندگی کا
آبادی بیگم) جو کر دیتے کسی سے عقد اسکا   تو ہوتا کاہیکو پھر حال ایسا
خدا غارت کرے رسمون کو آپا   انھون نے تو ہمین بن موت مارا
ہماری جان کٹھمل کے برابر   ہوا اس زیست سے مرنا ہی بہتر
وہ آتی ہے بہن اب مس فریدون   علاج اسکا وہ کیا کرتی ہے دیکھون

مس فریدون اور نصیباً والدہ بدرالنسا بیگم آتی ہین

مس فریدون) مرض جب کام کر چکتا ہے اپنا   بلانے سے ہمین پھر فائدہ کیا
خراب انکا ہوا ہے پھیپڑا سب   دوا سے فائدہ ہوگا نہ کچھ اب
سمندر کی ہوا ان کو کھلاؤ   ہوا خوری باہر اب کراؤ
نہ پردے مین مقید انکو رکھو   کھلے میدان مین کچھ تو دن کو رکھو
نصیبا) ہوا خوری نہین پردے مین ممکن   نہین جینا مناسب آبرو بن
سمندر کی ہوا اسکو کھلاؤن   یہ بہتر ہے کہ مٹی مین ملاؤن
گئی عزت نہین آنے کی پھر ہاتھ   یہ پردہ ہے ہماری جان کے ساتھ
دوا پینے کی کچھ اس کو بتاؤ   کوئی پھر لیپ سینہ پر لگاؤ
جو موت آئے تو کرتی ہے دوا کیا   ہمین ہین اپنی قسمت پر بھروسہ
مس فریدون) نہین ممکن علاج انکا کسی سے   ہے پردہ کیا ضروری انکے جی سے

مسلمانون ہی مین بیوی ہے عزت   نہین ہم مین کوئی باقی شرافت
کسی سے ہم نہین کرتے جو پردا   ہمارا کوئی کر لیتا ہے پھر کیا
جوان لڑکی ہے رحم اسپر کرو تم   بوا پردے کو چھپر پہ دہرو تم

تیسرا پردہ سین ایک بیمار کا کمرہ

صغری بیگم) بہن! ہے آج کیسے آپکا جی   دوا کس کی بتاؤ تم نے ہے پی
دوا دیتی ہے اچھی مس فریدون   جو پوچھو اسے میری صاف کہدون
حکیمون سے تو یہ اچھی ہے عورت   تمہین اسکی دوا سے ہوگی صحت

بدر النسا بیگم) (آنکھون مین آنسو بھر کے)

علاج اس قید مین ممکن نہین ہے   جو شب گذری تو گھٹتا دن نہین ہے
دوا اس درد کی جز موت سے ہے کیا   مرا مرنا ہے جینے سے تو اچھا
کوئی دم کے بہن! ہم تو ہین مہمان   نہین جینے کا ہمکو کوئی ارمان
یہ پردہ ہے ہماری جانکا دشمن   نچھوڑے گا ہمین یہ تا بہ مدفن
صغری) نہ گھبراؤ بہن! اتنا خدارا   کہ ہر مشکل کا ہے انجام اچھا
گذر جاتے ہین سب رنج و مصیبت   اگر ہو صبر کی انسان کو عادت
بُرا ہے رات دن اس غم مین رہنا   خوشی سے چاہئے ہر رنج سہنا
بدر النسا بیگم) مصیبت ایک ہو تو اسکو جھیلین   یہی بہتر ہے اب ہم جان پہ کھیلین
منگاتی ہون مین افیون اب کسی سے   بہت بیزار ہون اس زندگی سے
نہین احمق جو رگڑون ایڑیان مین   نہ توڑون جان کی کیون بیڑیان مین
عبث ہے درد بے درمان کا سہنا   مکان و قبر مین یکسان ہے رہنا
نہین ہمکو ہوا کھانا ہے ممکن   جئینگے خاک ہم پھر آبرو بن

صغرا بیگم۔) ہوا سوجھی مجھے ہے ایک تدبیر   نہین مشکل اگر سیدھی ہو تقدیر
منگاتی ہون مین مس میری کی پوشاک   نہ ہوگا اسکو دینے مین کوئی باک
وہ میرے گھر مین آتی ہے پڑھانے   بہت جا اور جاتی ہے پڑھانے
پہنکر اس کے کپڑے میم بن کر   جہان چاہو پھرو گی مین دن بھر
نہ دیکھے گا کوئی پھر آنکھ اٹھا کے   نہ گھورین گے تمہین ترچھے نہ بانکے
ہمارے مردون کی ہے یہ عادت   کہ گھورین سامنے آئے جو عورت
نظر نیچی رکھین یہ حکم رب ہے   کسیکو گھورنا جائز ہی کب ہے
جو عورت کی نہین کچھ انکھین عزت   تو ہے پھر لغو دعوے شرافت
مین جاتی ہون کوئی آتے ہین اب مرد   نہ ہونا زندگی سے اپنی تم سرد

(صغری بیگم جاتی ہین)

چوتھا پردہ۔ سین۔ ایک برآمدہ

مولوی حامد حسین (بدر النسا بیگم کے باپ) اور مسٹر محمود حسین۔ (بدر النسا کے بھائی آتے ہین۔

بحر بدلی

مولوی حامد حسین۔ (آنکھون مین آنسو بھر کے)

ہائے قسمت مین لکھا تھا داغ یہ   پھولنے پھلنے نہ پایا باغ یہ
سب کو بدرا کی طرف سے اب ہے یاس   آئی تھی اک ڈاکٹرنی اس کی پاس
کہ گئی ہے وہ تپ دق اسکو ہے   اب امید زیست بیٹا کسکو ہے
وہ یہ کہتی ہے ہوا اسکو کھلاؤ   دودھ مین کچھ روغنِ ماہی پلاؤ

اب نہ رکھو چار دیواری مین بند   اسمین ان کی جان کو ہے خوفِ گزند
بے ہواخوری نہین ممکن ہے زیست   چار دیواری مین ہے دس دن کی زیست
ہم سے تو ممکن نہین بے پردگی   موت سے بدتر ہے ایسی زندگی
مسٹر محمود حسین) کیا کہون حیران ابا جان ہون   مین بھی اب اس گھر مین بس مہمان ہون
ناک مین دم اب تو اس پردے سے ہے   جان بھی کم اب تو اس پردے سے ہے
جان کی خاطر تو مے بھی ہے حلال   ترک پردہ ہے مگر قطعاً محال
جان جائے پر نہ ہو بے پردگی   منحصر پردے پہ ہے اب زندگی
عقد ثانی اُس کا کر دیتے اگر   جان یون غم مین نہ دیتی سر بسر
اب یہ سو دُکھڑے موئے پر اور ہین   اس کے جلنے کے نہین کچھ طور ہین
رحم اسکی جان پر فرمائیے   بمبئی پدر اس لے کر جائیے
حامد۔) بھائی مجھ سے تو نہ ہوگا یہ کبھی   ہاتھ سے اپنے کرون بے پردگی
لو مین نکلا جاتا گھر ہی سے ہون اب   جی مین جو آئے کرو تم سب کے سب
(مولوی حامد حسین جاتے ہین)

مسٹر محمود۔ (اپنے دل مین)
رحم کر ان عورتون پر اے خدا   ہین بُری رسمون کی یہ پامال یا
مبتلائے درد یہ مظلوم ہین   مایہ رسمِ بد کی یہ مسموم ہین
کیجئے کیا کوئی بس چلتا نہین   کوہِ غم ان پر سے اب ٹلتا نہین
مین تو لیجاؤن گا بدرا کو کہین   عقد بھی کر دونگا مین اسکا وہین
سچ ہے یہ انسان کی حاکم رسم ہے   مردم آزار اور ظالم رسم ہے
ان بلاؤن سے تو ہی دیگا نجات   سامنے تیرے بڑی ہی کیا یہ بات

پانچوان پردہ مین مسجد کا حجرہ

(بحر ہزج مثمن مسبغ)

(مولوی عبداللہ اور مشاطہ آتی ہین)

مولوی-) ہماری مرگئی بیوی نصیب اوسکو تو جنت ہے   کرین ہم عقد ثانی اب کہ حضرت کی سنت ہی
مگر ہے شرط یہ کم سن ہو کوئی باکرہ لڑکی   کہ بیوہ سے تو مشاطہ ہمین لاریب نفرت ہی
حسین ہو مال و زر بھی ساتھ لائی ایسی عورت ہو   اگر جاگیر رکھتی ہو تو یہ سب پر فضیلت ہے
ملے گر مال گھر بیٹھے تو کیون تکلین کمانے کو   ہمین تو عقد سے مشاطہ بس مطلوب دولت ہے
مشاطہ) مین صدقے جاؤن بوڑہا آپکا بدخواہ دشمن ہو   ابھی یہ سن ہے گھر مین کھیلتی گڑیا سی دلہن ہو
میان ساٹھا ہی پاٹھا یہ مثل مشہور گھر گھر ہے   نہین ڈر گر ورق چاندی کا یہ ریش منور ہے
نہین ہین دانت گر منھ مین تو ہی پھر فکر کیا اوسکی   یہان موجود دندان ساز ہی تعریف ہی جسکی
نظر مین میری اب تو ایک کم سن حور طلعت ہی   کہ جسکی علم و دانش پر فدا قارون کی دولت ہی
مگر ہے عیب بس اتنا کہ بیوہ ہے وہ بدقسمت   کرین گر عقد آپ اس سے تو ہی حضرت کی یہ سنت

(بحر ہزج مسدس مقصور)

مولوی) نہین بیوہ سے مجھکو عقد منظور   اگرچہ شکل و صورت مین ہو وہ حور
کراؤ باکرہ سے عقد میرا   تمنا ہے کہ باندہون پھر مین سہرا
مجھے مسجد مین اب جانا ہی جلدی   ملونگا وعظ نے مہلت جو کل دی

(مولوی صاحب مسجد مین وعظ فرمانیکے لئے جاتے ہین)

مشاطہ- (اپنی جی مین)

بڑھاپے مین اسی سوجھی ہے شادی   خدا نے عقل ہی اسکو نہین دی
غضب ہی اور یہ کمسن ہو دولہن   بڑہاپا ان کا یہ اور اُس کا بچپن

وہ پرواوا انھین سمجھیگی اپنا   توہوگا اِن کو پرپوتی کا دُھوکا
مین سمجھونگی موئے کو ٹھیر تو جائے   مزا جب ہے کہ بوڑھی بیاہ کی لائے
جو ہو ڈائن سے بھی صورت مین بدتر   وہ کالی جس سے بھاگے رات ڈرکر
وہ بیوہ جس نے کھائے ہون پیاپے   کئی ورجن خصم پیری سے پہلے
وہ بدخو ہو کہ دوزخ جس سے گھر ہو   میان بیوی مین جنگ آٹھون پہر ہو
خدا پروسے کو تو رکھیو سلامت   کہ پانچون گھی مین ہین جسکی بدولت

چھٹوان پردہ سین ایک چھوٹی سی کوٹھری

(مشاطہ اور نوربی ماما آتی ہے)

مشاطہ۔ بہن کیا حال ہے دبلی بہت ہے   بنائی فکر نے کیا تیری گت ہے
جوانی مفت کی برباد تو نے   نہ رکھا جی کو اپنے شاد تو نے
ابھی یہ سن تھا کرتی اور شادی   کھلاتی گود مین اپنی خزادی
نوربی۔ بڑھاپے مین بُوا پوچھیگا اب کون   مجھے خدمت مین بھی رکھیگا اب کون
جوانی مین تو ہر جا نوکری تھی   مجھے تو سلطنت ماماگری تھی
مگر نوکر بھی اب رکھتے نہین ہین   دُلہن بننے کے میرے دن کہین ہین
مشاطہ۔ تجھے کیا مین نے تو ڈھونڈا ہی شوہر   جو رکھیگا تجھے جان کے برابر
نہ گھبرا عمر مین وہ بھی ہے پاٹھا   جو تو ستر کی ہے تو ہے وہ ساٹھا
اکیلا ہے وہی گھر مین نگوڑا   ترا نوراً بہت اچھا ہے جوڑا
کرا دیتی ہون اُس سے بیاہ تیرا   بڑھاپے مین بھی اب تو باندہ سہرا
مگر جو کچھ کہون تجھ سے سو کرنا   بس اب باہر قدم ہرگز نہ دھرنا
نوربی۔ بہن اندر ہی پردے مین رہونگی   مین اپنے سائے سے بھی اب چھپونگی

بہن ما آئین جو دولھا والیان گر   تو پھر اُن سے چھپون بتلاؤ کیونکر
چڑھاوے کے بہانے سے وہ آگر   کہین دیکھین نہ مجھکو ہے یہی ڈر
مشاطہ۔ یہ ہے کیا بات اسکا سوچ ہے کیا   بوا ہے پوٹ دھوکون کی یہ پردا
مین کہدون گی کہ تُو ہے وہ ذات والی   نجابت مین ہے تو اسے بھی عالی
شرافت اُسکی پردے سے ہے ظاہر   قدم دھرتی نہین حجرے کے باہر
مین کرلون گی ہوے سے شرط پہلے   کہ آئے گی کسی کے وہ نہ آگے
ہوئے دو بول پھر وہ کیا کرے گا   کئے کو عمر بھر اپنے بھرے گا
جو چھوڑے گا تو تیرا مہر دے گا   ہوا تجھ سے بوا کچھ تو نہ لے گا
مگر سُن کیجیو پردے مین تو کد   کہ کھلنے مین یہی بھیدو نکلے ہے سد
اسی سے تو چھپے ہین عیب اپنے   بوا پردے کو مانا ہے بڑون نے

ساتوان پردہ مین مسجد کی کوٹھری

(مشاطہ اور مولوی صاحب آتے ہین)

مشاطہ۔ مولوی صاحب مین کرتی ہون سلام   آپکی شادی کا لائی ہون پیام
مولوی۔ والسلام رحمۃ برکاتہٗ   آپ ہین مشاطہ صاحب نیک خو
آپ رکھتی ہین بہت وعدیکا پاس   نیکیون کا ہے وفائی عہد راس
آپکا پیشہ بہت ہے باثواب   خلقت آدم کا ہے یہ عقد باب
امتِ حضرت اسی سے ہے زیاد   اس سے ہے مضبوط دنیا کی نہاد
مشاطہ۔ مولوی صاحب بلالون آپ کی   اور قسم کھاتی ہون اپنے باپ کی
حور ڈھونڈی ہے تمہارے واسطے   لاؤ شیرینی ہمارے واسطے
ہو مبارک تم کو جوڑا نور کا   جیتے ہی جی وصل ہے اب حور کا

مولوی۔ (خوشی سے پھول کر)
اجر دے گا تم کو مشاطہ خدا
پاؤ گی غلمانِ جنت کے سوا
حوض کوثر کا پیو گی آب سرد
جائیگی وہ ہو دل سے سب کلفت کی گرد
مشاطہ۔ خیر جنت کا تو کس کو ہے یقین
کونسی ہین نیکیان یان ہمنے کین
مولوی صاحب نہ رکھیے یہ اُدھار
عقد مین باقی نہین اب دیر دار
پیر کا پنجہ بس اب دلوائیے
اور شیرینی مجھے کھلوائیے
مولوی۔ پیر کا پنجہ تو بدعت ہے ضرور
اسکا دینا تو سراسر ہے فجور
مشاطہ۔ پنج تن دینا تو کچھ بدعت نہین
پیر کی اسمین تو اب شرکت نہین
مولوی۔ پنج تن دینا تو ہے رفض شدید
چار تن کا ہین تو ہون دل سے مرید
مشاطہ۔ آپ سنی ہین تو دیجے چار ہی
اسمین تو باقی نہین تکرار ہی
مولوی۔ بدعتی سنی نہین جو چار دون
مہر مین بھی ثلث ہی دینا رہون
مشاطہ۔ تین ہی دیجے اگر موجود ہون
دیجیے دو یہ بھی گر مفقود ہون
مولوی۔ مین نہین تثلیث کا قایل جناب
ہے خدا واحد کا مشرک پر عتاب
ہے دوئی بھی شرک مذہب مین برے
غیر کی شرکت نہین رب مین مرے
لا شریک وحدہٗ ہے اسکی ذات
ایک ہی کی ہے یہ ساری کائنات
مشاطہ۔ (اپنے جی مین)
اس موئے کنجوس سے ملنا ہی کیا
روٹیان مسجد کی کھاتا ہے پڑا
مفت کھانے کی جسے عادت ہوئی
اُسکو کنجوسی کی پھر تو لت ہوئی
انگلیان بھی چاٹتا ہے کھا کے یہ
کسکو دے گا پھر کمائی لا کے یہ
وعظ مین تو ہے سخاوت کی یہ ٹینگ
خود ذرا سی بھی نہین دیتے ہین جھینگ
دوسرون کو جو بتاتے ہین حرام
ہے حلال اُن کو مگر وہ لا کلام

کھیلتے ہین دین کے پردے مین شکار   روز کرتے ہین یہ رشوت زہر مار
اِن سے جو بلجائے بس لے لیجیے   اِن ٹھگون کو خوب دھوکا دیجیے

مستر احمد مولوی صاحب کے ایک دوست آتی ہین

(بحر رمل مسدس محذوف)

احمد۔ السلام اے مولوی خوش صفات   آپ کرتے تھے کسی عورت سے بات
دیکھ کر مجھکو کہین وہ چھپ گئی   کیا چھلاوا تھی یہین وہ چھپ گئی
مولوی۔ مرد اجنب سے تو پردہ ہے ضرور   اسمین میرا اور اسکا کیا قصور
احمد۔ آپ شاید اُس کی بھائی ہین جناب   جن سے کچھ لازم نہین اُسکو حجاب
اور اگر ہین آپ نامحرم تو کیا   آپ سے پردا نہین اُس کو روا
مولوی چھوٹی امت کے لئے پردہ نہین   ان سے نبھ سکتے نہین احکام دین
احمد۔ مولویصاحب! ہین دین کے حکم عام   اُسکو کیا افلاس و دولت سے ہے کام
مولوی۔ چھپکے بیٹھین گھر مین گر ماما ئین سب   کام دنیا کا چلےگا پھر تو کب
احمد۔ ہاتھ منہ کا ڈھاکنا کب سے ہے روا   ستر عورت تو نہین یہ دست و پا
پردۂ نسوان ہے بس ساتر لباس   اور باقی اُس کے ہے سب احتباس

مشاطہ (پردے مین سے نکلکے)

اب ہے کیا پردہ نہین پر وہ بھی دن   تھا ہمارا بھی کبھی پردے کا سِن
تھے میان! ہم بھی کبھی پردہ نشین   بے سواری ہم نجاتے تھے کہین
مرنے والے نے کیا ہمکو تباہ   بھیک یہ در در کی ہے قسمت مین آہ
ہمکو آتا گر کوئی علم و ہنر   اور دنیا کی اگر ہوتی خبر
تو نہ ہوتے بعد شوہر یون ذلیل   علم ہوتا ہر مصیبت مین کفیل

احمد ۔ آپ کی حالت عجب ہے دردناک   کیجئے اُس کو بیان گر ہو نہ باک
ذات ہے کیا آپ کی ہے نام کیا   اور گرتی آپ ہین اب کام کیا
مشاطہ ۔ مجھ جلی کا آپ کچھ پوچھین نہ حال   آپ کو سنکر بہت ہو گا ملال
ذات مجھ کم بخت کی سید ہے آہ   کر دیا افلاس نے ہمکو تباہ
پالنے والا جو سر سے اُٹھ گیا   رزق ہم رانڈون کا گھر سے اُٹھ گیا
ایک تو آتا نہ تھا ہمکو ہنر   دوسرے بے پردگی کا تھا یہ ڈر
کر نہین سکتے تھے ہم فکرِ معاش   تیسرے فاقے بھی ملتی تھی نہ آش
تنگ فاقون سے ہوئی جب مین بہت   سر سے اُترا میرے تب پردہ کا ست
گھر سے نکلی اور کی ماما گری   ہے ذلیل اس سے بھی کوئی نوکری
رفتہ رفتہ پھر ہوئی چالاک مین   آبرو کھو کر ہوئی بیباک مین
اب تو مشاطہ گری ہے میرا کام   سات پشتون کا ڈبویا مینے نام

احمد ۔ (مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر)

مولوی صاحب! سنا کچھ حال یہ   ہے غضب ہون عورتین پامال یہ
قوم کی غفلت پہ ہے صد آفرین   کس مصیبت مین ہین یہ پردہ نشین
اسکو پردے کا تو ہے اتنا خیال   عورتون کا بھی ہے کچھ معلوم حال
ہین بلا مین مبتلا بیچاریان   انکی قسمت مین ہین کیا کیا خواریان
علم حاصل وہ تو کر سکتی نہین   پیٹ بھی عزت سے بھر سکتی نہین
جان کو بس قوم کی یہ روئین گی   عزت قومی بھی اب کھوئین گی
گبر و عیسائی ۔ یہودی کب ہین سست   حالتِ نسوان کو کرتے ہین درست
ہو گیا ہے کیا مسلمانون کا حال   ان کو جز غفلت نہین کچھ بھی خیال
جان بھی جائے کہین گے ہم تو سچ   ہے مسلمانون کو بس پردے کی پچ

حالت نسوان سے کیا انکو غرض   ہے انھین تو حبس نسوان کا مرض
گالیان جی بھر کے ہمکو خوب دین   خیر جو چاہین کہین پر سوچ لین
جہل نسوان سم قاتل ہے ضرور   اس کا درمان جلد فرمائین حضور
یا ور کہین ہے بہت مہلک مرض   ہمکو تو پیغام حق سے ہے غرض
مشاطہ۔ آپ کے قربان مین جاؤن میان   درد کی میرے بڑی ہے داستان
نام ہے کیا آپ کا فرمائیے   ہے مکان کس جا مجھے بتلائیے
احمد۔ نام سے میرے تمھین ہے کام کیا   بیاہ کا لاؤگی تم پیغام کیا
مشاطہ۔ آپکو شادی اگر منظور ہے   تو یہان فردوس کی اک حور ہے
احمد۔ حور پریون کی مجھے خواہش نہین   زوجۂ جاہل ہے مار آستین
گورے چمڑے کا نہین عاشق ہون مین   حُسن سیرت کا اگر شایق ہون مین
حور بھی بے علم ہے کس کام کی   کیا توقع اُس سے ہے آرام کی
سابقہ ڈالے نہ جاہل سے خدا   ہو پری بھی بے ہنر تو ہے بلا
مولوی علم سے کیا مومنہ عورت کو کام   جز کلام اللہ پڑہنا ہے حرام
سورۂ یوسف ہے مستثنےٰ مگر   اس کے پڑہنے مین بھی تو ہی خوف شر
کافرہ عورات پڑہتی ہین علوم   ہین خبیثات و لعینات اور شوم
عورتون مین دیکھیے حسن و جمال   ہے نہین اُن کے لئے علم و کمال
مشاطہ۔ مولوی صاحب ذرا رہیے خموش   علم کا اُن کو ابھی تازہ ہے جوش
مین انھین سمجھائے دیتی ہون ابھی   پھر نہ لین گے علم کا یہ نام بھی
جاؤن واری اے میان یہ تو بتاؤ   علم سے ہے عورتون کو کیا لگاؤ
کیا کرینگی نوکری پڑھ لکھ کے وہ   علم و فن پھر کیا کرینگی رکھ کے وہ
احمد۔ علم کی غایت نہین ہے نوکری   ہے ملائک پر اسی سے برتری

عورتون مین علم سے آتی ہے عقل   اور اُلٹی جہل سے جاتی ہے عقل
مشاطہ۔ لڑکیان لایق تو ملنی ہین محال   ناظران قرآن پڑہنا ہے کمال
گر کوئی اردو پڑھی مل جائیگی   بات اسکی تو یہ لونڈی لائے گی
احمد۔ محض اُردو سے نہین کچھ فائدہ   چاہیئے تعلیم ہو باقاعدہ
مدرسہ کی گر ملے کوئی پڑھی   ہو مڈل سے بھی لیاقت کچھ بڑہی
ایسی لڑکی کا تو تم لانا پیام   ورنہ شادی کو بھی ہے میرا سلام
مشاطہ۔ ڈھونڈنے جاتی ہون پر ہون ناامید   مدرسہ کی ہے لگائی سخت قید
ہین زنانہ مدرسے تو جا بجا   پر نہین ان سے ہین کچھ فائدہ
لڑکیان اورون کی پڑہتی ہین وہان   دیتی ہین تعلیم پردہ اپنی جان
پر مسلمانون کو ہے پردے کی کد   ہے یہی تعلیم کے رستے مین سد
یہ زنانے مدرسے سب ہین فضول   لڑکیان جاتی نہین تو کیا حصول
عیب ہے گر پاؤن بھی وان دہرین   گھر مین چاہین کودتی دن بھر پھرین
(مشاطہ چلی جاتی ہے)

مولوی۔ کفر کی باتین بہت کرتے ہین آپ   لیڈیون کی طرز پر مرتے ہین آپ
عورتون کو علم ہی ہے کیا ضرور   اس سے بڑہ جائینگے بس انکے شرور
چھوڑدو تعلیم نسوان کا خیال   ورنہ نازل ہوگا قہر ذوالجلال
ہے جو پڑہنے کے لئے تاکید یہ   کیا نصارا کی نہین تقلید یہ
عورتین ہین رسیان شیطان کی   اور ہین یہ بندیان زندان کی
انکی طینت مین تو ہے مکر و فریب   شاخ حنظل مین کہین لگتا ہے سیب
احمد۔ آپ جیسے مولویون سے پناہ   ذات سے جنکے شریعت ہے تباہ
آپ نے گندے خیالون ہی جناب   کردیا اسلام کا چشمہ خراب

فرض ہے اسلام مین علم و ہنر   آپ کو مذہب کی ہے کچھ بھی خبر
پادریون کے جو تھے پہلے خیال   مولویون کے وہی ہین ابتو حال
پوپ تو تھا ہی عدو علم و فن   تھا حکیمون کے لئے حکم زدن
آج اُس کے جانشین ہین مولوی   ہے انھین بھی علم و فن سے دشمنی

مولوی۔ (غصہ سے جریب اٹھا کے)

دور ہو مردود کافر اہل نار   مرتد و زندیق و فاسق بدشعار
کفر کا فتوے مین لکھتا ہون ابھی   پھر نہ تو جنت مین جائے گا کبھی
چھوڑ دین گے تجھکو سب اب اہل دین   جز سقر تجھکو امان ہرگز نہین
ہم وہ ہین ہین جن کے قبضے مین عوام   پھیر دین انکی جدھر چاہین لگام
لاکھ تو چلائے پھر سنتا ہی کون   پھینکیے موتی بھی تو پھر چنتا ہی کون

احمد۔ مولوی صاحب یہ سچ کہتے ہین آپ   جاہلون ہی مین سدا رہتے ہین آپ
سامنے مرغون کے جو ڈالے گہر   ہے حماقت اُس کی بے شک سربسر
آپ بھکاتے ہین اندھون کو جناب   آپ ہی نے تو کیا اُن کو خراب
ان غریبون پر تو کیجیے رحم اب   غار نکبت مین گری ہین سبکے سب
رہنما جب آپ سے حضرت ہون آہ   کیون نہ ہو وہ قوم پھر ساری تباہ
آدمی کا جب بگڑتا ہے دماغ   عقل کا ہوتا ہے گل پھر تو چراغ
آپ کی مٹھی مین ہین یہ سب عوام   آپ نے انکو بنایا ہے غلام
آپ سے ہے دوستی رکھنا حرام   اب زبان سے آپکا لونگا نہ نام
لو مین جاتا ہون نہ بس اب ہانپئے   اور غصہ سے نہ اتنا کانپئے

مسلمانی در کتاب و مسلمانان در گور پہلا سین ایک دالان

صغری بیگم اور کبری بیگم بیٹھی باتین کرتی ہین

(صغری بیگم) آج ہی عید ہین اور خوشی کا ہی سمان   بچے تڑکے سے اٹھا کرتے ہین کیا ہی خوشیان
عید گہ جانیکا مردون کے بڑا ہے سامان   کوئی بگھی مین کوئی گھوڑے پہ جاتا ہی وہان
دور غم ہوتا ہے جب دل کے کنول کھلتے ہین
دشمن و دوست بھی اُس دن تو بہم ملتے ہین
(کبری بیگم) ہمکو کچھ عید سی مطلب ہے نہ تقریب سی کام   قید خانہ مین گذرتی ہے یون ہی عمر تمام
فرض ہم پر ہے ہین آبروے ماہ صیام   عید گہ جانا ہمارے لئے لیکن ہے حرام
گھر مین اللہ کے ہم پاؤن نہ دھرنے پائین
حیف صد ہے شکر خدا انکا بھی نہ کرنے پائین
(صغری بیگم) ظلم مردونکا ہی یہ اسمین نہین دین کی خطا   گھر سے اللہ کے روکین ہمین ہی قہر خدا
کون مذہب ہے کہ جسمین ہی خدا سے پردا   دیر و بت خانہ و کعبہ مین تو جانا ہے روا
بدگمانی ہے فقط مردون کا دھوکا ہے
عید گہ جانے سے اسلام نے کب روکا ہے
(کبری بیگم) پیر نیچر ہے ہوا اب تو ہمارا دشمن   حامی قید نسا ہے یہ ہوا گرگ کہن
ہم سے کیا لاگ ہی اس بوڑھے کو کیا ہی ان بن   کیون ترقی سی ہماری ہے اسے رنج و محن
قید نسوان کو سمجھتا ہے یہ نیچر پردہ
دین احمد کی یہ جڑ کاٹتا ہے در پردہ
(صغری بیگم) ہین یہ سمجھی تھی کہ یہ پیر ہی مرد عاقل   مثل صراف پرکھتا ہے یہ حق و باطل

ٹھیٹ اسلام کا حامی ہے نبی کا قائل   دل سے اصلاح مسلمان کی طرف ہے مائل
دین کے پردہ مین نہان صورت بدعت نکلی
حیف فطرت جسے سمجھے تھے وہ صنعت نکلی

(کبری بیگم) سب بڑھاپے مین ہو جاتی ہین یونہی سٹھیا   اسکی باتون کا اثر اب تو نہین دل پہ ذرا
اس کے فتوے کو بھلا مانتا ہے کون بوا   کوئی فیشن کی ہدایت ہو تو ہم لائین بجا
قید نسوان کی حمایت کا تو سودا ہے اسے
اس پہ آزاد خیالی کا بھی دعوی ہے اسے

(صغری بیگم) ایسے تہذیب کے دعوؤن پہ خدا کی پھٹکار   تف ہے اس کوٹ پہ پتلون پہ لعنت سو بار
آپ آزاد ہون ہم قید رہین لیل و نہار   واہ ہمدردی انسان ہین ترے جاؤن نثار
ہر سحر چاہیے کھانے کو ہوا سر انھین
گھر مین گھٹ گھٹ کے مرین ہم نہین کچھ ڈر انھین

(کبری بیگم) کوٹ پتلون سے کیا خاک بدلتے ہین خیال   کام تعلیم کا درزی سے ہو ہے یہ تو محال
نقل کرنے سے کوئی ہوتا ہے عالم نقال   بھولا اپنی بھی چلا ہنس کی جب کوا چال
دم مین تغیر خیالات کا امکان نہین
باپ دادا کی روش چھوڑنا آسان نہین

(صغری بیگم) مین یہ سمجھی تھی مہذب ہے یہ بوڑھا قراٹ   اسکو آتا ہے نئے جامۂ تہذیب کا کاٹ
اہل یورپ کے تمدن کا یہی ایک ہی بھاٹ   اسکی آزاد خیالی مین سمندر کا ہے پاٹ
شیر دل سمجھے تھے جسکو وہی خائف نکلا
یہ تو آزادی نسوان کا مخالف نکلا

(کبری بیگم) کیا یہ آزادی نسوان کا مخالف ہے بہن   سر مین اس بوڑھے کے اب تک ہین خیالات کہن
گھر مین شاید نہین حضرت کے کوئی ایک بھی زن   عورتون کے انھین معلوم ہون کیون رنج و محن

ان کو پردے مین بٹھائین تو انھین ہو معلوم
سختی قید اٹھائین تو انھین ہو معلوم

(صغری بیگم) آپ جم جم سے تو شیطان کے منکر ہین بوا   کہتے ہین جنت و فردوس کو حضرت چکلا
ان کے نزدیک پیمبر ہے نہ قرآن نہ خدا   پر انھین پردہ نسوان کا عقیدہ ہے بڑا
بنی نیچر پہ ہے ہر بات مین دعوی انکا
اور فطرت کے مطابق ہے یہ پردہ انکا

(کبری بیگم) وحی و الہام و کرامت ہے خلاف فطرت   معجزہ اور رسالت ہے خلاف فطرت
دوزخ و گلشن جنت ہے خلاف فطرت   اور عیسی کی ولادت ہے خلاف فطرت
سب یہ اسلام کے ارکان ہین بوہم گمان
عین فطرت ہے مگر پردہ حبس نسوان

(صغری بیگم) عقل سر مین نہین اس بوڑہی کے بکتا ہی فضول   قید نسوان سے بتاؤ تو اسے کیا ہے حصول
کیا خوشی اسکو ہین ہم جو گھرون مین ہین ملول   اتنا بیشک ہی کہ خوش ہونگے بہت اس سے جہول
حبس نسوان کی جو تائید مین تحریرین ہین
یہ مسلمانون کے خوش کرنے کی تدبیرین ہین

(کبری بیگم) ایسے احمق نہین اسوقت کے اہل اسلام   جو ہر اک بات کا سمجہین نہ بہن وہ انجام
کیا خوشامد سے ہوا چلتا ہے اصلاح کا کام   ہے ہلاکت کا مسلمانون کے حق مین یہ دام
داد عاقل تو خوشامد کی نہین دیتی ہین
اب کھرے کھوٹے کو وہ بھی تو پرکھ لیتی ہین

(صغری بیگم) کیا یہ اندھے ہین جو دیکھین نہ کچھ اپنی حالت   سبکی نظرون سے گری جاتی ہی انکی وقعت
عورتون مین ہے ہوا جبکہ غضب کی وحشت   کسطرح دوسری قومون مین ہو ان کی عزت
عورتین جن کی مہذب ہین وہی ہین عاقل

پست قومین ہین وہی جن کی ہین نسوان جاہل

(کبری بیگم) دیکھیے کرتا ہے پردے کو خدا کب غارت   بھاڑ مین جائے نگوڑی یہ خیالی عزت
کیا اسی قید سے محفوظ ہے اپنی عصمت   اپنے ہی ہاتھ مین ہے اپنی شرافت عفت
آپ مارین تو بوالفس بھی مر سکتا ہے
مرد عورت کی حفاظت کوئی کر سکتا ہے

(مولوی نذیر حسین صاحب عیدگاہ سے آتے ہین)

(صغری بیگم) لو وہ ملنے کو چچا جان بہن آتے ہین   تحفے ہم لڑکیون کو دیکھیے کیا لاتے ہین
عیدگہہ مرد بہن شوق سے سب جاتی ہین   خوب لوٹ لوٹ کے ہر ایک چیز وہان کھاتی ہین
عید اُن کی ہے بوا عید کا سامان اُن کا
دین کوئی چیز ہمین لا کے تو احسان اُن کا

(کبری بیگم) (مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر)
عیدگہ ہمکو چچا جان نہین لے جاتے   ہم سے گھر ہی مین دوگانہ بھی نہین پڑھواتے
خطبہ و وعظ کبھی ہم کو نہین سنواتے   ہم گنہگارون کو مسجد بھی نہین دکھلاتے
رسم پردے کے گلے مین ہین ہمارے پھندے
ہم نہ اُمت ہین نبی کی نہ خدا کے بندے

(مولوی صاحب) بیٹی مجبور ہون کیا رسم پہ ہے زور مرا   دین اسلام مین ہرگز نہین ایسا پردہ
بدعت و ظلم ہے یہ پردۂ نسوان بخدا   اس تعدی کی سزا پائین گے ہم روز جزا
ہم سے بدلا نہین لیتا ہے خدا مہر ہے یہ
عورتین آئین نہ مسجد مین بڑا قہر ہے یہ
مجھکو معلوم ہے مردون کا ہے جو ظلم و ستم   جسم نسوان مین تو اس حبس سے باقی نہین دم
عقل بھی ان مین اسی قید کے باعث سے ہے کم   بڑے لوگون کے زبان کھولنے پاتی نہین ہم

مولویت کی جو عزت ہے وہ عزت چھن جائے
جبہ بیکار ہو دستار فضیلت چھن جائے
ہائے کیا قہر ہے قرآن کے مخالف ہین یہ حکم حضرت کو نہین مانتے ہین اہل غضب
روکے مسجد سے جو نسوان کو تو ہی جائے عجب ان سے کمتر تو شرافت مین نہین اہل عرب
رائے بیہودہ ہے کب آیۂ قرآن ان کی
کیا نبی زادیون سے بڑھ کے ہین نسوان انکی
دیکھتی ہو کہ جہالت کا ہی اس ملک مین زور دین باقی نہین بے دینی و بدعت کا ہی شور
دہریت چھائی ہے اسلام ہے بیٹی در گور دین کی پردے مین یہان ٹھگ ہین تو محلون مین ہین چور
لائق و نیک خدا ترس یہان ہین پامال
ظالم و سرکش و بدکار تو ہین مالامال
(صغری بیگم) آپ جب ظلم سمجھتے ہین یہ حبس نسوان کیون نہین کھولتے پھر حق کی حمایت مین زبان
شان اسلام ہے یہ حق پہ کرین جان قربان اہل اسلام کی ہمدردی و ہمت ہے کہان
شیخیان مارتے ہین اور یہ کیا کرتے ہین
سچ بھی کہنے سے مسلمان تو اب ڈرتے ہین
(مولوی صاحب) بیٹی یہ سچ ہے زمانہ کا مگر رنگ ہے اور اب جہالت کا تعصب کا خوشامد کا ہی دور
قاضی و مفتی و ملا کے نہین اگلے طور پردۂ دین مین یہ کرتے ہین ہر اک طرح کے جور
زر ملے گر تو یہی جھوٹ سراپا لکھدین
خون ناحق کا خوشامد سے یہ فتوی لکھدین
کس کی شامت ہی کہے کوئی جو پردے کو برا سمجھین سب اسکو ابھی کافر و مردود خدا
ان کے نزدیک ہے سب ظلم و ستم اسپہ روا بھائی بندی سے اٹھا دیتے ہین پھر دیر ہی کیا
جب تعصب ہے تو پھر کاہیکو حق بات کہین

لوگ گردون کو کہین رات تو ہم رات کہین

(بلینک ورس)

دوسرا سین گوشہ محل

آزادی بیگم اور مولوی متعصب

(آزادی بیگم) جیتے جی کیون ہمین درگور کیا ہے تمنے
کیا ہماری ہے خطا کچھ تو بتاؤ ہمکو

کون سے جرم کی پاداش مین ہم ہین محبوس
کس کا گھر لوٹا کیا خون ہے کس کا ہمنے

چور ہین ٹھگ ہین اُچکّے ہین گرہ کٹ ہین ہم
یا کوئی قاتل خونخوار لٹیرے ہین ہم

کوئی بدکار ہین ہم یا کوئی غدار ہین ہم
بے وفا ہم ہین کہ بے شرم جفاکار ہین ہم

کیون خدا نے ہمین دنیا مین کیا ہے پیدا
کس لئے ہمکو بنایا نہین کھلتا مطلب

(مولوی متعصب) ہم خلیفہ ہین خدا کے یہ زمین ہے اپنی
تم ہو محکوم ہماری نہین اسمین کچھ شک

تمکو پیدا کیا خالق نے ہماری خاطر
تا ملے راحت و آرام ہمین بعد تعب

گھر مین رکھتے ہین تمہین تاکہ ہو عصمت محفوظ
نظر بد سے چھپاتے ہین تمہین ہر ساعت

نہین معلوم تمہین خلقت حوا شاید
پہلوِ حضرتِ آدم سے وہ نکلین باہر

چین سے ہمنے بٹھایا ہے گھرونمین تمکو
محنت و فکر سے آزاد کیا ہے تمکو

(آزادی بیگم) کیا ہی معقول و مدلل ہے تمہاری تقریر
تم اکیلے ہو خلیفہ یہ کہان سے ہے ثابت

نوع انسان کے تو افراد ہین ہم تم دونون
واسجدا آدم مین ہم بھی ہین داخل لاریب

ہم جو دنیا مین نہ ہوتے تو نہ ہوتے تم بھی
عورتین گم ہون تو مردون کی ہو خلقت مفقود

شکم زن سے تو ہوتے ہی ہین پیدا ہر دم
عورتین مرد کے پہلو سے نکلتی ہین کہین

(مولوی متعصب) ناقص العقل ہو تم کچھ نہین تم کو معلوم
ضعف خلقت مین تمہاری ہی ازل سے لاریب

تم قوی ہوتین تو کرتین نہ حکومت ہم پر
ہم مین قوت تھی ہوئے ہم ہی جہان پر حاکم

عقل ہوتی تو نہ تم عالم و فاضل ہوتین   زور ہوتا تو نہ تم قیصر و کسرےٰ ہوتین
تم مین جرات ہے کہان تم مین شجاعت ہے کہان   تم مین ہے علم کہان اور کہان ہے حکمت
کون سے کام کی ہے تمکو لیاقت حاصل   کون سے فن مین بتاؤ تو ہے عورت کامل

(آزادی بیگم) آپ ملا ہین نہین آپ کو دنیا کی خبر   آپ پڑھتے ہین نہ اخبار نہ تاریخ و سیر
حکمت و فلسفہ کو آپ سمجھتے ہین کفر   عقل ہے آپ کے نزدیک ضلالت کی دلیل
آپ طوطے کی طرح رٹتے ہین قرآن دن بھر   پر سمجھتے نہین ایک حرف کے معنی بھی کبھی
اس پہ دعوے ہے کہ مجھ سا نہین لایق کوئی   خر بھی ہوتا ہے کہین بار کتب سے عاقل
یاد ہے آپ کو کچھ سورۂ آل عمران   جسمین فرماتا ہے خلاق ذکور و انثےٰ
مثل عورت کے نہین مرد ہمارے نزدیک   ہمنے مریم کو کیا افضل و عالم لاریب
ناقص العقل کو عاقل پہ خدا دے ترجیح   ماشاء اللہ سمجھ آپکی ہے قابل داد
ضعف خلقت کا عبث آپکو ہے ہم پہ گمان   قوت و صبر و تحمل مین ہمین ہین غالب
عقل مین ہم سے کوئی آپکو نسبت ہی جناب   لڑکیان ہوتی ہین لڑکون سے سمجھ مین بہتر
یہ تو فرمائیے ہے ہند کا قیصر کوئی مرد   یا کہ عورت کی رعایا ہین یہ مونچھون والے
یاد ہے آپکو کچھ حضرت اسماء کی نبرد   اور خولہ کی شجاعت کی بھی ہے کوئی خبر
کس لیاقت کی جہان مین نہین عورت موجود   پر جہالت کا بجز علم نہین کوئی علاج

سین تیسرا ایک دالان

مولوی متعصب جاتے ہین اور تہذیب النسا بیگم آتی ہین

(تہذیب النسا بیگم) کون صاحب تھے یہ تسبیح عمامہ والے   غیظ سے آتش دوزخ کے جو تھے پرکالے
کسی بدکار کے شاید یہ پڑے ہین پالے   سابقہ سچ ہے نہ اللہ بُرے سے ڈالے
بدگمانی کا سبب تجربہ ذاتی ہے

ہم سمجھتے ہین کہ عورت انھین چھپاتی ہے

(آزادی بیگم) اجی اُلو ہے یہ اک مولوی بدکردار   کیا کہون تم سے موئے کے ہین بہن کیا اطوار
گھورتا پھرتا ہے سڑکون پہ تو خود لیل و نہار   چاند سورج سے چھپانیکو ہمین ہے تیار
اپنے اعمال کا مطلق نہین کھٹکا اسکو
ہے مگر پردۂ نسوان کا تو سودا اسکو

(تہذیب النسا بیگم) مین بھی کہتی ہون کہ مردونکو ہے پردیکا جنون   گھر سے باہر جو قدم رکھین تو یہ کردین خون
سچ تو یہ ہے کہ بہن جیتے ہی جی ہین مدفون   کاش مرجاتے تو رہتے نہ گھرونمین محزون
پان کھانا کبھی سونا ہے کبھی سینا ہے
زیست سے گر یہی مقصد ہو تو کیا جینا ہے

(آزادی بیگم) بدگمانی کی کوئی حد بھی ہے کیا خبط ہے یہ   اس تشدد پہ بھی خاموش ہین ہم ضبط ہے یہ
پردہ و عفت نسوان مین کوئی ربط ہے یہ   عقل کا مردونکے ضعف ہے یا ولبط ہے یہ
نظر بد کو نہین چشم کا خانہ اچھا
آپ اچھے ہین تو ہے سارا زمانہ اچھا

ہم جو بدکاری پہ آتے ہین تو رکتی ہین کہین   سات پردونمین بھی ہم ڈھونڈ ہی لیتے ہین حسین
ہم وہ کچا و ہین جن سے کہ لرزتی ہے زمین   اور عفت مین بھی ہم سا کوئی دنیا مین نہین
جن کے سینہ مین وُر شرم و حیا پنہان ہین
خانہ و کوچہ و بازار انھین یکسان ہین

(آزادی بیگم) قابل رحم ہے افسوس ہماری حالت   چشم مردم مین ذرا بھی نہین اپنی عزت
ہین وہ آزاد جو ہین صاحب شرم و عفت   حبس دائم کی نصیبونمین ہے اپنی ذلت
قطع امید تو ایک لخت ہوئی ہے اپنی
جان پتھر سے بھی کیا سخت ہوئی ہے اپنی

(ایک بوڑہی عورت آتی ہے)

(تہذیب النسا بیگم) لو وہ آتی ہین بڑی بی ذری خاموش رہو   چھوٹی وادی سے تو پردہ کی مضرت پوچھو
طیش مین آئیگی وہ اُن کی کڑی بات سہو   اِن سے بھی حال دل زار کسی ڈہب سے کہو
ڈرتی اتنا ہین کہ سایہ سے بھی یہ خائف ہین
اگلے وقتون کی ہین دنیا سے یہ ناواقف ہین

(آزادی بیگم) بڑی بی سے مخاطب ہوکر)
وادی سنتی ہون کہ کچھ لوگ ہوئی ہین پیدا   جوکہ اس پردہ موجودہ کو کہتے ہین بُرا
وہ سمجھتے ہین اسے عورتون پہ قہر خدا   مانع علم وہنر باعث تحلیل قوا
بند عورت ہو مکان مین یہ کہین پڑا ہی
دام پہیلا ہے اجل کا یہ نہین پروا ہے
(بڑی بی) غیظ مین آکے بڑی بی نے کہا او ناپاک   لو کا لگ جائے زبان مین ہو تری منہ مین خاک
کہتی ہے پردہ نسوان کو بُرا اے بیباک   کہکے یہ بات تو کٹوائیگی سو پشت کی ناک
مرد سن لینگے تو کیا کیا نہ کہین گے مجھکو
جیتا ہی کھودکے گاڑین گے زمین مین تجھکو
(آزادی بیگم) وادی مین نے تو نہین کوئی بری بات کہی   اس موے پردے کو کہتے ہین بُرا اب تو سہی
بات کہنا ہی ہے گر جرم تو بس یہی سہی   قید دائم سے بجز موت نہ چھوٹین گے کبھی
عقل ہوگی تو مری بات کو وہ تاڑین گے
زندہ در گور ہین ہم آپ وہ کیا گاڑین گے
(بڑی بی) مونڈی کاٹون کو ہے کیا پردہ کی تکلیف سی کام   گالیان کوسنے کھاتے ہین عبث ہین بدنام
ہم نے کب اپنی مصیبت کا دیا ہے پیغام   جسمین مردون کی خوشی اسمین ہمین ہی آرام
پردے ہی مین ہے فقط اب تو شرافت باقی

جان جائے پہ رہے عزت و حرمت باقی

(تہذیب النسا بیگم) واہ ری یہ آپکا مہمل ہے شرافت کا خیال   کچھ بنی زادیون کا آپ کو معلوم ہے حال
ان سے بڑھکر ہو معزز کوئی ہے یہ تو محال   ان کے ناخن کی برابر بھی نہین بدر و ہلال
قید تنہائی کی ایذا تو نہین سہتی تھین
اس موئے پردے مین دادی وہ کہان رہتی تھین

(بڑی بی) اری خاموش بنی زادیون پر یہ بہتان   دیکھ سڑ جائے کہین منھ مین نہ یہ تیری زبان
چاند سورج نے بھی دیکھا نہین انکا رویان   بند حجرون سے قدم صحن مین رکھتی تھی کہان
رخ سے گھونگھٹ نہ کبھی خواب مین بھی اٹھتا تھا
اپنے سایہ سے بھی چھپتی تھین وہ یہ پردا تھا

(آزادی بیگم) واہ ری کیا آپکی باتین ہین ہنسی کے قابل   دین و دنیا سے تو ہین آپ غضب کی جاہل
دعوی پردۂ نسوان ہے سراسر باطل   ہاتھ چہرہ ہی نہین ستر نسا مین داخل
تھی ازل سے یہ بلا قسمت نسوان مین لکھی
حبس واثم کی سزا ہے کہین قرآن مین لکھی

(بڑی بی) (آگ ببوکا ہوکر)

جھوٹی بدذات حیا بھون کے کھائی تو نے   گڑھ کے کیا دل سے نئی بات بنائی تو نے
خوب دیدے کی صفائی یہ دکھائی تو نے   مدرسہ مین یہی تعلیم ہے پائی تو نے
بدزبانی کی سزا اب تجھے دلواتی ہون
تیرے مامون سے تجھے جوتیان کھلواتی ہون

(مولوی ابوالحمار آتے ہین اور بڑی بی اُنسے شکایت کرتی ہین)

(بڑی بی) بیٹا ان لڑکیون کا تمنے بھی کچھ حال سنا   کہتی ہین شرع سے ثابت نہین ہوتا پردا
کس نگوڑے نے سجھایا ہی انھین ہائے خدا   کہ نہین عورتون کو قید مین رکھنا زیبا

ناک سو پشت کی ہے ہے یہی کٹوائینگی
ٹھنڈی سڑکون پہ ہوا کھانے کو اب جائینگی

(ابوالحمار) کون مردود ہے وہ کہتا ہے پردیکو جو بد   کافر و مرتد و زندیق ہے ملعون ابد
کیا دلیل اُس کی ہے لاؤ مین ابھی کرون رد   مجھکو تو پردۂ نسوان کی حمایت مین ہے کد
حق کی سنتا نہین جب بات کی پچ کرتا ہون
زور منطق سے مین باطل کو بھی سچ کرتا ہون

کون مجھہ سا ہے بتاؤ تو جہان مین لایق   اہل یورپ سے ہون مین علم و ہنر مین فایق
میری تصنیف کا ہے ہکسلی جیسون شایق   دعوی منطق و حکمت مین مین ہی ہون صادق
میرے شاگرد سے بھی کم ہے بہت بطلیموس
طفل مکتب مرے نزدیک تو ہے جالینوس

پارلیمنٹ کا مجھ سا نہین کوئی ممبر   مجھکو دنیا کے قوانین ملل ہین ازبر
علم منطق مین ارسطو سے بھی مین ہون بہتر   قدر کرتا ہے میری رائے کی ہر اہل نظر
بادشاہون کو لڑا دون مین غضب ہون چالاک
سچ تو یہ ہے کہ مرے سامنے کیا ہین افلاک

علم ہیئت مین کوئی مجھ سا ہے فرد کامل   سامنے میرے ہین گیلیلیو۔ نیوٹن جاہل
فیثاغورث کا ہے دعوے تجدد باطل   میری تحقیق کے ہین لندن و جرمن قائل
کرۂ شمس و قمر نقل سے ثابت کرون
نو فلک اور ابھی عقل سے ثابت کرون

ہے کوئی مجھ سا جیالوجی کا کامل استاد   ہے معادن کی جہانمین تو مجھ ہی سے بنیاد
علم حیوان و نباتات ہین میری ایجاد   مجھ سے سقراط فلاطون کی ارواح ہین شاد
علم مابعد طبیعت مین مین ہی کامل ہون

گنڈے تعویذ کا جادو کا مگر قائل ہون

علم بابرق وہوا مین ہون مین ہی فرد فرید   میری تصنیف ہر اک علم مین ہے قابل دید
ہے تصوف مین مرا صوفی صافی بھی مرید   مجھ سے کم رتبہ ہین اقطاب زمان پیر و شہید
علم و حکمت مین ہے اکتائی کا دعوی مجھکو
فرد کامل کیا اللہ نے پیدا مجھکو

(آزادی بیگم) ماموں جان آپ تو بے شبہ ہین اک بحر علوم   آپکی منطق و ہیئت تو ہے سب کو معلوم
آپ کے فلسفہ کی ہند مین ہر جگہہ ہے دھوم   آپ کے نام سے روشن ہین فلک پر یہ نجوم
آپ سا کوئی نہین عالم و فاضل ہشیار
پشت پر بار کتب سر پہ ہے بار دستار

(ابو المحار) بیٹی کیا ذکر تھا پردے کا کرو مجھ سے بیان   کفر ہے پردۂ نسوان مین مگر وہم و گمان
وسوسے ڈالتا ہے ولین تمہاری شیطان   اہل شک پاتے ہین لاحول کے پڑھنے سے امان
جنتی پھنستے ہین کب فلسفہ کی گھاتون مین
دوزخی آتے ہین شیطان کی ہان باتون مین

(آزادی بیگم) پہلی سیڑہی ہے سمجھ کی یہی شک ماموںجان   کیون اسے کہتے ہین وسواس خبیث و شیطان
قوت وہم ہے اک آیۂ خلاق جہان   دیکھہ لو اسکی کرامات ہے دنیا مین عیان
سوچ کا کام کوئی ذکر سے ہو سکتا ہے
شک نہ پیدا ہو تو کیا فکر سے ہو سکتا ہے

(ابو المحار) دور کمبخت یہ کیا بکتی ہے کفر و الحاد   قید مذہب سے تو پڑھ لکھ کے ہوئی ہے آزاد
عقل پھرتی ہے لئے جسکی نہین کچھ بنیاد   دین و دنیا تری یہ علم کرے گا برباد
سن کے یہ بات مکدر مری اب خاطر ہے
شک جو پردے مین کوئی لائے وہی کافر ہے

مولوی ابو الحمار غیظ و غضب مین آکر چلے جاتی ہین
اور تہذیب النسا بیگم اور آزادی بیگم آپس مین باتین کرتی ہین

(تہذیب النسا بیگم) (آزادی بیگم سے مخاطب ہوکر)

سن چکین شیخیان ماموں کی تم اپنے آپا   بنتے ہین نام خدا آپ ارسطو کے چچا
ایسا غوجی ہی کو پڑھکر ہے انھین یہ دعوے   رٹتے طوطی کی طرح پھرتے ہین صغری کبری
پڑھتے جس طرح کہ قرآن کو روان ہین حفاظ
یاد انکو بھی اسی طرح سے ہین کچھ الفاظ

(آزادی بیگم) اس زمانہ کے تو ملاؤن کی حالت ہی یہی   خودستائی پہ مرے جاتے ہین آفت ہی یہی
حق کے حامی نہین اعمال کی شامت ہی یہی   رہنما اندھون کے اندھے ہین حماقت ہی یہی
شیخیان مار کے نادانون کو بہکاتے ہین
جاہل محض ہین پر مولوی کہلاتے ہین

(تہذیب النسا بیگم) جھوٹے دعوے پہ بھی لائین ہزارون برہان   خود حدیثون کو گھڑین اور بنائین قرآن
راویون پر یہ لگا دیتے ہین دم مین بہتان   انکی منطق سے تو ڈرتے ہین جہان کے شیطان
تین گر چاہین تو چہتیس کو ثابت کر دین
پاک و معصوم یہ ابلیس کو ثابت کر دین
ان سے تھرّاتے ہین سب مفتی و قاضی و حکم   خون ناحق نہین تحریر کی سرخی سے ہی کم
ان کے فتون سے تو مظلوم گئے سوے عدم   انکی تاویلون کے مشکور ہین سب اہل ستم
منطق کے زور سے ظالم کو یہ مظلوم کرین
شمر کو چاہین تو ثابت ابھی معصوم کرین

(آزادی بیگم) جانتے سب ہین کہ اسلام مین پردہ یہ نہین   ظلم رکھتا نہین نسوان پہ روا دین متین
حبس دائم کی مضرت کا تو ہے انکو یقین   قید نسوان کی عرب مین ہے بو اسم نہین

چھوڑتے حق کو ہین باطل کی پچ کرتی ہین
سچ بھی کہتے نہین کیا خلق سے یہ ڈرتے ہین
(تہذیب النسا بیگم) ان پہ موقوف ہی کیا سب ہی ہمارے ہین خلاف   باپ مان بھائی بہن آنکھون کے تارے ہین خلاف
قاضی و مفتی و حکام یہ سارے ہین خلاف   در و دیوار و زمین چرخ ستارے ہین خلاف
کوئی برگشتگی بخت سے چارا ہے بہن
جز خدا کون مددگار ہمارا ہے بہن
(آزادی بیگم) کون ہمدرد نسا ہے جو کرے اپنی مدد   وار کرتا ہے فقط ایک معلّم سب رد
اسکی بھی دشمن جان خلق ہی اللہ ری کد   کیون ترقی سے ہمارے ہے یہ مردون کو حسد
لوگ آنے سے بھی بیزار ہین اس کے اب تو
حلم وحق و وہی مددگار ہین اس کے اب تو
(تہذیب النسا بیگم) خیر اللہ تو ہے گو نہین کوئی یاور   اس مصیبت مین وہی لیگا بہن اپنی خبر
مثل حیوان ہمین رکھتے ہین جو بے علم و ہنر   مانگتے پھرتے ہین ہم بھیک اسی سے گھر گھر
حکم مردون کا ہے اپنا نہ ارادہ ہے کوئی
بے کسی اس سے بہن اور زیادہ ہے کوئی

چھوتھا سین ایک دالان

کریما نائن اور آزادی بیگم

(آزادی بیگم) اے کریما بوا تم آج کہان آنکلین   بھولے چوکے سے بھی دم بھر کو نہ تم آگلین
عید گزری بھی سویان نہ یہان آ نکے لین   آنے دیتی نہین کیا لڑکیان ہین سب سے کملین
آئین برسون مین بھی گر تم تو اکیلی آئین

ساتھ اپنے نہ نصیبا کو بوا تم لائین

(کریگا) بیوی پڑھنے سے کوئی دم نہین اُسکو فرصت   امتحان آیا ہے کرتی ہے غضب کی محنت
اپنی ہم جولیون سے بھی ہے اسے اب نفرت   اک ہوا کھانیکو جانے کی فقط ہے عادت
پڑھنے بچپن سے تو مکتب مین بٹھایا ہے اُسے
اسکے باوا نے تو ضد کرکے پڑھایا ہے اسے

(آزادی بیگم) خیر سے عمر نصیبا کی بوا ہے اب کیا   مین سمجھتی ہون کہ سن چودہ برس کا ہوگا
مدرسہ جاتی ہے وہ اور نہین کچھ پروا   انتظام اسکی سواری کا کیا تمنے بوا
چہرہ اپنا وہ کسی کو نہ دکھاتی ہوگی
مدرسہ ڈولی ہی مین بیٹھ کے جاتی ہوگی

(کریگا) بیوی وہ تو نہین کرتی ہے کسی سے پروا   چادر اوڑھ کے وہ مدرسہ جاتی ہے سدا
بیوی اس بات سے اسکی ہون بہت مین بھی خفا   بے دھڑک پھرتی ہے مردون مین نہین شرم ذرا
کہتی ہے ہمیون سے کسطرح لیاقت مین بڑہون
اس موے پردہ مین ممکن نہین مین علم پڑھون

(آزادی بیگم) سچ تو کہتی ہے بوا ٹھیک ہے یہ اُسکا خیال   اس موے پردہ مین نسوان کی ترقی ہے محال
فائدہ کیا ہی نہو علم مین جب تک کہ کمال   تھوڑا پڑھا یا جو لڑکی کو تو کیا اس کا مال
علم حاصل ہو تو تکلیف کا سہنا اچھا
تھوڑے پڑھنے سے تو ناخواندہ ہی رہنا اچھا

(کریگا) سنتی ہون ڈاکٹری پڑھکے وہ ہوگی نوکر   ہوگی تنخواہ سوا سو سے بھی پہلے بڑھکر
اب تو عزت سے کمائیگی بہت مال و زر   ایسی بیٹی پہ مین قربان کرون لاکھ پسر
اپنے لائق تو یون آرام سبھی ہے مجھکو
فکر شادی کی بس اب ایک رہی ہے مجھکو

(آزادی بیگم) کس سے شادی کی ارادی ہین کہو تو ہم سے ہر کوئی اس سے بھی لائق ہے ملا جم جم سے
بیاہ کرنے کی نہین وہ تو کبھی بھی کم سے ایسی شادی بھی ہے کیا عمر کٹے جو غم سے
بیوی شوہر جو مخالف ہون تو بس مرنا ہے
طوطی و زاغ کو پیوند بہم کرنا ہے
(بیگم) وہ یہ کہتی ہے کہ مین آپ کرونگی شادی دیکھہ لین مرد کو ہم ہے یہ ہمین آزادی
عقد میرا نہین کر سکتے ہین دادا دادی مرد جاہل کی تو سنگت کی نہین ہین عادی
حبس دایم مین ہین ہرگز نہ رہون گی اماں ظلم شوہر کے تو بیجا نہ سہون گی اماں
عقد جاہل سے نہ کرنا مرا تم بہر خدا زہر کھالون گی جو ایسے سے پڑیگا پالا
قید دایم کی سہونگی نہ کبھی مین ایذا گاڑ دو جیتے ہی جی کھود کے تم مجھکو بوا
گھر مین رہنا مرا اماں تمھین کیا دوبھر ہے
ایسی شادی تو مجھے مرگ سے بھی بدتر ہے
(آزادی بیگم) سچ تو کہتی ہے کہ گیا وہ نہین اسمین کلام بیوی شوہر کی محبت کا فقط عقد ہے نام
رنج باہم سے کوئی ملتا ہے گھر مین آرام ایسی شادی تو ہے دونو کو قضا کا پیغام
عقد مین رائے بھی ہم سے تو نہین لیتے ہین
جسکو جی چاہا اٹھا کر ہمین دیدیتے ہین
بس محب بند زبان کر کہ زمانہ ہے برا وہی ہوتا ہے یہان چاہتا ہے جسکو خدا
عورتین قید سے چھوٹین ہے یہی حکم قضا ڈر نہین لاکھہ مخالف ہو ہمارے دنیا
گرچہ ہر گام پہ ہے ظاہر و پنہان مشکل
ہے بھروسہ جو خدا پر تو ہے آسان مشکل

متفرقات

گلاب کا پھول

ایک دن وقت سحر گذرا جو باغ عام سے   وہ سمان دیکھا کہ آتا ہے تصور مین نظر
وہ سہانا وقت وہ سبزہ وہ پھولونکی مہک   وہ نسیم صبح وہ خوش لہجہ مرغان سحر
جابجا کونڈون مین کیا ہی خوش نما تھے وہ درخت   تھا گلاب اُن سب مین بڑہکر دلفریب و خوشتر
رخ سے ہر گل کے عیان یون جلوۂ صناع حسن   شمع جیسے پردۂ فانوس مین ہو جلوہ گر
کچھ کھلے تھے پھول کچھ کلیان ابھی تھین نیم وا   اور مرجھائے پڑے تھے جابجا کچھ خاک پر
ناشگفتہ کل جو تھے غنچے وہ اب کھلکر تھے پھول   اور پژمردہ تھے وہ پڑتی تھی کل جن پر نظر
اتنے مین اک باغبان آیا درختون کے قریب   جس نے توڑے پھول وہ چنکر جو تھی شاداب تر
دیکھ کر گلچین کا یہ ظلم و ستم مین دنگ تھا   جی مین کہتا تھا کہ ہے فولاد کا اس کا جگر
دل نہین دکھتا ہے اسکا توڑتا ہی جب یہ پھول   سنگ دل ہے کچھ نہین اسمین محبت کا اثر
خود لگایا باغ اس نے اور سینچے یہ درخت   آپ ہی اب توڑتا ہے شاخ و گل برگ و ثمر
یہ خیال آتے ہی دل مین عقل نے مجھ سے کہا   بے خبر تجکو نہین اسرار خلقت کی خبر
وہ حقیقی باغبان جس نے لگایا ہی یہ باغ   جس کی صنعت پر گواہی دے رہی ہین یہ شجر
خاک سے پیدا یوہین کرتا ہی ہر دم صورتین   جلوہ افروزی ہی جن کی مانند ہین شمس و قمر
اور پھر خود ہاتھ سے اپنی مٹاتا ہے انھین   رحم آتا ہے اسے کب ان کے حال زار پر
ہست کرتا ہے وہی اور نیست کرتا ہی وہی   ہے وہی رزاق مطلق خالق ہر خیر و شر
جس کو تو سمجھا ہے بے دردی وہ ہی رحم و کرم   نفع جس کو جانتا ہے تو وہ ہو شاید ضرر

خوش نمائی دیکھکر اس باغ کی خوش ہو عجب
کس کو اس کی ابتدا و انتہا کی ہے خبر

ترکیب بند

ذرا آنکھون کو کھولو گردش چرخ کہن دیکھو — کیا پامال ہم کو بھی زمانے کا چلن دیکھو
کبھی تھا گلشن اسلام بھی سرسبز دنیا مین — مگر اب چشم عبرت سے وہی اجڑا چمن دیکھو
عمارت علم کی جب تک نہ تم ملکر بناؤ گے — رہے گا خانۂ ویران یہ گھر اہل وطن دیکھو
ملایا گردش افلاک نے گو خاک مین ہمکو — مگر اس خاکساری مین ہمارا بانکپن دیکھو
دھوان ابتک بھی کچھ بجھتے چراغون سے نکلتا ہے — ابھی برہم ہوئی ہے دوستو یہ انجمن دیکھو
مخالف ہین نئی تعلیم کے بیجا تعصب سے — ہماری قوم کا اے عاقلو دیوانہ پن دیکھو
سخن سنجو ذرا میرے دُرِ اشعار کو پرکھو — مرے مضمون کو سمجھو مرا طرز سخن دیکھو
گھٹے گی تربیت تعلیم جتنی ایک ملت کی — بڑھے گا اتنا ہی اس قوم کا رنج و محن دیکھو
دکھائے جوہر تیغ و قلم تمنے زمانے کو — نہین مردانگی تم مین تو اب گور و کفن دیکھو

تمہارے باپ دادا نے دکھائین جرأتین رن مین
دکھاؤ ہمتین تم بھی حصول حکمت و فن مین

گئے وہ دن کہ شمشیر دودم تھی یاور و ہمدم — گئے وہ دن کہ تھا مغرور اپنے زور پر رستم
گئے وہ دن کہ حیوانی قوا انسان کے حاکم تھے — گئے وہ دن کہ جذبے نفس کے تھے رہبر آدم
گئے وہ دن کہ قومین فخر کرتی تھین شجاعت کا — گئے وہ دن کہ تھا تلوار کے قبضہ مین بر و یم
مگر اب بادشاہِ فلسفہ کی حکمرانی ہے — گڑے ہین عقل کے جھنڈے کھلے ہین علم کے پرچم
مسلمانون اٹھو باندھو کمر اب وقت فرصت ہے — بسان شیر ملک علم پر حملہ کرو پیہم
دکھاؤ جوہر تیغ قلم میدان حکمت مین — کرو سر یہ مہم علم گر تم مین ہے کچھ بھی دم
نہ ہارو ہمتین شمشیر و خنجر چھوڑ دو دامن جرأت — لڑو جہل و تعصب سے لڑائی ملکے سب باہم
رہے گو دوڑ مین پیچھے مگر تم اسپ تازی ہو — بڑھو آگے بہت چلنا ہے عرصہ ہے نہایت کم

یہی قانون فطرت ہی کہ گھٹکر بڑھتی ہین قومین
ترقی ہوتی ہے سر کٹتے ہی کیا شمع کی لوین

مغل چنگیز خانی جو کبھی تھے حاکم و افسر   ابھی گذری ہین کچھ صدیان کہ حالت انکی تھی ابتر
لباس انکے تھے چرم گوسفند و آہوئے وحشی   غذا انکی تھی لحم موش بستر ان کے خاکستر
یہی قربانیان انسانکی کرتے تھے معابد مین   نشان ہین آجتک باقی جہان لاکھون مرے جلکر
یہی وہ ہین کہ جن کی حرکتین سب وحشیانہ تھین   درندون کی طرح آپسمین لڑتے تھے یہی اکثر
نہ انمین علم و فن تھا اور نہ ہمدردی نہ حکمت تھی   جہالت انکی ہمدم تھی سفاہت انکی تھی رہبر
مگر جب کرلیا اسلام نے آکر شکار ان کو   ہوے صید حکومت یہ مثال طائر بے پر
یہ ٹھوکر لگتے ہی خواب تغافل سے وہ خود چونکے   کھلین آنکھین تو دیکھا یہ کہ اپنا حال ہے ابتر
حکومت نے بتائے ان کو رستے پھر ترقی کے   چراغ علم روشن ہوگئے اکبارگی گھر گھر
ملی وہ علم کی دولت بدولت جسکی دنیا مین   وہی ہین آج سب قومون سے اعلیٰ اور بالاتر

مہذب قوم کی فرمانروائی سے رعایا کو
فواید ہین بہت یہ نکتہ تم اے غافلو سمجھو

کھلی ہین علم کی راہین ہوئے ہین مدرسے جاری   مہیا ہین ہر اک فن کے مدرس عالم و قاری
کہین تعلیم علم کیمیا علم فلاحت ہے   سکھاتے ہین کہین علم طبابت فن بیطاری
کہین تعلیم ہے علم طبعی و ریاضی کی   کہین تدریس علم مندسہ ہے ورس معماری
ہوئے ہین جب سے جاری ریل برقی تار اسٹیمر   تجارت کی ہوئی ہے ہر جگہہ کیا گرم بازاری
تجارت کی بدولت اہل یورپ کو ملی دولت   عرب اپنے زمانے کے بڑے نامی تھے بیوپاری
سلیمان کو تجارت سے ملی بے انتہا دولت   تجارت سے نہ تھے اسلام کے بانی کبھی عاری
تجارت سے ملیگی تمکو عزت دولت دنیا   ہمیشہ پائینگے ہم نوکری مین ذلت خواری
مسلمانون سے کیون ثروت گئی افلاس کیون آیا   کہ انکی ہمتین بس نوکری مین صرف ہین ساری

مسلمانو نہین کچھ فائدہ اگلی کتابون سے   بیاض کرم خوردہ ہین کوئی لے لیگا پنساری

علوم مغربی سیکھو کہ تم اہل بصیرت ہو
کھلین آنکھین تمہاری اور حاصل تمکو دولت ہو

کرو تعلیم اپنی عورتون کو اے مسلمانو   نہ رکھو ان کو جاہل تم سنو میرا کہا مانو
نہین ممکن بلا تعلیم نسوان مرد لایق ہون   بڑا ہوتا ہے صحبت کا اثر سمجھو مری جانو
پڑا ہے پردہ غفلت یہ کیسا چشم بینا پر   کہ مثل طائر پابند انھین رکھتے ہو نادانو
نہین عورتین کیا جزو قوم ملت احمد   نہین کیا فرض و تعلیم و ہدایت ان کی انجانو
یہی مائین زبان مادری تعلیم کرتی ہین   زبان کی درسگاہین ہین یہی گھر اے زبان دانو
گلڈسٹن کی ما اگر نہ ہوتی لایق و فائق   نہ ہوتا افصح ابلغ وہ ہرگز تم یقین جانو
اگر اس گھر مین رہنا ہے تمہین عیش و مسرت سے   بناؤ اپنی نسوان کو مہذب خانہ ویرانو
تعجب ہے تمہاری عورتین وحشی و جاہل ہون   اور اسپر دعوی تہذیب ہو تمکو مسلمانو
حجاب آتا ہے کہتے چشم پوشی ہو نہین سکتی   جو پردہ حد سے بڑھکر ہے اٹھا دو اسکو دیوانو

کرو قائم مدارس جابجا تعلیم نسوان کے
ترقی کی یہی راہین یہی ہین کام انسان کے

مرا دعوی مسلم ہے نہین جسمین کوئی حجت   کہ ہے اسلام سب سے بہترین مذہب و ملت
اصول اس کے ہین جڑ لاریب انسانکی ترقی کے   فروع اس کے ہین اصل راحت آرام و امنیت
عرب کیا تھا فقط اک ریت کا میدان چٹیل تھا   زمین تھی سنگلاخ اور ریت کے ٹیلون کی تھی کثرت
زمین جلتی تھی ایسی جیسے انگارا دہکتا ہے   حرارت دھوپ کی تھی اسقدر گرمی کی تھی شدت
نہ دریا تھا نہ ندی تھی نہ تالاب اور جھیلین تھین   بسان گوہر نایاب پانی کی تھی کیا قلت
فقط باران رحمت پر عرب کی زندگانی تھی   برستا تھا نہ جب پانی تو ہوتی تھی بڑی دقت
نہین اوگتے تھے تخم کاہ خود رو بھی کہین از خود   زمین بنجر تھی ایسی جیسے کوئی بانج ہو عورت

نتھی ہندوستان کی طرح شادابی و زرخیزی   نہ وان فطری تمول تھا نہ قدرت کی کوئی دولت
کہجورون کے کہین جھنڈ اور کہین خار مغیلان تھے   کہین بھیڑون کے گلے تھے کہین اونٹونکی تھی کثرت
مویشی کے سوا اہل عرب کا کیا خزانہ تھا
یہی ان کی بضاعت تھی یہی بس کارخانہ تھا

پلا ساقی مے گلگون چمن مین بادہ خواری ہے   خزان کے دن گئے اب آمد فصل بہاری ہے
مے گلرنگ کے ساغر ہین شاخون پر گل احمر   نسیم صبح پر کیفیت مستانہ طاری ہے
کہین باد سحر کی دمبدم غنچون سے اٹکہیلی   گلون کے پاس بلبل کی کہین امیدواری ہے
کہین سوسن نے کھولی ہی زبان نعت محمد مین   کہین غنچون کے لب پر مدح احمد حمد باری ہے
قطارین سرو کی ہین یا کہ صف بستہ نمازی ہین   ثمر سجدے مین شاخین سرنگون کیا خاکساری ہے
کہین شمشاد پر خوش لہجہ قمری کرتی ہی حق حق   کلام اللہ گویا پڑھ رہا منبر پہ قاری ہے
روان نہرین نہین ہین چشمہ پر آب سی ہر جا   کسی مہجور کی آنکھون سے جوئے اشک جاری ہے
اقامت مین شجر ہین شاخ و گل سجدہ مین جھکتے ہین   مشجر کا مصلا ہے نہین پھولون کی کیاری ہے
برنگ صوفی صافی کہین طاؤس رقصان ہین   غزل گاتی ہے بلبل اور گل پر حال طاری ہے
چمن مین جلوہ جانان نظر آتا ہی ہر جانب   نہ دیکھین ہم تو بیشک کور چشمی یہ ہماری ہے
محب ہشیار ہر جا تاک مین صیاد بیٹھا ہے
کوئی مضطر قفس مین ہے کوئی ناشاد بیٹھا ہے

ہماری قوم کے مردون کی حالت

نہ علم دنیا نہ علم دین ہے نہ فلسفہ ہی نہ خلق احمد   مگر تعصب ہے اور وحشت تباہ حالت ہے اور ابتر
فضول فکرین عبث مباحث ہنسی کے قابل ہین انکی باتین   غلط خیالون سے سڑ گیا ہے دماغ انکا غرض سراسر
بتائے انکو جو عیب ان کے اسی کو سمجھین یہ اپنا دشمن   کرے جو جھوٹی خوشامد انکی وہی ہے نظرون مین انکے بہتر

مزاج ان کا ہے عاشقانہ مذاق انکا ہی وحشیانہ
طبیعت انکی بہت ہی نازک دماغ انکا ہی سخت بیجر
کوئی ہی مجنون کوئی ہی وامق کوئی ہی فرہاد قیس ثانی
کسی کے سر مین خیال گیسو کسی کے دلمین ہی عشق دلبر
کہین ہے دور شراب احمر کہین ہے لالہ رخونکا جمگہٹ
کہین ہے رقص و سرود ہو حق کہین ہے شطرنج اور چوسر
کہین ہے افیون مدک کا چرچا کہین ہے چانڈو کا شغل ہردم
کہین ہے سیندہی کے روز جلسی کہین ہی گالی گلوچ شب بھر
انہین تو راحت سی اپنی مطلب کسیکو دُکھ درد سے غرض کیا
تباہ ہو جائے قوم ساری یہ ہے ہمارا اگر بنا گھر
ملین جو موقع تو کھود ڈالین یہ اپنی ہاتھو نسی اپنی گھر کو
گرائین قومین عمارتین سب اُکہاڑ ڈالین بنا کے پتھر
محب نہ ہوتی جو شرم مجھ مین تو اور لکھتا مین انکی حالت
نہ انمین غیرت نہ انمین ہمت نہ انمین کوئی حیا کا جوہر

ہماری عورتون کی حالت

ذرا تو نسوان کا حال دیکھو ادھر توجہ کرو خدارا
مرض ہے مہلک مریض بے بس دوا ندارد طبیب عنقا
خیال باطل قوا معطل غلط عقاید فضول فکرین
اداس چہرے ملول خاطر مزاج برہم ضعیف اعضا
نہ اپنی حالت کی کچھ خبر ہے نہ ملک و ملت سے آگہی ہے
گھرونمین پتھر کی مورتین ہین یہ ساری نسلین ہماری گویا
نہ فکر دنیا نہ خوف عقبیٰ نہ حب ملت نہ درد انسان
جو عیش پوچھو تو خواب غفلت جو کام پوچھو تو پان کہانا
کسی کو دلمین ہوس یہی ہے کہ سونے چاندی سے مین لدی ہون
کسی کے جی مین یہی ہے ارمان کہ اپنی بیٹی کا دیکھون سہرا
سکھائین بچون کو یہ وہ باتین جو انکی حق مین ہے زہر قاتل
غرور و نخوت ہوا پرستی انہین کی الفت کا ہے نتیجہ
بنائین بچونکو یہ بلا کو سکھائین انکو غضب کی عادت
محبت انکی ہی قہر باری عداوت انکا ہی پیار سارا
یہی مربی ہین انکی پہلی یہی معلم ہین انکی اصلی
یہی بناتی ہین انکو شیطان یہی بناتی ہین انکو عیسی
جہانمین لایق ہوئے ہین جتنے وہ ہی ماؤنکی ہین بنائے
ہر ایک ارذل ہر ایک خائن ہی اپنے مادر کا [illegible]
بنائین نسوان کو اپنی لایق کہ انکی اولاد ہو مہذب
رہین یہ جاہل تو دیکھ لینا کہ ملک وحشی رہیگا سدا
ہمین جو کہنا ہی کہہ رہی ہین بُری لگے یا بھلی کسیکو
اب آگے مانین محب نہ مانین زمانہ ان کو کریگا سیدہا

ہمارے بچّون کی حالت

یہ ننھے ننھے ہمارے بچے کہ جنکی صورت ہے بھولی بھولی
بدن ہین ان کے نحیف ولاغر قوائے روحی ہین انکے بگڑے
خزان رسیدہ چمن کے پودے نہ ہون گے سرسبز تربیت سے
یہ گلبدن ہین ابھی سے کانٹے پھلینگے پھولینگے خاک آگے
ضعیف نسوان کی ہون گی نسلین ضرور پژمردہ اور سوکھی
بتائے کوئی کہ کرم خوردہ درخت لاتے ہین بار اچھے
غذائین ان کی مضرت صحت لباس ان کے خلاف حکمت
جو مائین نادان تو باپ جاہل بُرے ہین ان کے کھلانیوالے
کوئی ڈراتا ہے اُن کو ہر دم کوئی ہنساتا ہے ان کو بیہم
کوئی سکھاتا ہے لغو باتین کوئی سُناتا ہی جھوٹے قصّے
نہ ان کے کھانے کا وقت کوئی نہ ان کے سونیکا جاگنے کا
پلائے ہر بار دودھ مادر جو بچہ سو بار دن مین روئے
محبّ جو کرنا ہو اب کرو تم یہ خواب غفلت مین کیا پڑے ہو
نکل گئین آگے اور قومین رہی تمہاری ہی قوم پیچھے

مربع

نہین ہندوستان مین اب کوئی ماہر کسی فن کا — نہ کامل کیمیا کا ہے نہ عالم علم معدن کا
پتا چلتا نہین ہے حرفت و صنعت کے خرمن کا — مٹایا نام بھی افلاک نے ہیئت کے گلشن کا

۲

ولایت جانیوالون سے یہ اُم ہند کہتی ہے
تمہین معلوم ہے جو مان تمہاری رنج سہتی ہے
خدا جانے وطن کی یاد بھی کچھ تم کو رہتی ہے
مبارک ہو سفر اے نوجوانو تم کو لندن کا

۳

امید اجر محنت کا ہے انسان فطرتاً شایق
جو ہو مایوسی و حرمان تو ہو پھر کس طرح فائق
وہین ہوتے ہین پیدا انتہا کے قابل و لایق
ترقی مین جہان آزاد ہے ہر فرونیشن کا

۴

توجہ ہوتی ہے جون جون ہلال عید بڑہتا ہے
زمین مین چھپتے ہی تخم گل خورشید بڑہتا ہی
حجاب شرم سے تو اور شوق دید بڑہتا ہے
دکھاو جلوۂ قدرت عبث پردہ ہے چلمن کا

۵

کھلے ہین پھول ہر جا باغ مین نرگس کا دستا ہی
چمک بجلی کی ہے یا کوئی رشک ماہ ہنستا ہے
ہوا چلتی ہے کوئل کوکتی ہے مینھ برستا ہی
گھٹا گھنگھور چھائی ہے عجب موسم ہی ساون کا

۶

نہین کچھ فائدہ بے محنت و کوشش زراعت مین
بغیر علم ناممکن ترقی ہے صناعت مین
بڑہین کسطرح اہل ہند یورپ سے تجارت مین
بنانا بھی نہین آتا انھین افسوس سوزن کا

۷

بدل جاتی ہے فطرت آدمی کی خلق و عادت سے
ملک ہوتا ہے وحشی قوت علم و لیاقت سے
ہوا ہے جب سگ اصحاب کہف انسان صحبت سے
اثر کیون کر نہ پھر ہو گا ترقی یافتہ زن کا

۸

غم و اندوہ مین افسوس اپنی عمر کھوتی ہین
تڑپتی رات بھر ہین چین سے کیا خاک سوتی ہین
مصیبت پر جو اپنی بیوگان ہند روتی ہین
پہنچتا ہے فضائے لامکان تک شور شیون کا

(۹)

یہ پردہ ہے کہ ہے یہ عورتونکے بخت کی گردش
کبھی ان قیدیون کے جرم کی ہوگی نہ آمرزش
گمان بے پردگی کا ہو کرین ہر طرح کی بندش
اگر پائین پتا دیوار پر چیونٹی کے روزن کا

(۱۰)

دُرِ مضمون کی آب و تاب ہی کب دُرِ مکنون مین
ضیائے جلوۂ معنی سے کب خورشید گردون مین
اثر جادو بیانی کا کہان ہے سحر و افسون مین
کلیجا موم ہو جاتا ہے اس سے سنگ و آہن کا

(۱۱)

بڑے مردون کی جرأت ہی مقابل فوج کے اڑنا
ثبات کوہ ہے میدان مین پائے عزم کا گڑنا
نہین آسان ہے کچھ بد رواج و رسم سے لڑنا
جگر رکھتا ہون مین سہراب سام و زال بہمن کا

(۱۲)

عرب نازان ہین اپنی سادگی جادو بیانی پر
عجم مرتے ہین اپنی صنعت و تشبیہ دانی پر
ہمارے شاعرون کی طبع جب آئی روانی پر
انھین مضمون ہاتھ آیا گریبان جیب و دامن کا

(۱۳)

بتون کو نذر ایمان حضرتِ انسان دیتی ہین
یہی بچّون کو اپنے ہاتھ سے بلدان دیتی ہین
پرانی ریت رسمون پر یہ اپنی جان دیتی ہین
رواج و رسم ہی پچھیا ہے اس فخر روح انجمن کا

(۱۴)

فلک پر انجم تابان مری آہون سے جلتے ہین
مرے نالون سے برق و رعد کے بھی دل ہلتے ہین
فغان کے ساتھ اٹھتا ہے دھوان شعلے نکلتے ہین
گمان ہوتا ہے میرے سینۂ سوزان پہ گلخن کا

(۱۵)

بقا کسکو میسّر ہے بجز خدا اس دار فانی مین
مثال آب ہے عمر روان ہر دم روانی مین
مٹاتے ہین عدو کیون نام میرا زندگانی مین
نہ پائینگے نشان بھی بعد مردن میرے مدفن کا

نالہ پردہ نشینان ہند

(بطرز نظم انگریزی)

عمر بھر قید مین کرتے ہین ہمین ہائے بسر — گھر مین گھٹ گھٹ کے مری جاتی ہین ہم خستہ جگر
درد دل گو نہ سنے ایک بھی بے درد تو کیا — در و دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۲

اس چمن مین تو ہمین قید ہین سب ہین آزاد — سرو آزاد ہے قمری و عنادل بھی ہین شاد
گرچہ سنتا نہین صیاد ہمارا نالہ — در و دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۳

گھر مین اللہ کے بھی ہم نہین جانے پاتے — مجلس وعظ مین بھی ہم نہین آنے پاتے
اب خدا بھی نہین سنتا ہے اسیرونکی بکا — در و دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۴

بطن مادر سے جو آئے تو ہوئے گھر مین بند — گھر سے نکلے تو ہوئے آہ زمین کے پیوند
زندہ در گور ہین ہم گو نہ سنین آہ و بکا — در و دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۵

دید گلزار سے محروم ہین اہل قفس — پر ہمین منع ہے نظارۂ گلشن کی ہوس
سنتی فریاد نہین گرچہ تو اے باد صبا — در و دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۶

نور تعلیم سے ہر چشم تو اب ہے روشن — جہل سے ہمکو ہے زندان یہ سارا گلشن
گو سنے کوئی نہ فریاد اسیران بلا — در و دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۷

درد کا اپنے بجز موت نہین کوئی علاج   گو جہان مین ہے ہماری ہی ہین کا اب راج
وہ بھی سنتے ہی نہین حالِ دلِ زار اپنا   در و دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۸

پھر وہان بھی اجازت نہین نکلین باہر   ہم جو مر جائین تو ہو قبر بھی گھر کے اندر
حبس بیجا کا سنے کون ہمارا دعوے   در و دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۹

اپنے ہمجنسون سے رہتے نہین وحشی بھی الگ   ملتے جلتے ہین بہم گرگ و اسد گربہ و سگ
گرچہ جاتی نہین باہر کہین رونیکی صدا   در و دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۱۰

کالے پانی مین تو آزاد ہین دائم قیدی   جرم سنگین کیا اس پر بھی ملی آزادی
کوئی سنتا ہی نہین ہم سے ہوئی کیا ہی خطا   در و دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۱۱

جز خدا کون محب اب ہے ہمارا حامی   ہر طرف سے نظر آتی ہے ہمین ناکامی
گرچہ سنتا نہین دکھ اپنا مسیحا بھی ذرا   در و دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

علم و دولت کا مباحثہ

علم

علم نے دولت سے یہ طنزاً کہا   مین خدا کا مظہرِ انوار ہون
مین ہون نورِ دیدۂ اہلِ نظر   مردمِ چشمِ اُولو الابصار ہون
میرے قدمون سے لگے ہین تاج و تخت   کانِ زر ہون ابرِ گوہر بار ہون

ہو بدولت میری مفلس بھی امیر　　گر مین اسکا مونس و غمخوار ہون

دولت

سُن کے دولت نے دیا اُسکو جواب　　مین جہان کی جان ہون دلدار ہون
دین و دنیا کا مجھی پر ہے مدار　　مدعاے کافر و دیندار ہون
تجکو میری ہر گہڑی ہے احتیاج　　مین تری حاجت روا ہون یار ہون
مجھسے ہین سرسبز بستان علوم　　باغبان گلشنِ افکار ہون
مدرسے قایم ہین میری ذات سی　　مین معین مطبع و اخبار ہون

علم

دیکھ یورپ کو کہ عاشق ہے مرا　　ہند کی نظرون مین لیکن خوار ہون
میری سیوا سے ہی انسانکی نجات　　مین جہان مین رام کا اُتار ہون
ہون نگاہ احمق بد بین مین خوار　　عاقلون کے مین گلے کا ہار ہون
پاک کرتا ہون مین انسان کی خیال　　مصلحِ بدکار و بد اطوار ہون

دولت

ہین سلاطین و گدا میرے مطیع　　مین جہان مین حاکم و سردار ہون
عالم مفلس کی کیا دنیا مین قدر　　عزت اُسکی ہے مین جسکی یار ہون
مورث افلاس و ناداری ہے تو　　مین مزیل نکبت و ادبار ہون
اہل دنیا رکھتے ہین مجکو عزیز　　مین نہین وہ جو کسی پر بار ہون

علم

دور کرتا ہون مین امراض قلوب　　یعنی دواے درد ہر بیمار ہون
اہل محنت مجھ سے پاتے ہین عروج　　غفلت و سستی سے مین بیزار ہون
دوست رکھتے ہین مجھے اہل غرور　　مین انہیں مقبل و اخیار ہون

عقدۂ لاحل کو کر دیتا ہون حل — ہین کلید مخزن اسرار ہون

دولت

مجھ سے ہے ہر قوم و ملت سربلند — قیصرون کی طرۂ دستار ہون
سرکشون کو زیر کر دیتی ہون مین — ذو الفقار حیدر کرار ہون
مجھ سے محکم ہے بنائے سلطنت — حصن ہون مین لشکر جرار ہون
لشکری لڑتے ہین میرے واسطے — مین تفنگ و تیر ہون تلوار ہون

علم

مجھ سے ملتے ہین غرض دنیا و دین — رہنمائے مومن و دیندار ہون
دوستی تیری ہے دوزخ کی دلیل — اور مین وجہ خمود نار ہون
ہے رفاقت تیری بالکل بے ثبات — مین رفیق جان ہون یار غار ہون
دوست ہین تیرے عدو خلق و دین — مین رفیق سید ابرار ہون
مین طبیب قلب ہون تسکین دل — دافع رنج و غم و آزار ہون
ہے محب میرا جہان مین کامیاب — مین عدو نکبت و ادبار ہون

مرثیہ در تعزیت محمد یوسف حسین داماد مصنف و منتظم طبع کتاب ہذا

(بتاریخ ۷ رمضان ۱۳۳۱ھ روز چہارشنبہ بعارضہ ہیضہ بمقام حیدرآباد دکن محلہ فیلخانہ)

خوشی و رنج یہ دو نو جہان مین ہین توام — کبھی ہے مرگ تولد کبھی کبھی ہے الم
سرور وصل کبھی ہے کبھی فراق کا غم — غمی و عیش کا ہر جا نزول ہے پیہم
ہر ایک آن حوادث فلک سی آتے ہین
سرور خانون کو ماتم سرا بناتے ہین

اُٹھا جو پردۂ شب اور ہوئی نمود سحر   وبائے ہیضہ کا پیدا ہوا مکان مین اثر
ہزار حیف کہ یوسف حسین لخت جگر   ہوئے شکار اجل ایک یوم کے اندر
ہر ایک وست مین آواز پست ہونے لگی
حرات زیست کو بالکل بدن سے دھونے لگی

قضا جو آئی علاج و دوا تھے سب بیکار   عدم کو ہو گیا راہی بصد خوشی بیمار
نہ کچھ ہراس نہ مرنے کے غم کے کچھ آثار   نہ خوفِ مرگ نہ خویش و قریب کے افکار
وہ صبر اور تحمل دکھایا حیرت ہے
بہادرون کی بھی اسپر نثار جرأت ہے

عجب سکون و تسلی دل کا مرنا تھا   جہان کے چھوٹنے کا غم نہ خوفِ مرگ اصلا
زبان پہ ان کے تھا وقت وداع نام خدا   کہون انھین جو ولی مین تو کچھ نہین بیجا
جہان مین آکے ہر اک شخص جانیوالا ہے
مرے خوشی سے تو جنت پھر اسکا ماوی ہے

وہ خوش مزاج وہ خوش خلق اور وہ ہمدرد   نظیر انکا ملے گا ہزار مین اک مرد
وہ حلم سامنے جس کے غضب کی آتش سرد   وہ دوستی کہ انھین جسمین کچھ غرض کی گرد
وہ سب کے دوست وہ سب کے محب وہ سب کے غلام
مگر کسی سے بھی اپنی غرض نہ اپنا کام

بیان ہو نہین سکتے ہین انکے وصف جمیل   کثیر کی نہ تمنا تھی اور نہ رنج قلیل
تمام عمر نہ کی کچھ ترقیون کی سبیل   نہ حرص دولت و عزت نہ عہدہاے جلیل
قلیل آمد ماہانہ پر قناعت تھی
نہ افسرون کی خوشامد کی انکو حاجت تھی

کسی سے رنج نہ جھگڑا نہ اختلاف نہ کد   مگر ہر ایک کی ہر وقت بے سوال مدد

LIBRARY

بڑے کو بھی تو زبان سے کہا انھون نے نہ بد   کہ غیبت اور حسد کی تھی احتیاط از حد
کلام لغو سے وہ اجتناب کرتے تھے
زبان کو اپنی نہ بک سے خراب کرتے تھے
بہت تھین خوبیان جنکا شمار مشکل ہے   یہ جسم خاک ہے قیمت ہے جسکی وہ دل ہے
عمل جو نیک ہون آسان لحد کی منزل ہے   یہی ہے آخر دنیا قیامت اول ہے
وہ جنتی ہے کہین جسکو لوگ اچھا ہے
قبول عام سے منشائے حق ہویدا ہے
ہر ایک شخص کو ہے رنج اُن کے مرنیکا   رضائے خلق ہے عین رضائے رب علا
عطائے صبر کی کر تو محب خدا سے دعا   خدا کے حکم سے ہے ناخوشی ضرور خطا
بلند سب سے سوا صابرون کا رتبہ ہے
جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے ملک اُسکا ہے

تاریخ وفات محمد یوسف حسین

(بروز چہار شنبہ وقت شب ۷ رمضان ۱۳۳۰ھ)

دنیا مین محب موت سے ہے کون بری   پھر حق سے تغافل بھی نہ ہے بے خبری
داخل ہوئے جنت مین محمد یوسف   ہے تیرہ سو تیس سال رحلت ہجری

قطعہ ایضاً

تیرہ سو تیس سال تھی ہجری کہ ناگہان   یوسف حسین ملک بقا کو ہوئے روان
آئے جہان سے تھے وہین واپس گئے محب   یہ قبر ان کی منزل اول کا ہے نشان
انا للہ وانا الیہ راجعون

۱۴۲۹۶
ح ۲۵۱
۱۶۱۴

رباعیات

رگڑا کیا تا عمر مساجد مین جبین کعبہ کو گیا وہان بھی پایا نہ کہین
زاہد سے کہا مین نے کہ عالم حق ہے آیا نہ مری بات پہ اندھے کو یقین

دیگر

یہ اسکی عنایت ہے جو چاہا وہ دیا شکوہ ہے کسی کا نہ شکایت نکلا
بلبل کو ملا گل تو ہمین عشق احد معشوق جو تھا جسکا وہی اسکو ملا

دیگر

مان باپ سے بچون نے جو پایا ہی وجود پھر فرق عقول ان مین ہی کیون مشہود
ہر چند ولادت کے ہین یکسان حالات توام مین بھی یہ فرق محب ہی موجود

دیگر

یہ فصل یہ ماہ و مہر یہ رات یہ دن ار پھر کے یہی آتے ہین سمجھین تو سُن
ہے دور و بروز مین کلام ان کو محب قرآن سے ثابت ہی تناسخ لیکن

دیگر

مر مر کے ہزار بار ہم جاتے ہین ار پھر کے اسی جہان مین پھر آتے ہین
کرتے ہین جو علم زندگانی مین حصول ہمراہ وہ لیجاتے ہین اور لاتے ہین

دیگر

کیا فائدہ ہر علم مین گو کامل ہے دوزخ مین ہے تو حق سے اگر جاہل ہے
دنیا سے جو غافل ہو وہی ہی ہشیار احمق نظر آتا ہے مگر عاقل ہے

تمام شد۔
بمقام حیدرآباد دکن۔

بتاریخ ۲۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء
العبد
محب حسین

۱۲	۱۹
۱۴	۱۴
۱۱	۷
۳۳	۱۵
۳۴	۹
۴۴	۳
۵۱	۱۶
۵۴	۱
۵۹	۱۸
۶۳	۲۱
۶۵	۷

HYDERABAD STATE

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲	۱۹	غلق	خلق	۶۶	۷	بود	پود	۱۱	۱۲	جو ابر کرم	ابر کرم
۱۶	۱۷	حورولقا	حورلقا	۸۵	۱۳	کو	کے	۱۵۳	۱۱	شغے	نشے
۱۱	۷	رشک اغیار	رشکِ اغیار	۸۵	۱۴	بھٹکتا	پھٹکتا	〃	۱۳	مزدور کام	مزدو کام
۳۴	۱۵	ہو	سے	۸۷	۱۷	کوئی	تمہیں	۱۸۲	۱۰	رشک	اشک
۳۶	۹	ستم	ستم	۹۲	۹	دیکھنے	دکھنے	۱۸۸	۱۸	ہوکہ	ہون
۴۴	۳	ترویت	تراریت	〃	۱۵	پر	پہ	۱۸۹	۱۳	ویکھے	دیکھے
۵۱	۱۶	پستی	بستی	۹۴	۱۴	پروسے نثار	پروسے پنثار	〃	۱۶	دہ	وو
۵۷	۱	یہ	تیر	۱۱۱	۱۱	جھکے	ٹھکے	۱۹۳	۷	نہیں	ہیں
۵۹	۱۸	غفلت دنیا	غفلتِ دنیا	۱۱۹	۲	سے یہ غم ہے	سے غم ہے	۲۰۵	۸	شب	سب
۶۳	۲۱	جسم کثیف و ریاضت	جسمِ کثیف بہ ریاضت	۱۲۲	۳	دوہ	مردہ	۲۰۷	۲۱	خراب	کباب
۶۵	۷	با	پا	۱۵۱	۹	شرم آتی	شرم آتی ہے	۲۲۰	۲۰	جسم قوم	جسمِ قوم

۱۳۲۹۶
۲۸۱۱ ح

رباعیات

رگڑا کیا تا عمر مساجد مین جبین　　کعبہ کو گیا وہان بھی پایا نہ کہین
زاہد سے کہا مین نے کہ عالم حق ہے　　آیا نہ مری بات پہ اندھے کو یقین

دیگر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۵	۵	نیا ۔	نئے	۲۶۹	۶	بفور	بغور	۳۵۲	۱۱	سومعہ	صومعہ
۲۲۹	۱	میری	تیری	۲۷۸	۳	کبھی رو	کبھی وہ رو	〃	۱۹	امان کی جستجو	امان کی یہ جستجو
۲۳۶	۱۵	پڑھتے	پڑھنے	۲۸۰	۱۳	موج	موجین	۳۵۹	۱	شیخ د مدور	شیخ مدور
۲۴۴	۲	جوان کو کودی	اُن کو ہاتھ مین دی	۲۸۵	۹	قہر	قیر	۳۵۹	۸	شرک پو	شرک پہ
〃	۱۵	جدا	جد	۲۸۹	۱۵	کرسی و فرش	کرسی و میز	۳۶۳	۲	پردہ جہل	پردہ وہ جہل
۲۴۶	۲۱	بقصد فورا	بقصد دغا	۲۹۹	۱۵	دنیا ردین	دنیا و دین	〃	۲۱	کہ جس کا سر ہے	کہ جس کو سر ہے
۲۵۲	۶	آب تاب	آب و تاب ہے	۳۰۴	۱۸	خفیس	خسیس	۳۶۴	۱۴	پھر یہ آدمی	پر یہ آدمی
〃	۱۶	عرش و علا	عرش علا	۳۰۷	۶	رکھتے	رُکتے	۳۸۴	۱۵	حضرت ہون	حضرات ہون
۲۵۴	۳	نقرہ وہ گوہر	نقرہ و گوہر	〃	۹	گردہ ز امراض	گردہ و امراض	۳۸۷	۲۱	مہذہب	مہذب
〃	۲۱	نو فلک ہے	نو فلک سو ہے	۳۳۳	۳	عورات ہی کامل	عورات کامل	۳۸۸	〃	در	ڈر
۲۶۳	۱۱	خم نیزہ ہی قلم بھی	خم نیزہ قلم بھی ہے	۳۳۹	۲۰	موجان	سوجان	۴۰۰	۲۰	ظاہر و یہ پنہان	ظاہر و پنہان
۲۶۷	۲۱	آتش گر یہی	آتش یہی	۳۵۰	۱	سو پیر	سو پیر یہ	۴۰۶	۶	ملین	ملے
								۴۱۴	۱۴	انھین	نہین

[illegible]
دنیا سے جو غافل ہو وہی ہے ہشیار　　احمق نظر آتا ہے مگر عاقل ہے

تمام شد۔

بمقام حیدرآباد دکن۔

بتاریخ ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۲ء
العبد
محب حسین

HYDERABAD STATE

RARE BOOK
NOT TO BE ISSUE

اعلان

خدا کے فضل و کرم سے اس مطبع مین ہر قسم اور ہر زبان کی کتابین اُردو۔ فارسی۔ عربی۔ ہندی تلنگی۔ مرہٹی۔ نہایت خوشخط صحیح عمدہ۔ جلد اور ارزان نرخ پر عمدہ سیاہی مصالح سے طبع ہوتی ہین اور فارم۔ نقشہ جات وغیرہ وغیرہ چھپتے ہین۔ یہ مطبع عرصہ ۱۲ سے اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری اور خوش معاملگی سے ادا کر رہا ہے جسکی شہرت و نیک نامی سے روز افزون ترقی ہے کیفیت نرخ وغیرہ خط و کتابت سے معلوم ہوسکتی ہے اسکے علاوہ ہر قسم کی کتب۔ اُردو۔ فارسی۔ عربی۔ درسی وغیرہ ویلوپے ایبل بکفایت روانہ ہوتی ہین۔

تصنیفات مولوی محب حسین صاحب

(۱) جذبات محب عگ

(۲) دیوان محب۔ جو قومی شاعری کا مرقع ہے عہ؍

(۳) مسدس توحید۔ جو ایک اعلیٰ درجہ کی نظم مسائل توحید مین ہے ۵؍

(۴) ڈراما وصال حق۔ یہ مسائل تصوف مین ایک اعلیٰ درجہ کا عام فہم رسالہ ہے۔ ۸؍

(۵) عالم خیال۔ اس مین خیال اور افعال و اعمال کی پوری کیفیت بیان کی گئی ہو ۴؍

(۶) رباعیات محب۔ اس مین قومی۔ حکمی اور فلسفی سب طرح کے مضامین موجود ہین ۶؍

(۷) ڈراما بوڑھے نواب کی شادی۔ شادی بیاہ کا ایک پورا خاکا ہے۔ ۳؍

(۸) میرا پہلا جرم۔ یہ فرانس کے بدمعاشون کی معاشرت کی تصویر ہے جس سے بہت سے مسائل تحقیقات سمجھ مین آتے ہین عہ؍

(۹) رقعات محب۔ یہ نادر کتاب مسائل تصوف مین ایک اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے اسرار باطنی نہایت آسان پیرایہ مین بتائے گئے ہین قیمت مجلد عہ؍ غیر جلد عہ؍

المشتہر

مینجر اختر دکن پریس افضل گنج حیدرآباد دکن